تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا ثبوت اور ملائکہ و عالم برزخ و الہام و حقیقت دوزخ و جنت اور نبوت اور معجزات کا بیان اور علوم قرآن اور
... رسوم مذاہب عرب اور پھر ان کی اصلاح کی کیفیت کا فوٹو کھینچکر پادریوں اور آریوں اور دہریوں اور نیچریوں کے شکوک
شبہات کا جواب شافی دیا اور انکی تحریف کا رد کافی کیا ہے اور دنیا کے مذاہب موجودہ پر بحث محققانہ کرکے یہ بات ثابت کر دی گئی ہو کہ سوائے
اسلام کے اور کوئی مذہب دنیا میں منجانب اللہ نہیں

جلد اول تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

مقدمہ تفسیر حقانی

۱۳۰۵ھ

حقیقت میں اسکے مصنف علامہ مولانا مولوی
ابو محمد عبد الحق صاحب نے اس زمانہ کے مفاسد اور خیالی کے فلسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلے علم کلام کی بنیاد ڈالی
ہے جو آیندہ مسلمانوں کے لیے عرصہ دراز تک کارآمد ہوگا۔ اس کتاب میں جس طرح ... دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے
... اس کی صاف اور اردو کی نہایت فصیح عبارت رکھی ہے۔ اب ... بعض حواشی ... ثانی

مطبع مجتبائی دہلی میں محمد عبد الاحد کے اہتمام سے طبع ہوئی

اٹھایا اور یہ حفظ امانت اسیکے حصے مین آیا کما قال تعالیٰ[۱] اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ[الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ]
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ الایہ پس اُنکے لیے یہی رحمت ہے کہ انکو اُنکے مناسب دنیاوی امور کے انتظام عطا فرما[ئے]

وہ اپنا گھر بناتی اور اُس مین شکار پھنساتی ہے ۔ پرند اونچے اونچے درختونکی شاخون اور بلند[یون پر گھونسلے بنائے] اُنکی چونٹیون
مین حشرات الارض کو بھی تعلیم کیا کہ وہ زمین مین سوراخ بنائین اور گرمی و سردی سے امن پائین [.....] ونکو جنگل و دا[.....]
صورت نوعیہ کو الہام ہوا کہ پانی کے وسیلے سے نرم خاک کو جڑونکے ذریعہ سے چوسکر اُسکے رنگ [.....] کیے تنے اور پھول پھل بنا[ئے .....] اور ہر درخت
خاص پر رہے تخالف نہونے پائے جو زمین پر بیل ہوکر پھیلتے ہین وہ بلند نہونے پائین بلند ہونے والے زمین پر بیل بنکر نہ پھیل جا[ئین] کا گول
وہ ہمیشہ گول رہے اور جسکا لمبا پتا ہے وہ ہر جگہ ویسا ہی رہے علے ہذا القیاس اور صدہا انتظامات ہین کہ جنکا ذکر یہان ناممکن ہے [.....] رتبا ا[نسان کو]
سب مین افضل بنایا اور علوم و ادراکات کا جامہ پہنایا جسطرح موالید ثلثہ مین جمادات سے نباتات اشرف ہین اور نباتات سے حیوانات افضل [.....] بیطرح
حیوانات مین انسان اعلیٰ ہے اس علو کے سبب اسکو سوا انتظامات معاش کے فکر مبدء و معاد بھی دیگئی اُسکے افعال مین اُسکو اختیار زیادہ [.....] کی وجہ
ثواب و عذاب آخرت کا مستحق ہوا ۔ اُس رحیم کریم کو اپنے پیارے انسان کی دنیا و دین معاش و معاد دونون کے انتظام کرنے پڑے اور دونون [.....] انتظام کیے

انتظام معاش اسطرح پر کیا کہ قوی نباتیہ[۲] و قوی حیوانیہ و انسانیہ اُسکو عطا کیے کہ جنکے ذریعہ سے ہر انسان خواہ عالم خواہ جاہل خواہ [.....] خواہ جوان
اپنے کاروبار طبعی کھانا پینا ہضم کرنا پاخانہ پھرنا جماع کرنا سونا جاگنا مضر چیزونسے دور رہنا منافع کی طرف ملتفت ہونا وغیرہ وغیرہ کو پورا کرتا [.....]
اسکے بعد دیگر اسباب معاش کے پیدا کرنیکے لیے ہر ایک کو علے حسب مراتب قوت بخشی اور اُسی نوع کے بعض بعض اشخاص کو ممتاز و خاص کر لیا کہ اُنکو
کے اختراع کی توفیق دی کسیکو بڑھئی کے کام مین ایسا الہام[۳] ہوا کہ اُسنے لکڑی کی ہزارون عمدہ عمدہ کار آمد چیزین بنائین کسیکو لوہے کے کام مین ا[.....]
عجیب عجیب ایجاد کیے کسی نے تار برقی ریل گاڑی دُخانی جہاز کپڑا بننے کی عجائب غرائب کلین فوٹوگراف[۴] ٹیلوفون[۵] عمدہ [.....] تار پیدا [.....]
چیزین ایجاد کین پھر اُنکی وجہ سے تمام نوع انسان اُسکے فائدے کی مستحق ہوگئی اسیطرح تجارت و زراعت [.....] کے فنون کے
اور اُنکے ولمین ان ان چیزونکے الہام ہوئے پھر اُنکی وجہ سے عالم مین سب نے نفع حاصل کیا اسیطرح انسانکے سمانی [.....] نفع پہنچا
اور ڈاکٹرون نے طرح طرح کی فائدہ بخش چیزین طیار کین ۔ **انتظام معاد** کا یہ طور رکھا کہ انسان کو ایک قوت [.....]
خالق کی طرف رجوع کرتا اور نیک و بد باتون مین حتے المقدور تمیز کرتا ہے اور اس قوت کو **عقل** کہتے ہین ہر چند عقل سلیم نے امور آخرت [.....]
کیا چنانچہ فن الٰہیات سے یہ بات ظاہر ہے لیکن ان چند وجوہ سے عقل تنگ آگئی اور الہام کی محتاج ہوئی **اوّل** یہ کہ قوت [.....] اکثر جگہہ عقل سے بڑھ [.....]
پیش آتی ہے بس کبھی مغلوب کبھی غالب ہوجاتی ہے ۔ دیکھو جب کسی تنہا مکان مین رات کو مردہ دکھائی دیوے تو فی الجملہ خوف معلوم ہوتا ہے حالانکہ عقل کا یہی [.....]

[۱] جسے آسمانون اور زمین اور پہاڑ کے آگے امانت پیش کی پس وہ نہ اٹھا سکے اور اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُسکو اُٹھا لیا ۔ ۱۲ منہ [۲] انسان چونکہ جامع نباتات حیوانات [.....]
فائق ہے دیکھو اول کمال جسم کے لیے نفس جمادی ہے پھر اُس سے زیادہ بڑھا تو اسکو نفس نباتی عطا ہوا اُس سے بھی زیادہ کمال کو پہونچا تو نفس حیوانی ملا اُس [.....] زیادہ کامل ہوا [.....]
ملا جیسا کہ کسی عرق کو ایک آتشہ پھر دو آتشہ پھر سہ آتشہ کرکے کامل بناتے جاوین اسیطرح ایک مشت خاک کو کمال دیتے دیتے انسان بنا دیا) اسلیے اُسکے نفس [.....] کو جسطرح
و قوی نباتیہ بڑھنا غذا حاصل کرنا وغیر ذلک و قوی حیوانیہ حس و حرکت کرنا چلنا پھرنا دیا گیا اسیطرح قوی انسانیہ بھی عطا ہوئین جیسا کہ امور کلی کا دریافت کرنا و [.....] ۱۲ منہ [۳] [.....]
بنانیکا آلہ ۔ ۱۲ منہ [۴] دور سے آواز سنائی دینے کا آلہ ۔ ۱۲ منہ [۵] سمندر مین جہازونکے اُڑا دینے اور ڈبو دینے کا آلہ ۔ ۱۲ منہ [۶] بعض جاہلون نے اس الہام کو الہام [.....]
فرض کرکے مصنف علامہ پر اعتراض کیا ہے حکیم غلام حسن ۔ اس سے مراد یہ ہین کہ پتھر کو انسان کر دیا بلکہ انسان مین جو جمادیت [.....] انیت ہے اسکے مراتب مین [.....]

کچھ ضرر متصور نہین اسیطرح جب دو بلند دیوارونکے درمیان ایک تختہ کہ جو بالشت برابر چوڑا ہو رکھدیا جاوے تو اسپر چلتے وقت وہم اسقدر
ہات لگھڑا کر آدمی گر پڑتا ہے حالانکہ بحکم عقل اسی تختہ پر بشرطیکہ زمین پر دھرا ہو بخوبی چلسکتا ہے۔ **دوم** عقل اس بات کی عادی ہے کہ
ی ہے اور جو چیز حواس خمسہ سے باہر ہو وہان اسکے دریافت کرنے مین مقدمات ترتیب دیکر نتیجہ نکالنا پڑتا ہے بس وہان طرح طرح کی
ی ہین کہ جنکے اہل **منطق** بھی شاہد ہین۔ الغرض جو چیزین کہ محسوس نہین اُنکے دریافت کرنے مین عقل کو بڑی دقت پیش آتی ہے عالم آخرت کے
ات وصفات وغیرہا بھی محسوس نہین ہین اُنکے دریافت کرنے مین بھی عقل کا قافیہ تنگ ہے۔ **سوم** بدن کے حالات صحت و مرض بھوک اور
ہر کے متغیر ہونے سے انسان کی عقل ہر وقت یکسان نہین رہتی لڑکپن کی عقل اور جوانی کی اور بڑہاپے کی اور تندرستی کے وقت عقل کی اور حالت
ے وقت اور خدا تعالی کا یہ قول اس بات پر شاہد عادل ہے حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ
مَتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ [۵۱] نہین وجہ
اف ہے کوئی کسی بات کو اچھا کوئی برا جانتا ہے الہیات مین ایک مسئلہ علم باری ہی دیکھیے اسمین کسقدر مختلف اقوال ہین کہ جنکی
تی ہے کوئی حکیم کچھ کہتا ہے کوئی فلاسفر کچھ اور ہی کہتا ہے اُسکے بعد عالم کے حدوث و قدم مین کسقدر اختلاف ہی خیر الہیات تو
تو ... ہونا کچھ بعید نہین آپ طبیعات اور عنصریات ہی کے مسائل کو ملاحظہ فرما لیجیے کہ کسقدر مخالف اقوال ہین مدت تک قدماء کا یہی قول تھا
کیا کہ ... یہ چار اصل الاصول عنصر بسیط ہین آگ۔ پانی۔ ہوا۔ خاک اُسکے بعد حکماء حال نے اور بہت سے بسائط اپنے دلائل سے ثابت کیے
کو ... سے بھی زیادہ ہے حکماء کا ایک فریق ہفت افلاک عرش و کرسی کا قائل ہی اور فلک الافلاک کی گردش سے رات اور دن کا پیدا ہونا مانتا ہی
... اسکا منکر اور زمین کی حرکت کا قائل ہے علے ہذا القیاس اور صدہا چیزین ہین کہ جنمین سخت اختلاف ہے اُسکو بھی جانے دیجیے خود ایک عاقل کی رائے
مین ... پڑجاتا ہی بسا اوقات آدمی کسی بات کو صحیح کہتا ہی پھر آپ ہی دوسرے وقت اسکو غلط بتلاتا ہی۔ آپکو اس بیان سے یہ تو خوب ہی معلوم ہوگیا
کہ ... عقل (کہ جسکو آفتاب جہانتاب کہین تو بجا ہو اور جسکو غیب دانی کی دوربین کہین تو روا ہے) غلطی سے محفوظ نہین [۵۲] بالخصوص اُن چیزون
مین ... جن حواس کی رسائی نہین جیساکہ عالم آخرت کے حالات یا باری تعالی کی ذات وصفات یا خود نفس ناطقہ کے حالات واسباب کمالات یہان سے
آپکو ... یہ معلوم ہوگیا کہ فرقہ آریہ [۵۳] **سماج** کی جس طرح سے کہ یہ رائے غلط محض ہی کہ مخلوقات کو اپنے خالق کیطرف کچھ حاجت باقی نہین رہی) اسیطرح
یہ رائے بھی ... لغو ہے کہ تنہا عقل کافی ہی اسکو مدد الہام کی کچھ ضرورت نہین۔ آپ فرمائیے کہ اگر عقل کافی ہوتی تو ضرور تھا کہ وہ غلطی سے محفوظ ہوتی اور جب اسکا
غلطی ... ان مواضع مین یقیناً ثابت ہوگیا تو پھر کافی ہونا کہان ؟ اور ان مواضع مین غلطی کرنا تو اظہر من الشمس ہی کیونکہ اگر غلطی نہوتی تو مسائل مذکورہ مین
سب لوگ اہل حق اور راستی پر شمار کیے جاتے حالانکہ اُنکے اقوال باہم ایک دوسرے کے نقیض صریح ہین اور اجتماع النقیضین باطل ہی۔ جب آپکو خوب یقین ہوگیا

---

[۵۱] جب آدمی ... چالیس برس کو پہنچتا ہی تو یہ دعا کرتا ہے کہ اے رب مجکو یہ توفیق دے کہ مین تیری اُن نعمتون کا کہ جو مجکو اور میرے مان باپکو دین شکریہ ادا کرون اور ایسے اچھے کام کرون کہ جو تجکو پسند ہون اے رب میرے اولاد مین صلاحیت دے مینے تیری طرف رجوع کیا اور مین تیرے حکم بردارون مین سے ہون۔ ۱۲ ترجمہ

[۵۲] اور اسی لیے سائنس بدلتا رہتا ہی کبھی ایسا مرتبہ حاصل نہین ہوتا کہ یقین کر لیا جائے کہ یہ سائنس نہین بدلیگا یا آج کی تحقیقات مین دس بیس برس بعد کوئی غلطی ثابت نہوگی حاشا وکلا پھر کس بھروسہ پر سائنس سے الہام انبیاء کا مقابلہ کیا جاوے۔ ۱۲ منہ

[۵۳] ... اہل ہند کا ایک فریق جدید ہے کہ جو مخلوقات کو موجود ہو نیکے بعد خالق کا محتاج نہین جانتا۔ تنہا عقل کو کافی سمجھتے ہین۔ رسولونکے منکر ہین اور ضرورت رسالت کے سخت مخالف ہین ہنود کی ... بناء ... تہرین وید رگ وید و یجر وید کے اکثر مضامین بت پرستی کے منکر یا مأول ہین اس دہرم کا بانی دیانند سرستی ہے جو ایک شخص مشہور ہے۔ ۱۲ منہ

[illegible] ضروری اسباب مہیا کر دیے چنانچہ اُسکا ذکر آچکا ہے) انسان کو حالت تباہ مین
کیونکر دلیلہ سلتی تھی۔ پس جسطرح اسنے معاش کی اصلاح کیواسطے سامان مہیا فرمائے اور اُنکی تکمیل کے لیے چند لوگ مستثنےٰ کیے کہ جو بذریعہ الہام الہی طرح طرح
کے ایجادون پر قادر ہوکر اُستاد زمانہ کہلاے اور اُنکا امر معاش مین فیضِ عام جاری ہوا اسیطرح انسان کی اصلاح حال وتہذیب نفس ونفع آخرت کے واسطے ایک جماعت
برگزیدہ لوگونکی قائم کی کہ جنکو **فہیم**[۱] کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے۔ آنکے دلون سے حجاب جسمانی اُٹھائے جاتے اور اُنکو عالم
ملکوت کے عجائب اسرار دکھاے جاتے ہین۔ اُنکو اُس عالم کے علوم اور احوال عمدہ شوق وتجرید سے آراستہ اخلاق وصورت وسیرت سے پیراستہ بنایا جاتا
انکی وجہہ سے انسان کے نفس کی اصلاح اور دارین کی فلاح ہوتی ہے جسطرح کہ تار برقی اور ریل وغیرہ امور کے موجد دنیاوی اُستاد ہین اسیطرح یہ لوگ ان
امور مین ہادی دین ہین اُنکے چند اقسام ہین پس جو لوگ عبادت سے تہذیب نفس کرنیکے علوم رکھتے ہین اُنکو **کامل** کہتے ہین۔ اور جنکو اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل
وغیرہ کے علوم دیے جاتے ہین اُنکو **حکیم** کہتے ہین اور جنکو سیاست کلی اور عدل وانصاف کے علوم ملتے ہین تو اُنکو **خلیفہ** کہتے ہین۔ اور جنسے عالم بالا کے لوگ کلام
کرتے اور دکھائی دیتے ہین اُنکو **مؤید بروح القدس** کہتے ہین۔ اور جنکے دل اور زبان پر وہ نور اور فیض رکھا گیا کہ اُنکی صحبت سے لوگ [illegible] ہین
اور اُنکو ہر وقت تعالیٰ کا خیال رہتا ہو تو اُنکو **ہادی** کہتے ہین۔ اور جنکو ملت ومذہب کی اصلاح کے علوم اور اُنکے [illegible] سلسلہ [illegible] ہین وہ
امام کہلاتے ہین۔ اور جنکا یہ حال ہو کہ وہ علائق جسمانی سے مجرد ہوکر عالم حشر ونشر کے احوال [illegible] قوم کی [illegible] بلیات آیندہ پر واقف ہوکر
لوگونکو اُس سے متنبہ کرتے ہین اُنکو **منذر** یا **نذیر** کہتے ہین۔ اور حسب حکمت الہی اور رحمت نامتناہی خلق کی اصلاح [illegible] کسی شخص کو اُنکی
نافرمانی پر خدا کی ناراضی اور اطاعت پر خوشنودی ہوتی ہے اور جنکو موافق [illegible] اعلیٰ مین [illegible] ہوتا ہے [illegible]
خلق کو تاریکی سے نجات دیتا اور روشنی مین لاتا ہو اور اسکا نفس [illegible] عالم جبروت
وملکوت ہوتی ہے تو اسکو ادنی توجہ سے بہ بات حاصل ہوجاتی ہے اور اُسکا نفس [illegible] آفتاب جہانتاب کی مانند ہوتا ہو کہ اُسکی روشنی سے لوگ منور ہوتے ہین
اور یہ شخص عقل کو غلطیونکی سخت دلدل سے نجات دیتا ہے اور یہ شخص جب حظیرۂ قدس کی طرف متوجہ ہوکر ہمت کرتا ہے تو عالم اجسام بلکہ عالم ملکوت
مین اسکا تصرف ہوجاتا ہی جو باتین عادت کے خلاف ہین وہ اس سے سرزد ہوجاتی ہین۔ اُسکے اشارہ سے درخت چلے آتے ہین پتھر اپنی جگہ سے ہٹجاتے ہین
دریا زمین کا کام دیتا ہے آگ پانی کیطرح سرد ہوجاتی ہے ہزارون وہ چیزین کہ جو حس سے خارج ہین اُسکو دکھائی دیتی اور اُس سے کلام کرتی ہین تمام
لوگ اُسکی اطاعت کرتے ہین وغیرہ وغیرہ باتین کہ جنکو **معجزات** کہتے ہین پس ایسے شخص کو **نبی** کہتے ہین اگر اسکو شریعت جدید اور کتاب آسمانی بھی ملتی
ہے تو اسکو **رسول** کہتے ہین اور اُسکے پیرو ون مین جسکو وہ نفس قدسی عطا ہوتا ہے کہ اسمین اُسکے انوار اس طرح منعکس ہوتے ہین کہ جسطرح آفتاب کے
انوار آئینہ مین اور پھر کبھی اُس سے بھی خوارق عادات سرزد ہونے لگتے ہین کہ جنکو **کرامت** کہتے ہین تو اس شخص کو **ولی** کہتے ہین پھر اولیا کے
بہت سے اقسام ہین **غوث** **قطب** وغیرہ کہ جنکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین (**یہان سے**) آپکو یہ بھی خوب معلوم ہوگیا کہ نبی ایسے برگزیدہ کو
کہتے ہین کہ جسکو یہ کمالات حاصل ہون نہ یہ کہ نبوت کسی قوت کا نام ہے کہ جو انسان کے اعضاء دل ودماغ سے [illegible] اور قوی کے تعلق رکھتی ہے اور
نہ یہ کہ [illegible] اخلاق انسانی کی تعلیم [illegible] کا ملکہ مقتضی اُسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہی جیسا کہ سید احمد خانصاحب اپنی

[۱] لفظ فہیم ایک اصطلاح خاص ہے جس سے حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام مراد ہین - ۱۲ منہ

حکیم
خلیفہ
مؤید بروح القدس
ہادی
امام
منذر
نبی

تفسیر ۔۔۔ کے صفحہ ۲۰ مین لکھتے ہین اور اسکو ایسا ملکہ بتلاتے ہین کہ جیسا لہار بڑھئی کو اپنے فن کا ملکہ ہوتا ہی کہ جسکی وجہ سے وہ اپنے فن کا پیغمبر کہلاتا ہے۔ سید صاحب کا اس رائے مین بھی غلطی کرنیکا اُن تینون سببون مین سے غالبًا اخیر سبب باعث ہوا۔ اول تو اس قول مین یہ غلطی ہی کہ نبوت کوئی ملکہ جسمانی نہین ہی جیساکہ وہ فرماتے ہین **قولہ** اور جسطرح کہ قوی انسانی بمناسبت اُسکے اعضا کے قوی ہوتے جاتے ہین اسیطرح یہ ملکہ بھی قوی ہوتا جاتا ہی الخ کیونکہ نبوت قوت روحانی ہی کہ جسکی وجہ سے ایسے بڑے بڑے بھاری کام اُس سے سرانجام پاتے ہین قوت جسمانی یا ملکہ جسمانی (کہ جو جسم کے قوی وضعیف ہونیکی وجہ سے قوی وضعیف ہوتا ہو) کبھی اس بات کی صلاحیت نہین رکھتا (دوم[۲]) یہ تعریف اُس شخص پر بھی صادق آتی ہی کہ جو بالاتفاق نبی نہین دیکھیے زید عمر جو واعظ یا رفارمر ہین انہین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضاے اُنکی فطرت کے خدا سے عنایت ہی لیکن وہ ہرگز ہرگز پیغمبر نہین بلکہ اُنکی عقل ہنوز الہام اور فیض نبوت کی محتاج ہی بہت باتو نمین وہ غلطی کرتے ہین **ہان** اگر سید صاحب اس بات کے قائل ہوجاوین کہ ایسے واعظ بھی پیغمبر ہین تو یہ اور بات ہے مگر جب نبوت ایسی ارزان[۱] ہوجاویگی کہ وہ نبی بھی اپنی رای مین اغلاط کی دلدل سے نجات نہ پاوے تو پھر نبوت کس مرض کی دوا ہی؟ پھر تو آریہ سماج کی رای ٹھیک ہی کہ نبی کی کچھ ضرورت نہین (سوم[۳]) جب نبوت ایسی قوت ہوئی کہ اعضا کے قوی ہونے سے قوی ہوتی جاتی ہی تو پھر سید صاحب کا یہ قول صفحہ ۲۹ نبی کو اہنی ماں کے پیٹ ہی مین کیون نہو نبی ہوتا ہی النبی نبی ولو کان فی بطن امہ جب یہ پیدا ہوتا ہی تو نبی ہی پیدا ہوتا ہے الخ کسیطرح صادق نہین ہوسکتا کیونکہ جب نبوت بڑھئی لہار کے ملکہ کی طرح ایک جسمانی قوت یا ملکہ ہے کہ جو جسم کے قوی ہونے پر موقوف ہی تو ماں کے پیٹ مین یا وقت ولادت جسطرح بڑھئی لہار کے فن کا ملکہ حاصل نہین ہوتا اسیطرح یہ ملکہ نبوت بھی حاصل نہ ہونا چاہیے کیونکہ اسوقت جسم کو یہ قوت کہان؟ (چہارم[۴]) حضرت کا یہ قول صفحہ ۱۳۱ اور اسی لیے اشاعرہ و ماتریدیہ نے نبی اور امت کی مثال سلطان و رعیت کی سمجھی ہی مگر میری سمجھ مین یہ مثال ٹھیک نہین نبی اور امت کی مثال راعی اور غنم کی سی ہی گو نبی و امت انسانیت مین شریک ہین جیساکہ راعی و غنم حیوانیت مین مگر نبی و امت مین فطرت نبوت کی ایسی ہی فصل ہی جیسی کہ راعی و غنم مین ناطقیت کی بالکل غلط ہوجائیگا کیونکہ نبوت جب ملکہ جسمانی ہی تو پھر نبی کو راعی کہنا (جیساکہ یہود آنحضرت علیہ السلام کو کہتے تھے جسکی بابت حق سبحانہ نے مسلمانونکو اس گستاخی کے کلمہ سے منع فرمایا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا کہ کلام کے وقت آنحضرت سے راعنا مت کہو کیونکہ اسمین اشارہ راعی ہونیکی طرف ہے بلکہ انظرنا کہو) اور امت کو بھیڑ بکری قرار دینا صحیح نہین کس لیے کہ یہ دونون یعنے راعی اور غنم بسبب اختلاف فصل کے مختلف الحقیقت ہین جیساکہ خانصاحب خود ہی فرماتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی انسان بسبب کسی وصف فطری یا قوت جسمانی یا ملکہ جسمانی کے دوسرے انسانونکی نسبت مختلف الحقیقت نہین ہوسکتا کیا کوئی لہار یا بڑھئی جو اپنے فن کا بڑا کامل (اور بقول سید صاحب پیغمبر) ہو اور لوگونکی نسبت ایسا مختلف الحقیقت ہوسکتا ہی کہ جسطرح انسان اور غنم مختلف الحقیقت ہین؟ نہین ہرگز نہین اور اگر بفرض محال یون ہی ہو تو پھر یہ قول سید صاحب کا قولہ صفحہ ۱۳۱ اسی باریک دقیقہ کی طرف خدانے اشارہ کرنیکو اپنے نبی کی زبان سے یہ کہوایا کہ " اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ " کسیطرح صادق نہین آتا کیونکہ جب نبی بسبب اختلاف فصل کے اور انسانون سے مختلف الحقیقت ہوگیا تو پھر انا بشر مثلکم کہ مین تمہاری طرح کا بشر ہون کسیطرح درست نہین ہوسکتا۔ اب اگر غور فرمائیے تو یہ مثال سید صاحب کی بھی درست نہین مین سخت حیران ہون کہ کیون سید صاحب متقدمین پر اعتراض جمانیکو اُنکی طرف کوئی بات از خود منسوب کردیتے ہین پھر اُسکے برخلاف اپنی تحقیقات بیان فرماتے ہین کہ جو بیشتر غلطی سے خالی نہین ہوتی۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ نے یہ مثال رعیت اور بادشاہ کی کہان دی ہی؟ اور نبوت کو وزارت یا بخشی گری کی مانند خدائی عہدہ کون کہتا ہی؟ بلکہ جمہور علماء اہل اسلام نے نبوت کے معنی یہی بیان فرمائے ہین جو ہمنے

[۱] اس ارزانی اور بیقدری نبوت کا کیا ٹھکانا ہے کہ بموجب پرچہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ علیگڈہ بقول خانصاحب بہادر دیانند سرستی ۔ بابو کیشب چندر بنگالی بھی نبی ہین ۔ ۱۲ منہ۔

غرض کہیے حضرت شاہ ولی اللہ اور امام غزالی وغیرہما اکابر کے کلام کو ملاحظہ فرمائیے۔ اب ہم اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہین۔ الغرض جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہی کہ اس عالم حادث کا کوئی موجد (کہ جسمین سب صفات کمال پائے جاتے ہین) ضرور ہی تو وہ اس بات پر بھی ضرور ہی یقین رکھتا ہی کہ جس رحیم نے اپنی رحمت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر چیز کا انتظام لائق اور اصلاح فائق فرمائی ہی کما قال اَعْطٰی کُلَّ شَیْئٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی[۱] اُسنے انسان[۲] کی اصلاح نفس کی بھی کوئی نہ کوئی تدبیر کی ہی اور وہ مدبر انسان تنہا عقل ہو نہین سکتی جیسا کہ اُسکا بیان گذرا پھر اُسکی تدبیر یہی ہی کہ وہ انہیں لوگوں مین سے بعض وہ لوگ برگزیدہ[۳] بھیجے کہ جنکی روح آفتاب جہانتاب عالم آرا عقل کو تاریکی شکوک و اوہام سے نجات بخشے اور اُسکا نفس قدسی ہر طرحکی رذالت اور جہالت سے معصوم ہو۔ اور وہ اپنے اقوال و افعال مین تمام لوگونکے لیے فطرت کا سچا نمونہ ہو کہ ہر شخص اپنے علوم اپنی عادات اپنے معاملات اپنے مکاشفات بلکہ جسقدر انسان کے لیے کمالات ممکن ہون ان سبکو اُس پیمانہ فطرت کے ساتھ موافق اور اُسکے مطابق کرے پس اسلیے یہ بھی ضرور ہوا کہ وہ تمام لوگون سے افضل ہو ہم ایسے شخص کو **نبی** کہتے ہین خواہ مخالف اُسکو کسی اور لفظ سے تعبیر کرے یا کچھ اور نام سے پکارے اس سے ہمکو کچھ بحث نہین اور یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس نبی کی ضرورت اور جسکی حکمت الٰہی اور رحمت خدائی مقتضی ہی وہ ایسا نبی ہی کہ جسکا بیان ہوا نہ وہ نبی کہ جسکے سید احمد خان صاحب قائل ہین ؎ (**پھر انبیا بھی درجہ مین کم زیادہ ہین**) سب سے درجہ مین زیادہ وہ نبی ہی کہ جسکے نور نبوت نے زیادہ عالم کو منور کیا اور جسکے فیض و برکت سے زیادہ لوگون نے نفع اُٹھایا جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ **نبی** کی یہ شان ہی کہ وہ لوگونکو اُن باتون کی تعلیم فرمائے کہ جو اصل فطرت مین داخل ہین اور اپنے کلام مین وہ رعایت رکھے کہ جسکو خاص و عام سمجھین اور لوگون سے اُنکی عقل کے موافق کلام کرے دلائل فلسفیہ و براہین منطقیہ سے جو مخاطبونکی فہم مین نہ آسکین پرہیز کرے۔ جو جو خرابیان اُسوقت لوگونمین شیوع پاگئی ہون اُنکو مٹا دیوے جو اصل فطرت کی باتین ہون اُنکو قائم رکھے کیونکہ جس قوم مین نبی مبعوث ہوتے ہین گو اُنکی بداعمالی اور خلاف فطرت ہی اُنکی بعثت کا سبب ہوتا ہی لیکن اُنکی کل باتین بُری نہین ہوتین پس جو باتین اچھی ہین نبی اُنکو قائم رکھتا ہی۔ شرک و بدعت جور و ظلم وغیرہ وغیرہ قبائح مٹاتا ہی عدل و انصاف صلہ رحمی تواضع حلم استبازی کو قائم کرتا ہی۔ خدا کے اوصاف حمیدہ خلق پر ظاہر کرتا اور اُسکی نسبت شریک وغیرہ جو جو عیوب لوگون نے اپنی نافہمی سے لگا رکھے ہین اُنکو دور کرتا ہی۔ انسان کے اعمال کی جزا و سزا حسن و قبیح کو وہی ترازو بیان مین تولتا ہی عالم آخرت مین جو کچھ انسان پر بعد مفارقت جسم کے پیش آتا ہی وہی اُسکا عقدہ کھولتا ہے۔ اس عالم کی ابتدا و انتہا کو وہی پورے طور پر بتلاتا ہے۔ اور نبی کی یہ شان نہین کہ وہ ریاضیات و طبعیات کے مسائل تعلیم فرماوے اور نہ یہ کہ وہ ہوا بادل بجلی آسمان و زمین بارش زلزلہ وغیرہ امور کی ماہیت اور اُنکے اسباب[۴] بیان کرے۔ اور نہ یہ کہ وہ اگلے لوگونکی بے نتیجہ تاریخ بیان کیا کرے اور اُنکے قصے و کہانی سنایا کرے۔ ہان اسکا مضائقہ نہین کہ کچھ وعظ و پند کے طور پر اگلے لوگونکے حالات مجمل طرح سے بیان کرے کہ جس سے سنکر عبرت ہو نہ یہ کہ اول سے آخر تک بالترتیب[ف] کیسکی سرگذشت یا وقائع عمریہ بیان کرے اور اسی وجہ سے ایک شخص کے قصے کو حسب وقت بلا ترتیب تقدیم و تاخیر کئی بار ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ قرآن مجید مین بھی اسی لئے موسٰے و فرعون وغیرہما کے قصون کو

[۱] ہر چیز کو اُسکے لائق طور پر پیدا کیا پھر اُسکو صلاح کے اسباب کی طرف رہنمائی کی۔ ۱۲ منہ [۲] کیونکہ یہ انسان اُسکی مخلوقات مین زیادہ اشرف ہی کس لیے کہ جو باتین جمادات نباتات حیوانات مین پائی جاتی ہین وہ سب اسمین پائی جاتی ہین اور اُنکے علاوہ اور بھی کمالات ہین جو انمین نہین اس لیے اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کہ ہمنے آدم کو معزز و مکرم بنایا ۱۲ منہ [۳] چنانچہ قرآن مجید نے اسی لحاظ سے روح کی حقیقت بیان کرنے سے یا چاند کے چھوٹا بڑا ہونیکی وجہ بیان کرنے سے اعراض کیا اور مخاطبونکی استعداد کے لحاظ سے اُنکے کیسقدر حالات سے مطلع کیا روح کے باب مین من امر ربی پر بس کی اور ہلالون کی نسبت قل ہی مواقیت للناس والحج ہی پر سکوت فرمایا۔ ۱۲ منہ [ف] بعض پادریونکے نمکخوارون نے اپنی بائبل کو خصوصاً تاریخ سلاطین کو جو محض تاریخ ہی کلام الٰہی بنانے کے لیئے مصنف علام پر معارضہ کیا ہے کہ اس سے سورہ یوسف کا غیر الہامی ہونا ثابت ہوتا ہی۔ اسکا یہ معارضہ غلط ہے کیونکہ اول تو سورہ یوسف مین مورخانہ طور وقائع کا بیان نہین ہاں علی سبیل تسلیم وہان اسکے بعد نتائج بھی بیان کر دیے گئے ہین اخیر سورہ مذکور کو دیکھو پس سورہ مذکورہ اس سے بری ہے۔ ۱۲ حکیم غلام حسن۔

+ + + + + + + + + + + + + + +

بلا لحاظ ترتیب چند جگہہ ذکر کیا ہے ہان یہ ہو سکتا ہے کہ قومون کے آئندہ حالات یا اُنپر آنیوالے مصائب یا انعام بطور پیشینگوئی کے ذکر کر دے تاکہ اُسوقت کے لوگونکو کار آمد ہون - چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی غرض سے بہت سی چیزونکی خبر دی ہے - اس فصل مین یہ چند چیزین خوب طرح ثابت ہوگئین (۱) خدا تعالیٰ کا موجود ہونا (۲) اُسمین صفات کمالیہ کا پایا جانا (۳) عیوب سے پاک ہونا (۴) نبی کا مبعوث کرنا (۵) نبی وہ شخص ہیکہ جسمین وہ کمالات ہون کہ جنکا ہمنے ذکر کیا نہ وہ شخص کہ جسکے سید احمد خان صاحب قائل ہین (۶) نبی کا معصوم ہونا اور رذائل خصائل سے پاک و صاف ہونا (۷) اُسکو تہذیب نفس کے متعلق کلام کرنا (۸) اور غیر ذلک باتون سے سکوت فرمانا الا بقدر ضرورت ؛

فصل دوم

فصل دوم معجزات کے بیان مین ؛

شاید آپکو ہمارے بیان سابق سے کچھ تردد پیدا ہوگا کہ نبی کا کام تو ہدایت و رہنمائی ہے یہ عالم مین تصرفات اور معجزات کہ جو بظاہر قانون قدرت کے برخلاف ہین کیا چیز ہین ؟ غالباً یہ مسلمانون کے پرانے خیالات ہین کہ جو ابتداء عمر سے سنتے سنتے دلونمین ایسے راسخ ہوگئے ہین کہ انکا منکر کافر شمار کیا جاتا ہے اور آجکل کے اہل یورپ (کہ جنکی تحقیقات کے آگے افلاطون و ارسطو طفل مکتب ہین) ان بڑھیون کی پرانی کہانی پر قہقہہ مار کر ہنستے ہین ؟ اسلیے اب مجکو اس مقام پر چند باتونکی تحقیق ضروری ہوئی) (۱) یہ کہ معجزہ کیا چیز ہے (۲) وہ ممکن بھی ہے کہ نہین (۳) وہ نبی سے کس حکمت کے لیے صادر ہوتا ہے آیا نبی کی نبوت کی تصدیق کرسکتا ہے یا نہین ؟ پہلی بات کی تحقیق اس طرح پر ہے - جو چیز کہ خلاف عادت اور برخلاف قانون قدرت یعنی بغیر اس بات کے کہ وہ اپنے اسباب عادیہ پر مبنی ہو - کسی شخص سے سرزد ہو تو اسکو خارق **عادت** کہتے ہین مثلاً عادت یون جاری اور قانون فطرت اسطرح پر ہے کہ بھوک پیاس کھانے پینے سے دور ہوتی ہے - یا درخت اور پتھر اور حیوانات گائے بھینس وغیرہ انسان سے کلام نہین کرتے کوئی درخت یا پتھر کسی کے بلانے سے بحرکت ارادیہ نہین آسکتا - یا کوئی شخص دریا پر زمین خشک کی طرح نہین چلسکتا - یا ایک آدمی کا کھانا صدہا آدمیون کو شکم سیر نہین کرسکتا - نہ سیر آدھ سیر پانی کسی کے ہاتھ لگانے سے لشکر کو سیراب کرسکتا ہے نہ کوئی شخص ایک مشت خاک سے صدہا آدمیونکو اندھا کرسکتا ہے وغیر ذلک - پس جو کوئی ایسا کردے تو یہ کام اسکا خارق عادت ہے اب یہان سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جو کام بذریعہ آلات و اسباب ہون خواہ وہ اسباب مخفی ہون یا ظاہر جیسا دوا سے بیمار کو تندرست کرنا کشتی کے ذریعہ سے دریا عبور کرنا خارق عادت نہین پس جو باتین کہ سحر اور **طلسم** کے ذریعہ سے ہون یا نیرنجات کے شعبدے ہون وہ بعض محققین کے نزدیک خارق عادت نہین کیونکہ اُنکے اسباب مخفی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتے **لیکن** مین نے جو تحقیق کیا تو یون معلوم ہوا کہ سحر کا ایک طور یہ بھی ہے کہ بذریعہ ارواح خبیثہ و شیاطین کام کیے جاتے ہین اُنکے لیے اسباب عادیہ مین سے کوئی سبب نہین ہوتا اس لحاظ سے اُسکو خارق عادت کہہ سکتا ہون - ہان اگر اُن شیاطین و ارواح خبیثہ کو سبب مخفی قرار دیا جاوے تو خارق عادت نہین - پھر یہ خارق عادت اگر مدعی نبوت سے ظاہر ہو تو اسکو **معجزہ** کہتے ہین کہ مخالف کو اُسکے مثل کام کرنے سے عاجز کردیتا ہے - اب خواہ مدعی نبوت سے یہ معجزہ ایک معمولی طور پر صادر ہو یا اُسوقت نبوت کا دعوی بھی ہو - اگر یہ خارق نبی کے پیرو سے صادر ہو پس اگر وہ ولی ہے تو اسکو **کرامت** کہتی ہین اور اگر غیر ولی مومن [illegible] در ہو تو اُسکو معونت کہتی ہین اور جو نبی سے قبل نبوت کے سرزد ہو تو ارہاص کہتے ہین اور اگر بد شخص سے صادر ہو تو اسکو **استدراج** کہتے ہین (**دوسری بات** [illegible] ق اسطرح پر ہے) کہ کسی کام کا کرنا اُسکے فاعل کی قوت پر موقوف ہے جسقدر فاعل کی قوت ہوگی اُسیقدر اُس سے قوی فعل سرزد ہوگا یہ [illegible] ہی ہے اسپر دلیل کی حاجت نہین - اور اصل حد قوت کا اجسام اور اجسام مجردہ مین

معونت - ارہاص - کرامت - استدراج
دوسری بات کی تحقیق

لطافت اور کثافت کے لحاظ سے قوی اور ضعیف ہوتا رہتا ہے یہی نکتہ ہے کہ خاک کی قوت سے پانی کی قوت اور پانی سے ہوا کی قوت زیادہ ہوتی ہے
اور آگ کی قوت اُسکی لطافت کی وجہ سے سب سے زیادہ ہوتی ہے گرچہ ہوا بھی اسقدر لطیف ہے کہ حس بصر سے محسوس نہیں ہوتی نہ بغیر آمیزش غبار کے
دکھلائی دیتی ہے لیکن آگ اُس سے بھی لطیف ہے۔ ہمکو اس دعوی پر دلیل لانیکی کچھ ضرورت نہیں جسنے علم العناصر کی دو ایک کتابین بھی پڑہی ہونگی
وہ اس بات کی خوب تصدیق کریگا لیکن ناظرین کے سمجھانے کو دو چار مثالین دیتا ہون۔ دیکھیے ریلگاڑی جو ہزار ہا من بوجھ ایک دن مین کہانسے
کہانتک لیجاتی ہے یا دخانی جہاز کسقدر بوجھ کسقدر مسافت پر پہنچاتا ہے یا کلین کہ کیسا جلدی جلدی کام کرتی ہین یہ سب انجن کی بدولت ہے کہ جو بھاپ
کے زور سے چلتا ہے اور وہ بھاپ اجزاء مائیہ اور اجزاء ہوائیہ ہین کہ جو آگ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین۔ اس سے بڑھکر اُن ابخرات کی قوت ہے کہ جو آگ اور
ہوا سے پیدا ہوتے اور پھر زمین مین کسی وجہ سے بند ہوجاتے ہین کہ جس سے وہ زلزلہ پیدا ہوتا ہے کہ جو تختہ زمین کو ہلا دیتا اور بڑے بڑے پہاڑون اور مکانون
کو گرا دیتا ہے۔ اُسی کی وجہ سے سمندر ایسا اُلٹ پلٹ ہوتا ہے کہ صدہا کوس کی خشک زمین پانی مین ڈوب جاتی ہے اور بہت ٹاپو سمندر مین سے اوپر نکل
آتے ہین۔ بعد اُسکے خالص آگ کی قوت برقیہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ تو اور بھی غضب ہے۔ بادلون مین سے نیچے گرکے جو کچھ آفت برپا کرتی ہے اُسکو تو ہر ایک
جانتا ہے مگر اُسکی کسیقدر قوت کو جب آلہ برقی مین جمع کرکے کسی تار کو حرکت دیجاتی ہے تو اُسکی حرکت صدہا کوس آن کی آن مین پہنچتی ہے کہ وہان تک
اتنی دیر مین بھاپ کی کل کبھی نہین جاسکتی۔ پھر اُس حرکت کے اشارون یا اُسکی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سے (کہ جس سے حروف مصطلح کر رکھے ہین) کیا
کیا فوائد حاصل ہوتے ہین پس اسی لیے جنکے قوام بدن مین جزو ہوائی غالب ہوتا ہے (جیساکہ **غول** بیابانی وغیرہ مخلوقات کہ جو ہر وقت کھلائی
نہین دیتے) کہ جنکو اہل ہند **پون** کہتے ہین اُنکے افعال خاکی چیزونسے بہت قوی ہوتے ہین۔ یا جنکے قوام مین جزو ناری غالب ہوتا ہے اُنکے افعال
اور سخت قوی ہوتے ہین جیساکہ **جن** وغیرہ مخلوقات۔ اسیطرح ملائکہ یعنی **فرشتے** اُنکا مادہ اور بھی زیادہ لطیف ہوتا ہے اُنکے افعال اُنسے بھی
زیادہ قوی ہوتے ہین اور اسیطرح نفس ناطقہ کہ جسکو **روح** بھی کہتے ہین لطافت کی وجہ سے بشرطیکہ کثافت جسمانی اُسپر غالب نہو بڑے قوی اور نہایت
عجیب و غریب کام کرتی ہے۔ روحانی قوت کے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علویات آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ سب دست بستہ حاضر کھڑے رہتے
ہین۔ اس روحانی قوت ہی کی وجہ سے چاند پھٹ گیا[۵۳]۔ درخت بلانے سے چلے آئے[۵۴]۔ دو چار قطرے یا سیر آدھ سیر پانی نے اُسکے ہاتھ لگانے سے لشکر کو
سیراب کر دیا۔ حجر و شجر[۵۵] اُس سے کلام کرتے اور اُسکے شوق مین روتے ہین۔ ایک عالم کے قلوب اُسکی طرف کھنچ آتے ہین[۵۶] عصا مارنے سے پتھر[۵۷]
پانی بہاتا ہے۔ اُسکی دعاء[۵۸] سے مردہ زندہ ہوجاتا ہے۔ اندھے اور جذامی شفاء پاتے ہین[۵۹]۔ اسکی ذرا سی نظیر عمل مسمریزم ہی کو دیکھیے کہ قوت روحانی سے
کیا کیا عجائبات ظاہر ہوتے ہین۔ اور جو فقراء کے حلقۂ توجہ مین بیٹھکر فیضیاب ہوا وہ تو اس قوت روحانی کا مزہ اُٹھائے اور اُسپر ایمان لائے بیٹھا ہے
لله در من قال ع ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی۔ مگر اس قوت روحانی کے دو طور ہین ایک تو یہ عام طور کہ جسکو عادت کے موافق اور قانون قدرت
کے مطابق کہتے ہین جیساکہ یہ پھرنا چلنا عمدہ عمدہ کلین بنانا طرح طرح کی صنعتین ایجاد کرنا الغرض یہ سب کاروبار جو عالم اسباب مین انسان سے
واقع ہوتے ہین۔ پس یہ طور تو کسی شرط تجرد وغیرہ پر موقوف نہین بلکہ اسکو جسمی کثافت کے ساتھ ہی خوب کرسکتا ہے بلکہ بعض کام تو عالم اسباب مین

---

۵۱ یعنی انجن ۱۲ ۵۲ فن جو ابھی بین اسکی تصریح ہے ۱۲ ۵۳ اشارہ ہے معجزہ شق القمر کیطرف ۱۲ ۵۴ آنحضرت علیہ السلام کے اس معجزہ کیطرف اشارہ ہے کہ جو درخت آپ کے بلانے سے چلے آئے تھے ۱۲
۵۵ اس معجزہ آنجناب علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے کہ جو بعد فعہ آپسے ظاہر ہوا ۱۲ ۵۶ جیساکہ آنحضرت علیہ السلام سے واقع ہوا اور ستون حنانہ آپکے شوق مین رویا ۱۲ ۵۷ حضرت
موسیٰ کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے ۱۲ ۵۸ حضرت عیسیٰ کے معجزات کی طرف اشارہ ہے ۱۲ ۵۹ یہ بھی حضرت عیسیٰ ہی کے معجزات کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

جسمی کثافت ہی کی وجہ سے ظہور کرتے ہین کیونکہ جسم اُنکے لیے شرط ہوتا ہے اور اسی لیے اکثر طبعیات وغیرہا کے متعلق عجایب عجایب اختراع و ایجاد
ہمین لوگون سے ظہور مین آتے ہین جو سواے کھانے پینے اور کھڑے کھڑے پیشاب کرنے اور بوقت ہیجان نفس کسی عورت پر مسلط ہو سکنے اور کچھ کمال انسانی نہین رکھتے
یہ سب کام گو بظاہر جسم کیطرف اور اُسکے قوی کیطرف منسوب کیے جاتے ہین مگر درحقیقت یہ سب روح کے طفیل سے ہوتے ہین جب روح جسم سے تعلق اُٹھا لیتی ہے کہ
جسکو عرف مین **موت** کہتے ہین تب کوئی کام نہین ہوتا۔ کام تو در کنار وہ جسم ہی اُسکی محافظت بغیر گل سڑ جاتا ہے۔ اور یہانسے یہ بھی خوب ثابت ہو گیا کہ ان اعمال کا
مبدء روح ہے اور جسم ایک آلہ ہے کیونکہ جسم کو یہ قدرت کہان ورنہ لازم آتا کہ روح پر ان اعمال کی بُرائی بھلائی کا کوئی رنگ نہ چڑھے اور نہ اسکو بعد مفارقت بدن
کے کوئی عذاب و ثواب دیا جاوے۔ پھر تو نبی کی کچھ بھی ضرورت باقی نرہے کیونکہ جسم کے مضر و نافع اشیاء کے جاننے مین اپنا حس یا کسیقدر طبیبون کی مدد
کافی ہو سکتی ہے علاوہ اسکے جب آدمی مر جاوے تو سب بکھیڑون سے چھوٹ جاوے جیسا کہ بعض دہریہ اور زمانہ جاہلیت کے عرب کا اعتقاد تھا اور کچھ عجب نہین کہ
بعض کوتاہ اندیش اب بھی یہی سمجھتے ہون حاشا و کلا یون نہین بلکہ سب کچھ روح سے متعلق ہے اور وہ مفارقت بدن کے بعد مرتی نہین بلکہ وہان اپنے
اعمال کا ثمرہ اُٹھاتی ہے۔ اس مقام پر اعتقاد مذکور کے بطلان پر فقط دو ہی دلیلون پر اکتفا کرتا ہون۔ (**اول**) اگر یہ اعمال جسم ہی کے ہون تو چاہیے کہ
کسی معاملہ نیک و بد مین کوئی شخص دنیا مین بھی ماخوذ نہ کیا جاوے نہ چور کو سزا دیجاوے نہ قاتل سے قصاص لیا جاوے کیونکہ جب اُسنے وہ کام کیا تھا وہ اور
تھا اب یہ جسم اور ہے اسلیے کہ ہر آن مین حرارت بدن سے انسان کے اجزاء بدن تحلیل ہوتے رہتے ہین اور اُنکے بدل غذا سے دوسرے اجزا و قایم ہوتے
رہتے ہین اسلیے اگر کسی کی لڑکپن اور جوانی پھر بڑھاپے کی تصویر دونکو روبرو رکھ کے دیکھا جاوے تو بالکل غیر معلوم ہونگے علاوہ اسکے ناخن اور بالون ہی
کو دیکھ لیجیے کہ ہر روز نئے نکلتے اور پہلے کسیقدر قوت منعقدہ کی وجہ سے لگے رہتے ہین پھر جھڑ جاتے ہین بلکہ نباتات مین بھی یہی حال ہے اور اگر اس بات
پر باور نہ آوے تو غذاء کو روک کر اُسکے قوام اور بالیدگی کو ملاحظہ فرمالیجیے (**دوم**) کسی فعل ارادی کا کرنا (بالخصوص ایسے افعال کا کہ جن سے
انسان قابل مدح و ذم اور مستحق ثواب و عقاب ہو) بغیر علم اور ارادے کے ناممکن ہے کما لا یخفی علی صاحب البصیرۃ۔ اور جسم انسان مین نہ علم ہے نہ ارادہ
بلکہ یہ بحرکت قسریہ روح کے ہلانے چلانے سے پتلی کیطرح ہلتا ہے جب وہ الگ ہو جاتی ہے تو بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ آنکھ دیکھتی ہے یا آنکھ کے
ذریعہ سے کوئی اور شخص دیکھتا ہے؟ آیا کان سنتے ہین یا اس کھڑکی کے ذریعہ سے کوئی اور سنتا ہے؟ اگر خود آنکھ دیکھتی ہوتی تو جو چیز کہ آنکھ کے
بالکل پاس رکھی جاتی اُسکو تو اور بھی زیادہ دیکھتی حالانکہ نہین دیکھتی یا جسوقت کوئی مخدر کلوروفارم سنگھا یا جاوے تو چاہیے کہ آنکھ کان اُسوقت مین
بھی برابر دیکھین اور سنین کیونکہ وہ اُسیطرح صحیح و سالم ہین حالانکہ اُسوقت روح کی عدم توجہی کی وجہ سے کچھ بھی نہین دیکھتے نہ سنتے اور اسیطرح
بعد موت کے آنکھ کان بدستور بلکہ جمیع مواضع حس ویسے کے ویسے رہتے ہین مگر مفارقت روح کی وجہ سے معطل ہو جاتے ہین اور اسی سر کیواسطے
حکماء فلاسفہ کا یہ فتوی ہے میزان العاقلیۃ کون الشئ مجردا شرح سلم قاضی مبارک[۱] (**دوسرا طور**) خاص ہے اور وہ یہ کہ روح کو جب کثافت
جسمانیہ اور ظلمات ہیولانیہ سے نجات ہوتی ہے اور آثار تجرد اسپر غالب آتے ہین تو اُسکی قوت نہایت قوی ہو جاتی ہے پھر اس سے وہ افعال سرزد ہوتے
ی کہ جو ظاہر اسباب اور قانون قدرت کے برخلاف ہوتے ہین کیونکہ اسباب کی احتیاج ضعف کے وقت مین ہوتی ہے۔ لنگڑے آدمی کو سواری کی
ت ہے یا جسکی بینائی کم ہو اُسکو چشمہ کی حاجت ہے۔ تندرست کو کیا ضرورت؟ اس روح کی قوت اور تجرد کی دو صورت ہین ایک کم ...

[1] ہونے حاصل ہونے کا اس [illegible] کہ وہ شے مادہ سے مجرد ہو۔ جیسا کہ روح و ملائکہ حالانکہ حق ہین ۱۲ منہ

دلیل اول

دلیل دوم

دوسرا طور

کم ہے کہ بسبب ریاضات و مجاہدات شدیدہ کے بدن کو پژمردہ اور روح کو تازہ کیا جاتا ہے اسمین مومن کافر سب شریک ہین اسلیے بعض
اُن شخصونسے کہ جو نہ نبی ہین نہ نبی کے مطیع جیساکہ جوگی وغیرہ یا جیساکہ آجکل بھی ایسے لوگ بعض جگہ سنے جاتے ہین۔ اُن سے بھی یہ خوارق عادات
سرزد ہو جاتے ہین کما نشاہدہ فی المرتاضین **لیکن** یہ خوارق عادات نبی کیا بلکہ اُسکے متبع کے خوارق کے بھی برابر نہین ہوتے۔ اور اُنکے مساوی یا
مشابہ ہونیکا تو کیا ذکر؟ البتہ ایسی مماثلت اور مشابہت ہوتی ہے کہ جیسی پیتل اور سونے مین یا چاندی اور قلعی مین۔ یا بلور اور ہیرے مین پس باوجود
اس مشابہت کے کبھی کسی عاقل کو پیتل اور سونے مین یا قلعی اور چاندی مین اور ہیرے اور بلور مین اشتباہ نہوگا۔ ایسا کوئی نادان ہوگا جو مفت کی اگر مگر
ملاکے یون حجت کریگا (کہ میری راے مین تو سونے اور پیتل مین کچھ فرق نہین وہ بھی زرد وہ بھی زرد جسطرح سے وہ سخت ایسا ہی بعض اہل صنعت کے
پیتل بھی سخت الی آخر ہذیانہ) **زیادہ قوت** روح کی یہ صورت ہے کہ روح ہمہ تن عالم قدس اور **ذات باری** کیطرف متوجہ ہو جاوے اور پھر اُسپر وہان
کے انوار ایسے فائض ہون کہ جس طرح آئینہ مین آفتاب کے انوار چمکتے ہین۔ تب اُسکو مبدء کائنات خالق القوی رب العزت سے ایک ایسی خاص مناسبت
پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح آگ کی صحبت سے لوہا سرخ ہو کر جلانیکے قابل ہو جاتا اور پھول کی صحبت سے مٹی دماغ کو معطر کرنیکے لایق ہو جاتی ہے ؏
جمال ہمنشین در من اثر کرد ❊ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم ❊ پھر تو عارف کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اُسکی زبان خدا کی زبان اور اُسکی آنکھ خدا کی آنکھ ہو جاتی ہے
(اور خدا تعالی درحقیقت ان اعضاء سے پاک ہے) چنانچہ اس حدیث مین فکنت سمعہ الذی یسمع بی اسیطرف اشارہ ہے اور اسی مرتبہ مین وحدت
وجود کا راز کھلتا ہے گو جو خداے پاک اپنی ذات اور صفات مین جمیع کائنات سے الگ اور ممتاز ہے کوئی ممکن واجب نہین ہو سکتا لیکن عارف پر
وجوب کا ایک ایسا پرتوہ پڑتا ہے کہ اُسکے آثار اسمین ظہور کرنے لگتے ہین۔ تب اُسکا تصرف عالم مین ہونے لگتا ہے اور وہ شخص فنا فی اللہ اور باقی باللہ
ہو جاتا ہے ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ❊ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ❊ پس یہ انسان کا کمال انتہائی ہے سو یہ مرتبہ خاص انبیاء
علیہم السلام کو اور اُنسے کچھ اُتر کر اُنکے متبعین اولیاء کرام کو نصیب ہوتا ہے۔ ہماری اس تحقیق سے آپکو خوارق کا امکان تو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا
اور اگر اب بھی دل نمانے تو یون سمجھیے کہ ممکن اُسکو کہتے ہین کہ جسکے فرض وقوع سے کچھ محال لازم نہ آوے اور ان امور خوارق عادات کے واقع ہونے
سے کوئی محال لازم نہین آتا ہان ایک عادت کے مخالف اور عالم اسباب کے برخلاف ہونے کی وجہ سے بالخصوص اُس شخص کو کہ جسکی عقل پر انوار
قدس فائز نہین اور سواے محسوسات کے اُسکے کم حوصلہ فکر مین کچھ اور ہی نہین) تعجب ہوتا ہے کہ کبھی اُسکی تنگ عقل اس نور گیتی افروز سے شپرہ چشم
کیطرح خیرہ ہو کر انکار کر بیٹھتی ہے اور کبھی اُسکو سحر مبین کہتی ہے اور کبھی ڈھکڑ بندی اور شعبدہ بازی بتلاتی ہے۔ پس اگر اس بیان کے بعد بھی کوئی شخص
نہ مانے اور اُسکو ڈھکوسلونکی کہانی بتلائے اور یہ دلیل مقابلہ مین لائے کہ ہمارے روبرو کوئی کر کے دکھاے تو جانین تو بلا شک اُسکی روح کثافت جسمانی
اور تاریکی ہیولانی مین غرق ہے۔ اور یورپ کے عقلا تو اس بات پر خوب یقین رکھتے ہین بالخصوص عیسائیونکو تو اسمین کچھ چون و چرا ہی نہین کیونکہ وہ حضرت
عیسےٰ اور اُنکے حواریون سے ایسے ایسے خوارق عادات سرزد ہونیکے قائل ہین اور اسیطرح یہود بھی انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا ظاہر ہونا
تسلیم کرتے۔ بلکہ ہنود بھی اپنے اوتارون اور رشیون کے ایسے خوارق بیان کرتے ہین اور حکماء فارس و یونان بلکہ کل فلاسفہ اپنے الہیات مین
اس مسئلہ کو بدلائل ثابت کر چکے ہین اب اگر اسکا کوئی منکر نکلے گا تو غالباً وہی کثافت جسمانی والا کہ جسکی بڑی تحقیق انجن مین کوئلے جھونکنا اور
دو چار مسائل فن طبعیات اور ریاضیات مین مہارت رکھنا یا بعض کلونکے کیل پرزے درست کرنا ہے ایسا شخص خدا کا بھی پورا قائل نہو تو کچھ تعجب

ف بعض ناواقف اس سے خالق و مخلوق کا اتحاد ذاتی سمجھ گئے ۱۲ منہ۔

نہین کیونکہ وہ باعتبار کمال انسانیت کے وحوش مین داخل ہے۔ اور جو شخص اسلامیون مین سے اُسکے کل پرزون کی صنعت دیکھکر اُسکا معتقد ہنے
اور انکار کرنے لگے تو وہ اُس سے بھی بدتر ہے۔ سید احمد خانصاحب جو نبوت کو لُہار یا بڑھئی کے کام کے ملکہ سے تشبیہ دیتے ہین شاید وہ انہین کل پرزے
سازونکو محقق بلکہ کچھہ اور جانتے ہین (**تیسری بات کی تحقیق**) اسطرح پر ہے کہ خدا کی رحمت عامہ کا یہ مقتضٰی ہے کہ وہ اُس نبی سے اپنی مخلوق
کو بہرہ مند کرے اور اُسکا نفع عام لوگونکو پہنچاوے۔ جو لوگ کہ طبیعت سلیمہ اور قوی قوت فطریہ رکھتے ہین وہ اُس نبی کو اسطرح پہچان جاتے ہین
کہ جسطرح بچے بغیر سیکھے کہے سُنے اپنے مان باپ کو جان جاتے ہین یا مان باپ اپنے بچون کو پہچان لیتے ہین کما قال تعالیٰ **یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا
یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ** پس جو شخص مبدء ولادت مین بچہ کو مان کی چھاتیان[1] بتلاتا ہے وہی لوگونکو مرتی روحانی نبی کی خبر دیتا ہے **لیکن** بعض
وہ لوگ کہ جنکی طبیعت مین کچھہ کجی ہوتی ہے بغیر کسی علامت دیکھنے کے تصدیق نہین کرتے جیساکہ بعض بیمار دوا کو بغیر شیرینی ملائے نہین پی سکتے
پس جسطرح طبیب شفیق اسمین شیرینی (مگر وہی شیرینی کہ جسمین بیمار کو فائدہ ہو جیساکہ شربت بنفشہ یا خمیرہ گاوزبان) ملا دیتا ہے اسیطرح وہ حکیم رحیم
بھی نبی کے ہاتھ سے کوئی امر خارق عادت کہ جسکو معجزہ کہتے ہین اُنکے لیے صادر کراتا ہے۔ اور اس معجزہ سے بہت فوائد ظاہر ہوتے ہین (۱) ان
منکرونکو نبی کی تصدیق نصیب ہو جاتی ہے (۲) غالباً وہ معجزہ فی نفسہا کوئی خیر اور عام فائدہ کی چیز ہوتا ہے جیساکہ آنحضرت علیہ السلام کا
اپنی انگلیون سے پانی جاری کرکے ایک جم غفیر کو اُس پانی مبارک سے سیراب کرنا پھر لوگون کے دلون مین اُس سے نور پیدا ہونا۔ اور حضرت
موسیٰ کا بغیر پل کے بنی اسرائیل کو پار اُتار کر موذی سے نجات دینا۔ یا حضرت عیسیٰ کا مائدہ سے لوگونکو تقویت دینا (۳) اس معجزہ سے مومنون
کا یقین اور زیادہ مستحکم ہو جاتا ہے (۴) خدا اور اُسکے رسول کی عظمت لوگون پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور یہی حکمت ہے کہ معجزہ کو آیت کہتے ہین کہ
جسکے معنی علامت اور نشانی کے ہین (۵) کبھی منکرون کی تہدید و تعذیب اُس سے مقصود ہوتی ہے کہ جس سے اور لوگ عبرت پکڑین پس گو انکے
حق مین یہ معجزہ قہر الٰہی ہے مگر اورونکے لیے رحمت الٰہی ہوتا ہے جیساکہ انبیاء کی دعا سے صورتون کا مسخ ہو جانا یا ایک مٹھی کنکرون سے صدہا لوگون
کی آنکھین بند ہو جانا علاوہ اُسکے اور بہت سی مصلحتین ہین کہ جنکو وہ حکیم ہی خوب جانتا ہے۔ دوسری اور تیسری اور چوتھی بات مین تو کوئی کلام
نہین کرتا مان اول بات مین **سید احمد خانصاحب** مخالف ہین۔ وہ اپنی تفسیر القرآن کے ۱۰۸ صفحہ مین یون فرماتے ہین **قولہ** معجزہ پر آیت یا
آیات کا اطلاق ہو نہین سکتا کیونکہ معجزہ امر مطلوب پر یعنی اثبات نبوت یا خدا کی طرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا اور نہ وہ بصفت بینات
موصوف ہو سکتا ہے۔ اسلیے کہ اس مین اگر وہ ہو بھی تو بھی کوئی ایسی وضاحت جس سے اُسکا حق اور واقعی ہونا اور خدا کی طرف سے ہونا پایا
جاوے کبھی نہین ہوتی صرف احکام ہی ہین جو بینات کی صفت سے موصوف ہو سکتے ہین انتہے سید صاحب نے اس کلام مین چند باتین ذکر فرمائین
(۱) یہ کہ معجزہ پر آیت کا لفظ اطلاق نہین ہو سکتا (۲) اُسکی دلیل یہ ذکر کی کہ معجزہ مین آیت کے معنے جو دلالت کرنا ہے پائے نہین جاتے کیونکہ وہ نبوت
یا خدا کی طرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا (۳) اُسمین مبین ہونیکے معنے (جو وضاحت ہین) پائے نہین جاتے (۴) یہ کہ صفت بینات (یعنے
وضاحت) خاص احکام الٰہی مین پائی جاتی ہے (۵) معجزہ کا ہونا ہی مشکوک ہے یہ مطلب اُنکے اس فقرے سے ظا[illegible] اگر وہ ہو بھی الخ اُسکے
بعد سید صاحب نے کئی ورق تک ایک دلیل اس بات پر قائم کی ہے کہ معجزہ نبوت کی دلیل نہین اقول وبہ نستعین یہ [illegible] تسلیم کیجاوے تو
نبوت کے رد کی دلیل ہو سکتی ہے جیساکہ منکرین نبوت اُسکے ساتھ تمسک کیا کرتے ہین اور اس دلیل کی لغویت اور [illegible] تاہم ابھی جان

[1] کما قال تعالٰے وہدیناہ النجدین الآیۃ ۱۲ منہ

کرتے ہین انشاءاللہ تعالیٰ لیکن پیشتر ان پانچون باتون کی نسبت کلام کرتا ہون - (۱) آیت کے لغت مین نشانی کے معنے ہین - تفسیر
ابوالسعود مین یون لکھا ہے الآیۃ ہے الاصل العلامۃ الظاہرۃ قال النابغۃ ؎ توہمت آیات لہا فعرفتہا لستۃ اعوام وذا العام سابع
انتہی اور اسکے معنی جمع کے بھی ہین بولا کرتے ہین خرج بنو فلان بآیتہم ای بجماعتہم اور اسکا اطلاق خدا کے عجائب اور معجزات پر بھی ہوتا ہے
کہ جو اُسکے علم اور قدرت یا نبی کی نبوت پر دلالت کرتے ہین اور قرآن مجید کے ایک ایسے جملہ کو بھی کہتے ہین کہ جو دوسرے جملہ سے منفصل اور ممیز
ہو اس لیے کہ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ جملہ اپنے ماقبل ومابعد سے الگ کلام ہے کذا فی تفسیر ابی السعود سید صاحب اسکی یہ وجہ فرماتے ہین
قولہ صـ۱۳ اور جو قرآن مجید کے فقرے خدا کی وحدانیت اور انبیاء کی نبوت اور احکام شریعت پر دلالت کرتے ہین اسلیے اُسکے ہر فقرے کو بھی
آیت کہتے ہین انتہٰی اول تو قرآن کے ہر فقرے کو آیت نہین کہتے بلکہ اُس فقرے کو جو ممیز اور ماقبل ومابعد سے منفصل ہو دوم اس وجہ تسمیہ کے
لیے عرف شرع کوئی سند نہین سوم یہ ہر آیت کی نسبت صادق نہین آسکتا کیونکہ ایسی بہت سی آیات ہین کہ جنمین یہ تینون باتین (۱) خدا کی
وحدانیت پر دلالت کرنا (۲) انبیاء کی نبوت پر (۳) احکام شریعت پر دلالت کرنا) مجتمع نہین بلکہ بعض ایسی ہین کہ اُنمین ان تینون باتون مین
سے ایک بھی نہین پائی جاتی جیساکہ آیات قصص چہارم اس وجہ کو خود سید صاحب کا یہ قول (کہ جس مین انحصار ہے کہ آیات فقط احکام ہی پر
دلالت کرتی ہین) صریح مخالف ہے وہو ہذا اور جبکہ فقرات قرآن پر اسی لیے کہ وہ احکام پر دلالت کرتے ہین آیات کا اطلاق ہو الخ یہان
سید صاحب کی سمجھ مین معالم التنزیل کی عبارت کے معنی نہ آئے - صاحب معالم بلحاظ بینات کے تفسیر مین واضحات مفصلات بالحلال والحرام
فرماتے ہین نہ کہ نفس آیات کی تفسیر مین - سید صاحب غلط فہمی سے لفظ آیات کی یہ تفسیر سمجھ گئے اور اپنے اول قول کے برخلاف یہان فقط
احکام پر دلالت کرنا معتبر رکھا اور وہ دونون باتین چھوڑ دین - الغرض آیت ایک ایسا لفظ ہے کہ جسکا اطلاق اُس شے پر ہوتا ہے کہ جسمین
علامت اور دلالت کے معنی پائے جاوین خواہ کسی چیز کی علامت ہو عام ہے کہ وہ شے کوئی جملہ ہو جیساکہ آیات قرآنیہ یا کوئی اور چیز ہو جیسا
مصنوعات ومعجزات اہل زبان کا اسپر اتفاق ہے - اب مین یہان تین طرح سے یہ بات ثابت کرتا ہون کہ معجزہ پر آیت کا اطلاق ہوتا ہے

پہلی طرح اول تو یہی وجہ جواب مذکور ہوئی اعنی محض دلالت کرنا اور کسی شے کی علامت ہونا سو یہ بات معجزہ مین اسیطرح پائی جاتی ہے
کہ جسطرح آیت قرآنیہ مین کیونکہ اول تو معجزہ نبوت پر آیت قرآنیہ سے زیادہ روشن علامت ہے جیساکہ اسکا ذکر آتا ہے اگر معجزہ نبوت پر دلیل نہین
تو سید صاحب آیت بھی دلیل نہین ہوسکتی اور آیات تو جانے دیجیے سورہ بقر کی (۸۱) آیت ہمارے سامنے موجود ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط
بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ اب کونسی وجہ ہے کہ یہ تو آنحضرت علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرکے آیت کے
اطلاق کے مستحق ہوئی اور چاند کا شق کرنا آنحضرت صلعم کی نبوت پر دلیل نہوسکا ؟ اور آپکے نزدیک اعجاز قرآن بلاغت کی وجہ سے تو ہے ہی نہین
اب یہ فقرہ آنحضرت علیہ السلام کی نبوت پر کونسی وجہ سے دلیل ہے - دوم بالفرض اگر معجزہ نبوت پر دلالت نہ کرے تو اسبات پر تو ضرور دلالت
کریگا کہ یہ شخص بڑا شخص ہے پس لفظ آیت کے اطلاق کے لیے اسیقدر بس ہے **(دوسری طرح)** قرآن مجید مین خود بہت سی جگہ
ایسی ہین کہ جہان معجزہ کو آیت کے ساتھ تعبیر کیا ہے اُس مقام پر آیت قرآنی مراد ہو نہین سکتی ازانجملہ یہ ہے هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً

۵۱ ترجمہ اور بولے کہ ہمارے دل غلاف مین ہین (نہین) بلکہ انپر اللہ نے انکے کفر کی وجہ سے لعنت کردی جس لیے وہ کم ایمان لاتے ہین ۱۲ سید صاحب بیان فرمائین کہ اس آیت مین حلال وحرام کے

اور کوئی معجزہ نہین دکھایا۔ اوران باتونکا ثبوت محال ہے (علاوہ اسکے) یہ تو پھر بھی ماننا ضرور ہوگا کہ اور انبیاء علیہم السلام سے وہ معجزات کہ جنکا کفار نے انکار کیا تھا ضرور صادر ہوئے ہین اب کسی اہل اسلام کی توکیا جرأت ہی کہ وہ یون کہے کہ ان انبیاء علیہم السلام سے تو معجزات صادر ہوئے مگر آنحضرت سے نہو سکے اور یہ بھی کسی اہل عقل کی شان نہین کہ یون کہے کہ آنحضرت علیہ السلام سے دعوت اسلام کے وقت کوئی معجزہ صادر نہوا اور دیگر اوقات مین صادر ہوے ازانجملہ آیت ہی وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا سورہ بنی اسرائیل یہان صاف تصریح ہی کہ آیات کا اطلاق اُن معجزات پر ہوا ہی کہ جنکو لوگون نے جھٹلا دیا تھا منجملہ اُنکے ناقہ ثمود تھی کہ جسکی انھون نے بیحرمتی کی تھی

اس مقام پر سید صاحب فرماتے ہین **قولہ** اس آیت سے قاضی ابن رشد نے استدلال کیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے ادعاء نبوت کے ساتھ کوئی معجزہ کیا نہین دکھلایا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے **اقول** قاضی ابن رشد اگر کوئی شخص ذی علم ہین تو اس آیت سے کاہیکو استدلال کرینگے اور اگر کوئی ایسی ہی موٹی سمجھ کے ہین تو وہی جواب یاد دینگے جو آپکی خدمت مین عرض کیا گیا۔ اسکے بعد سید صاحب فرماتے ہین **قولہ** اور اس سے پایا جاتا ہے کہ قاضی ابن رشد نے اس آیت مین جو لفظ آیات ہی اُس سے معجزات مراد لیے ہین صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی یہی سمجھا ہی الخ۔ لو سید صاحب اب تو آپکے قاضی ابن رشد بھی آپکے مخالف ہوگئے۔ اور بیضاوی کیا بلکہ کوئی اہل علم بھی کہ جسکو کچھ بھی عربیت کی استعداد ہوگی یہی فرماویگا جواب تمام اہل عقل ونقل کے مخالف ہوکر فرماتے ہین۔ یہان سے ہماری تیسری بات (کہ تمام اہل عقل ونقل اس بات پر متفق ہین کہ لفظ آیت کا اطلاق معجزہ پر بھی ہوتا ہے) ثابت ہوگئی۔ سید صاحب قاضی ابن رشد اور بیضاوی وغیرہ جمہور کی تفسیر کو یون رد فرماتے ہین اور تھک کر اس آیت کا یہ جواب دیتے ہین **قولہ** صفحہ ۱۳۹۔ مگر اس تفسیر مین چند نقصان ہین اول تو یہ سمجھ مین نہین آتا کہ خدا نے لوگونکے نہ ماننے یا جھٹلانے سے کیون معجزونکا بھیجنا بند کردیا الخ۔ تحقیقی جواب تو یہ ہی کہ کل معجزات کا بھیجنا بند نہین کیا بلکہ خاص انکا کہ جنکی ضد کرکے طلب کرتے تھے تاکہ پھر تکذیب اور مقابلہ سے بلا نازل نہو اور الزامی یہ جواب ہے کہ اگر اس سے احکام مخصوصہ ہی مراد ہین جیسا کہ آپ آگے چلکر فرماتے ہین **قولہ** تو یہ سمجھ مین نہین آسکتا کہ خدا نے لوگونکے نہ ماننے یا جھٹلانے سے کیون احکام مخصوصہ کا بھیجنا بند کردیا دوسرے آدم سے عیسے تک برابر کیون بھیجتا رہا اور کیون ایسی بیرحمی سے اگلونکو غارت کرتا رہا **ازانجملہ** یہ آیت ہی وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً یہان سے صاف صاف لفظ آیت کا اطلاق رات اور دن پر ہوتا ہی ازانجملہ یہ ہے لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا کہ پاک ہی وہ اللہ کہ جسنے اپنے بندے محمد کو رات کو مکہ سے مسجد اقصے تک سیر کرائی تاکہ ہم اُسکو اپنی نشانیان دکھائین۔ یہان بھی آیات سے مراد عجائبات قدرت ہین کیونکہ اگر آیات قرآنی مراد ہوتین تو انکو مسجد اقصے مین لیجا کر سنانا تھا نہ کہ دکھانا ازانجملہ یہ ہی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰي تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ الآیہ کہ ہمنے موسی کو نو نشانیان عصی ید بیضا وغیرہ دین یہان بھی احکام مراد نہین ہوسکتے۔ بلکہ یہان تو صفت بینات بھی معجزات کی ظاہر کردی۔ ازانجملہ یہ ہے ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۱۲ سورہ کہف دیکھیے یہان اصحاب کہف کو آیت اللہ کہا ہی۔ ازانجملہ یہ ہی قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ الآیہ یہان بھی لفظ آیت زکریا علیہ السلام کے کلام نکرنے پر بولا گیا علاوہ اسکے اور بہت سے ایسے[۳] مواقع ہین کہ جہان لفظ آیت بلکہ بصفت بینات معجزات پر بولا گیا ہی۔ سید صاحب اگر آپکو قرآن پر آگاہی نہ بھی تو کیون اتنا بڑا دعوی کر بیٹھے کہ قرآن مین لفظ آیت کا سواء احکام یا آیات قرآنیہ کے اورکسی پر اطلاق نہین ہوا ہی افسوس آپکو یہ خیال نہ آیا کہ اہل علم میری بے اصل باتون پر ہنسینگے؟ اب یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ آیات کا اطلاق معجزہ پر بھی ہوتا ہی اور جو اُسکا انکار کرتا ہی وہ محض جاہل ہی **(امر دوم کی تحقیق)** اس طرح پر ہے

امر دوم کی تحقیق

[۱] سوا اسکے قرآن مجید مین اور پہلی کتابون مین انبیاء کے معجزات کی تصریح ہی آنحضرت علیہ السلام کے معجزات بھی مذکور ہین پھر آپکے انکار کی سوا اس بات کے کہ قرآن اور کتب سابقہ کا انکار کیا جاوے اور کیا صورت ہے؟ ۱۲ منہ [۲] ہم اسلیے نشانیان (معجزات) نہین بھیجتے کہ پہلون نے انکو جھٹلا دیا تھا۔ اور ثمود کو ہمنے بصارت دینے والی ناقہ دی تھی کہ جسپر انہون نے ظلم کیا۔ اور ہم نشانیان (معجزات) نہین بھیجتے مگر ڈرانیکو۔ ۱۲ منہ [۳] سب سے زیادہ خود سید صاحب کا قول جو تفسیر آل عمران کے صفحہ ۳۳ مین واقع ہے ہمارے واسطے بڑی دلیل ہے قولہ آیت کا لفظ قرآن مجید مین فرعون۔ اصحاب کہف والرقیم قوم نوح واصحاب سفینہ پر بھی اطلاق ہوا ہے انتہے ۱۲ منہ

(اول) تو لفظ آیت کے اطلاق کرنیکے واسطے نشانی کے معنے پائی جانا ضرور ہے سو وہ معجزہ مین پاے جاتے ہین۔ دوم اُسکا نبی کی نبوت پر دلالت کرنا بھی اہل عقل سلیم کے نزدیک ظاہر ہے کیونکہ معجزہ کے بعد وہ خدا کہ جسنے نبی کو خلق پر رحم فرماکے بھیجا ہے خلق کے دلمین اُس نبی کے برحق ہونیکا القا کرتا ہی اور علماء کلام نے محض تفہیم عام کے لیئے اُسکی ایک مثال بھی دی ہو چنانچہ شرح مواقف کے چھٹے موقف لول مرصدمین یون لکھا ہو کہ کوئی شخص کسی بادشاہ کے روبرو لوگونسے اظہار کرے کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون اور بادشاہ سے یون کہے کہ اگر مین سچا ہون تو حضور اپنی عادت کے خلاف میرا کہا کرین کہ اسجگہہ سے اٹھین اور دوسری جگہہ اسی تخت کے کنارے بیٹھ جائین اور پھر وہان سے اُٹھکر دوسری جگہہ بیٹھ جائین اور پھر وہ بادشاہ ایسا ہی کرے تو بلاشک ان قرائن سے ہر ذی عقل کو اُس مجمع مین ایسا یقین آجائیگا کہ جیسا وہ بادشاہ اپنی زبان سے یون کہے کہ یہ میرا سفیر ہے۔ اور کوئی یون نہ کہے کہ بادشاہ کا قیاس خدا پر کرنا درست ہی کیونکہ یہ قیاس بادشاہ کا خدا پر نہین بلکہ ایک حال کی تمثیل محض سہولت فہم کے لیے دی ہی۔ اب غور کرو کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرکے کسی پہاڑ کو اپنے اشارے سے اُٹھاکے لوگونکے سر پر کھڑا کردے اور یہ کہے کہ اگر تم میری تصدیق کروگے تو یہ تم سے ٹلجائیگا ورنہ تمپر گر پڑیگا پس جب وہ اُسکی تصدیق کرین تو وہ اُنسے دور ہوجاوے اور جب تکذیب کا قصد کرین تو اُنکے سر کے قریب ہونے لگے پس اُسوقت ہر شخص کو یقین کامل ہوجاویگا۔ اگر یہ وجہ یقین کی نہو تو پھر وہ کونسی وجہ ہے کہ جس سے نبی کی تصدیق ہو؟ کیا اُسکے کہنے سے کہ مین نبی ہون۔ کیا اُسکی کتاب سے۔ کیا اُسکے احکام شریعت سے؟ اگر ان چیزونسے نبوت کا یقین ہوسکتا ہی تو معجزہ سے جسکی تمثیل اور دلیل ابھی بیان ہوئی بدرجہ اولی یقین ہوسکتا ہی۔ سید صاحب نے ایک لغو سی دلیل متکلمین کیطرف سے اس مضمون پر بیان کرکے آپ ہی پھر اسپر چند اعتراض ایسے کیے کہ جسکے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سید صاحب کو اس عمر مین وہ جو کچھ ابتدا مین پڑھا تھا یاد نہین رہا اور درحقیقت وہ اعتراض منکرین نبوت کے ہین مگر سید صاحب نے نہایت برے طور سے بیان کیے ہین شرح مواقف کے اسی موقف مین یون لکھا ہی۔ منہا د شبہۃ المنکرین للبعثۃ وہم طوائف الاولی من احالہا الثانیۃ من جوزہا ولکن قال لایخلو البعثۃ عن التکلیف الثالثۃ من جوز المعجزات وقال فی العقل کفایۃ والرابع من قال بامتناع المعجزۃ لان خرق العادۃ محال والخامسۃ من جوز وجود المعجزۃ لکن منع الدلالۃ علی الصدق الخ ملخصا۔ یعنی یہان منکرین نبوت کا رد کرینگے اور اُنکے چند فرقے ہین پہلا فرقہ نبوت کو محال جانتا ہے دوسرا ممکن جانتا ہی لیکن کہتا ہی کہ نبوت سے اوامر و نواہی کا پابند ہونا پڑتا ہی اور یہ تکلیف ہے تیسرا فریق معجزات کا صادر ہونا ممکن کہتا ہی لیکن یہ کہتا ہی کہ عقل کافی ہے پس بعثت کی کیا ضرورت ہی؟ چوتھا فریق معجزات کا صادر ہونا محال کہتا ہی اسلیے کہ خرق عادت محال ہی پانچوان فریق معجزات کا وجود مانتا ہی لیکن انکا ثبوت پر دلیل ہونا نہین مانتا۔ گرچہ سید صاحب چوتھے فریق مین داخل ہین کہ وجود معجزہ کے منکر معلوم ہوتے ہین لیکن پانچوین فریق مین ہونیکا تو آپ خود اقرار کرتے ہین اور یہ دلیل بیان فرماتے ہین **قولہ** ص ۱۲۹ معجزہ نبوت کے ثبوت کی کیونکر دلیل ہوسکتا ہی الخ۔ لعد اسکے سید صاحب یون فرماتے ہین رسولونکے آنے مین دو چیزین غور طلب ہین۔ اول رسول کے ہونیکا ثبوت دوسرے وہ چیز جس سے معلوم ہو کہ یہ شخص جو رسول ہونیکا دعوی کرتا ہے رسولون مین کا ایک رسول ہے۔ ہمنے پہلی بات کا ثبوت بخوبی کردیا ہی اور دوسری بات کا ثبوت کرنیوالی چیز معجزہ ہی جسکا بیان ابھی ہوچکا اگر منکر رسالت ضد کرے تو یہ اور بات ہے **قولہ** انسانونمین سے ایسے انسان کے ہونے پر متکلمین نے دنیا کے حالات پر قیاس کرکے استدلال کیا ہے جناب دنیا کے حالات پر ہرگز قیاس نہین بلکہ تفہیم عام کے لیے ایک مثال دیتے ہین جسکا بیان گزرا۔ اور یہ استدلال متکلمین کی طرف سے نہین یہ محض آپکا یا آپکے قاضی ابن رشد کا اختراع ہی گو ہم اس استدلال کو پسند نہین کرتے مگر انصاف یہ ہی کہ اسپر جو کچھ رد کیا ہے وہ محض سینہ زوری ہے **قولہ** وہ کہتے ہین یعنی متکلمین بوقت استدلال کہ یہ بات تو ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ تعالی متکلم ہے اور صاحب ارادہ اور

بندونکا مالک اور دنیا مین دیکھا جاتا ہی کہ ایسا شخص مجاز ہی کہ بندونکے پاس اپنا ایلچی بھیجے تو خدا کی نسبت بھی ممکن ہی کہ اپنے مملوک بندونکے پاس اپنا رسول
بھیجے یہ دلیل بعثت کی ہے اور یہ بھی بات دنیا مین دیکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ مین بادشاہ کا ایلچی ہون اور بادشاہی نشانیان اسکے پاس ہون تو واجب
ہوتا ہی کہ اسکا ایلچی ہونا قبول کیا جاوے یہ دلیل اس بات کی ہی کہ معجزہ نبوت کی دلیل ہی۔ اسکے بعد سید صاحب قاضی ابن رشد کو مددگار بنا کے ان دونون دلیلونکا
ذکر کرتے ہین **قولہ** ابن رشد فرماتے ہین کہ یہ دلیل عام لوگونکے لیے کسیقدر مناسب ہی مگر جب غور سے دیکھا جاوے تو ٹھیک نہین ہے الخ اسکے بعد سید صاحب نے
جو اعتراض کیا ہی وہ غیر مربوط تقریر دو ورق مین ہی لیکن اسکا خلاصہ اور لب لباب یہ ہی یہ دلیل جب ٹھیک ہو سکتی ہی کہ [illegible] لیا جاوے کہ وہ نشانیان
جو ایلچی لاتا ہی وہ بادشاہ کے ایلچی ہونیکی ہین یا اطرح سے کہ بادشاہ خود کہدے کہ یہ نشانیان جسکے پاس ہون وہ میرا ایلچی ہے یا یون کہ بادشاہ کی عادت
سے معلوم ہوگیا ہی کہ وہ یہ نشانیان بجز اپنے ایلچی کے اور کو نہین دیتا (دوم) یہ بھی تسلیم کرلیا جاوے کہ معجزہ [illegible] اور ہونا کسی انسان سے ممکن ہے
(سوم) رسول کا وجود بھی تسلیم کرلیا جاوے۔ اول بات تو ثابت ہو نہین سکتی کیونکہ شرع سے تو [illegible] فضول ہی کہ نبوت معجزہ کا ذریعہ ہی نہین اور عقل سے
معلوم ہو نہین سکتا۔ دوسری بات بھی ثابت نہین ہوسکتی کیونکہ کسی شے کا امکان تب ثابت ہوتا ہی کہ جب [illegible] کہ کبھی وہ
شے ہوتی ہے اور کبھی نہین ہوتی اور اگر یہ امکان تسلیم بھی کرلیا جاوے تو اس سے وقوع لازم نہین آیا [illegible]
عادت سے بھی اسکے رسول ہونیکا ثبوت نہین ہو سکیگا بجز اسکے کہ معجزے رسول ہی دکھایا کرتے ہین اور کوئی نہ دکھا سکے [illegible]
[illegible] رسول اور غیر رسول [illegible] قائل ہین کہ شے [illegible] ظاہر ہوتی [illegible] تیسری بات بھی
ثابت نہین ہوسکتی۔ اسلیے کہ جو امکان موجودات کی نسبت مین پایا جاتا ہی وہ اسلیے پایا جاتا ہی کہ وہ شے کبھی موجود ہوتی [illegible] کبھی نہین [illegible] البتہ وہ
حال ہی کہ کبھی ہوسکتا ہی کبھی نہین ہوسکتا پس جو شخص کسی آدمی کے رسول ہونیکا بھی قائل ہوگیا ہو تو اسکے مقابلہ مین کہا جاسکتا ہی کہ رسولونکا ہونا ممکن
ہی مگر جو شخص رسول ہونیکا قائل ہی نہو تو اسکے مقابلہ مین اسکا امکان کہنا جہالت ہی اور چونکہ لوگونکی طرف سے ایلچی کا ہونا ممکن مانا گیا ہی تو اس سبب سے
مانا گیا ہی کہ انکے ایلچیونکا وجود ہمنے پایا ہے پس زید پر قیاس کرکے عمرو کے لیے ایلچی ثابت کرنا درست نہین اسلیے کہ ایسی صورت مین دونون کی طبیعتونکا مساوی
ہونا ضرور ہے اور یہ مساوات خدا اور بندونمین نہین ہے یہ حضرت کی تمام گفتگو کا خلاصہ ہی بلکہ جو فقرے کہ انمین خط کھنچا ہوا ہی لفظ بلفظ انہین کے ہین اب ہمارا
جواب سنیئے اور ذرا انصاف بھی فرمایئے اور اس بات کی طرف کچھ خیال نہ کیجیے کہ سید صاحب سرکار انگریزی مین بڑے آدمی شمار کیے گئے ہین انکی ہر بات حق
اور بجا ہے۔ **پہلی بات کا جواب**) یون ہی کہ یہ بات نبی کی حقیقت اور معجزہ کی حقیقت سے خوب معلوم ہوگئی کہ نبی کی روحانی قوت کے مقابلہ مین
کسیکی نہین پھر ایسے ایسے خوارق عادت سوائے نبی کے اور کسکی طاقت ہے کہ ظاہر کرسکے اور آپکا یہ کہنا کہ متکلمین کے نزدیک معجزہ جادوگر سے اور ولی سے
بھی ظاہر ہوسکتا ہی بالکل غلط ہے کسیکا متکلمین سے یہ عقیدہ نہین اور جو کوئی ہو بھی تو اسکا اعتبار کیا ہے۔ دیکھیے شرح مواقف کے موقف ششم بحث دوم
مین یون لکھا ہی قالت المعتزلۃ خلق المعجزۃ علی ید الکاذب مقدور للہ تعالی لکنہ ممتنع وقوعہ فی حکمتہ لان فیہ ایہام صدقہ وہو اضلال قبیح من اللہ تعالی
فیمتنع صدورہ کسائر القبائح قال الشیخ وبعض اصحابنا انہ ای خلق المعجزۃ علی ید الکاذب غیر مقدور فی نفسہ لان لہا دلالۃ علی الصدق قطعا فان دل المعجز
المخلوق علی ید الکاذب علی الصدق کان الکاذب صادقا وہو محال یعنی معتزلہ کے نزدیک کاذب سے معجزہ ظاہر کرانا خدا کی قدرت مین تو ہی لیکن اسکی
حکمت کی رو سے اسکا واقع ہونا محال ہی کیونکہ اسکے ظاہر ہونے مین جھوٹے کے سچا ہونیکا خیال ہوتا ہی اور یہ قبیح ہی خدا سے قبیح کا سرزد ہونا ممکن نہین

پہلی بات کا جواب

شیخ ابوالحسن اشعری اور انکے پیرو یہ کہتے ہین کہ کاذب کے ہاتھ سے معجزہ کا صادر ہونا ممکن ہی نہین کس لیے کہ معجزہ قطعی دلیل ہے پس وہ معجزہ جو کاذب کے ہاتھ سے ظاہر ہوا اسکی سچائی پر دلالت کرے تو جھوٹا سچا ہو جاوے اور یہ محال ہے۔ او سید صاحب ہمنے دوسری شق اختیار کی یعنی اسکی عادت سے معلوم ہم کہ وہ غیر نبی کے کسی اور کو معجزہ پر قادر نہین کرتا اور عقل اسکی گواہ ہے۔ اور جادوگر کو سرے سے بعض لوگون نے کسی خرق عادت پر قادر ہی نہین سمجھا ہے معجزہ تو در کنار اب اس معجزہ کو دیکھکر یہ شبہہ پیدا کرنا کہ یہ کوئی طلسم نہو یہ کوئی نظربندی تو نہو وغیرہ وغیرہ اہل عقل اور صاحب طبیعت سلیمہ سے تو نہایت بعید ہے بلکہ عادت یون ہی جاری ہے کہ سب کو یقین ہو جاتا ہے پھر جو کوئی نہین مانتا تو عمداً ضد کرتا ہے حجت الہی اسپر تمام ہو چکتی ہے۔ ہم جب کسی کمشنر یا کسی اور حاکم جلیل القدر کو دیکھتے ہین تو بغیر اسکے کہ ہم اسکی اس سند اور فرمان کو دیکھین کہ جو اسکو گورنمنٹ کیطرف سے ملا ہے یا پھر اسکی بھی تحقیق کرین کہ آیا یہ فرمان صحیح ہے یا جعلی محض قرائن سے ہمکو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ کمشنر یا فلان حاکم ہے حالانکہ یہان بہت سے احتمالات عقلی ہو سکتے ہین اور نبی مین تو بعد معجزہ کے کوئی احتمال ہی نہین رہتا پھر کیا وجہ ہے کہ صاحب کمشنر کا کچہری مین بیٹھنا اور دو چار چپراسیونکا اسکی اردلی مین ہونا وغیر ذلک اسکے کمشنر ہونیکی دلیل ہو جاوے۔ اور معجزہ جو ایسی بڑی چیز ہے اور ایسے شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہو کہ جسکے مُنہ دیکھے سے خدا یاد آوے اسکی نبوت کی دلیل نہو؟ اور اس سے دلمین یقین نہ آوے؟ حالانکہ یہان رحمت خدای نے اس بات کا ذمہ بھی لے لیا ہے کہ وہ لوگونکے دلونمین اسکے رسول ہونے کا یقین پیدا کریگی ورنہ اسکا رسول بھیجنا ہی فضول ہو جائیگا (**دوسری بات**) کا جواب یہ ہے کہ رسول کا ہونا ممکن کیا بلکہ بنظر اصلاح عالم ضروری ہونا ہم ثابت کر چکے ہین اور آپ کا یہ فرمانا کہ امکان شے کے کبھی ہونے اور کبھی نہونے سے ثابت ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ تمام اہل عقل اس بات پر متفق ہین کہ ممکن اسکو کہتے ہین کہ جسکے فرض وقوع سے محال نہ لازم آوے اور یہ صفت امکان وجود پر ہمیشہ مقدم ہوتی ہے (جیساکہ صدرا اور میبذی وغیرہ کتب حکمت مین بھی مذکور ہے لان امکان وجودہ سابق علی وجودہ والالماکان قبلہ ممکنا بل ممتنعا لذاتہ ہدایۃ الحکمۃ) کیونکہ اگر شے کے موجود ہونیکے اول اسکا امکان نہوگا تو ممتنع ہو جاویگی اور وجود مین نہ آویگی۔ پس اگر امکان اس بات پر موقوف ہو کہ شے کبھی پائی جاے اور کبھی نہین تو وہ شے کبھی پائی ہی نجائیگی اب جو شخص ایک رسول کے ہونیکا بھی قائل نہو (جیساکہ اسوقت کے بعض ہنود[۱]) تو انکے مقابلہ مین اس دلیل مذکور کے ذریعہ سے رسول کے امکان (بلکہ فعلیت) کا مقرر ہونا عین علم اور کمال فطانت ہے جو اسکو جہالت کہے خود اسکی نادانی ہے **تیسری بات کا جواب** یہ ہے کہ مطلق رسالت کا ثبوت ظہور معجزہ پر موقوف نہین جیساکہ آپ اور آپکے قاضی ابن رشد غلط فہمی سے سمجھکر اوسکے رد مین قیل وقال کرتے ہین کیونکہ یہ تو وجہ ضرورت رسالت سے ثابت ہے اور دلائل سے تسلیم کرا دیا گیا ہے کہ اس عالم کی اصلاح رسول بغیر نہین ہو سکتی ہان تعین اور تشخیص اس بات کی کہ اس مطلق رسالت کا کون مصداق ہے آیا زید رسول ہے یا نہین؟ البتہ یہ بات معجزہ کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوتی پس جس شخص نیک عادت ہادی سیرت نے نبوت کا دعوی کرکے معجزہ دکھا دیا خواہ اسیوقت یا بعد اسکے یا تعلیمات کے یا اور وقت مین بلاشک وشبہہ یہ بات ثابت ہو جاویگی کہ یہ شخص بھی نبی ہے الغرض عہدۂ نبوت کی تصدیق کے واسطے معجزہ فرمان خداوندی ہے کہ جسکے دیکھتے ہی قلوب اسکی طرف اسطرح کھچ آتے ہین کہ جسطرح لوہا مقناطیس کیطرف۔ اب جو شخص برخلاف مشاہدہ اس جذب مقناطیسی کا انکار کرے تو وہ نہ تنہا کج فہم بلکہ بڑا ضدی ہے۔ **امر ۳ کی تحقیق** اسطرح ہے کہ جب یہ بات بخوبی ثابت کر دی کہ معجزہ نبوت کی بڑی واضح اور روشن دلیل ہے تو اسمین وضاحت اور مبین ہونیکا وصف آیت سے بھی زیادہ پایا جاتا ہے بلکہ بلفظ آیت یا بلفظ آیت بینہ یا محض بلفظ بینہ بلحاظ مراتب معجزات۔ اصل وبالذات معجزات وعجائبات قدرت ہی کو تعبیر کیا جاتا ہے اور بالتبع آیات قرآنیہ کو **امر ۴ کی** یہ تحقیق ہے کہ جب یہ وصف وضاحت معجزات مین بھی پایا جاتا ہے کما عرفت تو یہ

جواب اعتراض دوسرا

جواب اعتراض تیسرا

امر ۳ کی تحقیق

امر ۴ کی تحقیق

[۱] یعنے آریہ سماج ۲

تخصیص دعوی بلا دلیل ہے (امر پنجم) جو شخص باوجود اسقدر دلائل عقلی و نقلی کے پھر بھی معجزات کا انکار (نہ کسی دلیل سے بلکہ محض اسوجہ سے کہ آجکل کے نئی روشنی والے مہذب یورپین اسکو نہیں مانتے اسپر ہنستے ہین تو کسیلیے قرآن یا دین محمدی کو بٹا لگا دے) کرتے ہین تو وہ پرائے شگن کے لیئے اپنی ناک (جڑسے) اپنے ہاتھ سے کاٹتے ہین اگر وہ اسیطرح لوگونکے انکار اور ہنسی سے نفس الامری اور ایمان کی باتون سے منکر ہوتے جاوینگے اور زبردستی سے کھینچ کھانچکر قرآن مجید کی تاویلین کرینگے تو بقول شخصے بکری کی مان کب تک خیر منائیگی ایکدن وہ اس اسلام ہی کو سلام کر بیٹھین گے۔ گو یہ حالت موجودہ بھی انکے سچے اسلام سے بالکل برخلاف ہے۔ اس تمام فصل کا ماحصل یہ ہے کہ معجزہ کا نبوت کی دلیل ہونا کل اہل عقل کے نزدیک مسلم ہے اور کل اہل ادیان اسکے وقوع کے قائل ہین چنانچہ جمہور اہل اسلام سلف سے خلف تک اسکے قائل ہین قرآن مین جابجا اگلے نبیونکے معجزات بصراحت مذکور ہین اہل کتاب یہود و عیسائی اسکے معتقد ہین بیبل تورات و انجیل مین اسکا کثرت سے ذکر ہے ہنود و اہل فارس وغیرہم بھی اسکے مقر ہین البتہ سید احمد خانصاحب اور دس بیس نئی روشنی کے لوگ منکر ہین سید صاحب کے پاس معجزات کے انکار مین سوا سینہ زوری اور تاویلات ضعیفہ اور خلاف عقل و نقل کے کوئی دلیل نہین عجب بات ہے کہ معجزات کی نفی پر کوئی دلیل نہو اور پھر ان آیات و احادیث کی کہ جنمین معجزات مذکور ہین نے لگا و تاویل کرکے اور بغیر کسی قرینہ کے ان آیات کے حقیقی معنی سے انحراف کرکے کلام الہی سے انکار کیا جاوے پھر اسپر اصرار کیا جاوے۔

فصل سوم

کل حکماء و عقلاء کہ جنکو قوت اشراق و انکشاف مبدء فیاض سے عطا ہوئی اس بات پر متفق ہین کہ اس **عالم حس** کے علاوہ (کہ جس مین ہماری آنکھون سے ہمکو یہ چیزین دکھائی دیتی ہین) ایک اور عالم ہے کہ جسکو عالم **ملکوت** کہتے ہین اور کبھی اسکو عالم **غیب** کہتے ہین۔ اور جب یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ عالم مجردات محضہ اور عالم حس کی وہ درمیانی حالت ہے تو اسکو **عالم برزخ** اور کبھی **عالم مثال** کہتے ہین اس عالم مین صدہا مخلوق ہین جنمین سے فرشتہ بھی ہے۔ ہر ایک قوم کے نزدیک[1] اسکا ایک نام ہے کل اہل ادیان بلکہ حکماء روم و ہند و ایران و یونان بلکہ اسوقت ترقی یافتہ ملک **یورپ**[2] کے بڑے بڑے نامور حکیم و فیلسوف اور کل **بیبل**[3] کے ماننے والے فرشتونکے قائل ہین بیبل مین صدہا جگہہ انکا بصراحت ذکر ہے اہل ہند کی بید اور پوران بھی ذکر ملائکہ سے پر ہین۔ اہل اسلام مین سلف سے خلف تک ملائکہ کا وجود مانتے آئے ہین قرآن مجید مین بیشمار جگہہ فرشتونکا ذکر ہے حکماء قدیم کی کتابین انکے حالات سے بھری پڑی ہین چونکہ یہ مسئلہ سبکا متفق علیہ ہے لہذا مجکو اسپر دلائل قائم کرنیکی ضرورت نہ تھی علاوہ اسکے میرا کلام اہل ادیان سے ہے سو انکی تسکین کے لیے انکی کتب الہامیہ سے ثبوت کافی ہے۔ لیکن ان بعض لوگونکے لیے جو سارے جہان کے برخلاف منکر بن بیٹھے یہ چند ادلہ بیان کرنی پڑی۔

(**دلیل اول**) غالباً یہ چار عنصر خاک پانی ہوا آگ اس عالم حس کی بنیاد ہین۔ اور ان چار کے سوا اور بھی ہون تو کچھ تعجب نہین چنانچہ اسوقت کے حکماء نے انکی تعداد پچاس سے زیادہ بیان کی ہے۔ اب یہ جسقدر ذی روح ہین جیسا انسان گدھا مچھر مکھی وغیرہ ان سب کے اندر عنصر خاک زیادہ ہے اسی لیئے یہ چیزین زمین پر رہتی ہین اور انکے پیدا ہونے کے مختلف طور ہین بعض چیزین توالد و تناسل سے انثی کے رحم مین اسطرح پیدا ہوتی ہین کہ خاک اور پانی کی ترکیب سے نباتات پیدا ہوتے ہین پھر انکو کھا کر بدنمین خون پیدا ہوتا ہے پھر وہ خون منی بنجاتا ہے پھر وہ منی انثی کے رحم مین جاکر گوشت کا لوتھڑا بنکر ہڈی اور چمڑہ وغیرہ اعضاء اسمین نمودار ہو جاتے ہین الغرض وہ بعد استحالات کے اس قابل ہو جاتی ہے کہ پھر مبدء فیاض سے اسپر نفس

[1] ہنود موت کے فرشتے کو جمراج اور عام فرشتون کو دوت یا دیوتا کہتے ہین یونانی محافظ فرشتے کو ڈیمن اور رومی جنیس کہتے ہین اور ایرانی عام کو فرشتہ کہتے ہین۔ ۱۲ منہ
[2] یورپ یعنی انگلستان جرمن فرانس اٹلی آسٹریا روم روس بلجیم وغیرہ اور امریکہ کے عموماً عیسائی اور یہودی اور ایشیا اور یورپ کے جمہور اہل اسلام اور ہند و چین کے ہندو اور بدھ سب ملائکہ کے قائل ہین ۱۲ منہ [3] بیبل تورات و انجیل کے مجموعہ کا نام ہے۔ ۱۲ منہ

فصل سوم مسئلہ ملائکہ کے بیان مین

دلیل اول

ہا ہے تب وہ نوبت پا کے رحم سے باہر آتی ہے ۔ اور بعض کے توالد کی یہ صورت ہوتی ہے کہ بعض عناصر باہم ترکیب پا کے اس قابل ہوجاتے ہین کہ ان پر نفس فائض ہوجاتا ہے ۔ جیسے جب غذا اکو بر باکوئی اور چیز حرارت غریبہ کی وجہہ سے نیا مزاج حاصل کرتی ہے تو اُسکے کیڑے بنجاتے ہین یعنی خاص اُسی مادہ پر نفس اُسکے قابل فائض ہوجاتا ہے ۔ حیوان مین اور غیر چیزون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ وہان فیضان نفس رحم سے تعلق رکھتا ہے یہان نہین اور کبھی نفس فائض ہونیکے بعد ایک نوع کی چیز دوسری نوع مین آجاتی ہے آپنے دیکھا ہوگا کہ بوٹ (چنے) مین کیڑا سبز رنگ کا ہوتا ہے اُسکو کسی ڈبیا مین کسیقدر سبز پتے ڈالکر بند کر دیجیے وہ چند روز کے بعد پردار جانور ہوکر پھر سے اُڑجاتا ہے (مین نے بارہا مشاہدہ کیا ہے) اسیطرح پانی کے گھڑے مین یہ جو کیڑے ہوتے ہین چند روز کے بعد مچھر بنجاتے ہین ۔ اور گوہ کا کیڑا ایک جانور سُرخ پر کا ہوجاتا ہے (جسکو لال بیگ کہتے ہین) ایک دوست نے اپنا مشاہدہ بیان کیا کہ جوار کا ایک خوشہ تھا چند روز کے بعد وہ دانے مکھیان بنکر میرے روبرو اڑگئین (یہ صحیح ہے کیونکہ وہ مرطوب ہونگی جسطرح کہ گوبر اور گوہ کے کیڑے بنجاتے ہین اسیطرح بعد مزاج جدید کے اُسپر نفس مگسی فائض ہوگیا) قصہ مختصر اس عالم حس مین یہ حیوانات بلکہ نباتات عناصر کی ترکیب اور مزاج سے پیدا ہوتے ہین اور جو عناصر غالب ہوتا ہے اُسی کے خواص اُسمین آتے ہین جسمین خاک غالب ہے وہ شے مکدر اور بوجھل ہوتی ہے اور دکھائی دیتی ہے ۔ اسیطرح جسمین جزو ہوائی یا ناری غالب ہے تو اُسمین وہی آثار پائے جاتے ہین ۔ پس جسطرح کہ ہوا لطیف نظر نہین آتی ہان پنکھے سے یا خود بخود بدن کو لگتی بلکہ کبھی درختون کو اکھیڑ کر پھینکدیتی اور بڑے بڑے جہاز اور آگ بوٹون کو تہ و بالا کر دیتی ہے ۔ اسیطرح وہ چیز کہ جس مین یہ ہوا غالب ہوگی نظر نہ آوے گی یون سب کچھ کریگی ۔ یا جس مین آگ غالب ہوگی وہ بھی دکھائی نہ دیگی ۔ اور علاوہ ان چارون عنصرونکے جو چیز اور عناصر سے مرکب ہین وہ بھی دکھائی نہ دینگی کیونکہ کل دو عنصر (ایک خاک دوسرا پانی) نظر آتے ہین باقی اور کوئی عنصر دکھائی نہین دیتا پس باقی دو اور عنصر ہوا اور آگ جو کل کے نزدیک مسلم الوجود ہین اور اسیطرح اور زائد عناصر جو محققین حال نے دریافت کیے ہین دکھائی نہین دیتے اور ممکن ہے کہ اس بے نہایت دریا ہستی مین اور بہت سے عناصر ایسے ہون کہ جنکی خبر ابتک نہوئی ہو اور آئندہ ہو پس مین کہتا ہون کہ عقل سلیم کے نزدیک یہ بات نہایت بعید ہے کہ وہ یون کہے کہ انہین دونون عنصر خاک اور پانی سے اشیاء مرکب ہوتے ہین یا انکی ترکیب مین بھی دونون جزو غالب ہوتے ہین اور دیگر عناصر کا غالب ہونا محال ہے یا علاوہ ان دو کثیف (خاک اور پانی) عنصر کے اور دیگر عناصر سے ترکیب پانا اور انکا مخلوط ہوکر ایسا مزاج حاصل کرنا کہ جنپر انکے موافق کوئی نفس (یعنی روح) فائض ہو غیر ممکن ہے ۔ پس جب عقل سلیم کے نزدیک یہ باتین محال نہین بلکہ واقع ہین ۔ تو نور فطرت اور عقل سلیم کے نزدیک یہ بات (کہ سلسلہ موجودات انہین دونون کثیف عنصر کی چیزون مین ختم ہوگیا ۔ یا جو چیز تمکو نظر نہین آتی وہ موجود نہین) محال نہین تو محال سے کم بھی نہین پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ جسطرح ان دونون عنصر خاک اور پانی سے اور عناصر بہت زیادہ ہین بلکہ تمام عالم انہین سے مالامال ہے اور یہ دونون انکی نسبت ایسے ہین کہ جیسا بحر ذخار کی نسبت قطرہ تو اسیطرح ان عناصر کی مخلوقات اس عالم حس کی مخلوقات سے کہین زیادہ اور قوی ہے اور جس طرح وہ عناصر نظر نہین آتے (بسبب لطافت کے) اسیطرح وہ مخلوقات بھی نظر نہین آتی اور اس مخلوقات کی صدہا اقسام ہین جیسا کہ یہانکی مخلوقات کی صدہا اقسام ہین ۔ اور وہان کی مخلوقات جہان تک کہ اہل صفا اور ارباب کشف کو معلوم ہوئی یا دکھائی دی ہے اُسکے نام باعتبار ہر نوع کے جدا جدا ہین کسیکو **جن** اور کسیکو **شیطان** اور کسیکو **ملک** یعنی **فرشتہ** کہتے ہین ۔

دلیل دوم ۔ بہت سے آدمیونکو جن اور ملائکہ اور شیطان عیاناً دکھائی دیے ہین اور انسے بات چیت کی ہے اور اسیطرح انکے آثار ظاہر

دلیل دوم

(حرکات وسکنات یا کوئی بڑا بھاری کام کرنا جیسا کہ چھت کو توڑ ڈالنا یا کسی چیز کو صدہا کوس کے فاصلے سے ذرا سی دیر مین حاضر کر دینا۔ یا جنگل مین بھولے کو راہ دکھا کے پھر انکھون کے سامنے وہین غائب ہو جانا یا کسی شخص سے دور دراز حالات کہدینا وغیرہ وغیرہ باتین ظہور مین آئی ہین اور آتی ہین اور جن جن لوگون سے یہ ماجرے پیش آئے ہین بہت سے مین نے دیکھے ہین اگر انکی تفصیل لکھون تو یہ کتاب دراز ہو جاوے۔ میری کتاب کے دیکھنے والون مین سے بھی صدہا آدمی ایسے ہونگے کہ جنکے روبرو ایسے واقعات پیش آئے ہونگے اب اگر کوئی وہم دوڑائے اور ان سب باتونکو وہمی اور خیالی بتاوے اور ان لوگونکی خبر متواتر کو جھوٹے قصے سمجھے اور اپنی وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہے جاوے تو یہ اور بات ہے اس مرض سوداوی کا علاج ہی اور ہے۔ خیر اسکو بھی جانے دیجیے اب مین چند ایسے ثقات سے یہ واقعات نقل کرتا ہون کہ جو تمام جہان کے مسلم ہین اور جنکی بات کو جھوٹ سمجھنا (تو درکنار بلکہ اسکا گمان بھی کرنا) کفر اور بے ایمانی بلکہ حماقت اور نادانی ہے **ازانجملہ** وہ قصہ جن کہ جسکو سورہ جن مین تمام جہان کے سردار اور سب صادقون کے صادق نے نقل فرمایا ہے ازانجملہ وہ قصہ ہے کہ جسکو امام بخاری نے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ جس رات جن پیغمبر علیہ السلام سے تعلیم پانیکے واسطے حاضر ہوئے تھے تو آنحضرت باہر جنگل مین مجکو بھی لیگئے تھے اور مجکو خاص ایک جگہہ مین بیٹھنے کا حکم دیکر آنحضرت علیہ السلام نے انکو کچھ آیات قرآنی اور نماز روزے کے مسائل تعلیم فرمائے اور مجکو بجز آوازونکے اور کچھ سنائی نہین دیتا تھا (کیا تعجب ہے کہ سید احمد خانصاحب اسکو بھی جھوٹ کہدین یا جن سے مراد کوئی پہاڑی قوم بتاوین) **ازانجملہ** وہ قصہ ہے کہ جسکو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ایک بار نماز پڑھنے مین دفعتہ کئی قدم پیچھے ہٹے اور پھر آگے بڑھے اور کسی چیز کے پکڑنے کے لیئے ہاتھ دراز کیا بعد فراغت نماز کے لوگون سے بیان کیا کہ شیطان میری نماز مین خلل انداز ہوا تھا ایک لکڑی جلا کے میرے بدن کو لگانا چاہتا تھا مین پیچھے ہٹا پھر مین نے اسکو پکڑنا چاہا کہ اسکو مسجد کے ستون سے باندہ دون تاکہ تم سب دیکھو تب سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی نہ پکڑا ورنہ اسکو پکڑ کر باندھ دیتا **ازانجملہ** سورہ نجم مین جبرئیل علیہ السلام کا وہ قصہ کہ جبرئیل علیہ السلام کو آنحضرت علیہ السلام نے آسمان کے کنارون پر دیکھا اور پھر اتنا فاصلہ باقی رہگیا کہ جیسا دو کمانون مین یا اس سے بھی کم۔ کما قال تعالیٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ذُو مِرَّةٍ ط فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ج فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ الآیات اسکے بعد چونکہ خدا کو معلوم تھا کہ منکر لوگ اسکی تکذیب وتاویل کرینگے تو انکا منہ بند کرنیکے لیے آخر یہ بھی فرما ہی دیا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ یعنی یہ دیکھنا کچھ وہم وخیال کے طور پر نہ تھا کہ جسکو قصور نظر سمجھا جاوے جیسا کہ ماؤف البصر کو کچھ کا کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس آیت سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا یہان ذکر ہے (کہ اسنے حضرت کو سکھلایا[1] اور وہ بڑا قوت مند ہے[2] اور وہ اپنی اصلی صورت پر قائم ہوا[3] اور وہ آسمان کے بلند کنارہ پر تھا پھر قریب ہوتے ہوتے دو کمانونکے فاصلہ پر آرہا پھر اسنے قریب ہو کر آنحضرت علیہ السلام کو وحی پہنچائی) یہ کوئی قوت انسانی نہین کیونکہ قوت انسانی خواہ وہ کیسی ہی کیون نہو اور خواہ وہ کیسی ہی قوی اور زائد ہو ایک صفت ہے جو اپنے موصوف سے ایک قدم کے فاصلہ تک بھی جدا نہین ہو سکتی

[1] سکھایا یہ قرآن محمد کو بڑے قوت والے (جبرئیل) نے پس وہ کنارہ بلند مین اپنی اصلی صورت پر قائم ہوا پھر نزدیک ہوا پس نیچے اتر آیا پھر آن مین دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پس ہمارے بندے (محمد علیہ السلام) کو جو پہنچانا تھا سو پہنچا دیا نہ جھوٹا سمجھا دل نے جس کو دیکھا۔ سید احمد خانصاحب یہان آپ کی یہ تاویل (کہ فرشتے کی مانند قوت کا نام جبرئیل ہے) کوئی ذی عقل نہ تسلیم کریگا۔ کیونکہ یہ اوصاف جو جبرئیل کی بابت مذکور ہین اسپر کسیطرح صادق نہین آتے۔ قوت کا سکھلانا اور اصلی صورت پر ہونا اور افق اعلی پر ہونا پھر نزدیک ہوتے ہوتے دو کمان کے فاصلہ پر آجانا پھر حضرت کو پیغام پہنچانا پھر یہ کہنا کہ دل نے اسکو جھوٹا نہ سمجھا) کیا معنی رکھتا ہے۔

ابھی کوئی عرض اپنے معروض سے جدا اور منفصل نہین ہو سکتا کما لا یخفی اور نہ کوئی صفت اپنی صورت دکھا سکتی ہے اور نہ کوئی صفت اپنے موصوف کے لیئے معلم ہو سکتی ہے۔ علم تعلیم نہین کرتا بلکہ وہ ایک حالت انکشافیہ ہے جو بسا اوقات خود بخود یا کسی ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے بلکہ اس آیت مین جو مذکور ہے وہ کوئی ذی حیات شخص ہے کہ جسمین قریب و بعید ہونا تعلیم کرنا وغیرہ باتین پائی جاتی ہین پس سید احمد خان صاحب نے جو اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۹ مین فرمایا ہے (قولہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء مین پیدا کیا ہے جبرئیل نام ہے وقولہ اوران آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہے وہی پڑھتا ہے وہی مطلب بتاتا ہے اور یہ سب کام اسی فطری قوت نبوت کے ہین جو خدا نے مثل دیگر قوی انسانی کے انبیاء مین بمقتضاء انکی فطرت کے پیدا کی ہے اور وہی قوت ناموس اکبر ہے اور وہی قوت جبرئیل پیغامبر غلط ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہے الخ اس بات پر صریح دال ہے کہ جبرئیل واسطہ نہین پس یہ صریح انکار ہے اس آیت عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی کا کیونکہ اسمین تصریح ہے کہ جبرئیل نے آنحضرتؐ کو وحی سکھائی اور انکے واسطہ سے وحی پہنچی ہان یہ بحث اور ہے کہ وہ جبرئیل کیا ہے آیا کوئی فرشتہ ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے یا وہ ملکہ نبوت ہے جیسا کہ سید صاحب کہتے ہین بہرحال واسطہ جبرئیل متفق علیہا ہے دوم شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّۃٍ الخ سے ملکہ نبوت مراد لینا اور جبرئیل کو قوت نبوت فطری بنانا بالکل غلط ہے اوّل یون کہ خود سید صاحب نے صفحہ ۹۲ مین اسکا انکار کیا ہے بلکہ فرشتونکو خدا کی صفت قرار دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ملکہ نبوت خدا کی صفت نہین بلکہ نبی کی اور وہ قول سید صاحب کا یہ ہے ص۹۲ قولہ بہرحال ہمکو اسمین کچھ شبہ نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل ہوتے تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتونکا نام سمجھنے لگے (دوم) جب بقول سید صاحب ناموس اکبر اور جبرئیل پیغامبر ملکہ نبوت اور وہ قوت فطری ہے کہ جو ہر نبی کو دی گئی تھی تو لازم آیا کہ جسقدر تعداد انبیاء کی ہے اتنے ہی جبرئیل ہون کیونکہ ہر نبی کی قوت نبوت دوسرے نبی کی قوت نبوت سے الگ اور ہر ایک نبی کے ساتھ جداگانہ ہے کیونکہ ہر صفت کا یہی خاصہ ہے کہ وہ اپنے ہی موصوف مین پائی جاتی ہے دوسرے مین منتقل نہین ہو سکتی اور یہ لازم صریح البطلان ہے کیونکہ آج تک اہل کتاب سے نہ اہل اسلام سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہین کہ صدہا اور ہزارہا جبرئیل تھے یا ہین یا حضرت محمد علیہ السلام کا اور جبرئیل ہے اور دیگر انبیاء کے اور اور۔ جب یہی بات تھی تو پھر خدا نے یہود کا جواب (جو وہ کہتے تھے کہ جبرئیل جو محمد پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے) یون کیون دیا؟ قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِلّٰہِ الآیہ یعنی جو جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ بلکہ بہت سہل یہ جواب تھا کہ جس جبرئیل کے تم دشمن ہو کہ جسنے تمہارے ساتھ برائیان کین وہ اور شخص تھا یہ جبرئیل اور ہے بلکہ یون کہنا تھا کہ وہ جبرئیل جو ملکہ نبوت یا قوت فطری (جو جسمانی قوت بقول سید احمد خانصاحب) تمہارے انبیاء کی تھی وہ جبرئیل ان انبیاء کے مرنے سے مرگیا۔ کیونکہ جب وہ شخص ہی نہین تو اسکی قوت کہان؟ پس جب یہ معلوم ہوچکا تو لاچار ہو کر اس آیت عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی الآیہ کی یون توجیہ کرنا قولہ ص۳۱ یہ تمام مشاہدہ اگر انہین ظاہری آنکھون سے تھا تو وہ عکس خود اپنے دل کی تجلیات ربانی کا تھا جو بمقتضاے فطرت انسانی و فطرت نبوت دکھائی دیتا تھا اور در اصل بجز ملکہ نبوت کے جسکو جبرئیل کہو یا اور کچھ نہ تھا محض غلط ہے۔ اے حضرت ملکہ نبوت کا گو کیسا ہی زور شور ہو آنکھون سے دکھائی دینا چہ معنی دارد؟ ملکات یا دل کی تجلیات ان آنکھونسے نہین نظر آسکتے ہین ہان دلکی آنکھین اسکو دیکھ سکتی ہین پھر اس نظر آنیکو فطرت انسانی کہنا فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ اچھا یہ بھی صحیح اسکو ذُوْ مِرَّۃٍ اور قَابَ قَوْسَیْنِ اور ہُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی اور دَنٰی فَتَدَلّٰی وغیرہ چیزونپر کسطرح سے منطبق کیجیئے گا؟ شاید اسکے جواب مین آپ یون فرمائین

غلطی اول

غلطی دوم

ص۲۹ اسی کے دل سے فوارے کی مانند وحی اٹھتی ہے اور خود اسپر نازل ہوتی ہے اسیدکا عکس اسکے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے الخ
یہ کلام اول سے بھی عجیب ہے جب آپ اس بات کے قائل ہین کہ ملکہ نبوت جبرئیل ہے تو پھر یہ کہنا کہ وہ ملکہ فوارے کی مانند اٹھتا ہے اور پھر اسی شخص پر پڑتا ہے
جیسا کہ فوارے کا پانی ابل کر وہین آ پڑتا ہے اور نزول وحی بھی آپنے اس آ پلنے کو قرار دیا ہے) بالکل غلط ہے ملکہ کوئی جسم سیال نہین جو ابلے اور پھر وہین آ پڑے
مین سخت حیران ہون کہ آپکی اس شاعرانہ تک بندی سے کیا غرض ہے؟ (سوم) آپکو اس جگہہ (قولہ ص۲۹ خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے کہ جسکو ناموس اکبر
اور زبان شرع مین جبرئیل کہتے ہین اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانیوالا نہین ہوتا) صاف اقرار ہے کہ خدا اور اسکے رسول مین جبرئیل واسطہ ہے۔ اور پھر آپ ہی
اس قول مین (قولہ صفحہ ۲۵ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہے۔ اسکا انکار کرتے ہین آپکے کلام مین یہان
عجب تعارضات واقع ہین اول تو آپنے جبرئیل کو ملکہ نبوت قرار دیا ہے اور اسکو ایلچی اور پیغامبر بنایا اور واسطہ ہونا ثابت کر دیا پھر اسکی نفی کی کہ خدا اور پیغمبر مین
کوئی واسطہ نہین ایکبار یہ کہا کہ یہ سب کام اس ملکہ نبوت کے ہین کہ جسکو جبرئیل کہتے ہین پھر اسکی نفی کردی کہ یہ وحی کرنا خدا کا کام ہے ایکبار یون کہا کہ خدا ہی
پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہے پھر یون کہا کہ اسکو یعنی نبی کو کوئی نہین بلواتا وہ خود بولتا ہے۔ اور تعارض عقلا کے کلام مین ہونا بعید ہے لہذا ان فقرونکی
یون شرح کرنی پڑی۔ اور دفع تعارض کیلیے سوا اسکے اور کچھ گنجایش نہی کہ آپکے اس کلام سے کہ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین یہ مراد لیجاوے کہ جبرئیل
اور پیغمبر علیہ السلام ایک ہی چیز ہین تاکہ نفی واسطہ کی درست ہوجاوے ورنہ جبرئیل کو واسطہ مانکر پھر نفی واسطہ کرنا ممکن نہین پس معلوم ہوا کہ دو اقنوم
یعنی روح القدس اور پیغمبر کہ جسکو عیسائی ابن کہتے ہین اور عیسی علیہ السلام کو اسکا مصداق بتلاتے ہین ایک ہین غایۃ الامر یہ فرق رہیگا کہ عیسائیون کے
نزدیک حضرت عیسی کی کچھ خصوصیت نہین ہر نبی دوسرا اقنوم ہے اور جب آپنے یہ فرمایا کہ خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہے حالانکہ آپ یہ فعل جبرئیل
علیہ السلام کا قرار دے چکے ہین جہان کہ آپنے فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ سے استدلال کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ روح القدس اور خدا جو تیسرا اقنوم ہو کہ سب
اب کہتے ہین ایک ہین آپکے اس کلام سے تثلیث بخوبی ثابت ہوتی ہے اگرچہ آپنے اور بہت سے مقامات پر پادری فنڈر صاحب کے اعتراضات اہل اسلام پر اپنی طرف سے
جمائے ہین اور انکی تقلید کی ہے چنانچہ نفی معجزات مین پادری صاحب نے میزان الحق مین اس آیت وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ الآیہ سے یہ دعوی
کیا ہے کہ حضرت محمد علیہ السلام سے حسب بیان اس آیت کے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا اور آپنے بھی نفی معجزات مین اسی آیت سے استدلال کیا ہے لیکن ہم یہ
نہین گمان کرسکتے کہ آپ تثلیث جدید کے قائل ہین قولہ صفحہ ۲۹۔ ان واقعات کے بتلانیکو اگرچہ یہ قول یاد آتا ہے کہ قدر این بادہ ندانی بخدا تا نچشی **اقول**
معلوم ہوا کہ آپ اسی بادہ فرنگ کی ترنگ مین انبیاء علیہم السلام کو مجنونون کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین (جیسا کہ کفار کہتے تھے اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ اور جبرئیل
اور وحی کو مجنونون کی سی خیالی باتین بتلاتے ہین **قولہ** ص۲۹ ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت دیکھی ہوگی وہ بغیر بولنے والے کے اپنے
کانون سے آوازین سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکھون سے اپنے پاس کسیکو کھڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین وہ انہین کے خیالات ہین۔ ہان ان
دونون مین اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے پچھلا پیغمبر الخ **اقول** ہم اس گستاخی کو خدا کے حوالے کرتے ہین اسکا جواب آپکو وہ خود دیلیگا (**از انجملہ**) وہ
بیشمار آیات ہین کہ جنمین ملائکہ کے اقسام کیطرف اشارہ کیا ہے اور جہان وجود ملائکہ مین سید احمد خان صاحب سے انکار کی کوئی وجہ بھی نبن آئی لاچار
سکوت کیا چنانچہ کچھ آیات انمین سے ہم ابھی ذکر کرتے ہین جہان کہ ملائکہ کے اقسام ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی (**از انجملہ**) عہد عتیق[1] اور عہد جدید کی

[1] عیسائیونکے نزدیک کتب سماویہ کی دو قسم ہین حضرت موسی کی توریت خمسہ اور زبور و امثال سلیمان وغیرہ وہ کتب کہ جو حضرت عیسے سے پیشتر جمع اور مرتب کی گئین عہد عتیق یعنی قدیم ہین اور حضرت عیسے اور انکے حواریون کی تصنیفات عہد جدید مین ۱۲ منہ

وہ بیشمار آیات ہین کہ جنمین صاف طور پر ملائکہ کا ذکر ہے منجملہ انکے توریت کی کتاب پیدائش باب ۱۶ مین حضرت ہاجرہ کے ساتھ فرشتہ کا کلام کرنا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پیدا ہونیکی بشارت دینا بڑی تفصیل سے مذکور ہے چنانچہ اس باب کی ساتوین آیت یہ ہی (۷) اور خداوند کے فرشتے نے اُسے[1] بیابان مین پانی کے ایک چشمہ کے پاس پایا (۸) اور اُسنے کہا کہ اے سارہ کی لونڈی ہاجرہ تو کہانسے آئی اور تو کدھر جاتی ہے وہ بولی کہ مین اپنی بیوی سارہ کے پاس سے بھاگی ہون (۹) اور خداوند کے فرشتے نے اُس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کے پاس پھر جا اور اُسکے تابع رہ (۱۰) پھر خداوند کے فرشتے نے اُس سے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑہاؤنگا الخ اور اسی کتاب کے باب ۱۸ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تین فرشتوںکا مہمان بنکر آنا اور بیٹے پیدا ہونیکی بشارت دینا اور سدوم کے لوگونکی ہلاکت کی خبر دینا پھر حضرت ابراہیم کا اُنسے منت کرنا مذکور ہے۔ پھر اسی کتاب کے ۱۹ باب مین فرشتوںکا حضرت لوط علیہ السلام کے ہان مہمان ہونا اور کفار کا اُنپر یورش کرنا مذکور ہے۔ اور اسی کتاب کے ۲۱ باب مین ۱۷ آیت یہ ہے تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے ہاجرہ کو آسمان سے پکارا کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا ہی الخ ؟۔ اور اسی کتاب کے ۲۲ باب کی ۱۰ آیت یہ ہے اور ابراہیم نے اپنا ہاتھ بڑہا کے چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے وہین خداوند کے فرشتے نے اُسے آسمان سے پکارا کہ ای ابراہیم ای ابراہیم وہ بولا مین حاضر الخ آیت ۱۵) تب خداوند کے فرشتے نے دوبارہ آسمان سے ابراہیم کو پکارا الخ ؟ اور اسی کتاب کے ۳۲ باب مین حضرت یعقوب سے شب بھر ایک فرشتہ کا کشتی لڑنا پھر فرشتہ کا یعقوب کو لنگڑا کرنا اور یعقوب سے فرشتہ کا رخصت مانگنا اور یعقوب کا فرشتہ سے برکت مانگنا اور یعقوب کا اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھنا اور یہ کہنا کہ مین نے خداوند (یعنی فرشتے) کو روبرو دیکھا ہی) بیان ہی۔ سید صاحب اسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ قصہ یا وجع الورک کا درد تھا سفر میں لنگڑا ہونے سے درد کو سمجھ لیا مگر یہ خیال نکیا کہ درد سے برکت مانگنا اور سوال وجواب کرنا اور درد کا رخصت مانگنا وغیرہ ذالک باتونکی کیا توجیہ ہوگی ؟ علاوہ ان مواضع کے اور بیشمار مواضع ہین کہ جن مین ملائکہ کا ذکر بصراحت ہے چونکہ اس بات کو خود سید صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہود کی کتابونمین اور عیسائیونکی کتابونمین فرشتونکا ذکر ہے لہذا ہم فقط انہین عبارات سید صاحب پر اس بارہ مین بس کرتے ہین **قولہ** صفحہ ۱۴۸۔ بایںہمہ بہت جگہہ فرشتے کا لفظ ایسے وجود ہاے روحانی یا عقول فلکی کی نسبت مستعمل ہوا ہے جو خدا کی طرف سے اُسکے احکامات بجالانیکے واسطے مامور ہین۔ یہودیون اور عیسائیونکی کتب مقدسہ مین روحانی عقول کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے جنکی حالت وجود جداگانہ ہی اور ایک آسمانی جماعت قرار دیگئی ہے جسکا سردار خود خدا ہے۔ کتاب دانیال باب ۷ ورس ۱۰ انجیل متی باب ۲۶ ورس ۵۳ وانجیل لوقا باب ۲ ورس ۱۳ ونامہ عبرانیان باب ۱۲ ورس ۲۲ و ۲۳ سے کروڑہا بلکہ کروڑہا در کروڑہا فرشتونکا ہونا معلوم ہوتا ہے الخ اسکے ساتھ سید صاحب یہ بھی اقرار کرتے ہین **قولہ** اتنے بڑے جم غفیر کے اندر مختلف درجے اور مختلف صفتین موجود ہونی ضرور ہین تاکہ انسان سے لیکر خدا تک ایک سلسلہ وجود کا قائم ہوجائے جو خالق اور کمترین ذی عقل مخلوق کی تفاوت کو مربوط کر دے۔ یہودیونکی مقدس کتابونمین فرشتونکا ایسی جماعتونمین منقسم ہونا مذکور ہی جنکی عزت اور قوت اور صفت غیر مساوی ہے اور انپر سردار اور حکام بھی ہین ؟ سید صاحب کیا کہتے ہین یہان تو بڑی قوی دلیل آپنے نہ تنہا فرشتونکے وجود پر بلکہ اُنکے مختلف درجونکے ہونے پر قائم کی اسکو بھول نجائیگا اسکا نام آگے یاد کرنے کے لیے الف رکھا ہی **قولہ** صفحہ ۱۴۹ کتاب زکریا باب ا ورس ۱۱ مین ایک فرشتہ سب سے اعلے درجہ کا ہی جو خدا کے روبرو کھڑا رہتا ہی اور اور فرشتونسے بطور کارندونکے کام لیتا ہی حضرت دانیال نے حضرت میکائیل فرشتے کو بڑے بڑے لقب عطا فرمائے ہین نامہ یہودہ ورس ۹ اور اول نامہ تھسلینی کے باب ۴ ورس ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راے کہ فرشتے مختلف درجہ رکھتے ہین صرف یہودیون ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ حضرت عیسلے کے حواریونکا بھی یہی خیال تھا اس بارہ مین اہل اسلام بھی متفق ہین اسی صفحہ مین سید صاحب نے یہودیون اور عیسائیونکے عقائد فرشتونکے بارہ

[1] یعنی حضرت اسمعیل کی کہ جب وہ مکہ کے بیابان مین آئے تھے ۱۲ منہ۔

اور شکل مین نظر آجانیکی نسبت یون بیان فرمائے **قولہ** یہودیون کی کتب مقدسہ مین فرشتے ہمیشہ مجسم ہوکر انسانی صورت مین دکھائی
دیتے تھے متقدمین یہودی بیشک یہ جانتے تھے کہ ان اجسام کا مادہ ہمارے اجسام کے مادے کی مانند نہین ہی۔ کیونکہ فرشتون مین یہ قدرت ہی کہ
جب چاہین اپنے تئین لوگونکو دکھائین اور جب چاہین نگاہونسے غائب ہوجائین عیسائی بھی اس سے انکار نہین کرسکتے الخ سید صاحب اس بارہ مین اہل اسلام
کا بھی یہی عقیدہ ہی **قولہ** یہودیونکی کتب مقدسہ مین اناث ملائکہ کا ذکر نہین پایا جاتا اور عیسائی بھی بدلیل انجیل متی باب ۲۲ ورس ۳۰ بطور استنباط کے یہی
سمجھتے ہین کہ فرشتونمین ذکور و اناث کی کچھ تمیز نہین الخ ہم اہل اسلام بھی یہی عقیدہ رکھتے ہین **قولہ** مگر اکثر بت پرست قومین فرشتونکو ذکور اور اناث قرار
دیتی ہین اور دیوتا اور دیبی کا ماننا ان خیالات کو ظاہر کرتا ہے انتہےٰ **اقول** یہ عقیدہ جیساکہ اہل کتاب کے برخلاف ہے اہل اسلام کے بھی برخلاف ہی۔
قولہ صفحہ ۱۵ عیسائی اور یہودی دونون فرشتون مین ان صفات کو تسلیم کرتے ہین انسان سے انہین عقل کا زیادہ ہونا انکا قوت اور قدرت مین
زیادہ ہونا انکا پاک اور برگزیدہ ہونا اور یہ بات کہ فرشتے خدا تعالیٰ کے منشا اور مرضی کے اظہار کے ذریعے ہین الخ اہل اسلام کا بھی ان باتونمین یہی عقیدہ
ہے **قولہ** قدیم عیسائی سمجھتے تھے کہ ہر فرد بشر کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اسکی حفاظت پر متعین ہی الخ اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہی کہ ملائکہ محافظین بھی
ہین جیساکہ اسکا بیان آتا ہی **قولہ** عام یہودی بھی فرشتون کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہین **قولہ** مشرکین کا بھی اسی کے قریب قریب عقیدہ تھا الخ
اسکا ثبوت درکار ہی کسی مشرک کا قول بنقل صحیح جب تک نقل نکروگے تسلیم نہوگا **قولہ** یونانی اپنے محافظ دیوتا کو ڈیمن اور رومی جنییس کہتے تھے
اور یہودی اور قدیم عیسائی یہ بھی سمجھتے تھے ہر انسان پر دو فرشتے متعین ہوتے ہین ایک نیکی کا ایک بدی کا عام یہودی بھی فرشتون کی
نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہین الخ اہل اسلام بھی نیکی اور بدی لکھنے والے فرشتے ہر انسان پر متعین سمجھتے ہین کما سیجیئی (**دلیل تیسری**) خدا
ذوالجلال والاکرام اور اس کائنات عالم حس یا عالم ناسوت مین (کہ جو محض کثیف اور تاریک اور بے ثبات ہے) کچھ بھی مناسبت نہین وہ نور محض
یہ تاریک و تار وہ لطیف یہ کثیف وہ غایت علو مین یہ نہایت سفل مین وہ باقی یہ فانی وہ قدیم محض یہ حادث وغیر ذالک من التفاوت والتباین
مما لایخفی علی ارباب البصیرۃ پس جسطرح اُسنے اس عالم مین طرح طرح کے انتظامات و تدبیرات کر رکھے ہین اسیطرح اُسنے تکمیل انتظام کے لیے وسائط
پیدا کیے ہین کہ وہ من وجہ اس عالم کے مناسب من وجہ اُس ذات قدس کے مناسب ہین ؎ یا یون کہو کہ یہ بات مسلم ہے کہ اس تمام کائنات کے جس قدر
آثار و حالات ہین وہ سب اپنے نہین بلکہ کسی غیر کی طرف سے آئے ہین نہ یہ وجود اپنا ہی نہ یہ بقا اپنی ہی نہ اُسکے اوپر جسقدر باتین پیش آتی ہین وہ اپنی
ہین کیونکہ اگر یہ ہو تو پھر بتدریج ہونیکی کیا وجہ ؟ اور زوال و تغیر کا کیا سبب اور حدوث کا کیا باعث اور پھر اُنکے ممکن ہونیکا کیا طریق ؟ ۔ بلکہ انکو
واجب الوجود کہیے اور عالم مین ثبوت خدا سے ہاتھ دھو بیٹھیے۔ خدا کی ذات پاک کا ثبوت تو اسی لیے ضرور مانا گیا کہ یہ چیزین جمیع کمالات بلکہ حالات بلکہ وجود
و ذات مین محتاج ہین اور یہ ظاہر ہی کہ انکا کوئی واجب الوجود محتاج الیہ ہی کہ جسکی طرف سے یہ فیضان ہوتا ہی ورنہ یہ لازم آوے کہ ما بالعرض بغیر ما بالذات کے
پایا جاوے اور یہ محال عقلی ہی پس یہ ضرور تسلیم کرنا پڑا کہ یہ تمام فیضان اُسی مبدء فیاض کی طرف سے ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ مؤثر اور مؤثر مین مناسبت ہونی ضرور ہے
اور ابھی آپ جان چکے ہین کہ خدا سے پاک اور اس عالم حس مین کچھ بھی مناسبت نہین پس یہ ضرور تسلیم کرنا پڑا کہ اُسکے درمیان اور عالم حس کے درمیان وسائط
ہین کہ جو من وجہ اس عالم سے اور من وجہ اس قدوس سے مناسبت رکھتے ہین اور ہم انکو ملائکہ کہتے ہین اور یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس سلسلہ موجودات

مقدمہ اول

مقدمہ دوم

؎ صوفیہ کرام انکو قوی عالم کے ساتھ تعبیر کرتے ہین کہ عالم مین جملہ تصرفات انکے ذریعے سے ہوتے ہین جیساکہ انسان کے کاروبار انسان کے قوی بغیر نہین ہوتے۔ سید صاحب غلط فہمی سے یہ سمجھ گئے کہ ملائکہ قوی ہین الخ

کے ذات قدوس تک منتہی ہونے مین زیادہ بعد کی وجہ سے بیشمار وسائط ہین کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جسقدر زیادہ بعد ہوگا زیادہ واسطے ہونگے ہین
ایکے رہبرو اپنے اس مطلوب کی یون تصویر سامنے لاکے کھڑی کرتا ہون (فرض کرو کہ ایک شخص ہزار قدم کے فاصلہ پر ہم سے دور ہے اور وہ بوسائط
کوئی چیز ہمکو دیا چاہتا ہے پس وہ اول اپنے پاس والیکو دیگا وہ اپنے پاس والیکو یہانتک کہ جو ان سب مین اخیر ہے اور جسپر وہ سلسلہ ختم ہوا ہے وہ ہمکو دیگا
اب اسی پر خیال کر لیجیے پس اول صور و تجلیات وغیرہ خدا ہے وہ قدوس لوگ ہین کہ جو ہم سے نہایت بعید المناسبت اور حق قدوس جل جلالہ سے نہایت
قریب اور بہت ہی مناسبت رکھتے ہین جنکو حاملان عرش اور ملأ اعلی کہتے ہین پھر انسے نیچے اور پھر انسے نیچے علم جرا اور ہمارے اس
بیان کی تائید قرآن[1] اور کلام پیغمبر علیہ السلام سے ہوتی ہے اور سید صاحب نے بھی اسکا اقرار اس بیان مین کہ جسکا نام الف رکھا تھا صدق دل سے
کر لیا ہے۔ الغرض اسی ترتیب سے صدہا بلکہ کروڑہا ملائکہ ہین کہ جنکی تفصیل سواے اسکے کوئی نہین جان سکتا کما قال تعالی۔ وما یعلم جنود ربك
الا ھو انکی کسیقدر تفصیل جو ہمکو قرآن سے یا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوئی بیان کرتے ہین **اقسام ملائکہ** (اول) حاملان عرش[2] ہین جنکی نسبت
خدا تعالی فرماتا ہے الذین یحملون العرش وقوله تعالی ویحمل[3] عرش ربك فوقهم یومئذ ثمانیة[4] (دوم) عرش کے ارد گرد طواف
کرنیوالے قال تعالی وتری الملئكة حافين من حول العرش يسبحون بحمد ربهم (سوم) اکابر ملائکہ ہین منجملہ انکے جبرئیل میکائیل
ہین کہ جنکا ذکر قرآن مین آیا ہے قال تعالی من[5] كان عدوا لله وملئكته ورسله وجبريل وميكال فان الله عدو للكفرين حضرت
جبرئیل کے قرآن مجید مین چند اوصاف مذکور ہین از انجملہ یہ کہ وہ انبیاء اور خدا کے درمیان واسطہ ہے اسکے ذریعہ سے وحی آتی ہے کما قال تعالی علمه شديد
القوى ۰ وقال تعالی نزل[6] به الروح الامين ۰ از انجملہ یہ کہ وہ قوی ہین اور قوت کا یہ حال ہے کہ لوط کی بستیان اکھاڑ کر پھینکدین اور امین ہین
از انجملہ یہ ہے کہ انکو خدا نے روح القدس فرمایا ہے کما قال اذ ایدتك[7] بروح القدس منجملہ انکے اسرافیل ہین جنکا نام احادیث صحیحہ مین بکثرت
وارد ہے اور جنکا فعل صور پھونکنا ہے وقال تعالی[8] یوم ینفخ فی الصور منجملہ انکے عزرائیل ہین جنکا نام احادیث صحیحہ مین بکثرت ہے اور قرآن مین
انکو ملک الموت کہا ہے۔ قال تعالی[9] قل یتوفکم ملك الموت الذی وكل بكم (چہارم) وہ ملائکہ ہین جو ارواح قبض کرتے ہین قال تعالی
حتی[10] اذا جاء احدكم الموت توفته رسلنا وقال تعالی ولو تری[11] اذ يتوفى الذين كفروا الملئكة اس جماعت کے سردار عزرائیل ہین

---

۱ قال الله تعالی حتی اذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلی الكبير ۰ اسکی تفسیر مین پیغمبر علیہ السلام یون فرماتے ہین اذا قضی الله تعالی
الامر فی السماء ضربت الملئكة باجنحتها خضعانا لقوله كانه سلسلة على صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم
قالوا الحق وهو العلی الكبير رواه البخاری وغیرہ من کبار المحدثین وفی رواية اذا قضی امرا سبح حملة العرش ثم يسبح اهل السماء الذين
يلونهم حتى يبلغ التسبيح اهل هذه السماء الدنيا ثم قال الذين يلون حملة العرش ماذا قال ربكم فيخبرونهم ماذا قال
ربهم فيستخبر بعض اهل السموات بعضا حتى يبلغ الخبر اهل هذه السماء انتهى ۔ یعنے جب آسمان مین خدا کوئی حکم صادر فرماتا ہے تو ڈر کے مارے حاملان
عرش سبحان اللہ کہتے ہین پھر انکے نیچے کے آسمانون والے یہان تک کہ اس آسمان والے تسبیح کرتے ہین پھر جب انکے دلون سے گھبراہٹ کم ہوتی ہے تو جو فرشتے کہ حاملان عرش
کے قریب ہین انسے نیچے والے پوچھتے ہین کہ خدا نے کیا حکم صادر فرمایا ہے پس وہ انکو بتلا دیتے ہین یہانتک کہ انسے نیچے کے فرشتے انسے پھر انکے نیچے کے فرشتے انسے پوچھتے ہین حتے کہ اس آسمان
کے فرشتون تک وہ خبر پہنچتی ہے ۱۲ منہ ۲ وہ جو عرش اٹھاتے ہین ۱۲ منہ ۳ اس روز تیرے رب کا عرش آٹھ (فرشتے) اٹھاوینگے ۱۲ منہ ۴ اور تو فرشتونکو عرش کے ارد گرد خدا کی تسبیح کرتے دیکھے گا ۱۲ منہ
۵ جو شخص اللہ اور اسکے فرشتون اور رسولون اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے خدا اسکا دشمن ہے ۱۲ منہ ۶ تحقیق اسکو روح الامین لائے ہین ۱۲ منہ ۷ جیسے دی ہم نے تیری (ای عیسی) بسبب روح القدس کے ۱۲ منہ
۸ جسدن صور مین پھونکا جاویگا ۱۲ منہ ۹ تو کہہ کہ تمہاری روح وہ ملک الموت قبض کریگا جو تمپر موکل ہے ۱۲ منہ ۱۰ جب تم مین سے کسی کے پاس موت آتی ہے تو اسکو ہمارے رسول (یعنی فرشتے)
قبض کرتے ہین ۱۲ منہ ۱۱ اور جو تو دیکھے کہ جب کافرونکی روح کو فرشتے قبض کرینگے ۱۲ منہ ۱۲

(پنجم) ملائکہ جنت ہین قال تعالیٰ[51] یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡھِمۡ مِّنۡ کُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ (ششم) ملائکہ جہنم ہین اہل دوزخ کو عذاب انہین کے ہاتھ سے ہوتا ہی قال تعالیٰ[52] عَلَیۡھَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ۝ وقال تعالیٰ[53] وَمَا جَعَلۡنَا اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِکَةً اور اس فریق کے سردار مالک ہین قال تعالیٰ[54] وَنَادَوۡا یٰمٰلِکُ لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّکَ اور اس کل فریق کا نام زبانیہ ہے قال تعالیٰ[55] فَلۡیَدۡعُ نَادِیَہٗ سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَةَ (ہفتم) وہ ملائکہ ہین کہ جو بنی آدم پر موکل محافظ ہین قال تعالیٰ[56] عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ وقولہ تعالیٰ[57] مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ ۝ وقولہ[58] مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَمِنۡ خَلۡفِہٖ یَحۡفَظُوۡنَہٗ ۝ وقولہ[59] وَیُرۡسِلُ عَلَیۡکُمۡ حَفَظَةً ط (ہشتم) وہ ملائکہ ہین جو آدمی کے اعمال لکھتے ہین قال تعالیٰ[60] وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ (نہم) وہ ملائکہ ہین کہ جو اس عالم کے احوال پر موکل ہین خدای پاک کے اس قول مین یہی لوگ مراد ہین[61] وَالذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا الی قولہ فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا وقولہ[62] وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۝ اسیطرح قرآن مجید واحادیث صحیحہ مین ملائکہ کے اوصاف مختلف مذکور ہین منجملہ انکے یہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے درمیان واسطہ اور رسول ہین قال اللہ تعالیٰ[63] جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وقال تعالیٰ[64] اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا منجملہ انکے یہ کہ وہ عابدین وساجدین ہین قال تعالیٰ[65] بَلۡ عِبَادٌ مُّکۡرَمُوۡنَ ۝ قال تعالیٰ[66] یُسَبِّحُوۡنَ الَّیۡلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفۡتُرُوۡنَ ۝ منجملہ انکے یہ کہ وہ خدا کی نافرمانی نہین کرسکتے قال اللہ تعالیٰ[67] لَا یَسۡبِقُوۡنَہٗ بِالۡقَوۡلِ وَھُمۡ بِاَمۡرِہٖ یَعۡمَلُوۡنَ منجملہ انکے یہ کہ وہ نہایت خائف اور ترسان خدا سے رہتے ہین قال اللہ تعالیٰ[68] یَخَافُوۡنَ رَبَّھُمۡ مِّنۡ فَوۡقِھِمۡ وقال مِنۡ خَشۡیَةِ رَبِّھِمۡ مُشۡفِقُوۡنَ منجملہ انکے یہ کہ وہ خدا کے دوستونکی مدد کرتے اور مسلح ہو کر لڑتے ہین جیسا کہ جنگ بدر مین واقع ہوا قال تعالیٰ[69] یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیۡنَ منجملہ انکے یہ ہے کہ اونکے لیے بازو اور پر ہین قال اللہ تعالیٰ[70] اُولِیۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ط الآیہ علاوہ ان آیات کے اور بہت سی آیات فرشتونکے ایسے حالات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ کوئی ایسی مخلوق الہی اور قسم کی ہی کہ جو اپنے جسم اور افعال مین ہم لوگون سے بالکل مغائر ہے اب سید احمد خانصاحب ان آیات کی کہانتک توجیہ کرینگے اور کہانتک تاویل کرکے اصلی کلام کے معنی بدلکر انکو قوی بتلائینگے۔ قرآن (بلکہ تورات وانجیل وو وید و وساتیر) کے ماننے والے سے یہ امر ناممکن ہی کہ وہ فرشتونکا انکار کرے اور انکو قوی بتلادے ہان جو شخص ان کتابون مین سے کسیکا بھی قائل نہو اور حکماء قدیم وحال کے بھی برخلاف ہو تو وہ جو چاہے سو کرے سید صاحب یا قرآن کا انکار کیجیے یا فرشتونکے قائل ہو جیے ؎ سر مدگلہ اختصار مے باید کرد ؛ یک کار ازین دو کار مے باید کرد ؛ یا تن برضای دوست مے باید داد ؛ یا قطع نظر زیار مے باید کرد ؛ (**ملائکہ کی حقیقت**) مین مختلف اقوال ہین لیکن اس بات مین سب متفق ہین کہ ملائکہ ذوات موجودہ قائم بذات خود ہین کسیکی صفت یا عرض نہین **اکثر اہل اسلام** یہ کہتے ہین کہ وہ اجسام لطیفہ ہین کہ جو اشکال مختلفہ مین ظاہر ہوسکتے اور بڑے قوی کام کرسکتے ہین

---

[51] اور فرشتے آوینگے انکے پاس ہر دروازے سے (کہین گے) تمپر سلام ہو تمہارے صبر کے بدلے پس کیا اچھا ہی آخرت کا گھر

[52] اس دوزخ پر انیس شخص مقرر ہین ۱۲ منہ [53] اور دوزخ کے لئے محافظ ہمنے فرشتے ہی بنائے ہین ۱۲ منہ [54] پکارینگے اے مالک موت دے ہمکو تیرا خدا ۱۲ منہ [55] وہ بلاے اپنی محفل کو ہم بلاتے ہین زبانیہ کو [56] اسکے داہنے اور بائین ایک محافظ بیٹھا ہی [57] آدمی کی ہر بات پر ایک سخت نگہبان ہی ۱۲ منہ [58] اسکے لئے آگے اور پیچھے سے گماشتے ہین کہ اسکی حفاظت کرتے ہین ۱۲ [59] اور بھیجتا ہی تمپر محافظ فرشتے ۱۲ منہ [60] تمپر بزرگ (فرشتے) محافظ لکھنے والے ہین تمہارے ہر کام کو جانتے ہین ۱۲ [61] ہمکو قسم ہی ان فرشتونکی جو آندھی چلاتے پھر بادل اٹھاتے پھر نرم نرم ہوائین چلاتے پھر حصے تقسیم کرتے ہین ۱۲ منہ [62] قسم ہی ان فرشتونکی جو اندر گھس کے روح کھینچتے ہین ۱۲ منہ [63] خدا تعالیٰ نے فرشتون کو رسول (یعنی پیغامبر اور واسطہ) بنایا ۱۲ منہ [64] خدا تعالیٰ فرشتون کو اپنی رسالت کیلیے برگزیدہ کرتا ہے ۱۲ منہ [65] فرشتے خدا کے معزز بندے ہین ۱۲ منہ [66] فرشتے اسکی رات دن تسبیح پڑھتے ہین نہین تھکتے ۱۲ منہ [67] فرشتے خدا سے بات مین پیشقدمی نہین کرتے اور وہ اسکے حکم کی تعمیل کرتے ہین ۱۲ منہ [68] خدا اپر تر سے ڈرتے ہین۔ اور فرشتے ہمیشہ اس سے ہی ڈرتے ہین ۱۲ منہ [69] مدد کرتا تھا تمہاری رب تمہارا پانچہزار آراستہ فرشتون سے ۱۲ منہ [70] خدا نے فرشتون کو بازو دار بنایا پھر کسی کے دو دو اور کسیکے تین تین اور کسیکے چار چار بازو ہین ۱۲ منہ۔

حقیقت جن

کسلیے کہ انبیا اور دیگر لوگون نے انکو مختلف اشکال مین دیکھا ہی جمہور اہل کتاب یہود اور سامری[1] اور عیسائی بھی یہی کہتے ہین اور بعض نصاریٰ کا یہ قول ہی کہ اچھے لوگون کی ارواح بعد موت کے ملائکہ بنجاتی ہین یہ قول صحیح نہین کیونکہ بنی آدم سے پہلے بھی ملائکہ تھے ہان اگر یہ کہین کہ ابرار لوگون کی ارواح بعد مفارقت بدن انہین جاملتی ہین تو کچھ مضائقہ نہین حکماء کہتے ہین کہ وہ جواہر مجردہ ہین اور نفوس ناطقہ سے مخالف الحقیقت ہین۔ عالم مین جسقدر تصرفات ہین انہین کے ذریعہ سے ہوتے ہین اور یہ لفظ ملک[2] کہ جسکی جمع ملائکہ آتی ہے مالک سے مقلوب ہوا ہی کہ جو الوکۃ بمعنے رسالت سے مشتق ہی کیونکہ فرشتون پر اس لفظ کا اطلاق اسی لحاظ سے ہی کہ وہ عالم مین وسائط ہین جن کے لغت مین معنی پوشیدگی ہین اور جس لفظ مین یہ مادہ جیم و نون جمع ہوگا اسمین پوشیدگی و استتار ملحوظ ہوگا اسی لیئے جنت کو جنت کہتے ہین کہ وہ لوگون کی آنکھون سے پوشیدہ ہی اور جنون کو اسلیے جنون کہتے ہین کہ وہ عقل کو پوشیدہ کرلیتا ہی اور جنین چونکہ مان کے پیٹ مین پوشیدہ ہوتا ہی اسلیے یہ لفظ رحم کے بچے پر بولا گیا اور جنان کا اطلاق اسلیے دل پر ہوتا ہی کہ وہ پوشیدہ اور اسکے خیالات مستور ہوتے ہین اور ڈھال کو اسلیے جنہ بولا گیا کہ وہ اپنی آڑ مین پوشیدہ کرتی ہی اسیطرح لفظ جن اس مخلوق الٰہی پر بولا جاتا ہی کہ جو (بسبب لطافت مادہ کے) حس بصر سے پوشیدہ رہتی ہی قرآن مجید مین اس قسم کی مخلوق پر کئی جگہہ یہ لفظ بولا گیا ہی قال تعالیٰ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ الآیہ کہ ہمنے جن کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا اور اسیطرح اور کئی جگہہ یہ لفظ آیا پس جن وہ مخلوق الٰہی ہی کہ جسکا مادہ غالب آگ[3] یا ہوا ہو اور چونکہ آگ ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہی اس لیئے وہ نظر نہین آتی اور جو چیزین اس سے مرکب ہوتی ہین وہ بھی محسوس نہین ہوتین۔ پھر نار کی لطافت اور کثافت کے لحاظ سے (جو بسبب کسی دوسرے جزو کی آمیزش کے ہوتی ہی) جنون کے چند اقسام ہین جو خالص نار اور اسکے صاف شعلہ سے مرکب ہین انمین اور ملائکہ ارضیہ مین نہایت مناسبت ہے بلکہ بعض کہتے ہین کہ یہ بھی ایک قسم کے ملائکہ ہین۔ اور قرآن مین جو شیطان کو ملائکہ مین شامل کر کے سجدہ کا حکم دیا اور پھر اسکو کَانَ مِنَ الْجِنِّ کہدیا اسلیے کہ وہ جن بھی تھا اور فرشتہ بھی تھا کیونکہ ملائکہ ارضیہ اور جن قسم اعلیٰ ایک ہی چیز ہین پس اسی لحاظ سے کبھی اسکو جن اور کبھی فرشتہ کہا۔ اور جن مین کہ مادہ بخاریہ یا دخانیہ غالب ہی وہ شر کیطرف اکثر مائل ہین اور انکے مادہ اور صورت نوعیہ کے موجب انسے آثار و افعال سرزد ہوتے ہین۔ اسی نظر سے بعض محققین نے جن اور ملائکہ مین عموم و خصوص من وجہ قرار دیا ہی پس جن وہ چیز ہی کہ جو اپنے مادہ متوسطۃ (بین اللطافۃ الصرفۃ والکثافۃ المحضۃ) کی وجہ سے خیر و شر دونون چیزونکے سرزد ہونیکی لیاقت رکھے اور مَلک[4] یعنی فرشتہ وہ ہی کہ جو خیر کی صلاحیت رکھے (بسبب لطافت مادہ کے) اور بدی اس سے سرزد نہو وے اور شیطان وہ ہی کہ جو بسبب ظلمانیت مادہ کے شر ہی کی استعداد رکھے۔ مگر ناریت سب مین غالب ہی اسی لیے ابلیس نے آدم کے مقابلہ مین خدا سے کہا تھا کما حکی اللہ تعالیٰ عنہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ کہ آپنے مجکو آگ سے اور آدم کو خاک سے بنایا۔ عرب کے محاورہ مین جنات پر باعتبار وقت کے چند الفاظ بولے جاتے تھے جو جن کہ آدمیونکے ساتھ رہتے ہین انکو عامر کہتے تھے کہ جنکو ہماری زبان مین ہمزاد کہتے ہین اور جو کہ لڑکے بالونکو ستاتے ہین انکو ارواح کہتے تھے کہ جسکو اہل ہند بھوت یا آسیب کہتے ہین اور جو خبیث اور سخت تکلیف دینے والے ہوتے ہین انکو شیطان کہتے تھے جو انسے بھی زیادہ سرکش ہوتے تھے انکو مارد کہتے تھے اور جو اس سے بڑے قوی ہوتے ہین انکو عفریت کہتے تھے۔ اور جو جنگل مین

---

[1] ایک فرقہ اہل کتاب کا ہی کہ وہ توراۃ کو مانتا ہی اور یہود سے مخالف اور عیسائیون سے بھی مخالف ہی ۱۲ منہ [2] اصل اس لفظ کی ملاءک ہی اور اسکے لحاظ سے ملائکہ جمع ہمزہ کے ساتھ آتی ہی جیساکہ شمئل کی شمائل آتی ہی اور تا جمع کے لحاظ سے زائد کردی گئی ہی بیضاوی ۱۲ منہ [3] اگر کوئی شبہہ کرے کہ آگ دکھائی دیتی ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ آگ خالص نہین بلکہ اسمین آمیزش ہی جسطرح کہ ہوا غبار آلود جسکو آندھی کہتے ہین نظر آتی ہی خالص نہین نظر آتی ۱۲ منہ [4] یہان ملک سے مراد ملائکہ سفلیہ ہین اور اسی لحاظ سے کہ اس قسم کے ملائک جن ہین انسے کبھی اگر کوئی شر سرزد ہو تو تعجب نہین جیساکہ شیطان سے یا ہاروت ماروت کا قصہ مشہور ہی لیکن ملائکہ علویہ اس سے بالکل غیر اور بری ہین وہ محض تقدیس و تسبیح مین غرق ہین ۱۲ منہ

آواز دیتے اور چیختے ہین انکو ہاتف کہتے ہین اور بعض جو مسافرون کو راہ بھولی بتلا دیتے ہین انکو رجال الغیب کہتے ہین - اور جیسا بانو نمین کبھی ایک لشکر اور مشعل وغیرہ سے چیزین دکھائی دیتی ہین تو انکو شہابیہ کہتے ہین اور جو رات ہین یا بعض اوقات ویرانین اُجاڑ جنگلون مین کبھی چھوٹے چھوٹے لڑکون کی صورت مین دکھلائی دیتی اور پھر دفعتہً کسی اور شکل مین ظاہر ہو جاتے ہین الغرض طرح طرح کی صورتین بدلتے ہین انکو چھلاوا کہتے ہین الغرض ایسی مخلوقات الٰہی کی (کہ جن مین جزو ہوائی یا جز ناری غالب ہی اور اس وجہ سے وہ دکھلائی نہین دیسکتی) ہزارہا اقسام ہین کہ جنکا بتلانا بھی علیم خبیر کا کام ہی - لیکن اہل عقل جن کی حقیقت مین اسبات پر اکثر متفق ہین کہ جسم ناری متشکل باشکال مختلفہ اسی وجہ سے جنونکا آدمیونکے ساتھ باتین کرنا اور کبھی عجائب غرائب حرکات سے پیش آنا مشاہدہ مین آچکا ہی زمانہ جاہلیت کے لوگ کہ جنکی زبان مین قرآن اُترا ہی ایسی چیزونکے قائل تھے اور کبھی انکو خدا کی بیٹیان کہا کرتے تھے اور کبھی انکی پرستش کرتے تھے قال تعالیٰ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا الآیہ کہ کفار نے خدا اور جنون مین رشتہ قائم کیا اور قرآن مجید مین بھی بہت جگہہ انسانونکے مقابلہ مین جنونکا ذکر ہے سورہ جن تو انکے ذکر سے بھری پڑی ہے اور علاوہ اُسکے اور بہت جا سے ذکر ہے قال تعالیٰ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قال اللہ تعالیٰ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ وقال تعالیٰ يَعْبُدُونَ الْجِنَّ الآیہ (اب) قبل اسکے کہ سید احمد خانصاحب کے دلائل کی طرف رجوع کرون بیشتر چند امور ضروری بیان کرتا ہون

امر اول

(۱) یہ کہ قرآن مجید کی بیشمار آیات سے یہ بات صاف صاف معلوم ہوتی ہی کہ ملائکہ کسیکے قوی بدن نہین نہ کسیکے اعراض وصفات ہین بلکہ متحیز بالذات اور کلام کرتے اور چلتے پھرتے اور ڈرتے اور عبادت کرتے ہین بلکہ انکے لیے بازو اور پر بھی ہین اور وہ آدمیونسے کلام بھی کرتے ہین اور خدا کا عرش بھی اُٹھاتے ہین اور لوگونکی ارواح بھی قبض کرتے ہین اور بعض کفار عرب انکو خدا کی بیٹیان بھی کہتے تھے کما قال تعالیٰ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۝ بلکہ اسی آیت مین اور اُسکے علاوہ اور آیات مین صاف تصریح ہے کہ وہ عباد الرحمن یعنی خدا کی مخلوق بندے ہین کہ جو ہمیشہ تسبیح وتہلیل کرتے ہین اور عالم کے ہر جزء پر تدبیر وتصرف کرتے رہتے ہین - یہانسے صاف معلوم ہوا کہ وہ قوی یا کسی شے کے اوصاف نہین کیونکہ قوی اور اوصاف کا موصوف سے منفصل ہو کر چلنا پھرنا کلام کرنا مجسم ہو کر ظاہر ہونا کفار سے مسلح ہو کر جنگ کرنا صاحب بازو ہونا شب وروز عبادت کرنا عرش اُٹھانا خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا قرآن کو لیکر نازل ہونا جنت ودوزخ کے لوگون سے کلام کرنا عرش کے گرداگرد حلقہ باندھکر کھڑا ہونا قال تعالیٰ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ حضرت مریم کے پاس بشر کی صورت مین آکر کلام کرنا کما قال تعالیٰ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم کے پاس ہمنے اپنی روح یعنی جبرئیل کو بھیجا تو اُسکو خوبصورت بشر کی صورت مین دکھائی دیا) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنا اور پھر لوط کی قوم پر پتھر برسانا اور انکو غارت کر دینا جیسا کہ سورہ ہود وغیرہ مین اور تورات سفر تکوین مذکور ہی وغیر ذلک عقلاً محال ہی اور نقل بھی اسکی شاہد عدل ہی

امر دوم

(۲) قوم جن کا ثبوت بھی قرآن مجید کی آیات سے اس صفت کے ثابت ہی کہ وہ آگ سے پیدا ہوئے ہین (۲) اور جو سماء مین اُڑکر پہنچتے ہین کما فی القرآن وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا یعنی جن کہتے ہین کہ ہمنے آسمان جا چھوا تو اُسکو بڑے بڑے سخت پاسبانون سے بھرے ہوئے پایا یعنی ملائکہ سے - اور کفار انکے عجائب حرکات سے انکی عبادت کرتے تھے کما قال تعالیٰ يَعْبُدُونَ الْجِنَّ اور مشرکین جنات کے نام کی دہائی دیا کرتے تھے قال تعالیٰ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ اور جن لوگ آسمانون کے قریب جا کر فرشتونکی باتین سن آیا کرتے تھے قال تعالیٰ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا ۝ یعنی جن کہتے ہین کہ ہم پہلے آسمانونکے پاس خبر سننے کے مواضع مین جا بیٹھا

کی نسبت تھے اور اب جو کوئی وہان جاتا ہے تو اسکے لیے شعلۂ آگ کا دھکتا ہوا ٹوٹتا ہے ہین) کہ بات لگا کے سنتے ہین ... آسمانی خبرین نہین اسکتے
اور جو کوئی وہان جاتا ہے تو اسپر فرشتے انگارے برساتے ہین - پس اب جو کوئی محض لغوی معنی جن پر (کہ جو پوشیدہ ہوتا ہے) خیال کر کے جن
جن کی نوع کا انکار کرے اور کسی پہاڑی قوم جنگل باش کو جو لوگون سے پوشیدہ رہتی ہوگی (بقول سید احمد خانصاحب و منشی چراغ علیصاحب)
نوع جن کا مصداق بنا دے تو وہ ان آیات کا صریح منکر ہے کیونکہ اگر ہم کوئی ایسی قوم بھی فرض کر لیوین کہ وہ بقول منشیصاحب و سید صاحب
لوگون سے پوشیدہ رہتی تھی تو سب کا اسکی عبادت کرنا اور اس سے عقلاء کا دہائی دیکر مدد مانگنا اور پھر اس قوم کا آکر آسمانون تک جانا اور
انکا برخلاف انسان کے مادہ آتشی سے پیدا ہونا کما قال تعالیٰ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ اور قرآن مین اس قوم سے ہر جگہ انسانون
کے مقابلہ مین خطاب کرنا کما قال مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ وقال تعالیٰ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ اور انکے لیے کوئلہ اور ہڈی کا غذا ہونا (جیساکہ
صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس ایک قوم جن کی اسلام لانے اور مسائل سیکھنے آئی اور آنحضرت رات کو عبداللہ بن مسعود کو
ساتھ لیکر جنگل مین گئے اور کہدیا یہین بیٹھے رہنا اور عبداللہ بن مسعود کو سوائے آوازون کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور جنون نے کہا کہ اپنی امت کو
ارشاد فرمادیجیے کہ ہڈی اور کوئلہ سے استنجا نکرین کیونکہ یہ ہماری غذا ہے) انسان کی کسی قوم پر صادق نہین آسکتا کما یشہد بہ العقل
والنقل اور اسیطرح انجیل متی و لوقا وغیرہما مین بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کئی آدمیون مین سے جن نکالا اور اس جن نے
نکلتے وقت کلام کیا - اور اب بھی ایسے واقعات اکثر مشاہدہ مین آتے ہین - بلکہ ایک شخص جنونکے بڑے عامل تھے بہت سے لوگون کے روبرو انہون نے
عجائب غرائب باتین دکھائین کہ جو شعبدہ اور نیرنجات سے غیر تھین - اور میرے ایک دوست کے ساتھ جن کا عجیب ماجرا گذرا ہی کہ جسکے سننے سے
حیرت ہوتی ہے (۳) شیطان کے لغت مین معنی باطل ہین بعض علماء لغت کہتے ہین کہ نون اسکا اصلی ہے پس شیطان بوزن فیعال شطن سے
مشتق ہے کہ جسکے معنے دور از صلاح وخیر ہین پس جو شخص خیر وصلاح سے دور ہوا اسکو بھی شیطان کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نون زائد ہی
شاط بمعنی بطل سے مشتق ہی جسکے معنے باطل کے ہین بہرحال بدشخص کو شیطان کہتے ہین اس لحاظ سے اسکا اطلاق انسانونمین سے
بدکارون پر بھی ہوتا ہے کما قال تعالیٰ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ اور اسیطرح ابلیس بھی بلس سے مشتق ہی کہ جسکے معنی ناامید ہونیکا)
ہر بدکار پر بولا جاتا ہے خواہ وہ انسان ہو خواہ کوئی اور لیکن اب کلام اسمین ہے کہ جسپر یہ لفظ ابلیس اور شیطان قرآن مین جابجا بولا گیا ہے آیا وہ
کوئی آدمی ہے یا آدمی کی قوت بہیمیہ اور نفس امارہ ہے یا کوئی اور شخص مخالف الحقیقت ہی جمہور اہل اسلام اسکے قائل ہین کہ وہ ایک شخص خاص
از قسم جن ہی کہ جس نے حضرت آدمؑ کے بارہ مین نافرمانی کی اور راندہ گیا - اہل کتاب یہود و عیسائی بلکہ مجوسی اسکا ایک وجود جداگانہ مانتے ہین
چنانچہ انجیل متی کے چوتھے باب مین حضرت عیسیٰ کو شیطان سے آزمایا جانا لکھا ہی - اور یہ ظاہر ہی کہ نہ تو عیسائی لوگ اس شیطان سے کوئی آدمی
مراد رکھتے ہین نہ خود حضرت عیسیٰ کی قوت بہیمیہ یا نفس آمارہ اور اسیطرح توراۃ سفر خلیقہ مین بھی ہی کہ سانپ نے حوا کو بہکا کر وہ درخت کھلوایا
اور یہ ظاہر ہے کہ وہ شیطان ہی تھا کہ جو سانپ کی صورت مین ظاہر ہوا تھا ورنہ سانپ کیا بہکاتا ؟ اور اسیطرح دساتیر مین ہر جملہ کے اول
آعوذ باللہ کا ترجمہ (یعنی پناہ مانگتے ہین ہم دیو گمراہ کرنے والے سے) لکھ رکھا ہے کہ جس سے یہی مدعا سمجھا جاتا ہی - اور قرآن مجید کی تو بہت سی
آیات سے یہ ثابت ہی کہ وہ نہ آدمی ہی نہ آدمی کی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ بلکہ وہ ایک چیز جداگانہ مخلوق مادہ ناری سے ہی کہ جسکا نام مشہور

عزازیل ہو ازانجملہ یہ آیت ہے ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰئِکَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ترجمہ جب ہمنے فرشتون سے کہا کہ آدم کو سجدہ تعظیم کرو تو سب نے کیا مگر ایک ابلیس نے نکیا خدا نے اُس سے کہا کہ جب ہمنے تجکو حکم کیا تو تو نے کیون نہ سجدہ کیا بولا مین آدم سے کہین بہتر ہون تو نے اُسکو خاک سے اور مجکو آگ سے بنایا ؛ اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ اُسکا مادہ ناری ہے اور نار چونکہ لطیف ہے اسلیے وہ محسوس بحس بصر نہین ہو سکتا کما قال تعالیٰ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ الآیہ کہ وہ شیطان اور اُسکی ذریت تمکو دیکھتی ہے اور تمکو وہ نظر نہین آتے اور اسی لیے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم بیت الخلاء مین جایا کرو تو یہ کہہ لیا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کیونکہ شیاطین بنی آدم کو ننگا دیکھتے ہین رواہ الترمذی ازانجملہ یہ آیت ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ الآیہ کہ شیطان قوم جن سے ہے اور جن کی پیدایش آگ سے ہے کما قال تعالیٰ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ (سید احمد خانصاحب کہتے ہین کہ شیطان قوت بہیمیہ یا نفس امارہ کے سواے اور کوئی چیز نہین انکے اس خیال کے غلط کرنیکے لیے تو یہی آیات کافی ہین کیونکہ قوت بہیمیہ آدمی کی ایک صفت ہے اُسکا سجدہ سے انکار کرنا اور مادہ آتشی سے پیدا ہونا اور اُسکا جن کی قوم سے ہونا اور اُسکا اور اُسکی ذریت کا بنی آدم کو دیکھنا پھر اُسکا سوال و جواب کرنا اور اپنے آپ کو آدم سے بہتر بتلانا اور وجہ امتیاز کی یہ بیان کرنا کہ میرا مادہ آتش اور آدم کا مادہ خاک ہے اور پھر اُسکا جنت سے نکالا جانا اور اپنے لیے دعا کرنا کہ مجکو حشر تک زندہ رکھ کہ آدم کی اولاد کو بہکا کر اپنا دل ٹھنڈا کرون اور پھر خدا کا اُسکو اور اُسکے متبعین کو جہنم مین ڈالنا قوت بہیمیہ پر ہرگز صادق نہین آتا اور کوئی تاویل بھی نہین ہو سکتی۔ ہان اگر ہنود کے طرز کو کوئی اختیار کرلے اور جسطرح وہ برہما بشن مہادیو کو خدا کی تین صفات بھی کہتے ہین اور پھر انکو مجسم ہو کر جداگانہ متحیز بالذات اور کھانا پینا جماع کرنا بھی مانتے ہین۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ گنگا جمنا کو عورت بھی کہتے ہین اور وہی بتلاتے ہین پھر دریا بھی سمجھتے ہین یا عیسائی طور کو پسند کرلے کہ باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا پھر ایک خدا الغرض جو ایسے ایسے محالات عقلیہ کا قائل ہو جاوے تو پھر اُس سے ہمارا کلام نہین وہ جو دل چاہے سو کہے) ازانجملہ یہ آیت ہے قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ یعنی اتر جنت سے تجکو یہان رہکر تکبر شایان نہین نکل یہان سے تو ذلیل و خوار ازانجملہ یہ ہے قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ شیطان نے عرض کیا کہ الٰہی مجکو قیامت تک زندہ رکھ جواب آیا کہ جا تجکو ایک وقت معین تک مہلت ہے قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ یعنی شیطان نے کہا کہ تو نے مجکو گمراہ تو کیا ہے مین آدم کی اولاد کو تیری سیدھی راہ سے بہکاونگا ازانجملہ یہ ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ کہ مین بھی تجھسے اور تیرے سب پیرون سے جہنم ہی بھرونگا سید صاحب فرمائیے اگر شیطان آدم کی قوت بہیمیہ تھی تو وہ تو آدم کا جزو تھی پس جو آدم کا مادہ ہے وہی اُسکا اُسنے کیا سمجھکر کہدیا کہ میرا مادہ آتش ہے ؟ اچھا اُس نے کہا تھا خدا پاک نے کیون اُسکو جن کہا اور مادہ آتشی اُسکی اصل قرار دیا ؟ پھر آپ فرماتے ہین کہ فرشتونکا آدم کو سجدہ کرنا اور شیطان کا انکر نا ایک معما ہے کہ جسکے یہ معنی کہ قوی ملکیہ نے آدم کی اطاعت کی اور بہیمیہ نے نہ کی الخ اے جناب یہ اجتماع الضدین نہین تو اور کیا ہے کیونکہ جب آپنے ملائکہ سے مراد قوی ملکیہ لی اور انکو آدم کے لیے مسخر بنایا تو اب آدم کی قوت بہیمیہ کیا سرکشی کر سکتی ہے ؟ اور اگر قوت بہیمیہ نے سرکشی کی جسکو آپ شیطان کہتے ہین (حالانکہ یہ خلاف ہے اس آیت کے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ کیونکہ اس آیت کے حسب قرارداد آپکے یہ معنی ہوئے کہ خدا کے بندون پر قوت بہیمیہ غالب نہین آتی) تو پھر قوت ملکیہ کی اطاعت چہ معنی وارد سو خرابی مین پڑا ہے سینے والا جیب و دامان کا جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ اُدھڑا تو یہ ٹانکا

پھر وہ قوت بہیمیہ جہنم مین کیونکر جائیگی اور وہ جنت سے کیونکر نکالی گئی ؟ الغرض قافیہ تنگ ہے (۴) جس کلام کے جب تک حقیقی معنی مراد ہوسکین انکو چھوڑکر مجازی معنی مراد لینا عقل و نقل کے خلاف ہے کیونکہ اس تقدیر پر نہ تو شارع کے کلام سے کوئی مدعا ثابت ہوسکے اور نہ کسیکی بات چیت کسیکو کچھ فائدہ بخش سکے ایک اندھیر مچ جاے مثلاً کسی نے کہا کہ پانی لا دوسرے نے کہدیا کہ اُنکی مراد آگ ہے بعلاقہ ضدیت یا کسی نے حکم دیا کہ اسکو قصاص مین قتل کردو اسنے کہدیا کہ یہ مراد ہے کہ مجکو ملامت کرکے چھوڑدو کیونکہ ملامت کرنا بھی ایک قسم کا قتل کرنا ہے۔ یا کسی نے کہا کہ زید ملباس فاخرہ کل ہمارے پاس آیا تھا ہم اُسکے گواہ ہین کسی نے کہدیا کہ یہ کلام مقصودی نہ تھا بلکہ مخالف کے خیال کے موافق یون ہی کہدیا۔ بہرطور دنیا مین انتظام نرہے پس ان خرابیون کے دفع کرنیکے لیے اہل عقل نے یہ بات مقرر کردی کہ ہر کلام کو اُسکے ظاہری معنی سے بدلکر اسکو مجاز مرسل یا استعارہ یا کلام غیر مقصودی جب کہین گے کہ اُسکے اصلی معنی درست نہو سکین اور کوئی مجازی معنی کے لیے قرینہ بھی ہو کہ جو اصلی معنی کو قائم ہونے سے منع کرے مثلاً شیر کے اصلی معنی وہ جنگلی درندہ ہے ہم اُسکے معنی بہادر جب قرار دینگے جب کوئی قرینہ ہوگا مثلاً یون کہین کہ شیر لکھ رہا ہے اب لکھنا قرینہ ہے کہ یہان شیر سے مراد بہادر آدمی ہے کیونکہ جنگلی درندے سے لکھنا متصور نہین۔ ان باتون کی زیادہ تشریح علم معانی و بیان مین ہے اس سے زیادہ کی یہان گنجایش نہین فمن شاء فلیرجع الیہما۔ اب مین دیکھتا ہون کہ جہان کہین سید صاحب قرآن کے معنی متعارف چھوڑکر برخلاف سلف و خلف الگ راہ چلے ہین اور دل کھولکر کلام الٰہی مین اپنے آزادانہ خیالات کو دخل دیا ہے وہان کیا قرینہ ہے اور کونسا امر ہے جو معنی متعارف کو (کہ جسکو پیغمبر علیہ السلام کی ہمزمان و ہمزبان سمجھتے آئے ہین) صحیح نہین ہونے دیتا ؟ اور کونسی مشکل سید صاحب کو پیش آئی کہ جس سے نہ تنہا جمہور اہل اسلام بلکہ کل اہل ادیان یہود و عیسائیون کے مخالف ہوکر ملائکہ اور جن اور شیطان کے معنے مین یہان تک تغیر کیا کہ سرے سے کلام ہی کو الٹ پلٹ کردیا جسطرح کسی صوفی نے کافیہ کی ایسی شرح لکھی کہ اُسکو کچھ اور ہی کردیا۔ یا کسی نے مولانا روم کے اس شعر کے معنی بیان کیے ؎ بشنو از نے چون حکایت میکند ٭ وز جدائی ہا شکایت میکند ٭ کہ سری مہاراج بشنو کہ جسکو بشن بھی کہتے ہین یعنی بنسری سے کتھا کہتے اور لوگونکی اپنے سے جدا جدا رہنے کی شکایت کرتے تھے ٭ اسی طرح ایک مداری فقیر نے میرے روبرو ایک روز اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ کے یہ معنے بیان کیے کہ بی بی امنت کا ایک بلا تھا وہ اُسکی ملائی کھا گیا اُسنے اُسکو کُتّون سے پھڑوادیا اور رسیون سے باندھا۔ العیاذ باللہ حضرت سلامت یون تو قرآن کو آج تک کچھ کا کچھ بدل دیا ہوتا اگر علماء اُسکی محافظت نکرتے سورہ یوسف کی تفسیر مین ایک صوفی نے اس قصہ کو نفس اور روح پر ایسا چسپان کیا ہے کہ شاید و باید پھر اس سے کوئی یون کہہ سکتا ہے کہ در اصل یوسفؑ اور یعقوبؑ کوئی شخص نہ تھے بلکہ یہی دونون نفس اور روح مراد ہین ؟ (۵) کبھی بطور استعارہ کے ایک چیز بولکر دوسری چیز مراد لیا کرتے ہین اور یہ بات کچھ اہل اسلام اور عرب ہی کی زبان پر منحصر نہین بلکہ ہر زبان مین یہ بات پائی جاتی ہے کبھی چاند بولتے ہین اور اُس سے کوئی حسین صورت مراد رکھتے ہین۔ اور مصری اور شہد سے کلام شیرین مراد لیتے ہین الغرض مشبہ بہ ذکر کرتے ہین اور مشبہ اُسکے قرائن کی وجہ سے مراد رکھتے ہین مگر اس سے کوئی ذی عقل یہ مراد نہین لے سکتا کہ یہان وہ دونون متحد ہین یا مشبہ بہ کا وجود ہی نہین اسیطرح عرفاء و عقلاء انسان کی عمدہ چیزون یعنی قوی ملکوتیہ کو یا خود اُس انسان عمدہ کو ملائکہ سے تشبیہ دیا کرتے اور مشبہ کو ذکر نہین کرتے بلکہ مبالغہ کے لیے صرف مشبہ بہ کو ذکر کرتے ہین مگر مراد مشبہ ہی رکھتے ہین مثلاً کسیکو کہین کہ فرشتہ بیٹھا ہے تو در اصل مراد وہ شخص خاص ہے نہ یہ کہ فرشتہ کا کوئی وجود نہین یہی فرشتہ ہے اور اسیطرح قوی کو

یا نفس امارہ کو اور کبھی کسی خراب آدمی کو شیطان سے تشبیہ دیتے ہین اور قرآن عام قاعدہ کے رو سے ... تشبیہ لیتے ہین یا ... کسی ...
شیطان یا اگر قوت بہیمیہ یا نفس امارہ مراد لیا ہے کیونکہ شیطان کا مصداق یہی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ ... شیطان کا ... وجود ...
نہین رکھتا ہے لیکن سید احمد خانصاحب اس نکتہ سے واقف نہین اُنہون نے یہی سمجھ لیا کہ انہین قوی ملکوتیہ و بہیمیہ کو ملائکہ اور شیطان سے ...
تعبیر کیا ہے نہ وہ اس نکتہ کو سمجھے نہ قرآن پر نظر کی نہ اور آیات کو دیکھا کہ جہان تشبیہ کا جدا گانہ وجود مذکور ہے صحیح ہے انسان اپنے خیال مین ایسا
مستغرق ہو جاتا ہے کہ پھر اور کچھ دیکھتا ہی نہین حبک الشی یعمی و یصم (تنبیہ) افراط و تفریط سے کم تر انسان محفوظ رہتے ہین پس کبھی
قوت وہمیہ اس قدر پست ہوتی ہے کہ احکام عقل صرف کو قابل العمل نہین رہنے دیتی ۔ اسی لیے کبھی یہ ہوتا ہے کہ وہمی لوگ جن و ملائکہ اپنی وہمی
باتونکو سمجھنے لگتے ہین ۔ صد ہا عورات بلکہ بہت سے سادہ آدمی اپنی قوت وہمیہ کے زور سے کسی شئے کو جن و بھوت فرض کر لیتے ہین پھر اُسکے تصور سے
اُسکا اثر متوہم ہوتا ہے اور در اصل سوائے اُنکے وہم کے اور کچھ نہین ہوتا اور کبھی اتنی بلند ہوتی ہے کہ وہمی لوگ ان امور کو نے اصل سمجھکر بہاتک
وہم کے گھوڑے دوڑاتے ہین کہ درحقیقت ان چیزونکا صفحہ عالم پر وجود ہی نہین سمجھتے اور جو چیز محسوس نہو اُسکو لاشئے محض کہتے ہین پھر
اس خیال کو جو اور زیادہ ترقی ہوتی ہے تو جو چیزین اُنکے نزدیک اسباب ظاہرہ پر مبنی نہون سب غلط ہو جاتی ہین نہ پھر وہ اثر دعا کے
قائل رہتے ہین اور نہ کبھی کسی نبی یا ولی کے اعجاز یا کرامت کو حق مانتے ہین نہ جن و ملائکہ و شیطان کے جداگانہ وجود کو تسلیم کرتے ہین نہ وہ
بے نہایت قدرت خدائے قدیر پر ایمان رکھتے ہین ۔ اور جو اس سے بھی نمبر بڑھ جاتا ہے تو وہ کوچہ الحاد کی سیر کرتے ہین پھر نہ خدا کے قائل
نہ رسول کے مقر ۔ چنانچہ آجکل یورپ مین ان خیالات کے لوگ پیدا ہو جاتے ہین ۔ چند روز کا ذکر ہے کہ لندن مین ایک شخص سے پارلیمنٹ مین
داخل کرتے وقت حلف حسب دستور لینا چاہا اُسنے کہا خدا کوئی چیز نہین الغرض یہ مقدمہ پارلیمنٹ مین پیش ہوا بہت سے لوگ اُسکی رائے کے موافق
نکلے ۔ بہت سے دہریے لوگ یہی کہتے ہین کہ نہ کوئی خدا نہ کوئی رسول نہ کوئی چیز حلال نہ حرام نہ قیامت نہ آخرت کی کچھ جزا و سزا پس ہر زمانہ کے اہل عقل
نے کہ جسکو پیغمبر کہتے ہین ایک فرضی جزا و سزا قرار دی ہے اور اُسوقت کی مناسب چیزونکو فرض کیا اور فرضی جنت کا وعدہ دیا اور اُسوقت کی
نامناسب چیزونکو حرام کیا اور اُس فرضی دوزخ اور سزا سے ڈرایا کم عقل ان باتونکو خدا کی باتین سمجھتے ہین اور بعض لوگ رسالت کا کوئی بڑا
بھاری رتبہ فرض کرتے ہین کہ پھر اُسکا مثل کسیکو نہین مانتے اور بعض اُس رسالت کو ایک شخص پر ختم کر دیتے ہین درحقیقت یہ خیالات
فاسدہ ہین کیونکہ نبی وہ ریفارمر ہے کہ جو اپنی قوم کی ترقی اور خیر خواہی اور بھلائی کی فکر کرے نہ اُسکے لیے کوئی معجزہ شرط ہے اور نہ معجزہ ممکن ہے
بلکہ جسمین یہ ملکہ ہو وہی نبی ہے اور اُسی کے خیالات کا زور و شور اُسکا الہام ہے ۔ اور وہ خیالی صورتین جیسا کہ مجنونونکو نظر آتی ہین اُس کا
جبرئیل اور ملائکہ اور رجال الغیب ہین ۔ پھر یہ نبوت کسی پر ختم نہین ہر زمانہ مین ہر ملک ہر شہر ہر قوم مین ایک نبی ہے وہ جن باتونکو حسب زمانہ
بہتر بتلاوے وہ فرض ہین اور جنکو جنکے نامناسب سمجھکر منع کرے وہ حرام ہین ہر ملک اور ہر قوم اور ہر زمانہ کے واجبات اور محرمات احکام
الگ ہین جو احکام نیچر کے موافق ہین وہ فرض ورنہ حرام ہین انتہے العیاذ باللہ من ہذہ الکفریات الغرض یہ سب باتین اسی قوت وہمیہ کی بدولت
ہین اور مین اُسوقت بلا تعصب کہتا ہون کہ سید احمد خانصاحب بہادر اور اُنکی ذریات کے خیالات ایسے ہی ہین چنانچہ اُنکی تصانیف بالخصوص
اس تفسیر مین صراحتہً مذکور ہین اللہ تعالیٰ اُنکو اس مرض سے شفا عطا فرماوے اور ان خیالات کے نتیجہ (ابدی جہنم) سے بچاوے ۔ اب مین

سید صاحب کے دلائل کو دیکھتا ہون کہ جنکے اعتماد پر حضرت نے ضروریات دین کا انکار کیا ہو کہ وہ کیسے ہین ؟ اب سر دست تو ملائکہ و شیطان کی بابت جو کچھ آپنے فرمایا ہے ہم اُسکو دیکھتے ہین اور آئندہ جہان جہان آپ نے اپنے وطیرہ کے موافق یہ انکار یا تاویل (جو بمنزلہ انکار ہے) کی ہو اُسکو بھی دیکھین گے

قولہ صفحہ ۱۴۰ جبرئیل و میکائیل یہودیون نے فرشتونکے نام مقرر کیے تھے اور اُنکے ہان سات فرشتے نہایت مشہور فرشتون مین ہین مگر اسکا ثبوت نہین ہو کہ کسی نبی نے انکو بتایا تھا کہ یہ فرشتونکے نام ہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحف انبیاء مین کوئی صفت صفات باری مین سے کسی خاص لفظ کے ساتھ تعبیر کی گئی تھی پھر رفتہ رفتہ وہ لفظ فرشتہ کا نام متصور ہونے لگا الخ **اقول** دیکھیے کتاب دانیال ۸ باب مین یون ہو۔ ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اس شخص کو اس رویاء کا مطلب سمجھا دے انتہے۔ اگر دانیال آپکے نزدیک نبی نہین ہین تو یہ اور بات ہو ورنہ دانیال پیغمبر علیہ السلام کی زبان سے جبرئیل کا نام صاف معلوم ہے اسیطرح انجیل باب ۱ ۱۹ مین یون ہو۔ فرشتے نے خواب مین اُس سے کہا مین جبرئیل ہون جو خدا کے حضور حاضر رہتا ہون انتہے دوسرے آپکا یہ فرمانا کہ صحف انبیاء الخ دعوی بلا دلیل ہے وہ کونسا صحیفہ ہے کہ جس مین جبرئیل و میکائیل کو صفت باری لکھا ہو ذرا اُسکا حوالہ تو دیجیے۔ سوم یہ قول آپکا کہ رفتہ رفتہ وہ لفظ فرشتہ کا نام متصور ہونے لگا آپکے ہی لیے مضر ہو کیونکہ جب بقول آپکے فرشتہ کوئی جداگانہ وجود ہی نہین رکھتا تو پھر اُن اہل کتاب یہود نے کس شے کا نام فرشتہ رکھا تھا ؟ چہارم اگر بالفرض اُس صفت کو فرشتے کا نام مقرر کر لیا تھا تو اس سے فرشتے کے وجود جداگانہ کی نفی کیونکر سمجھی گئی ؟ غایۃ الامر یہ بات کہ وہ نام منقول ہوگا کسائر الاسماء المنقولۃ مثلا ریل کسی شخص کا نام رکھا جاوے تو یہ نہ لازم آئیگا کہ سوا اسکے ریل گاڑی کا وجود نہو **قولہ** قرآن مجید مین اُسکا استعمال اُسیطرح پر ہوا ہو کہ جسطرح یہودی خیال کرتے تھے **اقول** پس جب قرآن مجید مین لفظ ملائکہ کا اُنہین معنی مین استعمال ہوا کہ جن معنی مین یہودی استعمال کرتے تھے تو الحمد للہ کہ آپ ہی کے اقرار سے فرشتونکا وجود جداگانہ قرآن سے ثابت ہو گیا کیونکہ بقول آپکے یہودی فرشتونکا جداگانہ وجود اہل اسلام کے عقیدہ کے موافق سمجھتے تھے اب آپکا اِس معنے سے انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔ ہمارے لیے تو اسیقدر کافی ہو کہ قرآن مین لفظ ملائکہ انہین معنی پر وارد ہے کہ جنکو اہل اسلام اور یہود مسلم رکھتے ہین اب یہ آپکو اختیار ہے آپ قرآن کو صحیح مانین یا یہود کی تقلید کہین جیسا کہ آپ اس قول مین فرماتے ہین **قولہ** مگر ہمارے ہان کے علماء نے بھی یہودیونکی تقلید سے اُنکو فرشتون کے نام قرار دیے ہین الخ **اقول** سید صاحب یہ پردے کی بات اچھی نہین علماء بیچارونکو یہود کے مقلد کیون کہتے ہو منزل قرآن ہی کو صاف صاف کیون نہین کہتے کہ جسنے اپنے قرآن مین ان الفاظ کو یہود کے استعمال اور خیال کے موافق استعمال کیا **قولہ** (جبرئیل) عبری مین اسکے معنی قوت اللہ یا قدرت اللہ کے ہین یہ لفظ دانیال پیغمبر کے کتاب مین آیا ہو الخ لوقا نے جو انجیل لکھی ہے اُسکے پہلے باب مین جبرئیل کا ذکر ہے **اقول** اس سہو و نسیان کا کیا ٹھکانا ہو ابھی ابھی تو آپ فرما چکے ہین کہ اسکا ثبوت نہین کہ کسی نبی نے انکو بتایا تھا کہ یہ فرشتونکے نام ہین۔ آپکو لازم تھا کہ اس پیرانہ سالی مین کہ انسان کے حواس بجا نہین رہتے اس بڑی بھاری بات کا بیڑا نہ اُٹھاتے کہ تیرہ سو برس کے بعد مین ہی تو ایک ہون کہ جو قرآن کے اصلی معنی سمجھا ہون اور سب اگلے پچھلے غیر محقق تھے

قولہ صفحہ ۱۴۱ علماء یہود یہ بھی سمجھتے ہین کہ جبرئیل بڑے زبان دان ہین الخ غالباً اسی سبب سے مسلمانون نے تصور کیا ہے کہ یہی خدا کی وحی یعنی قرآن کی آیتین خدا سے سُنکر یاد کرتے تھے اور آنحضرت کو آکر سُناتے تھے **اقول** مسلمان بیچارون نے کیا خود خدا نے یہ فرمایا ہے کہ جبرئیل وحی لاتے ہین کما قال اللہ تعالی عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ وقال نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ پھر یہ تقلید یہود کی بدگمانی آپ خدا سے پاک پر کرین آپکو اختیار ہے۔ مگر اسقدر عرض باقی ہو کہ جب قرآن مجید بلکہ اُسکا منزل آپکے نزدیک ایسا لچر ٹھیرا کہ جسنے ایک غلط امر مین یہودیون کی تقلید کی پھر اُسکی تفسیر لکھنا اور اُسکو کلام الٰہی

کہنا اور بے دیکھے خدا کا قائل ہونا محض بے فائدہ ہے **قولہ** میکائیل کے معنی عبری مین من کاللہ کے ہین دانیال کی کتاب مین اور آنکی خوابون مین
یہ لفظ آیا ہی مشاہدات یوحنا مین بھی یہ لفظ آیا ہے الخ **اقول** باوجود اس اقرار کے کہ انبیاء سابقین ان الفاظ کو انہین معانی پر استعمال کرتے ہین پھر انکار کی
کیا وجہ ہی؟ **قولہ** بہرحال ہمکو اسمین کچھ شبہہ نہین ہی کہ یہ الفاظ صفات باری پر مستعمل تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتونکا نام سمجھنے لگے الخ **اقول** کاش آپ
ایک آدھ جگہہ بھی قرآن مجید یا توراۃ و انجیل سے ان الفاظ کا جو فرشتون پر بولے جاتے ہین صفات باری پر استعمال ہونا ثابت کر دیتے تب تو کسیقدر آپکا
یہ بہرحال کہنا اور شک نکرنا کچھ اعتبار رکھتا مگر جب کہ آپنے خود اسکے برعکس ثابت کیا پھر اسپر یہ تفریع کرنا بعینہ ایسا ہی کہ کوئی شخص زید کے بالفعل موجود
ہونیکا دعوی کرے اور یہ دلیل بیان کرے کہ زید بیمار تھا اور اسکی بیماری تمام شہر مین مشہور تھی آخر وہ مرگیا چنانچہ جن لوگون نے اسکو دفنایا انہون نے
ہمسے بیان کیا پھر اسپر یہ نتیجہ قائم کرے بہرحال ہمکو اسمین کچھ شک نہین ہی کہ زید بالفعل زندہ موجود ہمارے سامنے بیٹھا ہی اور اسکا کوئی ہمسایہ مرگیا
ہوگا۔ سید صاحب آپنے تو نفی وجود ملائکہ مین طرح معقول صرف کردی ذرا فرمایئے تو سہی کہ یہ کونسی برہان ہی جو آپنے قائم کی آیا انی یا لمی؟ اور آپ جو صفات
باری پر ان الفاظ کا مستعمل ہونا فرماتے چلے جاتے ہین وہ آپکو حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رح کے کلام سے مغالطہ پڑگیا ذرا آگے چلیے ہم آپکو وہ مقام بھی
سمجھائے دیتے ہین اسیلیے شیخ نے فرمایا تھا کہ ہر شخص میری کتاب کو نہ دیکھے اسکے مطالب پر مطلع ہونا ہر کسیکا کام نہین۔ اس مقام پر جو جبرئیل و میکائیل بلکہ
جملہ ملائکہ کے وجود و حدا گانہ کی نفی پر آپنے دلیل قائم کی وہ قطع نظر اسکے مقدمات کے یہ ہے کہ ہمکو کچھ شک نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل تھے آخر کو
انہین الفاظ کو فرشتونکا نام سمجھنے لگے الخ **اقول** یہ تو آپکا دعوی ہی اگر یہی دلیل ہی تو مصادرہ علی المطلوب لازم آویگا جو عقلا کے نزدیک بالاتفاق
مردود ہی **قولہ** مگر جبرئیل و میکائیل آیت قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ
مین حکایتاً نام ہونے سے انکو ایسے وجود واقعی پر جیساکہ یہودنے اور انکی پیروی سے مسلمانون نے تصور کیا ہی استدلال نہین ہوسکتا جیساکہ ہم
فرشتون کی بحث کے بعد اسکو بیان کرینگے **اقول** اس بے اصل گفتگو کا ابھی غلط ہونا ثابت ہوچکا ہی۔ مگر بڑی خیر گزری کہ آپ نے جسطرح فرشتونکے
وجود کا انکار (انکا حکایتاً نام آنے کی وجہ سے) کر دیا خدا کا نہ کر دیا ؎ اگر پدر نتواند پسر تمام کند کچھ عجب نہین کہ آپکی ذریت مین سے کوئی کوٹ پتلون
پوش جنٹلمین خدا کا نام بھی یہان حکایتاً بیان کرکے اسکے وجود حقیقی کی نفی کردے۔ اور شاید اسوقت اسکے وجود حقیقی کی نفی یون ہی کی گئی کہ اگر
خدا نہین تو پھر اسکے رسول کہان ؟ اور جب رسالت کوئی چیز نہین تب اس تدبیر سے) کہ رسول سے معجزات تو ممکن ہی نہین پھر ہر شخص پکا دنیادار
شراب نوش چرب زبان کہ جسمین لہار بڑھئی کے کام کی مانند بلکہ چرب زبانی (یعنی رفارمری) ہو پیغمبر ہو جاوے اور اپنی امت جدا بناوے کہ جس پیغمبری
کا مصداق بقول سید احمد خانصاحب بابو کیشب چندر اور دیانند سرستی اور خود سید صاحب ہین اور من بعد انکے اور بھی انکے جانشین ہونگے)
ممکن نہوگا۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ سید صاحب بحث ملائکہ مین اپنے وعدہ کو کیسا پورا کرتے ہین **قولہ** صـ۱۴۲ فرشتونکی نسبت بھی جو بحث ہی وہ
نہایت ہی غور طلب ہی **اقول** اسمین کیا شک ہے بہت سے لوگ پہلے بھی انکار کر چکے ہین کما سیاتی ذرا آپ بھی سنبھل کے قدم رکھیے گا **قولہ** قرآن مجید
مین فرشتونکا ذکر آیا ہی۔ اور اسیلیے ہر ایک مسلمان کو جو قرآن پر یقین رکھتا ہی فرشتونکے موجود اور انکے مخلوق ہونے پر یقین کرنا ضروری ہی **اقول** پھر
کیا وجہ کہ آپ باوجود ادعاء ایمان کے فرشتونکو موجود اور مخلوق نہین مانتے۔ یہان سے ثابت ہوا کہ آپ نہ مسلمان ہین نہ قرآن پر یقین رکھتے ہین کہ
جو فرشتونکو موجود اور مخلوق نہین کہتے۔ اگر آپ یہ فرمائین کہ مین بھی موجود اور مخلوق کہتا ہون مگر انکی حقیقت مین بحث کرتا ہون کما قلت۔

قولہ مگر جہانتک بحث ہی اسپر بحث ہی کہ وہ کیسی مخلوق ہے الخ اسکا جواب یہ ہی کہ جب آپ فرما چکے کہ ملائکہ خدا کی صفات ہین تو اب اُنکا موجود و مخلوق ہونا کہان ہی کیونکہ خدا کی صفات بقول اکثر عین ذات ہین اور اگر لاعین و لاغیر بھی ہون تو اُنکو مخلوق اور حادث کوئی نہین کہہ سکتا اور آپ بھی صفات باری کو مخلوق اور حادث نہین کہتے بلکہ آپ تو عین ذات کہتے ہین پھر جب آپنے اُنکو صفات باری کہا تو بلاشک اُنکے مخلوق ہونیکا انکار کیا۔ اب آپکو اختیار ہے خواہ مسلمان قرآن پر یقین رکھنے والے ہوجایئے یا فرشتونکے موجود اور مخلوق ہونے سے انکار کیجیے **قولہ** عام خیال مسلمانون کا اور علماء اسلام کا یہ ہی کہ جسطرح انسان وحیوان جسم و صورت و شکل رکھتے ہین اسیطرح وہ بھی الخ اور اُنکے پر بھی ہین جن سے وہ اڑکر آسمان پر جاتے اور زمین پر اُتر آتے اور خدا کا پیغام پیغمبرون تک پہنچاتے ہین الخ **اقول** یہ خیال اہل اسلام کا صحیح اور قرآن کے مطابق ہی بلکہ جو قرآن پر یقین رکھتا ہی اُسکے لیے اس خیال کا پابند ہونا ضروری ہی جیسا کہ آپ بھی ابھی فرما چکے ہین۔ مگر آپ کو کیا دشواری پیش آئی جو آپ زمرۂ اہل اسلام سے خارج ہوگئے اور قرآن کا انکار کر بیٹھے؟ **قولہ** ہمارے پاس کسی ایسی مخلوق کے ہونے سے جو کسی قسم کا جسم و صورت بھی رکھتی ہو جو ہمکو دکھائی نہ دیتی ہو (جیسا کہ ملائکہ) انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین پس ہم کہتے ہین کہ ایسی مخلوق ہو مگر ہم ایسی مخلوق کے ہونیکا دعوی بھی نہین کرتے **اقول** ثابت ہوا کہ جو آپ انکار کرتے ہین تو محض بلا دلیل کرتے ہین **قولہ** کیونکہ ان باتون کے اثبات کے لیے ہمارے پاس کوئی دلیل نہین قرآن مجید سے فرشتونکے اس قسم کے وجود کا اور اُنکے اس قسم کے جسم کا اور اُنکے ان افعال کا جنکا ذکر اوپر ہوا کچھ ثبوت نہین **اقول** وہ دلائل عقلیہ جو ہمنے بیان کیے اور الٰہیات مین حکماء نے بیان کیے آپکو کیون نہ معلوم ہونگے اور قرآن مجید کی آیات سے یہ باتین ہم ابھی ثابت کر چکے ہین پس آپ کا یہ دعوی کرنا اہل قرآن کے روبرو اپنا ٹھٹھا اُڑانا ہی ذرا ان آیات کو تو دیکھیے کہ جن مین پر اور مجسم ہوکے نظر آنا وغیرہ وغیرہ اوصاف مذکور ہین پھر آپ کس دلیری سے انکار کرتے ہین؟ ذرا شرم بھی چاہیے **قولہ** فرشتون کے اس قسم کے وجود اور افعال کا ثبوت ضرور ہے کہ دلیل نقلی سے ہوگا **اقول** بلکہ ادلّہ عقلیہ سے بھی ہی جیسا کہ ہمنے انکو صدر فصل ہذا مین بیان کیا دیکھ لو **قولہ** اور اسلیے قبل شروع کرنے اس بحث کے ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ علماء کلام نے جو بحث نسبت دلیل نقلی کی کی ہی اس مقام پر اُسکو نقل کرین **اقول** وہ بحث جو ادلہ نقلیہ پر کی ہی علماء کلام نے نہین کی بلکہ معتزلہ کے احتمالات عقلیہ ہین کہ جنکا جواب دندان شکن بھی علماء کلام نے دیا ہی جیسا کہ آپنے بھی نقل کیا ہی **قولہ** شرح مواقف مین اس بات پر ایک بحث لکھی ہی کہ دلائل نقلیہ جن سے مطالب پر استدلال کیا جاتا ہی مفید یقین ہین یا نہین معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ مفید نہین اور اسکی وجہ یہ لکھی ہے الخ **اقول** جواب یہ ہی **قولہ** صاحب شرح مواقف نے ان دلیلون کے لکھنے کے بعد یہ لکھا ہی کہ یہ دلیلین ٹھیک نہین ہین بلکہ حق یہ ہی کہ دلائل نقلی شرعیات مین اُن قرائن سے جو منقول ہین مشاہدہ ہوتے ہین اور بطور تواتر کے ہم تک پہنچے ہین اور جن سے تمام احتمالات جاتے رہتے ہین مفید یقین ہوتے ہین الخ **اقول** کیون جناب جو کچھ اپنے ادلہ نقلیہ پر شبہات قائم کیے تھے انکا جواب بھی آپنے تسلیم کر لیا پھر کس اعتماد پر آپ ادلّہ نقلیہ کا جو وجود ملائکہ پر اور اُنکے افعال پر بالصراحۃ دال ہین انکار کرتے ہین غایۃ الامر آپ معتزلہ کے مذہب کے موافق ظن کا مرتبہ تسلیم کرتے نہ کہ انکار ہی کر بیٹھتے **قولہ** ص۱۴۱ ان سب سے زیادہ ایک اور امر ہے جس پر شارح مواقف اور صاحب مواقف اور کسی نے بھی غور نہین کیا (کیون نہو وہ آپکا ہی حصہ تھا) اور وہ کلام غیر مقصود ہی الخ **قولہ** قران مجید مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سے ہی مشرکین و اہل کتاب کے عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی تھین جنکا در اصل کچھ وجود نہ تھا یا وجود تھا مگر اُسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھتے تھے در اصل وہ نہ تھی یا وہ بات ظاہر مین دکھائی دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتماد مشاہدہ اُسکو

واقعی سمجھتے تھے حالانکہ حقیقت اور اصلیت برخلاف اسکے تھی اور قرآن مجید کو اُس سے بحث مقصود نہ تھی اسلیے اُسکو اسیطرح بیان کیا جسطرح
مشرکین اور اہل کتاب خیال کرتے تھے الخ **اقول** اس تمہید کا حاصل یہ ہو کہ قرآن مجید مین تبعًا ایسی بہت سی باتین (کہ جنکا در اصل کچھ وجود واقعی نہین
لیکن اُنکو مخاطب تسلیم کرتے تھے) مذکور ہین لیکن اس سے سید صاحب یہ تو کہین بھی لازم نہین آتا کہ ملائکہ اور اعجاز انبیاء بھی اسی قبیل سے ہین تا کہ اُنکا
مدعا ثابت ہو کیونکہ اس قسم کی باتین کلام غیر مقصود مین واقع ہوتی ہین مگر جو کلام کہ اُسکو خاص مقصود کے لیے چلایا جاوے اُسمین ان احتمالات کا کہین
گزر بھی نہین ہوتا اس تمہید کے بعد آپ پر ضرور تھا کہ اُن آیات کو (کہ جنمین ملائکہ کے وجود جداگانہ اور اُنکے افعال کا ذکر ہے) کلام غیر مقصود ہونا ثابت کر دیتے
مگر اس بات سے تو آپ کانون پر ہاتھ دھر کر اور ہی طرف چلدیے کبھی یہود کے عقائد کو کبھی نصاری کے عقائد کو کبھی مشرکین کے عقائد کو ملائکہ کی نسبت
بیان کرنا شروع کر دیا اور ورق کے ورق اسی مین سیاہ کر دیے اور کبھی دو چار جملے تمسخر کے ملائکہ کی نسبت بول گئے تا کہ لوگ یہ سمجھین کہ اللہ جل جلالہ نے
اپنی کتاب مجید مین انہین یہودیون یا عیسائیون یا مشرکین کی تقلید سے ان غلط اور بے اصل مضامین کو بھر دیا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا مگر ان
آیات کا کلام غیر مقصودی ہونا آپ سے قیامت تک بھی ثابت نہو سکیگا یون ٹکر لیس رجمًا بالغیب ضعیف الایمان لوگون کے دلمین شبہہ ڈالنے کے لیے آپ

اول

جو چاہیے کہے جایے بلکہ وہ آیات کلام مقصودی ہین چند وجہ سے (**اول**) یہ کہ ہر کلام کے مقصودی یا غیر مقصودی سمجھنے کے لیے متکلم کے ہمزمان وہمزبان
ہی لایق ہوتے ہین پس پیغمبر علیہ السلام کے صحبت یافتون اور ہر وقت کے پاس بیٹھنے والون اور عرب العرباء کو (کہ جنکے محاورہ مین قرآن اترا) کبھی غیر مقصودی
ہونا معلوم نہوا اور اُنکے بعد سے ابتک کسی ملک مین کسی زبان دان کو یہ بات نہ معلوم ہوئی نہ کسی مفسر کو سوجھی تو تیرہ سو برس بعد ایک ہندی کو سوجھی
کہ نہ جسکو صرف نحو سے آشنائی نہ لغت سے تعارف نہ زبان عرب قدیم وجدید سے کچھ مس اور جسکی عقل سلیم کا یہ حال کہ نہ اُسکی دلیل ودعوی مین کچھ ربط

دوم

نہ اُسکو یہ تمیز کہ یہ دلیل میرے دعوی کے لیے مفید ہے یا مضر (**دوم**) ہر کلام مقصودی یا غیر مقصودی ہونا اُسکے سباق وسیاق سے معلوم ہو جاتا ہی
جب ان آیات کو دیکھا جاتا ہی تو اُنمین غیر مقصودی ہونے کی بو بھی نہین آتی بلکہ متعدد جگہہ مین نئے نئے اسلوب سے وجود ملائکہ کو بلکہ اعجاز انبیاء

سوم

کو بیان کیا ہی اور کوئی قرینہ غیر مقصودی ہونیکا ہے نہین (**سوم**) یہ چیزین کچھ قرآن ہی مین مذکور نہین بلکہ ہر کتب سماویہ مین اور ہر نبی کی
زبان سے انکا بیان منقول ہو پھر اس اتنی بڑی غلطی کو خدا ے پاک نے اپنی ہر کتاب مین کیون دخل دیا ؟ اور اُسکے انبیاء علیہم السلام نے کیون غلط
وجود کو ثابت کیا کیا لوگون کو دھوکا دینا منظور تھا کیا اُنکو یہ معلوم نہ تھا کہ تیرہوین صدی مین سید احمد خانصاحب بہادر دنیا سے نرالے محقق اور

چہارم

فلاسفر ہمارے اس دھوکہ بازی کو طشت از بام کر دینگے (**چہارم**) اگر یون ہی بغیر قرائن ہر کلام کو غیر مقصودی اور مجازی کہدیا کرین تو پھر اب

پنجم

سید احمد خانصاحب کے انکار کا بھی کیا اعتبار ہے کچھ عجب نہین کہ ملحدونکے لیے انہون نے بطور کلام غیر مقصودی انکار کر دیا ہو (**پنجم**) ایمان
بالغیب مین اول درجہ مین خدا بجمیع صفاتہ دوم درجہ مین ملائکہ ہین کما قال تعالی كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ پس جب ملائکہ کا وجود کلام غیر مقصودی
سے آپنے اڑا دیا تو اب اگر کوئی آپکا شاگرد رشید خداے پاک کی نسبت بھی یہی احتمالات قائم کرکے دہریا بڑا کرتی کا قائل ہو جاوے تو اُسکو آپ کیا
جواب دینگے ذرا ارشاد تو ہو پس جو آپ اُسکو جواب عنایت کرینگے وہی جواب بجنسہ سر بمہر ہم آپکے آگے پیشکش کر دینگے **قولہ** صـ۱۴ زمانہ کی تمام
قومونکا یہ حال تھا کہ جو امور عجیب وغریب اُنکے سامنے ایسے پیش آتے تھے جسکی علت اُنکی سمجھ سے باہر تھی اُسکو کسی ایسی قوت یا ایسے
شخص سے منسوب کرتے تھے جو انسان سے برتر اور خدا سے کمتر تھی الخ **اقول** اس بیمعنی کلام کا مطلب کچھ سمجھ مین نہ آیا عجیب وغریب امور سے

مراد خوارق عادات ہین یا کچھ اور؟ شق اول مین اُنکا یہ انتساب بیجا نہین بلکہ عین عقل ہے اور یہ قوت اعجاز اور وجود مخلوقات غائب عن الحس کے لیے اچھا قرینہ ہے شق دوم مین یہ اُنکا حصر باطل ہی کہ تمام دنیا کی قومون کا یہ حال تھا کہ وہ عجائب پرستی کرتے تھے؟ خدا جانے آپنے تمام گذشتہ قومونکا عقیدہ کہانسے دریافت کرلیا؟ یہ آپ کا بیان صحیح ہو تو یہ آپ کی کرامت ہی کہ تمام دنیا کے لوگون کا حال آپ پر منکشف ہوگیا پھر آپ خرق عادات وکرامات واعجاز کا انکار کیون کرتے ہین۔ اور آپ کی ریفارمری بلکہ پیغامبری کے لیے آپ کی امت کے روبرو یہ بڑی شہادت ہے کہ آپ غیب دان ہین استغفر اللہ من ہذا الہزل **قولہ** توریت اور صحف انبیاء اور انجیل مین فرشتہ کے لفظ کا استعمال نہایت وسیع معنون مین آیا ہی کتاب ۲ سموئیل باب ۲۴ درس ۱۶ و ۱۷ مین اور کتاب ۲ ملوک باب ۱۹ الخ اور زبور داؤد مین دوبار پر فرشتہ کا اطلاق ہوا ہے اور زبور داؤد باب ۳۴ مین ہوا اُن پر فرشتہ کا اطلاق کیا ہے الخ **اقول** یہ دوسری دلیل نفی وجود ملائکہ پر آپنے قائم کی ہے خلاصہ یہ کہ لفظ فرشتہ مشترک ہے اسکے ایک معنی معین نہین ہو سکتے۔ جناب عالی کو ابتک یہ بھی نہین معلوم کہ اشتراک لفظ کی صفت ہی کہ معنی کی اب ہم پوچھتے ہین کہ کونسا لفظ مشترک ہے آیا ملک یا فرشتہ یا کوئی اور۔ اور یہ ظاہر ہی کہ تورات وانجیل کی اصلی زبان عبرانی ہے جو فارسی اور عربی سے غیر ہے اور ملک عربی اور فرشتہ فارسی ہی مین حیران ہون کہ عبرانی مین ان دونون مین سے کونسا لفظ مشترک قرار دیا گیا ہے؟ اگر لفظ فرشتہ کو کچھ سروکار نہین ہمکو اس لفظ سے بحث نہین اگر کہو لفظ ملک تو یہ مسلم نہین کہ عبرانی مین یہ لفظ انہین معنی مین مستعمل ہی۔ معلوم ہوا کہ مسمی ملک کے ساتھ عبرانی یا کسی اور زبان مین ہوا یا دباء کو تشبیہ دی ہوگی اور استعارہ بالکنایہ مراد رکھا ہوگا جسطرح کہ قرآن مجید مین حضرت یوسف کو ان ہذا الا ملک کریم کہا ہے لیکن اس سے نفی ملائکہ نہ سمجھی گئی بلکہ اس سے تو اُنکا وجود جداگانہ پایا گیا ورنہ تشبیہ ٹھیک نہ ہوتی اور آپکا یہ کہنا کہ کتاب ایوب باب ۱ کتاب اول سموئیل باب ۱۱ اور انجیل لوقا باب ۲ مین فرشتہ کا لفظ عام ایلچیون پر بولا گیا ہی الخ آپ کے تبحر کی دلیل واضح ہے جن مقامات کا آپنے حوالہ دیا ہے وہان لفظ فرشتہ بولا ہی نہین گیا **قولہ** تورات مین بہت جگہہ اسطرح بیان کیا ہی جیسے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے پاس آئے اور ملاقات کرے الخ **اقول** یہان سے لیکر صفحہ ۱۵۰ تک سید صاحب نے تورات وانجیل کی وہ آیات نقل کین کہ جنسے ہمارے مدعا کی تائید ہوتی ہے چونکہ خصم ہماری بات کو تسلیم کرتا جاتا ہی تو ہمکو خواہ مخواہ اُن سے تعرض کرنا ضروری نہین گو بعض بعض باتین خلاف تحقیق ہین۔ **قولہ** صفحہ ۱۵۰ بعض لوگونکا یہ بھی خیال تھا کہ یہودیونکا یہ دستور ہے کہ خدا کی عظمت اور قدرت کے ہر ظہور کو فرشتونکی وساطت کیطرف منسوب کرتے ہین **اقول** یہ تسلیم ہی مگر اس سے تو فرشتونکے وجود کا ثبوت ہوتا ہی نہ کہ نفی **قولہ** اسی لیے وہ فرشتونکے وجود اصلی کو نہین مانتے اور یہ سمجھتے ہین خدا کی قدرت کی غیر معلوم قوتون کا نام فرشتہ رکھدیا ہی **اقول** یہ کس بیوقوف یہودی کا قول ہی۔ کیونکہ فرشتونکو وسیلہ اور مظہر قدرت وعظمت تسلیم کرنا پھر اُنکا وجود اصلی نہ ماننا اجتماع النقیضین نہین تو اور کیا ہی؟ خدا کی قدرت کی غیر معلوم قوتونکے کیا معنی ہین۔ قدرت کی قوت ہمنے آج ہی سنی ہے۔ واہ رے معقولیت **قولہ** صفحہ ۱۵۱ اب ہمکو اس بات کی تلاش کرنی ہی کہ قدیم مشرکین عرب کا یعنی اُس زمانہ کے عربونکا جبکہ یہودیونکا میل جول عرب مین نہ تھا فرشتونکی نسبت کیا خیال تھا اور آیا وہ لفظ ملک اور ملائکہ کو انہین معنون مین خیال کرتے تھے کہ جن مین یہودی کرتے تھے یا نہین جہانتک کہ ہمنے تفتیش کی ہی قدیم عربونکا لفظ ملک اور ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا یہودیونکا[1] ہے ثابت نہین ہوا **اقول** آپکا کلام یہان تک تو

دوسری دلیل

[1] اس سے مراد اہل اسلام کا عقیدہ ہی کیونکہ یہود اور اہل اسلام مین ملائکہ کی نسبت چندان اختلاف نہین لیکن سید صاحب یہود کے نام سے حقارت دلانیکے لیے تعبیر کرتے ہین ۱۲ منہ

مفید مدعا رجاب ہی سواسکا جواب دیتا ہون مگر یہ جواگے آپنے ایک طویل گفتگو کی ہے **قولہ** مشرکین عرب بلا شبہہ ارواح فلکی کو یا ارواح فرضی کو (ارواح فلکی کیا چیز ہین اور ارواح فرضی سے کیا مراد ہے وہ کیا فرض کر رکھا تھا) یا ارواح اشخاص متوفی کو بطور خدا کے پوجتے تھے الخ مگر انپر کبھی لفظ ملک یا ملائکہ کا اطلاق نہین کرتے تھے جہانتک کہ ہمسے ہوسکا ہمنے اشعار جاہلیت پر بھی جسقدر کہ ہمکو دستیاب ہوے غور کی ہمکو کوئی شعر بھی ایسا نہین ملا جسمین لفظ ملک یا ملائکہ کا آن ارواحون پر اطلاق ہو کہ جنکو وہ پوجتے تھے الخ محض لاطائل ہے نہ آپکو مفید نہ ہمکو مضر کیونکہ ہم کب اس بات کے قائل ہین کہ عرب کے لوگ ارواح متوفی پر یا اپنے معبودون پر لفظ ملک بولتے تھے پھر آپنے ابو عبیدہ کے اشعار بلا فائدہ نقل کر کے کیون کتاب دراز فرمائی

تیسری دلیل

اب اپنے کلام مفید کا جواب سنیے یہ آپکی تیسری دلیل نفی ملائکہ پر ہے۔ یہ غلط ہی چند وجہ سے اول تو آپکا یہ کہنا (کہ قدیم عرب لفظ ملائکہ کو اُن معنی پر کہ جسکے اہل ادیان قائل ہین استعمال نہین کرتے تھے) صریح غلط ہے کیونکہ قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا الآیہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ مشرکین اُن ملائکہ کو کہ جنکی مدح خدا عباد الرحمن کے ساتھ کرتا ہے خدا کی بیٹیان کہتے تھے اب وہ عباد الرحمن وہی اشخاص تو ہین کہ جنکو اہل ادیان ملائکہ کہتے ہین اور اگر یہ نہین تو وہ اور کیا چیز ہین کہ جسکو وہ بنات الرحمن یا اناث کہتے تھے؟ ارواح فلکی و متوفی پر تو بقول آپکے وہ یہ لفظ اطلاق ہی نہین کرتے تھے اور جن کے آپ قائل نہین اور صفحہ ۱۵۲ مین جو آپنے بلا فائدہ ابی عثمان جاحظ کا قول نقل فرما کر ایک روایت بے اسناد عبد اللہ بن عباس سے نقل کی ہے کہ قریش جنکے سردار ونکو بنات الرحمن یعنی خدا کی بیٹیان کہتے تھے) اس آیت کے معارض نہین ہوسکتی کیونکہ ممکن ہے کہ عرب کے لوگ جنکے سردار ونکو بھی خدا کی بیٹیان کہتے ہون اور ملائکہ کو بھی۔

وجہ اول

(دوم) آپکا یہ قول اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عرب اُن غیر مرئی چیزونکو جنکو نیک و پاکیزہ سمجھتے تھے اور جن سے خلقت کو بھلائی اور نیکی پہنچنے کا خیال کرتے تھے اُنکو ملک کہتے تھے انتہیٰ۔ اس قول کی صریح نقیض ہی کیونکہ یہود یا اہل اسلام بھی تو ملائکہ کو غیر مرئی پاکیزہ سمجھتے ہین پھر وہ کونسی مباینت ہی کہ جسکی وجہ سے آپ فرماتے ہین **قولہ** مگر وہ معنی اور مراد جو ملک کے لفظ سے یہودیون نے مقرر کیے تھے یا جو زمانہ اسلام کی کئی صدی بعد کی مصنفہ کتب لغت مین لکھدی گئی ہین اُس معنی و مراد مین عرب لفظ ملک کو استعمال نہین کرتے تھے انتہیٰ (سوم) آپکے اختراعی معنی پر تو لفظ ملک کا اطلاق ہونا کہین سے ثابت نہوا نہ زمانہ جاہلیت کے عرب سے نہ اہل کتاب یہود و نصاری سے نہ کسی اور قوم سے پھر اور وہ کونسے معنی ہین کہ جن پر لفظ ملک قرآن مین بولا گیا (چہارم) بالفرض اگر یہ بھی صحیح مانا جاوے کہ زمانہ جاہلیت کے وہ عرب کہ جن سے یہود و نصاری کا میل جول نہوا تھا لفظ ملک کو معنی مروجہ اسلام پر نہ بولتے تھے تو کچہ حرج نہین کیونکہ زیادہ رعایت اُس زمانہ کی ہے کہ جس مین قرآن نازل ہوا اُس زمانہ کے لوگ خواہ یہود کے میل جول سے یا کسی اور طور سے بلا شک ملک کے یہی معنی مراد رکھتے تھے کہ جو اہل اسلام کے نزدیک معتبر ہین (پنجم) اگر یہ بھی نہوتا اور فرض کیا جاتا کہ عرب کے لوگ ملک کے معنی مروجہ سے بالکل ناآشنا تھے مگر اسقدر جانتے تھے کہ غیر مرئی پاکیزہ چیز کو ملک کہتے ہین تب بھی مدعا ثابت ہی کیونکہ عرف شرع مین معنی لغوی کی پوری رعایت کچھ ضروری بات نہین گو قرآن محاورہ عرب مین نازل ہوا ہی مگر بہت سے الفاظ کے معانی شرع نے منقول کر کے ایک نئے طور پر رکھے ہین دیکھیے زکوۃ اور صلوۃ اور صیام کے لغوی معنی اور شرعی مین کسقدر فرق ہی؟ لغت مین زکوۃ پاکی کو اور صلوۃ دعا کو اور صیام مطلق* بند رہنے کو کہتے ہین شرع مین زکوۃ مال معین کا چالیسوان حصہ ادا کرنا اور صلوۃ ارکان مخصوصہ کا بجالانا اور صیام اکل و شرب و جماع سے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک باز رہنے کو کہتے ہین

وجہ دوم

وجہ سوم

وجہ چہارم

وجہ پنجم

اسیطرح شرع نے ملک کے معنی مین تصرف کیا ہو تو کیا محال ہے ؟ کیا کوئی زکوۃ و صلوۃ و صیام کے لغوی معنی پر عمل کرکے شرعی فرض سے
بری الذمہ ہوسکتا ہی جناب عالی یہی نکتہ تو آپکی سمجھ مین نہ آیا ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست (ششم) صفحہ ۱۴۸ مین آپ خود فرماتے ہین
کہ عام مسلمانونکا عقیدہ یہی ہی جو عرب کے بت پرستون کا تھا الخ اب معلوم نہین کہ آپکی دونون باتون مین سے کونسی غلط ہی ؟ **قولہ** صفحہ ۱۵۳ قرآن مجید
مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملائکہ کا اُس مراد سے استعمال نہین ہوا ہی جو مراد کہ یہودیون نے قرار دی تھی جسکی تفسیر ہم ہر ایک مقام
پر لکھین گے الخ **اقول** اگر یہودیون نے وہی معنی قرار دیے ہین کہ جو اہل اسلام نے بلکہ قرآن اور پیغمبر علیہ السلام نے تو اس معنی پر ملک یا ملائکہ کا اطلاق
کلام مقصودی مین مع اُنکے صفات و حالات کے اس تفصیل سے مذکور ہے کہ جسکے انکار کی مسلمان کو کچھ گنجایش نہین چنانچہ اس فصل کے اول
مین ہمنے وہ آیات نقل کردی ہین ملاحظہ فرمالیجیے پھر آپکا یہ کہنا کہ قرآن مین کہین نہین البتہ بڑی دلیری اور بہادری کا کام ہے۔ اگر آپ کو قرآن
یاد نہ تھا اور ایک مدت سے آپنے اُسکی تلاوت فضول جانکر چھوڑدی ہے (اور آپ کیا آپکے مقلدین بھی اس دولت سے ہمیشہ محروم رہتے ہین) تو کوئی
پانچ چار روپیہ ماہوار کا حافظ ہی رکھ لیتا تھا۔ اور اگر یہود نے کچھ اور معنی قرار دیے ہین تو آپ جانین اور آپکے یہود۔ مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت
آپ دل کھولکر یہود و غیر یہود کا رد کیجیے **قولہ** ملائکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوا پر جن سے انتظام عالم مربوط ہے اور اُن شئون قدرت کاملہ پروردگار
پر جو اُسکی ہر ایک مخلوق مین بہ تفاوت درجہ ظاہر ہوتی ہین ملائکہ کا اطلاق ہوا ہے سورہ والنازعات سے اسکا بخوبی ثبوت ہے اُسکے چار جملون
مین مفسرین مین اختلاف ہی مگر پانچوین جملہ فالمدبرات امرا کی نسبت کسیکو اختلاف نہین اور جملہ مفسرین متفق ہین کہ مدبرات سے ملائکہ
مراد ہین پس غور کرنا چاہیے کہ مدبرات سے کیا مراد ہے یہی قوی ہین جنکو خدا تعالی نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور عالم کا مدبر مخلوق کیا ہے
اقول یہ آپکی چوتھی دلیل ہے مگر یہان سب سے زیادہ غلطیان ہین **اول** یہ کہ آپنے اپنے پہلے دعوی کو ترک کردیا پیشتر آپ قائل ہوئے تھے کہ
ملائکہ سے مراد خدا تعالی کی صفات ہین یہان آپ اُس سے اعراض کرگئے اور ملائکہ کو قوی مدبرہ عالم کہنے لگے اور ایک جگہہ بلکہ اس سے اگلے
صفحہ مین جبرئیل کو ملکہ نبوت کہا جس سے یہ لازم آیا کہ جبرئیل نبی کی ایک صفت قائم بالغیر کا نام ہے۔ اب آپ ہمسے بیان فرمائیے کہ ان تینون
باتون مین سے کونسی صحیح ہے ؟ اگر کوئی کہے کچھ بات نہین تینون سے ایک ہی مراد ہے تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ تینون معنی نمبر (۱) ملکہ نبوت
نمبر (۲) صفات خدا تعالی نمبر (۳) قوی مدبر عالم آپس مین غیر اور مخالف ہین۔ ملکہ نبوت جسکو آپ جبرئیل کہتے ہین نبی کی صفت ہی اور یہ ظاہر ہی کہ
خدا کی صفات جو قدیم اور عین ذات ہین بندہ کے سب صفات سے جو حادث اور غیر ذات ہین بالکل غیر ہین اور اسیطرح قوی مدبرات عالم جو نباتات
جمادات حیوانات وغیرہا مین پائے جاتے ہین ان دونون سے غیر ہین۔ اس پریشان بیانی کا کیا ٹھکانا ہے (**دوم**) آپکا کبری دلیل مسلم
نہین اعنی یہ مسلم کہ مدبرات سے مراد ملائکہ ہین لیکن یہ بات کہ مدبرات قوی ہین غیر مسلم اُسکا کچھ ثبوت آپنے نہین دیا بلکہ اصل بات یہی ہے
کہ مدبرات عالم وہی ملائکہ ہین جو عالم کے لیے ایسے ہین کہ جسطرح جسم کے لیے روح مدبر ہے (**سوم**) اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جاوے کہ اسجگہہ ملائکہ کا
اطلاق قوی مدبرات عالم پر ہوا ہی تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ یہ لفظ حقیقی طور پر بولا گیا ہے بلکہ جائز ہے کہ استعارۃً اطلاق ہوا ہو اور اگر یہ بھی
تسلیم کیا جاوے کہ حقیقۃً اطلاق ہوا ہی تو غایۃ الامر یہ لفظ ملائکہ مشترک سمجھا جاویگا جیساکہ لفظ عین کہ جسکے معنی آفتاب اور آنکھ اور ذات الشی

لہ شئون قدرت تو آپ نے صوفیہ کے ہان سے خوب اڑایا انہین مغالطون سے تو بہت سادہ لوح آپ کو اس صدی کا پیغمبر سمجھنے لگے ۱۲ منہ

اور گھٹنا ہین ایک معنی مین ایک جگھہ استعمال ہونے سے یہ نہین لازم آتا کہ پھر اُسکے دوسرے مسمے کا وجود ہی نہ مانا جاوے کیا کوئی شخص عین جاریہ مین چشمہ کے معنی لیکر یہ کہہ سکتا ہے کہ آنکھ اور آفتاب اور گھٹنے کا وجود ہی نہین ؟ حاشا وکلا **قوله** ان آیتون مین جنکی ہم تفسیر لکھتے ہین کلام مقصود اسقدر ہے کہ جو شخص اُس وحی کا عدو ہو جو خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کے دل مین ڈالی ہے الخ **اقول** یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے علاوہ اسکے اس آیت (من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین) مین جبرئیل سے وحی[۵۱] مراد لینا آپکے اس قول کے مخالف ہے **قوله** اس[۵۰] سے پایا جاتا ہے کہ جس شئے کو یہودی جبرئیل سے تعبیر کرتے تھے اور کوئی جداگانہ مخلوق مع تشخصہ نہ تھی کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ بیشبہ اُسنے (یعنی جبرئیل نے) ڈالا ہے تیرے دل پر اللہ کے حکم سے (وہ کلام) جو سچ بتاتا ہے اُس چیز کو جو اُس سے پیشتر الخ کیونکہ وحی اور باعث وحی ایک چیز نہین ہوسکتی اب معلوم نہین کہ آپکے دونون قولون مین سے کونسا غلط ہے **قوله** فرشتونکی دشمنی بیان کرنیکے بعد جبرئیل اور میکائیل کا بالتخصیص نام لینا گویا یہود کے خیالات کا اعادہ ہے اور وہ نام مقصود بالذات نہین ہین کیونکہ اگر یہودیونکا خیال نہوتا تو غالباً وہ نام نہ لیے جاتے **اقول** یہ آپکی پانچوین دلیل ہے۔ قیاس استثنائی سے آپنے یہان کام لیا واہ کیا کہنے ہین استدلال اسیکا نام ہے حاصل یہ ہوا کہ تعمیم کے بعد تخصیص کرنا ملزوم اور اعادہ خیال یہود لازم مقدم پایا گیا تالی بھی پائی گئی۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ یہان کونسا ملازمہ ہے ؟ عقلیہ یا عادیہ ؟ یا کوئی جدید ملازمہ ہے۔ اے جناب ہزار ہا بار آپنے بھی اپنے کلام مین عام لوگونکا ذکر کرکے پھر تخصیص کی ہوگی پھر کیا آپنے بھی یہود کے خیال کا اعادہ کیا تھا ؟ اب ذرا گوش ہوش سے سنیے عام کے بعد خاص لوگونکا ذکر کرنا اُنکے شرف اور فضیلت کے لیئے فصحاء کے کلام مین اکثر وارد ہوتا ہے وہان یہود کا خیال بھی نہین ہوتا اعادہ خیال چہ معنی دارد ؟ مگر آپکے دلمین یہود ایسے بسے ہین کہ جدھر دیکھیے یہود ہی دکھائی دیتے ہین۔ قرآن مجید مین جسقدر انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور غیر مرئی چیزونکا ذکر جبرئیل ومیکائیل ملائکہ اور شیطان اور جن اور جنت ودوزخ کی کیفیت ثواب وعذاب بلکہ آسمان اور وجود آدم علیہ السلام جو کچھ مذکور ہے آپکے زعم مین یہود کے خیالات کا اعادہ ہے۔ اور اسیطرح جو کچھ قرآن کی تفاسیر مین مذکور ہے وہ بقول منشی چراغ علی صاحب[۵۲] یہود کے بے اصل قصے ہین العیاذ باللہ گویا قرآن اور اُسکی تفاسیر لغو اور بے اصل قصونکی پوٹ ہین۔ سچے ایماندار کی شان سے ایسے خیالات فاسدہ نہایت بعید ہین **قوله** پس ان دونون کے نام قرآن مجید مین آنے سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ درحقیقت اس نام کے دو فرشتے مع تشخصہما علحدہ علحدہ ایسے ہی مخلوق ہین جیسے کہ زید وعمرو **اقول** یہ پس تو آپکا جب صحیح ہوتا کہ پیشتر کچھ ثابت کر چکتے ورنہ اس پس سے جبرئیل ومیکائیل جملہ ملائکہ کے وجود کی نفی نہین ثابت ہوتی ہان آپکا منکر ملائکہ ومنکر جبرئیل ومیکائیل ہونا ثابت ہوگیا **قوله** صہ ۱۵۲ پس درحقیقت یہودی جسکو جبرئیل کہتے تھے اور جسکا نام حکایتاً خدا نے بیان کیا ہے وہ ملکہ نبوت خود آنحضرت مین تھا جو وحی کا باعث تھا **اقول** اگر آپکا یہ قول سچ ہے تو اس سے پہلا یہ قول

[۵۱] الحاصل جبرئیل وحی ڈالنے اور پہنچانے والا قرار دیکر پھر اُسکو وحی کہنا (یعنے کلام منزل) عاقل کی شان سے بعید ہے اور پھر جبرئیل کو ملکہ نبوت کہدینا ان دونون معنی کے خلاف ہے جبرئیل کے آپنے تین معنی بیان کیے نمبر ۱ وحی نمبر ۲ وحی کا پہنچانے والا نمبر ۳ ملکہ نبوت حضرت سلامت کسی بات پر قرار بھی ہے ۱۲ منہ

[۵۰] اس آیت مین آپکو قلب پر ڈالنے کے لفظ سے مغالطہ ہوگیا اور آپ یہ سمجھ بیٹھے کہ فرشتے یا جن کو قلب تک رسائی نہین حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے لطیف چیزونکی ہر جگہہ رسائی ہے تسلیط جن کی صورت مین جاہل لوگون کو عالمانہ باتین کرتے دیکھا ہے۔ ۱۲ منہ

[۵۲] منشی چراغ علی صاحب لکھنوی خلیفہ سید صاحب تہذیب الاخلاق مطبوعہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۹۳ ہجری جلد ہفتم نمبر ۳ صفحہ ۲۶ و ۲۷ وغیرہا مین فرماتے ہین وہ (مفسرین) کبھی تاریخانہ تحقیقات پر متوجہ نہین ہوتے وہ جو شام کی کسی لڑائی مین ایک بارشتر یہود کے قصہ کہانیون کا ملگیا تھا وہی انکا مایہ بساط ہے اُنہے حضرت عمر کچھ اوراق تورات کے لائے تھے اور انکا پڑھنا قوم اسلامیونکو گوارا ہی نہوا چہ جائیکہ اُس بارشتر کو مایہ دین بناوین واوسلم پھر آپکو یہ کیونکر معلوم ہوگیا کہ اُس مین سراسر بے اصل قصے تھے کیا یہ ممکن نہین کہ اصل نسخے تورات وانجیل بزمانہ جو ایونکے وہی ہون کہ جنکی وجہ سے آجتک اہل کتاب کو تورات وانجیل کا ہزار برس کا لکھا ہوا نسخہ بھی نہین دستیاب ہوا پس اس بنا پر تو مفسرین صحابہ بڑے محققین تھے نہ کہ آپ کہ جنکے عہد مین کوئی صحیح نسخہ بھی انجیل کا نہین ۱۲ منہ

قولہ ان آیتون مین جنکی تفسیر ہم لکھتے ہین کلام مقصود صرف اسقدر ہے کہ جو شخص اُس وحی کا عدو ہو الخ بالکل غلط ہی کیونکہ جب اس کلام مین کان الخ ہین آپنے جبرئیل سے وحی مراد لی تو ملکہ نبوت جو بقول آپکے باعث وحی ہی مراد لینا صاف غلط ہوا کجا وحی کجا ملکہ نبوت باعث وحی ایک سبب دوسرا مُسبّب یا ایک علت دوسرا معلول دونون مین تغایر ذاتی۔ یہ پس بھی آپکا پہلے پس کا بھائی ہے **قولہ** ان وجوہات سے یہ بات (کہ جبرئیل درحقیقت کسی فرشتے کا نام ہے) ثابت نہین ہوتی **اقول** وہ کونسے وجوہات ہین ذرا بیان توکیجیے ورنہ آپ ہی پس پس کرنے سے کچھ حاصل نہین **قولہ** کیا یہ تعجب کی بات نہین کہ باوجودیکہ خدا کے پاس ان دو فرشتون کے سوا اور بھی بہت سے فرشتے ہین مگر بجز دو فرشتون کے اور سب بے نام ہین کیونکہ اور کسی کا نام قرآن مین نہین الخ ان سب باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ فرشتونکے نام یہودیون کے مقرر کیے ہوئے ہین جو مختلف قوا کی تعبیر کرنیکو اُنہون نے رکھ لیے تھے **اقول** یہ آپکی چھٹی دلیل ہی یہ سب سے زیادہ غلط ہے (اول) یہ کہ قرآن مین علاوہ انکے اور فرشتونکے بھی نام ہین جیسا کہ زبانیہ اور مالک (دوم) قرآن مین اگر ملائکہ کے نام کی فہرست ہوتی تو آپکا یہ اعتراض کہ اس فہرست مین دو کے سوا اور کا کیون نام نہین کچھ وقعت رکھتا بلکہ یہ چند اسماء بھی اس وجہ سے مذکور ہوئے کہ اُنکے ذکر کا موقع آگیا تھا یا یہ کہ لوگو نمین متعارف اور مشہور تھے اور اگر کل ملائکہ کا نام ذکر کرتے تو (علاوہ اس بات کے کہ قرآن کی صدہا جلدین ہوجاتین اور قرآن سے جو ہدایت خلق مقصود اصلی ہی فوت ہوجاتا) لوگونکو نئے نئے نام سنکر عجب وحشت ہوتی۔ (سوم) کسی چیز کے نام مذکور نہونے سے اُسکے وجود کی نفی لازم نہین آتی فوجی دفتر مین آپکا نام مرقوم نہین کیا اس سے آپکے وجود مین کچھ خلل آگیا؟ (چہارم) اگر آپکا نتیجہ اور تعجب بھی صحیح تسلیم کیا جاوے تو یہ لازم آوے کہ جبرئیل ومیکائیل یہودی لوگونکی زبان کے نام ہین (یعنی عبرانی کے) لیکن یہ نہین لازم آتا کہ ان اسمار کے مسمیات کا وجود اصلی یہود کے نام رکھنے سے پیشتر نہ تھا بلکہ یہ اکثر دیکھا گیا ہی کہ قدیم[1] چیزونکے نام ہر زمانے اور ہر قوم مین بدلتے رہتے ہین دیکھیے پرانے شہرون اور پہاڑونکے نام کسطرح بدلتے جاتے ہین (دہلی کا نام قدیم اندرپت تھا پھر دہلی ہوا پھر شاہجہان آباد مشہور ہوا۔ اسیطرح الٰہ آباد کو پہلے زمانہ مین پراگ اور بنارس کو کاشی کہتے تھے اور اسیطرح آگ اور پانی وغیرہ عناصر کے ہر زبان مین جدے جدے نام ہین پس اسیطرح ممکن ہی کہ جملہ ملائکہ اور جبرئیل ومیکائیل کا ملاء اعلے مین کچھ اور نام ہو اور یہود سے پہلے آدم اور ابراہیم اور نوح کے زمانے مین کچھ اور ہو۔ لیکن عیسے وموسے اور ہمارے نبی کے عہد مین یہی جبرئیل ومیکائیل شہرت پاگیا ہو۔ پھر اس سے یہ نہین لازم آتا کہ یہود سے پیشتر انکا وجود ہی نہ تھا (پنجم) یہ بیان آپکا کہ فرشتونکے نام یہودیون نے مختلف قوا کی تعبیر کرنیکو رکھ لیے) مخالف ہی آپکے اس قول کے **قولہ** صفحہ ۱۴۱ بہر حال ہمکو اسمین کچھ شبہہ نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل ہوے تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتون کا نام سمجھنے لگے انتہے۔ اب دونون مین سے ایک قول کو ضرور غلط ماننا پڑا معلوم نہین کہ کونسی تحقیق آپ کی درست ہے (ششم) اگر یہ دونون مخالف قول آپکے تسلیم علی سبیل فرض محال کر لیے جائین تو آپکی یہی دلیل آپکے مدعا کی نفی کے واسطے کافی ہی یعنی ہم آپکے کلام سے آپ پر یون معارضہ کرتے ہین۔ اگر ان الفاظ سے خدا کی صفات کو یا قوی مدبرہ عالم کو تعبیر کیا ہی تو کیا یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ باوجودیکہ خدا کی بے نہایت صفات اور عالم کے بے نہایت قوی ہین۔ مگر بجز دو صفات یا دو قوی کے اور سب بے نام ہین کیونکہ کسی اور کا نام قرآن مین نہین آیا ان باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ نام ملائکہ کے ہین کتب مقدسہ مین انکو حسب موقع ذکر کیا ہے اب دہریے لوگ ناحق انکار کرتے ہین

[1] قدیم سے مراد یہان قدیم عرفی ہے نہ قدیم ذاتی نہ قدیم زمانی ۔ ۱۲ منہ

جبرئیل درحقیقت کسی فرشتے کا نام نہین ہے

دلیل ششم

اب ہم صفحہ (۴۶) وغیرہا مین جو کچھ آپنے قصہ آدم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اُسکو مع ان صفحات [illegible] ہین قولہ صفحہ ۴ واذ قال ربک [illegible] اس

آیت سے وہ ذکر شروع ہوا ہے جو آدم کا قصہ کہلاتا ہے تمام مفسرین اسکو ایک واقعی جھگڑا یا مباحثہ سمجھتے ہین جو خدا اور فرشتون مین ہوا ہے الخ اقول

آپکا بہتان صریح ہے اہل اسلام مین سے کوئی مفسر ذی علم تو کیا ادنیٰ مسلمان بھی یہ نہین سمجھتا کہ فرشتون نے خدا سے مباحثہ یا جھگڑا کیا تھا

کیونکہ خدا تعالیٰ فرشتون کی نسبت فرماتا ہے لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون وہ کیا فرشتون کا استفہام کیا جھگڑا ہے [illegible] آپ

ایسی ایسی بے بنیاد باتون سے جملہ علماء اہل اسلام کو بے اعتبار بنانا چاہتے ہین قولہ [illegible] حال فرشتون کی نسبت ہوا ہے انکو نوری سمجھ کر [illegible]

سفید بہت [illegible] رنگ نوری شمع کی مانند بامین بلور کی سی پنڈلیان ہیرے کی سی پاؤن ایک خوبصورت انسان کی شکل [illegible]

ماحصل کلام یہ کہ فرشتون کو نادیدہ جسمانی پیر و پر خیال کرلیا ہے اور وہ خیال نسل بنسل چلا آیا ہے [illegible] فرشتے کوئی [illegible] اقول تکلم

گفتگو آپکی ایک شاعرانہ تک بندی ہے نہ کوئی مسلمان انکو [illegible] مانند [illegible] سمجھتا [illegible] سمجھا ہو قولہ [illegible]

اُنکے رہنے کی جگہ قرار دی آسمان سے زمین پر آنے اور زمین سے آسمان پر جانے کے لیے [illegible] ہین الخ کسیکو [illegible] کتنا خیال کیا ہے الخ

اقول یہ خیال کسی نے اختراع نہین کیا بلکہ اُنکے پیدا کرنے والے نے انکا [illegible] بیان کرکے مسلمانونکو خیال دلایا ہے اب یہ اعتراض آپکا

خدا پاک پر ہے کہ جس نے انکو اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلٰث ورباع [illegible] بعض اقوام نے تو زیادہ غور و فکر کی ہے تو انکے لیے [illegible]

اور انکا مجسم ہونا تسلیم کیا ہے الخ اقول [illegible] جیساکہ اسکا ذکر آتا ہے لیکن اہل اسلام

بلکہ اہل کتاب [illegible] عقیدہ [illegible] نقل [illegible]

[illegible] بڑے عہد سے [illegible] اقول اگرچہ تشبیہ آپکی

اس مقام پر بغرض اہانت [illegible] اہل اسلام ہے مگر یہ قول [illegible] کافی ہے جو آپنے صفحہ (۱۵۱) مین فرمایا ہے اب ہمکو اس بات

کی تلاش کرنی ہے کہ قدیم مشرکین عرب کا الخ فرشتونکی نسبت کیا خیال تھا [illegible] کی ہے تو ہم [illegible] کا لفظ ملک اور ملائک کی نسبت

ایسا خیال ہے جیساکہ یہودیونکا ہے ثابت نہین ہے الخ اور صفحہ (۱۴۳) [illegible] عقیدہ فرشتونکی بابت یکسان فرماتے ہین قولہ قرآن مجید

مین بھی انکا استعمال اسی طرح ہے جو اسطرح کہ یہودی خیال [illegible] اہل اسلام اور یہود کا ملائکہ کی نسبت یکسان اعتقاد ہوا اور مطابق اُنکا

اعتقاد عرب کے بت پرستونکی مانند ہوا تو تینون گروہ کے اعتقاد یکسان ہوئے [illegible] کس دلیل سے فرماتے ہین کہ جہانتک ہمنے تفتیش کیا عرب کے

مشرکین کے اعتقاد کو یہود کی مانند پایا۔ وہ اور کونسا لفظ مشرکین عرب کی زبان مین [illegible] لفظ ملک کے مرّوج تھا کہ جس سے وہ اپنے عقیدہ کو ملائکہ

کے بارہ مین اہل اسلام کے عقیدہ کی مانند تعبیر کرتے تھے الغرض [illegible] کسی تحقیق کا اعتبار نہ کبھی آپ کچھ کہتے ہین کبھی اسکے برخلاف

فرماتے ہین آپکے تیرہوین صدی کے بڑے محقق ہونیکے لیے یہی دلیل کمال ہے دوم یہ قول آپکا (مشرکین کے اعتقاد کی مانند اہل اسلام کا

اعتقاد فرشتونکی نسبت ہے) قرآن مجید کے برخلاف ہے قال اللہ تعالیٰ وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا دیکھیے مشرکین ملائکہ

اناث کہتے تھے اہل اسلام نہین کہتے کسقدر مخالفت ہے۔ قولہ صفحہ ۴۹ قرآن مجید سے فرشتون کا ایسا وجود جیساکہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکھا ہے

ثابت نہین الخ اقول یہ قول آپکا دو گواہون سے رد ہے (اول) تو قرآن مجید کی وہ بیشمار آیات کہ جنکو ہمنے صدر فصل مین نقل کیا

مسلمانون کے عقائد پر بعبارۃ النص دال ہیں اور ... آپ خود اعتراف کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ملائکہ کا استعمال اسی طرح پر ہوا ہے کہ جس طرح
یہودی خیال کرتے تھے اور ہمارے ... کے ... ہوا ہے ... اب ... نہیں کہ آپکے دونون قولون مین سے کونسا غلط ہے؟
قولہ ... سے پایا جاتا ہے ... وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون
ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون ... کیون نہیں بھیجا پیغمبر کے ساتھ فرشتہ اور اگر ہم
فرشتہ بھیجتے تو بات پوری ہو جاتی اور ... مین ڈالی جاتی اور اگر ہم فرشتہ ہی بھیجتے تو اسکو آدمی ہی بناتے اور بلا شبہہ انکو ایسے شبہہ مین
ڈالتے جیسے کہ اب شبہہ مین پڑے ہیں اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ فرشتے کوئی جسم رکھتے ہیں اور نہ دکھائی دے سکتے ہیں انکا ظہور بلا شمول
مخلوق موجود کے ہو نہیں سکتا الخ اقول ... ترجمہ نہیں سمجھا ہے ... کیونکہ ... جناب عالی اس آیت سے
تو بخوبی ملائکہ کا مجسم ہو کر ظاہر ہونا ثابت ہوتا ہے (اول) یہ کہ کفار کا یہ درخواست کرنا کہ پیغمبر کے پاس فرشتے وحی لاتے ہوئے دکھائی کیون
نہیں دیتے پھر خدا کا ... سبب بیان کرنا کہ فرشتے کا دکھائی دے جانا تمہارے حق مین بہتر نہیں) صاف دلالت کرتا ہے کہ فرشتے جسم
ہو کے دکھائی دے سکتے تھے اور اگر ممکن نہ ہوتا تو اسکا جواب یہی تھا کہ ارے احمقو فرشتہ بھی کوئی دکھائی دینے کی چیز ہے؟ (دوم) یہ قضیہ
شرطیہ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا بہت اچھی طرح پر دلالت کرتا ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت مین ظاہر ہوا کرتا ہے چنانچہ خود آپ فرماتے ہین کہ ظہور
بلا شمول مخلوق نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشمول مخلوق تو ظہور ہو سکتا ہے۔ آپنے کہانسے یہ بات اس آیت سے ثابت کر لی کہ فرشتہ کوئی
جسم نہیں رکھتا یا دکھائی نہیں دے سکتا اور اس ثبوت کی تشریح تو فرما دیجیے قولہ جن فرشتون کا قرآن مین ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا
ہے بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور ان قوا کو جو خدا نے مخلوق مین رکھی ہے ملک یا ملائکہ کہتے ہین اقول یہان اور معنی آپنے بیان فرمائے
ظہور قدرت اور قدرت مین بڑا فرق ہے ظہور قدرت کو صفات باری نہیں کہتے۔ آپکے نزدیک ملائکہ صفات باری نہیں پھر صفات کہنا اجتماع
النقیضین ہے آپنے زور لگا کے قرآن سے یہ آیت نفی وجود ملائکہ کے لیے نکالی تھی الٹی وہی دلیل آپکے برخلاف نکلی ؎ دل و دیدہ اپنے جو
یار تھے ہین ہجر غم مین دغا کر گئے ... جنسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے۔ آپ صوفیہ علیہ الرحمۃ کے کلام سے مدعا ثابت کیجیے کیونکہ انکے
کلام مین تاویل کو بڑی گنجایش ہے قولہ بعض اکابر اہل اسلام کا بھی یہی مذہب ہے جو مین کہتا ہون اور امام محی الدین ابن العربی نے
فصوص الحکم مین بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے الخ اقول حاشا و کلا کسی اکابر اہل اسلام کا ایسا عقیدہ نہیں نہ حضرت شیخ محی الدین نے یہ مسلک
اختیار کیا ہے نہ کسی اور نے حضرت شیخ نے فصوص الحکم اور دیگر تصانیف مین ملائکہ کا وہی وجود تسلیم کیا ہے جسطرح کہ جمہور اہل اسلام نے تسلیم کیا بالفعل
میرے سامنے فتوحات مکیہ حضرت شیخ کی تصنیف رکھی ہے اسمین بیشمار مواقع مین شیخ نے ہمارے موافق بیان کیا ہے چنانچہ جلد سوم باب ۱۹ صفحہ ۲۸۲
و ۲۸۳ مین یون فرماتے ہین۔ ان اللہ لما خلق الارواح الناریۃ والنوریۃ اعنی الملائکۃ والجان شرک بینہما فی امر وہو الاستتار عن اعین الناس
مع حضورہم معہم فی مجالسہم وحیث کانوا وقد جعل اللہ بینہا وبین اعین الناس حجابا مستورا فلا نراہم الا اذا شاء ان یظہروا لنا الخ والملائکۃ رسل
من اللہ الی الانسان موکلون بہ کاتبون افعالنا والشیاطین مسلطون علی الانسان بامر اللہ الخ ولا یطلق علی الارواح اسم جن الا لاستتارہم فالجنۃ
من الملائکۃ ہم الذین یلازمون الانسان ویتعاقبون فینا باللیل والنہار ولا نراہم عادۃ فاذا اراد اللہ عزوجل ان یراہم من یراہم من الانس

من غیر ارادة منهم لذلک رفع الله الحجاب عن اعین الذین یرید الله ان یدرکهم فیدرکهم وقد یامر الله الملک والجن بالظهور لنا فیتجسدون لنا فنراهم

او یرفع الله الغطاء منا فنراهم رای العین وقد نراهم اجساداً علی صور قد نراهم لا علی صور بشریة بل نراهم علی صورهم فی انفسهم کما یدرک کل احد منهم نفسه وهو

صورته التی هو علیها فان الملائکة اصل اجسامها نور والجان نار مارج والانس ماء وتراب ولکن کما استحال الانس عن اصل ما خلق منه کذلک الملک

والجان عن اصل ما خلق منه الی ما هما علیه من الصور فی صفحه ۵۰۶ - اعلم ان الله ما جعل للارواح اجنحة الا للملائکة منهم لانهم السفراء من حضرة

الامر الی خلقه فلابد لهم من اسباب یکون لهم بها النزول والعروج فان موضع الحکمة تقتضی هذا فجعل لهم اجنحة علی قدر مراتبهم فی الذی یسیرون

به من حضرة الامر او یعرجون الیه من حضرة الخلق فهم بین الخلق والامر تیزدون ولذالک قالوا وما نتنزل الا بامر ربک انتہیٰ ترجمہ خدانے

جب کہ ارواح ناریہ اور نوریہ اعنی جن اور ملائکہ کو پیدا کیا تو دونون کو پوشیدہ ہونے مین شریک کردیا کہ وہ باوجودیکہ لوگونکی مجالس مین آتے اور

اُنکے ساتھ ہر وقت حاضر رہتے ہین مگر دکھائی نہین دیتے اور خدانے انہین اور لوگونکی نظرونمین پردہ ڈالدیا ہے پس اُنکو ہم دیکھ نہین سکتے

مگر جب کہ وہ خود دکھانا چاہین الخ اور ملائکہ خدا کی طرف سے بندونکے لیے پیغامبر اور محافظ ہین کہ ہمارے اعمال لکھتے ہین اور شیاطین بھی

انسان پر بحکم الہی مسلط ہین الخ ارواح پر لفظ جن اطلاق نہین ہوتا مگر پوشیدہ رہنے کی وجہ سے پس ملائکہ مین سے وہ جن ہین کہ جو آدمی

کے ساتھ ہر وقت رہتے اور رات دن مین یکے بعد دیگرے اسکے پاس آتے جاتے ہین اور ہم اُنکو عادتاً دیکھتے نہین پس جب یہ خدا کسی آدمی کو دکھانا

چاہتا ہی تو حجاب اُٹھادیتا ہے پس وہ شخص اُنکو دیکھ لیتا ہے اور کبھی ملائکہ اور جن کو حکم دیتا ہی تو وہ ہمکو مجسم ہوکر عیاناً دکھائی دیتے ہین۔

اور کبھی ہم اُنکو انسان کی صورت مین دیکھتے ہین اور کبھی اُنکی اصلی صورت مین جسطرح کہ وہ اپنے آپکو اپنی اصلی صورت مین دیکھتے

ہین کیونکہ ملائکہ کا اصل جسم نورانی اور جن کا آتشی ہی اور آدمی کا خاک اور پانی ہی لیکن جسطرح آدمی اپنی اصل سے مستحیل ہوکر اس

صورت مین آگیا اسیطرح جن اور فرشتہ اپنے اصلی مادہ سے مستحیل ہوکر اس صورت پر آگیا - واضح ہو کہ بعض ملائکہ کے لیے خدانے بازو بنائے

ہین کیونکہ حضرت امر سے حضرت خلق کیطرف سفیر ہین تو اُنکے لیے وہ اسباب ضرور ہونے چاہیین کہ جنسے چڑھ اور اُتر سکین کیونکہ حکمت کا

یہی مقتضے ہے پس اُنکے لیے بازو اُنکے مراتب کے موافق بنادیے کہ جنکی وجہ سے چڑھتے اور اُترتے اور آتے جاتے ہین اور اسی لیے کہتے ہین

کہ ہم خدا کے حکم بغیر نہین اُترتے۔ اب آپنے جس قول سے سند پکڑی ہے چلیے اُسی مین ہمارا آپکا فیصلہ ہے دیکھیے وہ کیا فرماتے ہین اُنکا

قول آپ نقل کیجیے **قولہ** منہ قال الشیخ رضی الله عنه فی فصوص الحکم وکانت الملائکة من بعض قوی تلک الصورة التی هی صورة العالم

المعبر عنه فی اصطلاح القوم بالانسان الکبیر انتہیٰ **اقول** حضرت شیخ کا یہ قول آپکی سند ہے آپ غور فرماییے کہ یہ سند آپکے مدعا کو ثابت

کرتی ہے یا مٹاتی ہی؟ اسکا مطلب تو یہ ہی کہ وہ صورت عالم کہ جسکو صوفیہ کرام کی اصطلاح مین انسان کبیر کہتے ہین اُسکے لیے

ملائکہ مجموعہ قوی مین داخل ہین یعنی عالم کے تمام کاروبار بغیر ملائکہ کے نہین ہوسکتے جسطرح کہ انسان کے کاروبار اُسکے قوی بغیر نہین

انجام پاتے پس ملائکہ عالم کے لیے بمنزلہ قوی کے ہین چنانچہ اس قول مین اسکی تصریح ہی **قولہ** قال الشیخ رضی الله عنه وکانت الملائکة له کالقوی

الروحانیة والحسیة التی فی نشأة الانسان الخ یعنی شیخ رضی الله عنه فرماتے ہین کہ ملائکہ عالم کبیر کے لیے ایسے ہین کہ جسطرح قوی روحانیہ

وحسیہ ہین انسان کے لیے۔ جسطرح انسان کے لیے قوی روحانیہ وحسیہ مدبر و متصرف ہین اسیطرح ملائکہ عالم کے لیے۔ جس قدر قول

حضرت شیخ کا اس بارہ مین آپنے مفید مدعا جانکر نقل کیا وہ یہی دو جملے ہین باقی تو انسان کے قوی کی تشریح ہے - ان دونون جملون کا مطلب
آپنے جو لکھا ہی اسمین آپنے تصرف[۵۱] بھی کیا مگر پھر بھی آپکا مدعا ثابت نہوا کیونکہ کاف تشبیہ (جسکا ترجمہ آپنے بھی یون لکھا ہے) **قولہ** صفحہ ۱۵ شیخ رحمہ اللہ
ارقام فرماتے ہین کہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین انسان کبیر یعنی عالم کے لیے ایسے ہین جیسے انسان کے لیے قوی ہین انتہی صاف کہہ رہا ہی
کہ ملائکہ عالم کے لیے بمنزلہ قوی کے ہین نہ یہ کہ دراصل ملائکہ کا کوئی وجود جداگانہ نہین خود عالم کے قوی جاذبہ و نامیہ وغیرہا ہی ملائکہ ہین [illegible]
یہ قول شیخ رض کا اُس دلیل ثبوت ملائکہ کیطرف اشارہ ہی کہ جسکا ہمنے شروع فصل مین ذکر کیا تھا یعنی اس عالم کو مبدء فیاض سے بتوسط ملائکہ
فیضان ہوتا ہے اور ہر جزو عالم پر ایک فرشتہ موکل ہے کہ جسکو رب النوع کہتے ہین جو کچھ عالم مین تصرفات ہو رہے ہین وہ سب ملائکہ کی معرفت
ہوتے ہین - اسیوجہ سے حضرت شیخ ملائکہ کو انسان کبیر یعنی عالم کے لیے بمنزلہ ارواح کے کہتے ہین اب اس سے ملائکہ کا ثبوت پایا گیا نہ کہ نفی آپنے
شیخ کے کونسے جملے سے یہ سمجھ لیا کہ ملائکہ کے لیے وجود جداگانہ نہین ؟ اب کان کھولکر سُنیے یہ کلام ہمارے مدعا کو مفید ہے چند وجہ سے
(**اول**) یہ کہ حضرت شیخ انسان کبیر یعنی عالم کو انسان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین اور جسطرح اسمین قوی ہین اسیطرح ملائکہ کو عالم کے
لیے بمنزلہ قوی کے کہتے ہین (**دوم**) اگر ملائکہ سے مراد قوی ہون تو مشبہ اور مشبہ بہ کا اتحاد لازم آوے جو بدیہی البطلان ہی اور یہ قول حضرت
شیخ کا فالملائکۃ کالقوی درست نہووے (**سوم**) اگر یہ تشبیہ بھی نہ لحاظ کیجاوے تو بھی یہ کوئی قرینہ صارفہ ایسا نہین ہو سکتا کہ
جس سے ان آیات کو (کہ جن مین ملائکہ کا وجود جداگانہ اور اُنکے افعال مذکور ہین) مجاز پر محمول کیا جاوے اور تمام کتب سماویہ اور احادیث
نبویہ کو تحریف کیا جاوے (**چہارم**) صوفیہ کرام بعد تسلیم کرنے معانی ظاہرہ قرآن مجید کے اسمین سے اشارۃً حقائق و معارف پیدا
کرتے ہین انہین سے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ قرآن کے معانی ظاہرہ مراد نہین کیا حضرت یعقوب و یوسف کے قصہ کو روح و نفس پر محمول
کرنے سے حضرت یعقوب و یوسف کے وجود کی نفی ہو سکتی ہی ؟ حاشا و کلا اور اگر یہی ہو تو پھر قرآن و احادیث کا کچھ بھی اعتبار نرہے
شریعت کا کوئی مسئلہ ثابت نہو سکے (**پنجم**) اگر ہم سید صاحب کی فہم رسا کے موافق حضرت شیخ کے کلام کا یہی مطلب تسلیم کرلیوین تو بھی
سید صاحب کے حق مین اچھا نہووے کیونکہ بڑے زور شور سے سید صاحب ملائکہ کو صفات باری کہہ چکے ہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام
کو کبھی وحی اور کبھی ملکہ نبوت باعث وحی بنا چکے ہین پھر اب انکو قوی عالم کہنا (جو صفات باری[۵۲] سے مغائر ہین) اجتماع الضدین کا
قائل ہونا ہی **قولہ** صفحہ ۱۵ - پس شیخ اور اُنکے متبع بھی ملائکہ کا اطلاق صرف قوے عالم پر کرتے ہین الخ **اقول** سید صاحب ایسی
بات منہ سے نکالنا بڑی شرم کی بات ہے ضد کرنا اہل انصاف کی شان سے بعید ہی **قولہ** صفحہ ۱۵ شیطان کی نسبت تو قیصری شرح فصوص مین
نہایت صاف صاف وہی بات لکھی ہی جو ہمنے کہی ہے اسمین لکھا ہی کہ بعض نے یہ بات کہی ہے کہ انسان کبیر یعنی عالم مین جو قوت
وہمیہ کلیہ ہی وہی ابلیس ہی - اور ہر ایک انسان مین جو قوت وہمیہ ہی وہی ابلیس کے ذریات ہین **اقول** اسکا وہی جواب ہی جو

[۵۱] وہ تصرف بیجا یہ ہی کہ شیخ نے یون فرمایا کہ فکانت الملائکۃ لہ کالقوی الروحانیۃ والحسیۃ - آپنے یہ جملہ اپنی طرف سے شیخ کے کلام کو اپنے موافق کرنے کے لیے بڑہا دیا وہی ہذہ قولہ وہ
قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین انتہی - حالانکہ شیخ کے کسی جملہ کا یہ مطلب نہین کہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین علاوہ اسکے شیخ ملائکہ کو قوی سے تشبیہ دیتے ہین پھر اگر وہ ملائکہ کو قوی کہہ دین
تو مشبہ اور مشبہ بہ کا ایک ہونا لازم آجاوے جو بدیہی البطلان ہی ۱۲ منہ [۵۲] کس لیے کہ صفات باری اور قوی عالم کبھی ایک چیز نہین ہو سکتی مثلاً منجملہ قوی عالم کے نباتات مین ایک قوت
غاذیہ یا مولدہ پائی جاتی ہے کہ جس سے ہر درخت اپنی غذا حاصل کرسکتا اور اپنا بچہ و دوسرا درخت اپنے تخم یا شاخ سے پیدا کرتا ہے اب کوئی ذی شعور اس قوت غاذیہ اور مولدہ کو
صفات باری نہ کہیگا ورنہ لازم آوے کہ خدا تعالی غذا کھاتا اور بچے جنتا ہے - تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا - ۱۲ منہ

بیان ہوا اسکو غور سے پڑھ لیجیے **قولہ** خدا نے فرمایا ہے کہ جو وسوسے دلمین آتے ہین ہم انکو جانتے ہین **اقول** اس سے شیطان معہود کی نفی کیونکر سمجھی گئی؟ **قولہ** اور فرمایا ہے کہ نفس ہی برائی کرنے کو کہتا ہے **اقول** یہ لفظا ہی ہو نفس کے بعد آپنے زیادہ کیا ہے بے اصل ہے۔ اس سے بھی نفی شیطان کی نہین ہوتی **قولہ** آنحضرت صلعم نے یہی فرمایا ہے کہ سب دشمنون سے زیادہ دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو مین ہے اور آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان انسان مین خون کی طرح چلتا ہے **اقول** ان احادیث سے بھی کسیطرح نفی نہین پائی جاتی علاوہ پہلے جواب کے یہان ایک اور بات زائد ملاحظہ فرمائیے۔ کیا ان احادیث و آیات و کلام قیصری کا دوسرا محمل صحیح نہین نکل سکتا کیا ان سے مراد قوت بہیمیہ نہین ہوسکتی؟ یا قوت بہیمیہ کو شیطان اور ابلیس اور ہر شخص کی قوت بہیمیہ کو ذریات ابلیس استعارہ کے طور پر نہین کہہ سکتے؟ کیا اس استعارہ کے لیے وصف جامع اضلال و اغوا نہین پایا جاتا یا قرینہ صارفہ آیات مذکورہ بالا نہین ہوسکتین؟ اگر اس علاقہ تشبیہ سے قوت بہیمیہ کو شیطان کہنے سے آپ حقیقی شیطان یعنی شخص معہود سمجھ بیٹھے تو آپ کو لازم ہے کہ ہم جب زید کو شیر کہین تو آپ حقیقی شیر کے وجود کی نفی کرین اور زید ہی کو حقیقی شیر قرار دیوین **قولہ** صد ۵۲ غرضکہ تمام محققین اس بات کے قائل ہین کہ انہین قوی کو جو انسان مین ہین اور جن کو نفس امارہ یا قوی بہیمیہ سے تعبیر کرتے ہین یہی شیطان ہے **اقول** تمام محققین سے آپ کی مراد حقہ پینے والے ہونگے ورنہ اہل تحقیق تو کیا ذرا سی عقل والے بھی ایسی بے اصل بات نہ کہین گے پھر ایسی ہی بے بنیاد بات پر یہ غل تھا کہ تہذیب الاخلاق کے پرچے کے پرچے اس بارہ مین سیاہ کردیے اور تفسیر القرآن کو انہین مضامین سے بھر دیا۔ جناب عالی یہ تو آپکا پرانا خیال راسخ ہے آپ اس غلطی سے کاہے کو باز آئینگے **قولہ** صد ۵۲ اصل یہ ہے کہ ان آیتون مین خدا تعالی انسان کی فطرت کو اور اسکے جذبات کو بتلاتا ہے اور جو قوی بہیمیہ اس مین ہین انکی برائی یا انکی دشمنی سے اسکو آگاہ کرتا ہے مگر یہ ایک نہایت دقیق راز تھا جو عام لوگون کے اور اونٹ چرانے والونکی فہم سے بہت دور تھا الخ آپ ان چیزونکے منکر اور ماول ہوکر دلمین خوش ہوگئے کہ یہ خیالات پیدا کرنا میرا ہی حصہ ہے کسی اہل اسلام کو یہ باتین کبھی نصیب نہوئی ہونگی۔ اور آپکے معتقد بھی یہی خیال کرکے آپکے خیالات کو واجب الایمان سمجھتے ہین

~~۵~~ خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے ؛ حاصل خواجہ بجز پندار نیست ؛ عمدہ **تحقیقات جناب کا** حال یہ ہے کہ وہ ملحدون اور دہریون اور بعض حکماء بیدین کے پرانے خیالات ہین کہ جو انکی کتابون مین ابتک موجود ہین اور کچھ اسوقت کے پادریون اور لامذہبون کے اعتراضات ہین مگر آپنے انکو ذرا بدلکر لکھا ہے اور انکے ثبوت مین یہ کمال ضرور کیا ہے کہ قرآن و احادیث و کلام قدماء کو محرف کرکے کم علم لوگونکو شک مین ڈالدیا ہے حالانکہ یہ الحاد اور بے دینی کی باتین آپ سے صدہا سال پیشتر مشہور ہوچکی ہین۔ علماء اسلام نے انکے جواب شافی دیے ہین اور اس زمانہ مین جو کچھ دہریونکے خیالات انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی اور عربی زبان مین بذریعہ کتب و اخبارات جو کچھ یورپ مین مشتہر ہوے اور ہورہے ہین انسے بھی اہل اسلام غافل نہین انکے دندان شکن جواب جو اسلامیون نے دیے ہین انکا عشر عشیر بھی حضور کے کان تک نہین پہنچا کچھ تنہا آپ ہی نے یورپ کی سیر نہین کی ہے اور آپ اچھی طرح نہ عربی قدیم جانتے ہین نہ جدید نہ یونانی نہ عبرانی

سلہ شاید آپ کو اس بات سے مغالطہ پڑ گیا کہ شیطان اور جبرئیل کی نسبت دلمین القاء کرنا اور خون کی مانند بدن مین سرایت کرنا اور ملائکہ کی نسبت تدبیر عالم کرنا مذکور ہے اور یہ باتین آپکے ذہن سلیم مین قوی کے خواص مختصہ مین سے شمار کیگئی ہین اسلیے آپکو شبہہ ہوا کہ شیطان اور جبرئیل اور ملائکہ قوی ہی کا نام ہے پھر اس خیال کو آپنے یہانتک پکایا کہ جن آیات مین ان چیزونکا بصراحت ذکر ہے انکو آپنے بیہودگی تقلید سمجھا۔ حالانکہ انکا خواص مختصہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ مجردات یا لطیف الجسم چیزون سے یہ سب باتین ممکن ہین حضرت عیسیٰ کے حواریون پر کسطرح روح القدس کا ظہور ہوتا تھا کہ وہ غیر زبانون مین کلام کرنے لگتے تھے ۱۲ منہ

نہ یورپ کی اور نہ ان زبانون مین دستگاہ رکھتے ہین پھر جو کچھ آپ کا یہ تحقیقات ہے وہ فقط خود پسندی اور عجب ہے اب ہم ... آپ جن
جن چیزونکا انکار کرتے ہین انکا ان دینونکے اقوال مین نشان بتائے دیتا ہون اولًا یہان ان چند چیزونکا انکا ہے (۱) وجود ملائکہ کا
عمومًا جبرئیل و میکائیل کا خصوصًا اور انکے افعال اور مسخر ہونے وغیرہ باتونکا (۲) شیطان کا انکار (۳) حضرت آدم علیہ السلام کا انکا
(آپ آدم سے مراد نوع انسانی رکھتے ہین (۴) حضرت آدم کو ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کے تکبر کرنے کا انکار بلکہ اس سجدہ کو آپ
انسان کے قوی کے جذبات اور قوت بہیمیہ کے تمرد پر محمول کرتے ہین (۵) حضرت آدم علیہ السلام کے جنت مین رہنے پھر اسکے گناہ
کے وہان سے نکالے جانے کا انکار (۶) جنت اور اسکے نعماء کا انکار علاوہ انکے اور خاص خاص چیزونکا بھی آپنے انکار کیا ہے جیسا
کہ کل انبیاء کے معجزات اور انکے خرق عادات۔ چنانچہ ان باتون کا ہم اپنی تفسیر مین ہر موقع پر ذکر کرکے جواب باصواب دینگے
اول تو یہ یاد رکھیے کہ صدہا برس سے اہل اسلام مین یہودی اور مجوسی اور دیگر مذاہب کے لوگ بلباس اسلام ملے جلے رہتے اور پوشیدہ
اسلام مین ہزارون بدعتین ایجاد کرتے اور قرآن و حدیث کے عمدہ مطالب کا انکار تاویلات کے پیرایہ مین کرتے ہین اور اسیطرح یہ جتنے
ملحد لوگ فلسفی تقریرون مین مسلمان کہلاکر اصول اسلام کے قلع و قمع مین دریغ نہین کرتے اور ہمارے اس دعوے کے دو شاہد ہین
(اول) یہ کہ جب سے ایسے لوگ اسلام مین آئے تب ہی سے مسلمانون مین اختلاف واقع ہوا اور مذاہب مختلفہ پیدا ہوگئے اب ہر ایک
فریق غالی کے اعتقادات کو دیکھ لیجیے کہ انمین اب تک الحاد اور مجوسیت اور یہودیت اور تنصر اور فلسفے کی بو آتی ہے کہ جس سے یہ
بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ ان مذاہب کے موجد برائے نام مسلمان تھے (دوم) بعض کتب سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے چنانچہ
دبستان المذاہب کے صفحہ (۸۳) مین آخشون کی نسبت یون لکھا ہے کہ صاحبان این مذہب ہمہ با اہل اسلام آمیختہ اند و بکسوت ایشان جلوہ گر
اند نام مسلمانان ہم دارند و نام دیگر بر کیش خویش۔ اور اسیطرح مزدکیون کی نسبت صفحہ ۱۳۴ مین لکھا ہے کہ اکنون مزدکیان در لباس گبری
نیستند در میان اہل اسلام پنہان شدہ رہ سپر کیش خویش اند۔ اور کتاب دساتیر کے چودہوین نامہ مین اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ مسلمانون
مین جب باہم خصومت پیدا ہوگی تو ایرانی لوگ مذہب اسلام مین داخل ہوکر اپنے قدیم مذہب کی باتونکو یہان تک رواج دینگے کہ اصل
اسلام برائے نام باقی رہجاویگا۔ یہ بات تو ہمنے بھی آنکھ سے دیکھ لی۔ جب آپکو یہ بات معلوم ہوگئی تو مین اب خانصاحب کے عقائد مذکورہ کا
حوالہ دیتا ہون۔ دبستان المذاہب کی تعلیم اول قواعد زردشتیونکے بیان مین لکھا ہے کہ ملائکہ سے مراد صفات حمیدہ ہین صفحہ (۱۲۶) اور اسیطرح
اعمال متشرعہ ہنود کے بیان مین لکھا ہے کہ جہنم کے طبقات اور جنت کے درجات اور اعمال کی جزاء و سزا محض خیالی باتین ہین صفحہ (۱۶۷)
دبستان المذاہب کے صفحہ ۳۴۳ نظر اول مین عقائد حکماء کے بیان مین یون لکھا ہے کہ پیوستن روح بہ بدن راندن آدم ست از بہشت و
میل بہ بدن فرمان بردن حوا و کردار نکوہیدہ خوردن شجرہ منہیہ مار خشم و طاوس شہوت است و گفتہ اند ابلیس عبارت از قوت وہمی کہ پیرو محسوسات
است و عالم معقولات را منکر است و با قوت عقلی در ستیزد۔ و آنچہ در شرع آمدہ کہ ہمہ فرشتگان آدم را سجدہ کردند مگر ابلیس اشارت است
بایں معنی کہ ہمہ قوای جسمانی کہ فرشتگان ارضی اند مطیع روح آدم اند مگر قوت وہمی کہ سرکش است انتہٰی یعنی آدم کا جنت سے نکالا جانا
رمز ہے اس بات کی طرف کہ انکی روح بدن مین ڈالی گئی یعنی آدم کی روح کا انکے بدن مین پھونکنا جنت سے نکالا جانا ہے اور مراد حوا کی

فرمانبرداری سے بدن کی طرف میلان کرنا ہی۔ شجرہ منہیہ کھانے سے مراد بد خصلتین ہین اور سانپ سے مراد غصہ اور مور سے مراد شہوت ہے۔ اور شیطان سے مراد قوت وہمیہ ہے کہ جو عالم معقولات کی منکر اور محسوسات کی پیرو اور عقل سے معارضہ کرنے والی ہے اور یہ جو شہرہ ہین آیا ہی کہ فرشتون نے آدم کو سجدہ کیا اور ابلیس نے نکیا تو اس سے یہ مراد ہے کہ قوائے جسمانی جو زمین کے فرشتے ہین آدم کی روح کے مسخر ہوگئین اور قوت وہمیہ نے سرکشی کی۔ اسیطرح فرقہ صادقیہ جو مسیلمہ کذاب کا پیرو ہے اُنکے حالات دبستان المذاہب کے صفحہ ۲۹۹ مین یون لکھے ہین۔ مسیلمہ کذاب جسکو کتاب آسمانی کہتا تھا اسکی دو جلد ہین پہلی کا نام فاروق اول دوسری کا نام فاروق دوم ہی اُس مین لکھا ہی کہ کوئی شیطان نہین ہی اور نہ خدا کسیکو غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنیکا حکم دیسکتا ہے انتہے۔ کتاب الملل والنحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی[۵۱] مطبوعہ مصر کی جلد دوم صفحہ (۸۶) مین عقائد حکماء مشائین کے بیان مین یون لکھا ہے۔ کہ جن لوگونکو قوت قدسیہ نصیب ہوتی ہے (یعنی انبیاء) اُنکی قوت خیالیہ اس درجہ کی قوی ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے ادراکات کو بصورت جمیلہ دیکھتے اور انکا عمدہ کلام سنتے ہین یعنی دراصل نہ کوئی فرشتہ ہوتا ہے نہ کوئی آواز یا کلام اُنکو سُنائی دیتا ہی بلکہ محض اُنکے وہ معلومات (جو اُنکو مبدء فیاض سے عطا ہوئے ہین) کسی عمدہ شکل مین نظر آتے اور نہایت عمدہ دلچسپ کلام کرتے ہین۔ پس وہ فرشتہ جو نبی (علیہ السلام) کو دکھلائی دیتا تھا وہ یہی تھا اور وہ وحی اور الہام یہی آواز تھی سید صاحب نے اسی بات کو کس بُرے عنوان سے بیان کیا ہے اور انبیاء کو مجنونون سے تشبیہ دیکر کس گستاخی کے مرتکب ہوئے ہین؟ اسیطرح کتاب الملل والنحل کی جلد دوم صفحہ (۶۷) مین بعض حکماء کا جنت کی نسبت یون عقیدہ لکھا ہی کہ نبی لوگون کو آخرت کی ترغیب دیا کرتے ہین اور وہانکے ثواب و عقاب مثالو نمین لوگونکے اطمینان قلب کے لیے بتلاتے ہین اور در حقیقت وہ ایک امر محمل ہی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا۔ اور اول جلد کے صفحہ ۱۰۴ مین بعض اہل ہوا کا یہ عقیدہ لکھا ہی کہ اُنکے نزدیک سوائے عالم محسوس کے اور کوئی عالم نہین انکا ہر بات مین اپنے ذہن صافی اور فطرت سلیمہ پر (جسکو سید صاحب نیچر کہتے ہین) اعتماد کلی ہے (نہ وہ جن کے قائل ہین نہ فرشتونکے نہ کسی امر خارق عادت کے) اور اس گروہ کا نام طبیعیہ دہریہ ہی۔ اور انمین جو بعض لوگ کسیقدر ترقی یافتہ ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شریعت اور اسکے احکام حرام و حلال مصلحت عباد اور رفاہ بلاد کے لیے رفارمر[۵۲] لوگون نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کردیے ہین۔ اور وہ جن روحانی چیزونکی خبر دیتے ہین جیساکہ لوح و قلم و عرش و کرسی ملائکہ وغیرہا سو وہ درحقیقت اُنکے خیالات ہین کہ جنکو وہ جسمانی صور تونکے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔ اور اسیطرح آخرت کے احوال جنت اور حور و قصور اور نہر و میوجات جو وہ بیان کرتے ہین محض عوام کی طبیعتونکو رجوع کرنیکی باتین ہین اور اسیطرح دوزخ اور اُسکے عذاب طوق وغیرہ بھی لوگونکو ڈرانے کے لیے بیان کرتے ہین کہ انسے ڈر کر اُن امور مصلحت پر کہ جنکو اُنہون نے واجب و فرض بتایا ہی چلین اور جن نامناسب چیزونسے کہ مصلحت وقت جانکر منع کیا اور حرام و مکروہ کہا بچین ورنہ عالم آخرت مین جو کہ علوی عالم ہی صور جسمانی اور اشکال جرمانی کہان؟ اور یہ تو عام حکماء مشائین کا عقیدہ ہی کہ عالم قدیم ہی اور اسمین جسقدر انواع ہین وہ بھی سب قدیم ہین چنانچہ نوع انسانی بھی قدیم ہی اُنکے نزدیک یہ بات (کہ ابتدا نوع انسان کی حضرت آدم علیہ السلام سے ہے) محض غلط ہی چنانچہ اسی کتاب ملل و نحل کی اخیر جلد مین اور اسکے سوا اور کتب الٰہیات مین اسکی تصریح ہی اب رہے انبیاء علیہم السلام کے معجزات تو اُنکے تو صدہا آدمی منکر ہین ایسے لوگونکے حالات سے یہی کتاب اور

---

[۵۱] یہ شخص بڑا فاضل بلکہ حکماء اسلام مین شمار ہے اسکی وفات ۵۴۸ھ ہجری مین ہوئی ہے ۱۲ منہ [۵۲] یعنے ناصحین و واعظین - ۱۲ منہ -

دبستان المذاہب وغیرہ بھری پڑی ہین۔ اور جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے روبرو تو بڑے زور کے ساتھ ایک بڑے دہریہ نے بمقابلہ اہل اسلام
واہل کتاب حضرت موسےٰ کے معجزہ عبور قلزم کا انکار کیا تھا چنانچہ دبستان المذاہب مین اسکی خوب تصریح ہی۔ اب فرمایئے سید صاحب آپنے
کونسی نئی بات ایجاد کی ہی؟ ایسے ایسے خیالات کے لوگ ہر زمانہ مین کتب سماویہ کی نسبت اعتراضات کرتے آئے ہین اور انمین سے مہذب لوگون
نے ان اعتراضات کو تاویلات کے پیرایہ مین بیان کیا ہی بہر طور مدعا واحد ہی۔ اب ہم آپکے اس قول کی شرح کرتے ہین **قولہ** اصل یہ کہ ان آیات
مین الخ؟ جناب عالی اگر آپ کی یہ مراد ہی کہ قرآن مجید کی عبارت کے دو پہلو ہین ایک ظاہر دوسرا باطن جیساکہ حدیث مین آیا ہی اور آپ باطنی پہلو
سے اس رمز کی طرف اشارہ کرتے ہین جیساکہ صوفیہ کرام قصہ یوسف و زلیخا سے اور اور نکات مراد لیا کرتے ہین چنانچہ حضرت شیخ محی الدین
ابن العربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ مین ایسے ایسے حقائق و دقائق نکالے ہین تو آپکا یہ فرمانا کہ یہ ایک نہایت دقیق راز تھا جو عام لوگون کے
اور اونٹ چرانے والے لوگون کی فہم سے بہت دور تھا الخ بجا ہے ہمارا بھی اسپر صاد ہے۔ اور اگر یہ مقصود ہی کہ اس کلام کے محض یہی معنی ہین اور
ظاہر عبارت قرآن سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے (کہ آدم کو خدا نے پیدا کرکے طرح طرح کے علوم سے آراستہ کیا اور پھر فرشتونکو سجدہ تعظیم کا حکم دیا
شیطان کے سوا سب نے سر تعظیم جھکایا اور آدم کو مع اُسکے زوجہ کے جنت مین رہنے کا حکم دیا پھر وہ بسبب اغواء شیطان کے جنت سے نکالے گئے الخ)
وہ بے اصل باتین اور یہود کے خیالات کا اعادہ ہی تو یہ کلام آپکا سراسر غلط ہی بچند وجہ (۱) یون کہ آپ خود تفسیر سورہ آل عمران کے صفحہ ۲ مین
فرماتے ہین **قولہ** قرآن مجید تمام لوگون کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہی اُسکا مقصود یہ ہی کہ جس طرح ذی علم دانشمند اُس سے ہدایت پاوین
اسیطرح جاہل و نادان عوام بھیڑون اور بکریون اور اونٹونکے چرانے والے بھی ویسی ہی ہدایت پاوین الخ **قولہ** جن پر آیات متشابہات کا اطلاق
ہوتا ہے اگر اُسکے ایک پہلو پر خیال کرو تو اُس سے وہ مطلب پایا جاتا ہے جو عوام کے خیالات الخ کے مناسب ہوتا ہی الخ اب ذرا آپ ہی
انصاف فرماوین کہ جب آپکے نزدیک آیات متشابہات مین بھی ظاہری معانی ہر ایک کی سمجھ کے موافق ہونے ضرور ہین تو آیات محکمات کو
بالخصوص اُن مضامین کو کہ جنکو بیشمار مواضع مین نئی نئی عبارتون سے بیان کیا گیا ہی یہ امر ازحد ضرور ہے کہ اُسکو عوام لوگ بھیڑ اور بکری
اور اونٹ چرانے والے سمجھین پھر جب وہ معما جو آپنے قرار دیا ہی اُسکو سوائے آپکے کوئی بھی نہین سمجھتا نہ عالم نہ جاہل تو اُسکے غلط ہونے مین
کیا شبہہ باقی ہی؟ (۲) یہ معما جو آپنے قرار دیا ہی اُسکو قرآن مین تخمیناً دس بارہ سورتونمین مختلف طور پر مختلف الفاظ سے بیان کیا ہی اور
ایک آیت نہین رکوع کے رکوع اسی بیان مین ہین حالانکہ اُنمین کسی جگہہ سے کوئی ایسا قرینہ لفظیہ یا معنویہ آپنے نہین بیان کیا کہ جو ان
عبارات کے حقیقی معنی پر محمول کرنیسے مانع آوے پس جب ایسا کوئی قرینہ نہین تو حقیقی معنی کا انکار کرنا محض سینہ زوری بلکہ خدا پاک کے کلام کی
تکذیب ہے (۳) اسقدر آیات مین خدا نے اس قصہ کو طول دیا اور پہلی کتابونمین بھی پہلے انبیاء کی معرفت اسیطرح بیان کرتا گیا پھر کیا خدا کو
وہ صاف مطلب (جو آپ کیسے انسان نے بنیان نے تھوڑی سی عبارت مین اسطرح بیان کر دیا کہ جسکو عالم و جاہل سب سمجھنے لگے) بیان کرنا نہ آیا
پھر آپ کس بنیاد پر قرآن کو فصیح و بلیغ کہتے ہین؟ اُسکے مصنف سے تو معاذ اللہ آپ ہی زیادہ فصیح و بلیغ ہین کہ جسنے ہزار ہا سال کے ایک ایسے معما کو جو خدا سے
کبھی بیان نہ کیا گیا تیرھوین صدی مین بیان کر دیا تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً (۴) اس بات کو ہر ذی عقل تسلیم کرتا ہے کہ ہر کلام کو کما ینبغی
اُسکا متکلم سمجھتا ہے کیونکہ اپنے کلام مین صراحۃً یا اشارۃً جو کچھہ اُسنے مراد رکھی ہے اُسکو وہی خوب جانتا ہے اور یہ بات اور ہے کہ اُسکے مقصود اصلی

کے علاوہ کوئی طباع آدمی اور نئے نئے احتمالات اپنی طرف سے پیدا کردے۔ بعد اسکے وہ خوب سمجھتا ہی کہ جو اُس کلام کا مخاطب ہی بشرطیکہ اسکو فہم سلیم ہو اور زبان دان بھی ہو پھر اُسکے ہمزبان وہمزمان خصوصًا وہ لوگ کہ جو کلام کے خارجی احوال پر بھی واقف ہون اور متکلم کے عادات وخو بو وطرز سخن سے ماہر ہون اسکے بعد علم اہل لغت سمجھتے ہین۔ اب ہم جناب خانصاحب بہادر سے پوچھتے ہین کہ قرآن مجید کلام خدا پاک ہے اور مخاطب بالذات حضرت پیغمبر علیہ السلام اور ہمزبان وہمزمان صحابہ کبار اور اہل زبان عرب العربا ہین۔ آپ انصاف کی نظر سے فرماتے کہ یہ باتین جو مین کہہ رہا ہون صحیح ہین یا نہین؟ پس جب صحیح ہین تو آپکو بعد دعوی کرنے اس معمّا کے یہ ضرور تھا کہ ان مطالب کا ثبوت کہ جنکے آپ قائل ہین یا تو خود خدا پاک کے کلام سے بصراحت ثابت کرتے یا اُسکے مخاطب بالذات پیغمبر علیہ السلام سے بروایت صحیحہ ثابت کر دیتے کہ انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آیات کے یہ معنی بیان فرمائے ہین ادنی درجہ کہ ساری عمر مین کبھی بھی آنحضرت نے کسی شخص کو اس معمّا کی خبر دی ہو یا آپ کسی صحابی کی تفسیر سے یہ معنی ثابت کر دیتے ورنہ خیر کسی محقق زبان دان عرب العربا یا مفسر ہی کے قول سے ثبوت پہنچا دیتے۔ جب یہ نہین تو زید وعمرو کی تاویلات کی نصوص قرآنیہ کے مقابلہ مین کیا وقعت ہی؟ **قولہ** صد۸۲ تاکہ ہر کوئی خواہ اسکو فطرت کا راز سمجھے خواہ فرشتون اور خدا کا مباحثہ خواہ شیطان وخدا کا جھگڑا اصلی مقصد حاصل کرنے سے محروم نرہے الخ یہان تو آپ صاف اقرار کرتے ہین کہ جو اس آیت کے ظاہری معنی سمجھے گا اسکا بھی مقصد حاصل ہوجاویگا پس جب آپنے ظاہری اور حقیقی معنی کو مقصد قرآن کہا تو پھر یہ کہنا **قولہ** اذقال ربک للملائکۃ کو بھی اُنہون نے ویسا ہی سمجھا اور آدم وشیطان کا قصہ بنا لیا الخ اقرار کرکے انکار کرنا ہے مگر اس خودپسندی کا کیا ٹھکانا ہی تمام عالم کا خلاف بلا دلیل کرنا اور پھر اسکو حق الیقین سمجھنا آپ ہی کا کام ہی **قولہ** صد۸۵ آدم کے لفظ سے وہ ذات خاص مراد نہین ہی جسکو عوام الناس اور مسجد کے مُلّا بابا آدم کہتے ہین بلکہ اُس سے نوع انسانی مراد ہی جیسا کہ تفسیر کشف الاسرار وہتک الاستار مین لکھا ہی وما المقصود بآدم آدم وحدہ الخ

اقول یہان سے یہ تو معلوم ہوا کہ آپکی عادت مین یہ بات داخل ہی کہ جہان آپکے خیالات کی تائید مین کوئی قول بھی کسی شخص کا آپ کو ملتا ہی خواہ وہ کیسا ہی کیون نہو اور خواہ آپکے مدعا کے لیے بنظر غور مخالف ہی کیون نہو مگر ذرا سا لگاؤ ہونا چاہیئے اب بے سمجھے بوجھے اُسکو نقل کردیتے ہین اور جہان آپکو کوئی قول بھی نہین ملتا تو آپ وہان تنہا رہجاتے ہین اور اگر آپکے برخلاف اُسی قائل کا قول بلکہ صریح آیت واحادیث بھی ہون تو نہین مانتے۔ یہ بات انصاف سے نہایت بعید ہی جناب عالی آپنے جو یہان وجود آدم علیہ السلام کا انکار کیا کس دلیل سے کیا مگر دلیل کہان محض اپنا خیال۔ اور اس قول کا یہ جواب ہے کہ اول تو یہ بات خوب معلوم نہین کہ صاحب کشف الاسرار کس مرتبہ کے شخص ہین آیا ایسے بھی ہین کہ انکے قول سے قرآن کی آیت متروک ہوسکتی ہی؟ دوم صاحب کشف الاسرار حاشا وکلا یہ نہین کہتے کہ جو تم سمجھتے ہو یہ انکار آدم اہل اسلام مین سے بتقلید فلاسفہ آپ ہی کا ایجاد ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہین کہ ما المقصود بآدم آدم وحدہ کہ اسجگہہ لفظ آدم سے صرف آدم نہ مراد لینا چاہیے بلکہ اُسکی ذریت بھی اب یہان سے آدم کی نفی کیونکر سمجھی گئی؟ آپکو کوئی یون کہے کہ آپ اکیلے مراد نہین بلاشک آپ اس کلام سے یہ سمجھین گے کہ آپ بھی اور آپکے ساتھ اور بھی مراد ہین نہ یہ کہ آپ مراد ہی نہین۔ آپ وجود آدم کا کہانتک انکار کرینگے قرآن مجید مین بہت آیات سے حضرت آدم کا وجود جداگانہ پایا جاتا ہی منجملہ اُنکے یہ آیت ہے (۱) وَبَدَءَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ اسمین صاف تصریح ہی کہ آدم کو مٹی سے بنایا اور اُسکی اولاد کو منی سے بنایا اگر حضرت آدم کوئی شخص خاص نہین تو

یہ نوع انسانی پر کیونکر صادق آسکتا ہے کہ نوع انسانی کو مٹی سے اور اُسکی نسل کو نطفہ سے پیدا کیا کس لیے کہ تمام نوع اس بات مین برابر ہی اور پھر نوع نسل کیا معنی رکھتی ہی؟ (۲) یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ الآیۃ اگر آدم سے مراد نوع انسانی ہے تو اسمین مرد و عورت دونون شریک ہین لفظ آدم اس تقدیر پر دونون کو شامل ہی پھر اس نوع انسانی کی زوجہ کیا ہے کہ جبکو انسان کے برابر خطاب مین ملحوظ رکھکر ہر جگہہ تثنیہ کا صیغہ بولا ہی (۳) ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب اس آیت مین بھی تصریح کی ہے کہ جسطرح حضرت عیسے بے باپ کے پیدا ہوئے ہین حضرت آدمؑ بھی تھے۔ آپ سب سے زیادہ اس بارہ مین آپکے مقابلہ مین خود آپکا قول (جو تفسیر سورہ آل عمران کے صفحہ ۴ مین ہی) کافی ہے **قولہ** کیونکہ حضرت آدم مٹی سے یا پانی سے پیدا ہوئے تھے اور نہ وہ نو مہینے کسی عورت کے پیٹ مین رہے مثل ایسے انسانون کے جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہین الخ (**سوال**) اگر آپ یہ فرماوین کہ حضرت آدمؑ کے وجود کا ہمکو انکار نہین البتہ اس قصہ مین تنہا آدم مراد نہین (**جواب**) یہ کہ پھر وہ کونسی وجہ ہے کہ جس سے آپنے حضرت آدم کا مقصود ہونا اس قصہ مین رد کیا؟ پس اب آپ اس قصہ مین کسیطرح آدم علیہ السلام کا انکار نہین کر سکتے اب آگے آپ اس قصہ کی نسبت فرمایئے کیا فرماتے ہین؟ **قولہ** ص۵ مگر میرے نزدیک ہم کی ضمیر انسانون کی طرف راجع ہی الخ گویا خدا تعالی نے تمام چیزونکے جاننے کی قوت انسان مین اور اُسکی ذریت مین ودیعت رکھکر پھر[1] فرشتون سے کہا کہ تم سب باتین تو کیا بتاؤ گے انسان ہی ہین جو کچھ ودیعت کیا گیا ہی اسکو بتلادو جب وہ عاجز آگئے تو خدا نے انسان سے کہا کہ تو ان حقائق و معارف کو جو فرشتونمین ہین بتاوے الخ۔ یہان چند غلطیان آپسے سرزد ہوئین (۱) یہ کہ اگر ہم کا مرجع آدم ہین باعتبار نوعیت کے تو کیا ضمیر مفرد مناسب نہ تھی؟ پس عرضہم کہنا تطویل بلا فائدہ تھی بجاے اسکے لفظ عرضہ نہایت مناسب تھا۔ اگر آپ یون کہین کہ معنی کی رعایت بلحاظ افراد نوع ضروری تھی تو آپ یا آدم اسکن انت مین کیا جواب دینگے پھر وہان کیون ان انواع کی رعایت کرکے اسکنوا نہ فرمایا؟ اور بالفرض اگر افراد کا لحاظ تھا تو کیا آدم کے ساتھ ایک فرد اسکی زوجہ ہی تھی جو لفظ تثنیہ بولا گیا جس سے صاف معلوم ہوا کہ جنس یا نوع قطعاً مراد نہین ہوسکتی (۲) اسماء سے مراد آپکے نزدیک قوی ہین **قولہ** ان قوی کو جو اسماء کے لفظ سے تعبیر کیا الخ اور قویٰ کی آپکے نزدیک دو قسم ہین ایک قوی ملکوتیہ جنکو آپ فرشتے کہتے ہین دوسرے قوی بہیمیہ جنکو آپ شیطان کہتے ہین اور انسان سے مراد ان قویٰ کا مجموعہ لیتے ہین تو اس تقدیر پر ثم عرضہم علی الملائکۃ کے یہ معنی ہوئے کہ مجموعہ قویٰ ملکوتیہ اور بہیمیہ کو قویٰ ملکوتیہ کے سامنے کیا جس سے یہ لازم آیا کہ قوی ملکوتیہ کو قوی ملکوتیہ کے سامنے کرکے مباحثہ کرایا و فسادہ مما لا یخفی (۳) یا آدم انبئہم باسمائہم کے یہ معنے ہوئے کہ اے مجموعہ قوی ملکوتیہ و بہیمیہ تو انکو یعنی قوی ملکوتیہ کو قوی ملکوتیہ بتلادے کیونکہ آپ فرما چکے ہین کہ انبئہم اور اسمائہم مین جو ہم ضمیر ہے وہ فرشتون کی طرف راجع ہے الخ اب اس کلام کے مہمل ہونے مین کیا شک باقی رہگیا؟ (۴) انبئونی باسماء ہؤلاء کے یہ معنی ہوے کہ اے قویٰ ملکوتیہ تم مجکو قوی ملکوتیہ ان چیزونکی بتلادو۔ اب ہؤلاء جو اسماء کا مضاف الیہ وہ کیا چیز ہین؟ (۵) جب آدم مجموعۂ قویٰ ہی تو اسکو اُسکے قوی سکھلانیکے کیا معنی ہین؟ پھر یہ قول وعلم آدم الاسماء کلہا محض بے معنی ہی (۶) جب فرشتے جزو آدم ٹھیرے اور اسکے قوی مین شمار کیے گیے تو پھر انکا یہ فرمانا کہ فرشتون سے کہا گیا الخ محض بے معنی کلام ہی کیونکہ قوی کا

[1] جب آپ کے نزدیک فرشتے سے قوی ملکوتیہ مراد ہین تو پھر ان سے سوال کرنا فضول ہے ۱۲ منہ

امتحان کرنا اور پھر اُن قوی کا حال انہین سے دریافت کرنا اور اُنکا اپنی ذات کے علم سے عاجز آجانا جو علم حضوری ہی کہ جس سے کوئی
ذی عقل محروم نہین اور پھر آدم سے اُسکے قوی کا حال دریافت کرکے پھر اسی کے قوی کو ملزم کرنا اور الم اقل لکم انی اعلم کہنا اور ان قوی کا
نحن نسبح بحمدک و نقدس لک کہنا ایک مجذوب کی بڑ ہے کہ جسکو کوئی ذی عقل پسند نہین کرتا (ے) یہ آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ
قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بآواز بلند کہہ رہی ہی کہ ملائکہ آدم کے وجود سے پیشتر تھے کیونکہ جب خدای پاک نے یہ فرمایا کہ ہم زمین مین اپنا
خلیفہ پیدا کرنا چاہتے ہین ملائکہ نے بوجہ اس بات کے کہ وہ سرشت آدم سے واقف تھے۔ یہ کہا کہ حضور ایسے شخص کو کہ جسکی سرشت مین فساد ہی
اُسکو خلیفہ بنانا چاہتے ہین اور ہم جو حضور کی تسبیح و تقدیس کرتے ہین ہمکو نہین بناتے اسمین کیا مصلحت ہی؟ پھر خدا نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکو
ہر طرح کے علوم سے مشرف کرکے ملائکہ کے مقابلہ مین پیش کیا ملائکہ عاجز آکر اپنے قصور فہم کے معترف ہوئے۔ اس عنوان کلام سے جسکو ادنے
سلیقہ عبارت فہمی کا ہوگا صاف جان جاویگا کہ ملائکہ آدم کی قوی نہین کیونکہ قوی کسی شخص کے اُسکے وجود سے پیشتر نہین ہو سکتے
دوم قوی خواہ زبان حال یا کلام فطرت سے یہ نہین کہہ سکتے کہ ہم مین خیر ہی ہمکو خلیفہ بنائیے اور جسکا ہم جزء ہین وہ مفسد ہی اُسکو نہ بنایے
کیونکہ آدم کا مفسد ہونا اُسکے قوی کا مفسد ہونا ہے اور آدم کو خلیفہ بنانا اُسکے قوی ملکوتیہ کا بنانا ہی سوم وہ قوی ملکوتیہ کہ جسکی وجہ سے آدم
کو شرف ہے اور جو اُسکی خلافت کا باعث اعظم ہی جب وہ آدم سے بحیثیت غیریت علوم مین زائد نہو سکین اور کچھ بھی نہ بتا سکین تو پھر زبان حال
سے کیا خاک قوی ملکوتیہ نے استحقاق خلافت جتلایا؟ ے آدم کے جب مقابل ہرگز نہو سکے تو ٭ اے عقل نے حقیقت دیکھا کمال تیرا ٭
اسیطرح اگلی آیات ہمارے بیان کے لیے شاہد عدل ہین **قولہ** صفحہ ۹۳ اس قصہ مین چار فریق بیان ہوے ہین ایک خدا دوسرے فرشتے (یعنی قوی
ملکوتی) تیسرے ابلیس یا شیطان یعنی قوی بہیمی چوتھے آدم یعنی انسان جو مجموعہ اُن قوی کا ہے اور جسمین عورت و مرد دونون شامل ہین الخ ذرا ان
چارون باتونکا خیال رہے **قولہ** صفحہ ایضاً مقصود قصہ کا انسانی فطرت کی زبان حال سے انسان کی فطرت کا بیان کرنا ہی الخ یعنی فطرت انسانی زبان
حال سے اپنا دکھڑا رو رہی ہی یہان ایک بات اور آپ سے رہ گئی شاید دوبارہ جب آپکی تفسیر چھپی (خدانخواستہ) آپ اُسکی اصلاح کردین یا آپکے بعد
کوئی آپکا سجادہ نشین اُسکو پورا کردے وہ یہ بات ہی کہ آپنے یہان چار فریق بتاے۔ خدا۔ آدم۔ ملائکہ۔ شیطان۔ آدم اور ملائکہ اور شیطان کی تو
آپنے تاویل کردی اور کچھ کا کچھ مراد لے لیا ہی مگر چوتھے فریق خدا مین آپنے کیون تاویل نکی؟ یہان بھی دہریا پرا کرتی کہہ دیتے سارا جھگڑا ہی
مٹجاتا ے رموز مملکت خویش خسروان دانند ٭ کوئی مصلحت ضرور ہی کہ جس سے تاویل نہ کی اچھا آگے چلیے **قولہ** خدا جو سبکا پیدا کرنے والا ہی گویا
(یہ گویا اب کیا ہے) قوی ملکوتی کو مخاطب کرکے فرماتا ہی کہ مین ایک مخلوق یعنی انسان کثیف مادہ سے پیدا کرنیکو ہون وہی میر اثاثہ ہونیکے
قابل ہی جب مین اُسکو پیدا کرچکون تم سب اُسکو سجدہ کرنا الخ یہان آپکی توجیہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدم سے پیشتر وہ قوی ملکوتی
موجود تھین کہ جنسے خدا نے کلام کیا اور آدم کے پیشتر اُنسے یہ فرمایا کہ جب مین اُسکو پیدا کرچکون تو اُسکو سجدہ کرنا۔ آپ انصاف سے فرمایئے کہ
وہ قوی ملکوتی آدم کا جزء کیونکر ہو سکتی ہین آدم کے جملہ قوی خواہ ملکوتی یا بہیمی اُسکے پیدا ہونیکے بعد یا ساتھ اُسمین ودیعت رکھی گئی تھین نہ کہ قبل
پیدایش پس آپکا چوتھا فریق کہ ملائکہ سے مراد قوی ملکوتی ہین شیخ چلی کے گھر کی مانند بن بناکر بگڑ گیا یا نہین؟ **قولہ** اس مقام پر مخاطبین کو

اس بات کا کہ اس مخلوق مین قوی بہیمی ہونگے عالم قرار دیا گیا ہی (کیا ان مخاطبین کو یہ علم نہ تھا کہ اس مخلوق مین قوی ملکوتی بھی ہونگے) اب وہ مخاطبین
کون لوگ ہین؟ آدم تو بجمیع اجزائہ وقوائہ ہنوز پیدا ہی نہوا تھا **قولہ** اور مقتضی فطرت اُن قوای کے اُنھون نے کہا کہ کیا تو ایسے کو خلیفہ کریگا جو زمین پر فساد مچاوے
اور خون بہاوے اور قوی ملکوتی نے اپنی فطرت اسطرح بیان کی کہ ہم تو تیری ہی تعریف کرتے ہین اور تجھ پاک کو یاد کرتے ہین الخ مگر جس تقدیر پر کہ یہ قوی ملکوتی
آدم کا جزء ہین تو کیا یہ جملہ اوصاف جو قوی ملکوتی کے ہین حضرت آدم کے اوصاف نہین ہوسکتے؟ پھر یہ کہنا کہ ہم ایسے اور آدم ایسا اور ناحق کا تفوق ظاہر کرنا اُن
قوی ملکوتی کی حماقت کی صریح دلیل ہی۔ آپ قوی ملکوتی کی تسبیح وتہلیل کے یہ معنی کرتے ہین **قولہ** جو قوی جس کام کے لیے ہین وہی کام کرتے ہین کہ وہی انکی
تسبیح اور تقدیس ہی قوت نامیہ انما اور قوت ناطقہ نطق الخ کے سواء اور کچھ نہین کرسکتی الخ جب تسبیح وتقدیس کے یہی معنی ہین تو قوت بہیمی کہ جسکو آپ شیطان
کہتے ہین وہ کیا تسبیح وتقدیس نہین کرتی کیا قوی بہیمی غضبیہ وشہویہ غضب وشہوت کے سوا اور کچھ کرسکتی ہین؟ اس صورت مین ان فرضی ملائکہ کی تسبیح
وتقدیس مین خصوصیت دعوی بلا دلیل ہی اور انکا یہ قول نحن الخ کہ ہم ہی تیری تسبیح وتقدیس کرتے ہین جھوٹا دعوی ہی **قولہ** انسان کی فطرت کا مخاطبین
پر نظر فی التفوق ظاہر کرنیکو تمام کمالات نفسانی وروحانی وحقائق ومعارف کو انسان کی فطرت مین ودیعت کرکے (ان تمام کمالات نفسانی وروحانی
مین قوی ملکوتی بھی ضرور شامل ہین کیونکہ بقول آپکے یہ مجموعہ مین داخل اور ایک جزء ہین) جسکو تعلیم اسماء سے تعبیر کیا ہی انسان کو مخاطبین کے سامنے
کیا قوی ملکوتی تو اسوقت انسان مین جملہ کمالات کی ودیعت رکھنے کی وجہ سے داخل ہین پھر وہ مخاطبین کون لوگ ہین؟ اتبھی وہ فرشتے ہین ورنہ فرمائیے
اور کیا چیز ہے؟ **قولہ** کہ جو حقائق ومعارف انمین ہین انکو بتلاؤ قوی بسیطہ کی فطرت مین (قوی بسیطہ سے مراد اگر قوی ملکوتی ہین تو آپنے وہ لفظ کیون
بدلا؟ دوم یہ کہنا اُسکا علم نہ تھا غلط ہی کیونکہ اگر قوی ملکوتیہ کی فطرت مین انسان کی اندرونی چیزونکا علم نہین تو پھر وہ کونسے قوی ہین کہ جنسے علم و
دانش حاصل ہوتا ہی؟ اور اگر کوئی اور چیز مراد ہی تو یہان کلام چوتھے فریق ملائکہ مین نہ رہا یہ پانچوان فریق کہانسے آگیا؟ قصہ مین اسکا نشان کسی آیت سے
کیون نہ دیا؟ **قولہ** پس گویا وہ بولے کہ ہم تو اُن کمالات کو نہین جانتے وہ کمالات تو یہی قوی ملکوتی ہین کہ جنکو آپ ملائکہ کہتے ہین پھر کیا وہ اپنے آپکو
بھی نہین جانتے تھے؟ جب اُنکو علم حضوری اپنی ذات وصفات کا نہ تھا تو ایسے جہلاء کو مخاطب بنانا اور اُنسے اسماء کلہا کا سوال کرنا اور حقائق الاشیائ
دریافت کرنا خدا تعالی کی شان سے نہایت بعید ہی **قولہ** ہم تو اتنا ہی جانتے ہین جتنا تو نے بتایا ہی یعنی جس محمود فطرت پر پیدا کیا ہی اُسکے سوائے
کچھ نہین کرسکتے آخر آپ کو تنگ آکر جاننے کے معنی کرنا بیان کرنا پڑا مگر یہ معنی آجتک کسی سے نہ سُنے تھے **قولہ** مگر انسان کی زبان حال نے جسکی
فطرت مین ادراک کلیات وجزئیات تھا مخاطبین کی حقیقت کو بتلادیا ٹڑا کمال کیا جو آپنے حالات کو بتلادیا وہ مخاطبین تو بقول آپکے قوی ملکوتی ہین
سو وہ آدم مین حاصل تھین کیا اس بات سے آدم خلافت کا مستحق ہوگیا؟ آپ تو صفحہ ۵۶ مین یہ فرما چکے ہین۔ ان قوی کو جو اسماء کے لفظ سے تعبیر کیا ہی
اسمین ٹڑا دقیقہ یہ ہی کہ انسان کسی چیز کی حقیقت وماہیت کو نہین جانتا جو کچھ وہ جانتا ہی وہ صرف اسماء ہی اسماء ہین الخ مگر اب آپنے کیا سمجھکر لکھدیا
کہ انسان نے مخاطبین کی حقیقت کو بتلادیا۔ اب معلوم نہین کہ آپکی دونون باتون مین سے کونسی غلط ہی؟ **قولہ** صـ۹۶۔ اسکے بعد خدا تعالی نے ان قوی
متضادہ کے جنسے انسان مرکب ہے اسیطرح پر فطرت بتائی ہی (یہ لفظ فطرت آپکو خوب روان ہے) کہ قوی ملکوتی اطاعت پذیر وفرمانبردار ہونے کی قابلیت
رکھتے ہین الا قوی بہیمیہ نہایت سرکش اور نافرمانبردار ہین الخ انکے سرکش ہونیکو کبھی تو ان لفظون سے بیان کیا ہی کہ ابلیس نے سجدہ نہین کیا ہین
یون فرماتا ہی کہ اس کافر نے غرور کیا الخ آپنے ابھی تو یہ فرمایا تھا کہ خدا نے قوی ملکوتی کو مخاطب کرکے فرمایا جب مین اُسکو پیدا کرچکون تو تم سب

اسکو سجدہ کرنا۔ اب یہ قابلیت رکھنا چہ معنی دارد؟ بلکہ صاف یون فرمایئے کہ قوی ملکوتی نے اطاعت کی اور بہیمیہ نے نہ کی علاوہ اسکے قرآن مجید خود کہہ
رہا ہو فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس، میدان سخن چھوڑ کر گریز کیون کرتے جاتے ہو۔ قرآن کے الفاظ کے بموجب تاویل کیجیے۔ شیطان کا آگ سے پیدا ہونا
چونکہ قرآن مجید مین مذکور تھا اور وہ معنی قوی بہیمیہ پر صادق نہین آسکتے تھے لہذا آپکو اسکی تاویل کی بڑی ضرورت پڑی پس فرماتے ہین **قولہ** صـ۶۶ قوی بہیمیہ
کو جنکا مبدء حرارت عزیزی و حرارت خارجی ہو آگ سے مخلوق ہونا بیان کرنا ٹھیک ٹھیک انکی فطرت کا بتلانا ہے۔ اچھی فطرت بتلائی کیا قوی ملکوتی کا مبدء
حرارت عزیزی نہین اور یہ بات ہماری سمجھ مین نہ آئی کہ حرارت خارجی جیسا کہ دھوپ اور آگ اور حرکت کو لازم ہو وہ انسان کی قوی بہیمیہ کا کیونکر مبدء
ہے؟ اب فرق بتلایئے کہ جس صورت مین قوی ملکوتیہ و قوی بہیمیہ دونونکا مبدء انسان کی حرارت عزیزی ہو پھر قوت بہیمیہ کا یہ کہنا کہ خلقتنی
من نار و خلقتہ من طین کن معنی پر محمول ہو سکتا ہے؟ اور جبکہ قوت بہیمیہ یہ تفاخر آدم کی نسبت کرتی ہو تب تو اسکا یہ کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ
وہ جزء آدم ہو اگر وہ آگ سے پیدا ہوئی ہو خواہ وہ کیسی ہی آگ ہو تو وہ کل جسکا نام انسان ہے وہ بھی فی الجملہ آگ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ جزء کل کی حقیقت
مین داخل ہے البتہ یہ تفاخر اگر ملائکہ پر کرتی (حالانکہ یہ بھی صحیح نہین کما مر) تو کرتی **قولہ** پھر جو فطرتی تضاد ان دونون قسم کی قوی مین ہے
اُسکے اظہار کے لیے قوی بہیمیہ کو بطور ایک سخت دشمن کے قرار دیا ہے اور اُسکی زبان حال سے اُسکی فطرت بیان کی ہے کہ مین ہمیشہ جبتک انسان
زندہ ہو یا قیامت تک یعنی جبتک کہ اُسکی اولاد رہیگی (اس یعنی سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بھی آپکے نزدیک مسلم نہین) اُسکو بہکاتا رہونگا الخ
پھر خدا تعالیٰ نیک آدمیونکی فطرت کو اور اُسکے دشمن کے فریب مین نہ آنیوالونکے فطرتی نتیجہ کو بتلاتا ہے الخ مگر نیک آدمیون پر تیرا قابو نہوگا پھر وہ کونسے
نیک ہین کہ جنپر شیطان کا قابو نہ چلا اور وہ جنت سے نہ نکالے گئے حالانکہ آپکی تاویل کے موجب جنس انسان پر اُسکا قابو چلا کیونکہ آدم سے مراد آپکے
نزدیک جنس ہے سو اُسکو تو شیطان نے بہکایا اور پھر وہ اس گناہ سے جنت سے (خواہ جنت کے کوئی معنی آپ لیجیے) نکالا گیا اور آپکے اس بیان کے
موجب نیک لوگ اس سے آزاد رہنے چاہیین **قولہ** صـ۶۷ اور دونونکا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ پہلے بہشت مین چین کرینگے اور دوسرے دوزخ مین بھرے
جاوینگے۔ دونونسے مراد قوی بہیمیہ و ملکیہ کے تابع لینا اور جہنم مین خاص قوی بہیمیہ کے تابع لوگونکا داخل کرنا اور شیطان کو چھوڑ دینا قرآن کے نص کے
بالکل خلاف ہے قرآن مجید مین تصریح ہے۔ لاملئن جہنم منک و ممن تبعک الآیہ کہ شیطان اور اسکے متبعین جہنم مین داخل ہونگے پس جب شیطان سے
آپنے قوت بہیمیہ مراد لی اور ہر انسان کا جزء اسکو قرار دیا تو لازم آیا کہ ہر انسان جہنم مین جاویگا کیونکہ تنہا اسکا ایک جزء قوت بہیمیہ جو عرض قائم بالغیر
ہے بے محل کے جہنم مین جا ہی نہین سکتا حالانکہ نہ اسکے آپ قائل ہین نہ کوئی اور کہ ہر انسان جہنم مین رہیگا۔ یہان جب آپسے کوئی تاویل ہی نہو سکی
تو اسکو چھوڑ کر چلدیے تھے مگر ہم کب جانے دیتے ہین۔ علاوہ اسکے شیطان کے لیے فاخرج منہا فرمایا ہے کہ جنت سے نکل جا اسکی کیا تاویل کیجیگا؟ اب
فرمایئے قوی بہیمیہ کہانسے نکالی گئی ہین؟ جب آپ اس قصے سے فارغ ہوئے تو حضرت آدم کا اور شیطان کا جو جنت سے نکالا جانا مذکور ہے اسکی تاویل
کے درپے ہوئے مگر ذرا سوچ سمجھکر تاویل کرنا ۵ سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار پر مجنون ۔ کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے ۔ **قولہ** صـ۶۸ اسکے بعد
خدا تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے دونون حصونکو بتایا ہے پہلے حصے کو یعنی جبکہ انسان غیر مکلف اور تمام قیود سے مبرا ہوتا ہے بہشت مین رہنے اور
چین کرنے اور میوونکے کھاتے رہنے سے تعبیر کیا ہے۔ یہان سے معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک جنت اسیکا نام ہے اور جنت الہی آپکے نزدیک اہل اسلام کے
خیالات ہین۔ مگر ہمکو یہ معلوم نہین ہوا کہ تمام قیود سے مبرا رہنے کے کیا معنی ہین؟ اگر یہ مراد ہے کہ زمانہ بے عقلی اور نابالغی تو اہل عقل و ادراک کے

نزدیک بہ نہایت پستی کا زمانہ ہی کہ اسوقت مین نفس کمالات علمیہ و عملیہ سے خالی بلکہ عقل ہیولانی کے مرتبہ مین ہوتا ہی اس زمانہ کو جنت کہنا سید حسے
لوگونکا کام ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ بالغ ہونیکے بعد بے قید ہو کر چین کرنا اور دل کھولکر شہوت رانی کرنا جنت ہے کہ جسکو شعرا جنت باندھتے ہین تو یہ ناپاک
لوگونکی جنت ہے انہین کو مبارک رہے اور تیسرے معنی غیر مکلف اور تمام قیود سے مبرا رہنے کی بحکم المعنی فی بطن الشاعر آپکے ہی ذہن مین ہون تو ہون
قولہ اور جب دوسرا حصہ اسکی زندگی کا شروع ہونیوالا ہی تو اُسکے قدیم دشمن کو پھر ہلایا ہی جس نے اسکو بہکا کر درخت ممنوعہ (بلکہ ممنوع) کو کھلایا ہے
یہ نہ فرمایا کہ وہ درخت ممنوعہ کیا چیز ہے؟ اور نہ دشمن قدیم کے پھر آنیکے معنی معلوم ہوئے۔ دشمن قدیم تو شیطان ہے اور وہ آپکے نزدیک قوی بہیمیہ ہین
اب اسکے پھر آنیکے کیا معنی کیا وقت ولادت قوت بہیمیہ نہ تھی اور درمیانی عرصہ مین کہین چلی گئی تھی رشد اور عقل کے زمانہ مین پھر آگئی؟ و فسادہ
مما لا یخفی۔ علاوہ اسکے دوسرا حصہ زندگی کا (کہ جسکو اپنے ذہن مین آپنے دوزخ ٹھیرایا ہے) آپکے نزدیک یہ ہی **قولہ** یہ وہ حصہ انسان کی زندگی
کا ہی جسکو رشد ہوتا ہی اور عقل و تمیز کے درخت کا پھل کھا کر مکلف اور اپنے تمام اقوال و افعال و حرکات کا ذمہ وار ہوتا ہی) پس اس حصہ مین کہ عقل و
تمیز کا حصہ ہی دشمن قدیم کے آنے کی کیا طاقت ہی حکما کا قول ہی کہ عقل اور شہوت و غضب باہم ایک دوسرے کی ضد ہی اور اگر آپکی یہ بھی مراد تسلیم
کیجاوے کہ وقت بلوغ مراد ہی کہ جسمین شہوت زور کرتی ہی اور قوی بہیمیہ غالب ہو جایا کرتی ہین تو پھر آنیکے کیا معنی؟ یہ زمانہ پہلے کہان تھا جو
دوبارہ آنا کہا جاوے؟ معلوم ہوا کہ درخت ممنوع آپکے نزدیک عقل و تمیز و رشد کا درخت ہی اس تقدیر پر یہ مشکل پیش آئیگی کہ یہ ممنوع نہین ہو سکتا
بلکہ عقل و تمیز و رشد انسان کے لیے مقصود اصلی ہی اور اسکو آپ فطرت اور نیچر کہتے ہین یہ ممنوع کیا بلکہ مامور بہ ہی پھر یہ بھی سہی مگر اس درخت کو
شیطان (قوی بہیمیہ) نے کیونکر بہکا کر کھلوایا بلکہ یہ تو خدا تعالی نے اپنی عنایت خاص سے مرحمت فرمایا علاوہ اسکے اس درخت کے کھانے سے
پیشتر تو شیطانی قوی بہیمیہ کا وجود بھی نہ تھا بلکہ اُسکے بعد پھر شیطان کیونکر کھلوا سکتا ہی؟ ؎ بات وہ منہ سے کہی ہی کہ بنائے نہ بنے * بوجھ وہ
سر پہ لیا ہی کہ اٹھائے نہ بنے * **قولہ** اخیر کو نہایت عمدگی سے اسکا خاتمہ بیان کیا ہی کہ تم سب نکلجاؤ (یہ تو کہو کہانسے) اور جا کر زمین پر رہو) یہان
تو آپنے صاف اقرار کر لیا کہ آدم جنت سے نکالے گئے ورنہ آپ زمین اور جنت کی بھی کچھ تاویل کرتے **قولہ** صفحہ ۶۹ تمہاری بدیونکا علاج بھی وہین ہی
وہ بدی انسان نے بجز درخت عقل کے پھل کھانیکے کیا کی تھی؟ جس سے وہ توبہ کرین خدا سے پکا اقرار کرنا کہ پھر نہ کرینگے اور پھر مت کرنا الخ
حضرت سلامت وہ گناہ تو آپکے نزدیک عقل کے درخت کا پھل کھانا ہی پھر اس سے توبہ کے یہ معنی کہ آیندہ عقل کی بات نہ کرینگے ہمیشہ بے قید
رہکر چین کرینگے۔ کیا عمدہ تاویل اس قصہ کی فرمائی ہی کہ جسکو اصل قصہ سے ذرا بھی لگاؤ نہین۔ تھوڑی سی انصاف سے غور کر کے دیکھیے انشاء اللہ آپ
اپنی تاویل پر نادم ہو جاوینگے اب آپکا یہ قول (**قولہ** صفحہ ۵۸ تین لفظ اس قصہ مین اور ہین جنت شجر ہبوط آپنے تو انکی کچھ بھی تاویل نکی مقطع کلام کو دم
سے زمین پر دے مارا) علماء اسلام نے اسکے بیان مین عجب باتین کہین ہین جو لوگ کہ صرف لفظون ہی پر چلتے ہین انہون نے تو جنت ایک خیالی
بہشت عالم بالا پر مان لیا (آپکے نزدیک تو جنت بے قید ہو کر چین کرنا ہے) اور درخت سے بھی سچ مچ کا کوئی درخت گیہونکا یا انگور کا یا انجیر کا مان لیا اور
ہبوط سے عالم بالا سے زمین پر گرنا (آپنے بھی تو آخر الامر یہی مانا) توریت مین بھی یہی ہے الخ) آپکی ہٹ دھرمی پر دلالت کرتا ہی یا نہین؟ ۔
قولہ صفحہ ۵۸ بہت سے علماء اسلام نے جنکو اس قسم کے قصص مین یہودیون کی پیروی کرنیکی عادت پڑ گئی انکی پیروی کر کے انہون نے کہا
کہ یہ جنت زمین پر تھی الخ جناب وہ بہت سے علماء اسلام کیا خاک تھے دس بیس معتزلہ تھے انکو بقول آپکے یہود کی پیروی کرنیکی عادت تھی

جسطرح کہ اکثر یورپ کے لامذہبون اور دہریونکی پیروی کرنیکی عادت ہے پس جسطرح کہ اُنہون نے خلاف اہل سنت یہود کی تقلید سے جنت کو دنیا مین پھر کبھی رجعا بالغیب کرمان کبھی فلسطین مین قرار دیا آپنے دہریونکی تقلید مین اکر سرے سے جنت ہی کا انکار کردیا جسطرح یورپ مین بعض دہریون نے تورات و انجیل کی تفسیر لکھکر اپنے الحاد کو زور دیا ہی اسیطرح ہمارے ملک مین ہو نہار سید احمد خان بہادر سی ایس آئی نے قرآن کی تفسیر لکھکر اپنے آزادانہ خیالات کو ظاہر کیا ہی طابق النعل بالنعل ؀

فصل چہارم جسمین عالم مثال کا بیان ہے

فصل چہارم - یہ بات بھی فطری الیقین ہے کہ ہر چیز پر بالخصوص انسان کے ہر ایک فعل ارادی پر ایک اثر خاص مرتب ہوتا ہی کہ جسکو خواص کہتے ہین آگ کی صورت نوعیہ کا مقتضے گرمی اور پانی کی صورت کا اثر خنکی ہی جو شخص کہ سنکھیا کھاویگا ضرور ہی کہ اُسکو حرارت و یبوست بافراط عارض ہوگی نمک کھانیکے بعد زبان پر نمکینی اور مٹھاس کے بعد شیرینی ضرور پیدا ہوگی - اسیطرح انسان کے عمل کا ایک اثر خاص ہی ہر نیک یا بد کام کرنیکے بعد اُسکا رنگ[٥١] انسان کی روح پر جمتا ہی اور عالم مثال[٥٢] مین وہ اپنی مناسب کسی صورت مین متشکل ہوتا ہی اور قیامت تک اور بعد اُسکے جو کچھ صورتین بنا کے وہ عمل ظاہر ہوگا وہ سب باتین اُس عمل مین بالقوہ اسوقت موجود ہوتی ہین جسطرح کہ درخت کے تخم مین پھول و پھل پتے شاخین تمام بالقوہ موجود ہوتی ہین اور آناً فاناً وہ سب ظاہر ہوتی ہین جسطرح کہ درخت کے وہ حالات جو کہ اُس تخم سے برآمد ہونے مین خیالی نہین اسیطرح اعمال کا اپنی مناسب صورتون مین ظاہر ہونا بھی خیالی باتین نہین بلکہ اصل بات یہ ہی کہ اول ہر چیز کی اصل عالم مثال مین پیدا ہوجاتی ہی پھر اس عالم حس مین جو کچھ ظاہر ہوتا ہی اُسیکا ظل اور اُسیکے مطابق ظاہر ہوتا ہی کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ موثر اور متاثر مین مناسبت ہونی چاہیے پس باری تعالی کا اثر اولی سلسلہ موجودات عالم مثال ہی کہ جنکو مثل افلاطونیہ[٥٣] کہتے ہین اور اسی جگہہ سے اہل تحقیق نے تنزلات ستہ قرار دیے ہین کہ اول مرتبہ ذات بحت پھر مرتبہ صفات الی ان ینتہی الی المحسوسات ؀ الغرض یہ محسوس چیزین وہین کے اظلال و آثار ہین اور اسی لیے جو بات کہ عالم ظہور مین آنیوالی ہوتی ہی کبھی ظاہر ہونے سے پہلے خواب مین یا کبھی اصحاب نفوس قدسیہ کو حالت بیداری مین اصلی صورت[٥٤] پر دکھائی دیجاتی ہی - اور کبھی عام بیہوشی یا غشی یا نزع روح کے وقت جبکہ روح کی توجہ جسم سے کم ہوجاتی ہے اور عالم بالا کی طرف رجوع کرتی ہی وہانکی چیزین اُسکے آئینہ دل پر منعکس ہوجاتی ہین عمل مسمریزم اور مراقبہ اہل تصوف مین بھی اسی لیے انکشاف مغیبات ہوجاتا ہی **حاصل** کلام یہ ہی کہ بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس عالم عنصری کے سواے ایک اور عالم (عالم مثال) ہی کہ جسمین اعمال و اقوال وغیرہا اشیاء اپنی مناسب ایک صورت خاص مین متشکل ہوتے ہین اور اس عالم مین بیشتر اشیاء موجود ہوچکتی ہین تب اس عالم عنصری مین اُسکے مطابق ظاہر ہوتی ہین اور بہت سی چیزین اس عالم مین یہانسے نقل کرجاتی ہین - چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز سورہ بقرہ اور آل عمران بادل

---

[٥١] چنانچہ اس حدیث مین (کہ جب انسان بدی کرتا ہی تو ایک نقطہ اُسکے دل پر ہوجاتا ہی پھر وہ تمام دل کو گھیر لیتا ہے الحدیث) اسیطرف اشارہ ہے ۱۲ منہ [٥٢] چنانچہ اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہی کہ جب کوئی صدقہ دیتا ہی تو اُسکو خدا اسطرح پالتا ہی کہ جس طرح کوئی اونٹ یا گھوڑے کے بچہ کو پالتا ہی پھر قیامت کو احد پہاڑ کی مانند بناکے لاویگا رواہ البخاری ۱۲ منہ اور مال غیر مزکی قیامت مین سانپ بنکر انا مالک انا کنزک کہیگا کما فی صحیح البخاری اسیطرف اشارہ کرتا ہی ۱۲ منہ [٥٣] حکماء مین چونکہ افلاطون اولاً اس بات کا قائل ہوا لہذا اُن صور مثالیہ کو صور افلاطونیہ کہتے ہین ۱۲ منہ ؀

[٥٤] وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ خدا نے لوح اور قلم کو پیدا کر کے حکم دیا کہ لکھ اُسنے عرض کیا کہ کیا لکھون ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ سب لکھ) اُس سے اسیطرف اشارہ ہی کہ اس عالم کی کل چیزین یہان ظاہر ہونے سے پیشتر جو کچھ کہ کائن ہین الی یوم القیامہ سبکو ہستی مین لایا پھر اسی کے مطابق یہان ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوچکتا ہی پھر اُسی عالم مین جاکر قرار پاتا ہی اور وہ عالم کہین آسمان و زمین پر کسی خاص جگہہ نہین بلکہ اس عالم حس کا دوسرا پہلو ہے ؀ اور آپ لوح کو کوئی تختی اور قلم کو یہی واسطی قلم نہ سمجھیے گا - اور اسی جگہہ سے تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہوا کہ جو کچھ ظاہر ہونے والا ہے وہ ہوچکا اُسی کے مطابق ظاہر ہو کر رہے گا بندہ محض کاسب یا سبب ہے کہ جسکی وجہ سے ثواب و عقاب مدح و ذم کا مستحق ہوتا ہے - ۱۲ منہ - ؀ ؀ ؀ ؀ ؀ ؀

کی صورت مین ظاہر ہوکر اپنے قاری کے حق مین شفاعت کریگی۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز اعمال حاضر کیے جاوینگے نماز پھر زکوۃ پھر روزے آوینگے اور فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا کو بڑھیا عورت کی شکل مین لاوینگے۔ اور فرمایا کہ شب معراج مین مجکو چار نہرین نظر آئین دو ظاہر ہین اور دو باطن مین جاری تھین پس مین نے جبرئیل سے پوچھا تو بتلایا کہ یہ باطن کی دو نہرین جنت مین بہتی ہین اور یہ ظاہری دو نہر نیل اور فرات ہین۔ اور حدیث صلوۃ کسوف مین یہ ہو کہ آپنے فرمایا کہ دوزخ اور جنت مجکو دکھائی گئی اور ایک حدیث مین یون ہو کہ مصلی اور محراب کے درمیان جنت دکھائی دی اور آپنے ہاتھ بڑھایا کہ اسکا ایک خوشہ لیوین۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز موت کو مینڈھے کی شکل مین لاکر لوگونکے روبرو ذبح کر دیا جاویگا۔ اور اسیطرح اللہ تعالے فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ٥ کہ جبرئیل حضرت مریم کو آدمی کی صورت مین نظر آئے۔ اور حدیث مین ہو کہ جبرئیل حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دکھائی دیتے تھے اور آپسے کلام کرتے تھے مگر اور کسیکو دکھائی نہ دیتے تھے۔ اور فرمایا کہ موت کے وقت ہر شخص کو ملائکہ نظر آتے ہین انکے ہاتھ مین حریر یا ٹاٹ ہوتا ہی۔ اور قبر مین میت کو ملائکہ بری شکل مین دکھائی دیتے اور سوال کرتے ہین۔ اور انسانکے اعمال متشکل ہوکر سامنے آتے ہین علاوہ انکے اور بیشمار صحیح احادیث اس بارہ مین وارد ہین۔ چنانچہ کتب صحاح ستہ وغیرہا ان امور کے ذکر سے مالامال ہین۔ پس جب یہ ثابت ہوچکا تو انسانکی جزا و سزاء اخروی کی یہ صورت ہے کہ جب انسان لباس جسمانی اُتارتا ہی تو اُسکے اعمال اچھی یا بری صورتومین آکر دکھائی دیتے ہین پھر جب جسم کو چھوڑ دیتا ہے تو حظیرۂ قدس مین روح اعظم کی طرف اسطرح کھینچکر جاتا ہو کہ جیسا لوہا مقناطیس کیطرف کھنچتا ہو اور اس حظیرہ قدس کو علیین بھی کہتے ہین پس وہان اسکو ملائکہ مقربین اور ارواح طیبین سے ملاقات ہوتی ہے اور اُسکی جسمانی باتین مٹ جاتی ہین اور اُسکے اعمال و اوراد و اکات و اخلاص نہایت عمدہ صورتومین اسکو دکھائے جاتے ہین جنت کی ہوائین اور خوشبوئین اسکو آتی ہین اور اُسکی خواہش کے موافق نعماے الٰہی اُسکے لیے متشکل ہوجاتی ہین اور جو بد شخص ہو تو اُسکے اعمال منکر نکیر کی نہایت بری شکل مین اُسکو عذاب کرتے ہین اسکا بخل اور شہوت اور دیگر اخلاق رذیلہ سانپ بچھو کی صورت مین ظاہر ہوکر ڈستے ہین اُسپر گرز پڑتے ہین اور طبقہ ظلماتی مین کہ جسکو سجین کہتے ہین اُسکو محبوس کیا جاتا ہو اور یہ وہان اپنی نازیبا باتون سے نہایت رنج اٹھاتا رہتا ہو اور اس سجین اور علیین کو عالم قبر کہتے ہین۔ اگر آپکو قبر کے ثواب عذاب کا سر اچھی طرح معلوم نہوا تو آپکے لیے مین اس عالم مین خواب کی نظیر پیش کرتا ہون صفراوی المزاج خواب مین گرمی اور آگ دیکھتا ہو اور گویا آگ اُسکو جلاتی ہو اور وہ اُس عالم مین بڑی تکلیف پاتا ہو بلکہ بعض کی چیخ نکل جاتی ہو اور رونے کا اثر آنکھومین آنسو پاتا ہی اور بیداری مین بھی بدن کانپتا رہتا ہو اور اسیطرح بلغمی المزاج دریا اور ہواے سرد دیکھتا اور اُس سے تکلیف پاتا ہی۔ اور درندہ حسرت خواب مین درندے کو دیکھتا ہے۔ المختصر اُسکی کیفیات متشکل ہوکر خواب مین دکھائی دیتی ہین اور اس عالم خواب مین وہ چیزین اصلی طور پر اثر پہنچاتی ہین۔ ہان اُنکو خیالی باتین جو ہم کہتے ہین تو اس حالت بیداری مین کہتے ہین اگر عالم بیداری نہوتا تو یہ راز نہ کھلتا نہ کبھی اُنکو خیالی باتین کہا جاتا پس اسیطرح عالم مثال ہے کہ یہ کیفیات وہان متمثل ہوتی ہین وہ بھی گویا ایک عالم خواب ہے صرف یہ فرق ہو کہ اُس سے حشر تک بیداری نہین ہوتی دوم وہان اسقدر جسمانی تعلق باقی نہین رہتا گو کسیقدر جسم کا اثر کچھ مدت باقی رہتا ہے۔ اس عالم برزخ مین لوگونکے مختلف حال ہین اکثر اُن لوگون کو (کہ جنکا جسم سے نہایت تعلق ہو اور وہ جسم اور روح کو ایک ہی سمجھتے ہین جسم کا کوئی عضو کٹنا اپنا عضو کٹنا سمجھتے ہین) تو یہی صورت پیش آتی ہے۔ اور بعض لوگ کہ جنکی قوت بہیمیہ اور ملکیہ دونو ضعیف ہین لیکن ملکیہ مین بہیمیہ کا اثر نہین پہنچا اور انمین ملائکہ سافلہ سے ملجانے کی بڑی قابلیت ہوتی ہے تو وہ بعد مردن ملائکہ سافلہ مین جا ملتے ہین اور انہین کے سے کام کرتے ہین۔ اور ایک نوع سے دوسرے نوع مین منتقل ہوجانا اس عالم حس مین بھی

مشابہ ہے پانی کے کپڑون کا چھلکا اُتار کر مچھر بن جانا بہت بار تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ اور بعض لوگ کہ جنکے قوی بہیمیہ مغلوب اور قوت ملکیہ
نہایت علو پر ہوتی ہے۔ وہ ملائکہ عالیہ مین جا ملتے ہین اور یہ حدیث کہ جسمین آنحضرت علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین نے جعفر کو جنت مین ملائکہ
کے ساتھ اُڑتے دیکھا اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ لوگ کبھی خدا کی جماعت کو مدد اور اُسکے اعدا کو ہزیمت بھی دیجاتے ہین بعض اہل بصیرت کا
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام کو بعض مواقع مین تشریف لاتے دیکھنا بھی اسی سے متعلق کرتا ہے۔ اور جنکے روح ہوائی (جو روح حقیقی کا
مرکب ہے) نہایت قوی ہوتی ہے تو وہ لوگ مرنے کے بعد بمقتضے صورت نوعیہ کے موجب طعام لذیذہ اور بعض لذات وشہوات کی خواہش بھی کرتے
ہین تو انکی خواہش پوری کیجاتی ہے چنانچہ اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط
بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۵ اور بعض لوگ کہ جنکی نورانیت نہایت غالب ہوتی ہے انکا اس عالم سے نہایت تعلق رہتا ہے
جیسا کہ انبیاء علیہم السلام بلکہ وہ نورانیت اُنکے جسم اطہر پر سرایت کرجاتی ہے اس لیے وہ گلتا سڑتا نہین اور اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہے کہ
مین نے موسےٰ کو نماز پڑھتے اور یونس کو لبیک کہتے دیکھا۔ اسی لحاظ سے انبیاء کے لیے بعد موت کے حیات ثابت کیجاتی ہے اور حیات النبی مشہور ہین الجمہور ہے
اور بعض لوگ کہ جنکی قوت بہیمیہ نہایت غالب ہے اور انکی ملکیہ قوت بالکل مستور ومقہور ہے تو وہ بعد موت کے اپنی قابلیت اصلیہ یا کسبیہ سے شیاطین
مین جا ملتے ہین۔ الغرض ایک مدت تک عالم برزخ مین یہ چیزین متشکل ہو کر نظر آتی ہین اور ہر شخص کا ایک خاص حال ہوتا ہے۔ لیکن جب کہ
تمام عالم حسی فنا ہوجائیگا یعنی کثافت کی چادر اُتار کر لطیف ونورانی بن جائیگا کہ جسکو عالم حشر یا روز قیامت کہتے ہین تب اُن متشکل چیزون
کے دیکھنے مین سب مساوی ہونگے۔ اور یہ بھی خیال ہے کہ حشر اجساد نئی زندگانی نہین ورنہ پھر کوئی شخص اپنے اعمال سابقہ کی جزا وسزا
نپاوے بلکہ یہ پہلی زندگانی کا تکملہ اور تتمہ ہے پس جب نفوس مبعوث ہونگے تو انکا بخل اور تکبر کسی بری شکل مین ظاہر ہو کے انکی پشت
پر سوار ہوگا اور نامہ اعمال دیا جائیگا۔ اور حساب یسیر یا عسیر لیا جاویگا۔ اور شریعت پل صراط کی شکل مین ظاہر ہوگی اور جو لوگ اُسپر دنیا مین
جسطرح چلتے تھے اسیطرح وہان اُسپر چلینگے پورا پورا عمل کرنیوالے خلوص والے برق کیطرح پار ہوجاوینگے اور پھر درجہ بدرجہ۔ اور شرع مین
قصور کرنے والے اور فطرت کے برخلاف چلنے والے اُسپر نہ چل سکینگے کٹ کر گر پڑینگے۔ اور خلوص قلب وہان نور بنکر ظاہر ہوگا اور اعمال صالحہ سواری
بنجاوینگے چنانچہ اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہے قال النبی علیہ السلام سَمِّنُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّھَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ ط کہ اپنی قربانیونکو فربہ کرو کس لیے
کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریان ہونگی اور اسیطرح آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت عامہ حوض کوثر کی صورت مین ظاہر ہوگی جس نے یہان
اس سے کچھ فیض اُٹھایا وہ وہان بھی اُس سے سیرابی حاصل کریگا۔ اور فطرت وشریعت پر استقامت ترازو عمل ہوجاویگی۔ اور اسیطرح قرآن اور رمضان
وغیرہ اشیاء اپنی اپنی مناسب صورتونمین ظاہر ہونگی۔ اور ملائکہ بھی عالم حشر اور برزخ مین عذاب وثواب پر موکل کیے جاوینگے اور وہان ہر شخص کو دکھائی
دیوینگے۔ اور اسیطرح رحمت الٰہی اور نعمت غیر متناہی جنت کی شکل مین ظہور کریگی بلکہ اب بھی متشکل ہے۔ حور عین اور عمدہ عمدہ مکانات اور انار اور انگور
اور غلمان اور نہایت عمدہ ظروف کہ جنکو چاندی سونیکا اور کبھی یاقوت وموتی کا شرع نے بتایا ہے اور قرآن واحادیث مین انکو بندون کے

ف ۱ بعض نہفتہ کوڑ مغز کرسٹانون نے اسپر طعن کیا ہے اور اسکو اسلام کے حق مین دھبہ سمجھا ہے مگر انکو نہ ان اسرار سمجھنے کی لیاقت ہے جو یہان اور دیگر مواقع مین
بیان ہوئے ہین نہ قرآن مجید کی ان آیات کا علم ہے کہ جہان انار اور انگور اور حور وقصور سیکڑون جسمانی نعماء ملنے کا وعدہ ہے نہ انجیل متی کے اس فقرہ پر دھیان ہے
کہ جہان اس عالم مین انگور کا شیرہ پینا آیا ہے آنکھ بند کرکے اعتراض کردینا اپنی مشیخت سمجھتے ہین اپنے جہل موروثی سے ناچار ہین ۱۲ حکیم غلام حسن۔ ❊ ❊ ❊

محاورے کے موافق اس عالم کی عمدہ چیزونکے ساتھ تشبیہ دیکر متعدد جگہہ طرح طرح کے عنوانونسے بیان فرمایاہے وہ سب[۵۱] نعماے الہی اور بندونکی خواہش متمثل ہین۔ بلکہ ہر شخص کی خواہش کبھی حور اور کبھی انار اور کبھی یاقوت و زمرد کے مکانات کی صورت مین ظہور کریگی بہت سی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہین چنانچہ حضرت نے فرمایاہی کہ مین نے ایک حور گندم گون سرخ لب دیکھی جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہی کہا جعفر بن ابیطالب کی ایسی عورت سے نہایت رغبت خدا نے دیکھی تو اسکو اس شکل مین ظاہر کردیا۔ اسیطرح ہر روز ہر ایک نعمت الہی نئی صورت مین ظہور کریگی۔ اور وہان کے آفتاب و ماہتاب بھی یہ آفتاب و ماہتاب نہونگے نہ یہ زمین وہانکی زمین ہوگی نہ یہ آسمان وہانکا آسمان ہوگا کما قال تعالی لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا ۵ کہ وہان آفتاب کی گرمی دیکھین گے نہ سخت سردی ؛ وقال یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ کہ آسمان و زمین اس روز بدل جاوینگے۔ اسلیے کہ یہ عالم جسمانی کہ جسکے قوی محدود ہین ہمیشہ کے لیے باقی نہین رہ سکتا بس ایک روز یہ تمام عالم جسمانی زمین و آسمان پہاڑ و دریا چاند و سورج فنا ہوجاوینگے اور یہ سب کے سب اس عالم مین جاکر اپنی موافق صورتونمین ظہور کرینگے کیونکہ اس عالم سے یہان یہ چیزین آتی ہین اور پھر وہین چلی جاتی ہین جسطرح کوئی مچھلی دریا مین ظاہر ہوکر غوطہ لگا جاوے شاید جو لوگ بروز اور کمون کے قائل ہین اسی لیے قائل ہوے ہین قال تعالی کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْنَ ۵ یعنی ہر چیز ہمارے پاس لوٹ آتی ہے۔ رجوع مین یہ بات ضرور ہی کہ جہانسے ابتدا ہو اسی کیطرف انتہا ہو۔ پس جسطرح یہ عالم حرکت تدریجیہ کے ساتھ اس سے ظہور کرتا ہی کہ اول مرتبہ ذات بحت پھر ذرا تفصیل بحالت تجرد پھر ظہور عالم حسی اسیطرح عالم حسی سے لوٹکر ہر چیز پھر عالم ملکوت کیطرف رجوع کرتے کرتے اسکے پاس جا پہنچتی ہی۔ اس نکتہ کے بیان کی یہان زیادہ گنجایش نہین المختصر یہ تمام عالم اس عالم کیطرف رجوع کریگا کہ جسکو قیامت کہتے ہین چنانچہ اس فناء عالم کی تفصیل قرآن و احادیث مین کثرت سے موجود ہی جنت مین اعلی اور سب سے زیادہ نعمت تجلی دیدار الہی ہوگی کہ جسکی کیفیت سے عقل آگاہ نہین ہوسکتی بلکہ ہر روز غیر متناہی چیزین جو جنت مین پیش آئینگی سواے خدا کے انکی کوئی نہ کنہ حقیقت جانتا ہی نہ اور طرح سے انکا کسیکو علم ہی کما قال تعالی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ بعض لوگ جو اس نکتہ سے ناآشنا ہین اور جنت و دوزخ اور عالم برزخ کے اسرار سے بیخبر ہین جنت کی ان نعماء کا اس آیت کو سند بناکر انکار کرتے ہین اور ان نعماء کو عالم حسی کی چیزون پر قیاس کرکے جنت کو دنیا کی خرابات سے تشبیہ دیتے ہین اور طرح طرح سے زبان طعن و طنز کشادہ کرتے ہین اور بعض پادریون نے تو بے سمجھے قرآن و احادیث کے ان پاکیزہ مضامین پر جو اسرار الہیات بتلاتے ہین بڑا طعن کیا ہی۔ اور جسطرح ان لوگون نے ان اسرار کی ناواقفیت سے انکار و اعتراض کیا ہی اسیطرح ہنود کے اکابر اس نافہمی سے ارواح کی نسبت تناسخ کے قائل ہوگئے ہین کہ دوبارہ پھر اس جسم عنصری مین روح لوٹ آتی ہی اور یہی طریق جزا و سزا کا ہے۔ اس عقیدے کے ابطال پر ادلہ قایم کرنیکی کچھ ضرورت نہین جو اس سر سے واقف ہے وہ کبھی تناسخ کا قائل نہوگا۔ جسطرح رضاے الہی و نعماء نا متناہی جنت کی صورت مین ظہور کرتی ہی اسیطرح وہ اعمال جو خلاف فطرت عمل مین آئے ہین عقوبات جہنم کی صورت مین پیش آتے ہین یہی چیزین نَارٌ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ[۵۲] بنجاتی ہین اور یہی اعمال اپنی صورت طوق و زنجیر و زقوم اور

[۵۱] یہان بھی اسی کرسٹان نے یہ اعتراض کیاہے کہ اس سے جنت و دوزخ کا انکار لازم آتاہی کیونکہ آدم جس جنت مین رہتے تھے وہ کسکے اعمال تھے الخ حالانکہ یہ اسکی غلط فہمی ہی کیونکہ مصنف علامہ نے جنت کی بابتہ کہدیا کہ اب بھی رحمت الہی اور نعمت غیر متناہی جنت کی صورت مین متشکل ہو رہی ہے بندونکے اعمال سودہ جزئیات مثوبات کی شکل مین ظہور کرینگے نہ کہ جنت کلی کیونکہ وہ رحمت الہی کا مظہر ہے نہ آج سے بلکہ ازل سے پھر اگر اسمین آدم رہے ہون توکیا اشکال لازم آتا ہی؟ اسیطرح جسمانی نعماء کو حقیر جانکر اس جاہل نے اس حدیث حور گندم گون پر بھی اعتراض کیا کہ جسکو شاہ ولی اللہ رح نے بھی حجۃ اللہ البالغہ مین اسی موقع پر ذکر کیا ہی ۱۲ حکیم غلام حسن [۵۲] اس عربی فقرہ کو اسی اندھے معترض نے آیت سمجھ لیا پھر اسمین لفظ الموقدۃ التی نہونے سے مفسر علامہ کے سہو آیات پر محمول کرکے طعن کردیا ۱۲ حکیم غلام حسن

گرم پانی بناکے ایذا پہنچاتے ہین انسان کی شقاوت قلبی جہنم کی اندہیری بنجاتی ہے اور قہر الہی جہنم کی صورت مین متشکل ہوچکا ہے جہنم سے نجات پانیکی مختلف صورتین ہین کبھی شفاعت انبیاء کبھی محض رحمت کبریا کبھی عمود اعمالیہ کے وجود کی انتہا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مین یہ باتین اس کثرت سے مذکور ہین کہ جسکا عشر عشیر بھی نہ کسی کتاب الہامی مین پایا جاتا ہے نہ اسکا سوان حصہ آجتک کسی اشراقی یا مشائی حکیم پر منکشف ہوا ہے یہ راز سر بستہ خدا نے اپنی پچھلی کتاب مین آخر نبی کی زبان سے نہایت وضاحت سے بیان کروادیا۔ اس علم کے جو دقیق مسائل افلاطون الہی کو نصیب نہوئے تھے آج وہ اس فیض نبوت کے طفیل مجھسے بے عقل و بے حقیقت کو اسطرح معلوم ہوگئے کہ افلاطون وارسطو اگر اس بیان کو سنتے تو ہاتھ چوم لیتے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ

سید احمد خان صاحب بہادر اس سر کو کیا سمجھے **قولہ** صد ٣٦ جنت یا بہشت کی ماہیت جو خدا تعالی نے بتلائی ہے وہ تو یہ ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ یعنی کوئی نہین جانتا کہ کیا اُنکے لیے آنکھونکی ٹھنڈک (یعنی راحت) چھپا رکھی ہے اسکے بدلے مین جو وہ کرتے تھے

پیغمبر علیہ السلام نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ کی سند پر بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ قال اللہ تعالی اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر الخ **اقول** آپکا حاصل کلام یہ ہے کہ بہشت قرۃ اعین یعنی راحت کا نام ہے اور اُسکا بیان کرنا محال ہے **قولہ** پس بہشت کی کیفیت بالذات کا جسکو قرۃ اعین کے ساتھ تعبیر کیا ہے بیان کرنا گو کہ خدا ہی اُسکا بیان کرنا چاہے محال سے بھی بڑھکر محال ہے اور اس محال ہونیکی دلیل آپنے یہ بیان فرمائی **قولہ** انسان مطابق اپنی فطرت کے انہین چیزونکو سمجھ سکتا ہے اور انہین کا خیال اُسکے دل مین آسکتا ہے جو اُسنے دیکھی یا چھوئی یا چکھی یا سونگھی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہون اور بہشت کی جو قرۃ اعین یعنی راحت بالذات ہے اُسکو نہ انسان نے دیکھا نہ چھوا ہے نہ سونگھا ہے نہ قوت سامعہ نے اُسکا حس کیا ہے پس فطرت انسانی کے مطابق انسان کو اُسکا بتلانا ناممکن ہے اول تو یہ دلیل آپکی محض بے بنیاد ہے کیونکہ کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ انسان کو انہین چیزونکا علم ہے جو حواس خمسہ سے محسوس ہین کس لیے کہ ہزارہا ایسی چیزین ہین کہ جنکو ہم قطعی طور پر جانتے ہین لیکن وہ چیزین حواس خمسہ مین سے کسیکے ساتھ بھی محسوس نہین ہوسکتین مجردات اور معانی جزئیہ اور کلیات فرمایئے کونسے حس سے محسوس ہین؟ عداوت۔ محبت۔ کسی شے کا قدم۔ یا حدوث۔ اسیطرح انسان حیوان وغیرہا کلیات اور ملائکہ اور خدا تعالی کی ذات۔ اسیطرح اپنی روح کا موجود ہونا بلکہ اپنا درد اور رنج اور خوشی نہ آنکھ سے نہ کان سے نہ قوت ذائقہ سے نہ سامعہ سے نہ لامسے سے محسوس ہوتی ہے باوجود اسکے ہمکو ان چیزونکا علم ہے۔ شاید اسی بناء پر آپ ملائکہ اور شیاطین اور جن وغیرہ غیر محسوس چیزونکا انکار کرتے ہین۔ سید صاحب ان وسواس کے ماننے والون کا زمانہ گیا اب تو ایسے لا ادریہ اور سوفسطایہ کو عقلاء حقارت کی نظرون سے دیکھتے ہین آپ کی اس دلیل کو تسلیم بھی کیا جاوے تو آپ کا اس سے صرف یہ مقصود ہوگا کہ کیفیات (جیساکہ قند کی شیرینی یا حنظل کی تلخی) یا اور وجدانیات حیز بیان سے باہر ہین انسان اُنکو تعبیر نہین کرسکتا سو یہ مسلم مگر اس سے جنت کی اُن نعماء کی کہ جنکا ذکر قرآن مین ہے (حور قصور میوجات) نفی یا انکار کسیطرح نہین لازم آتا غایۃ الامر یہ بات لازم آویگی کہ جنت کی جسقدر کیفیات ہونگی اُنکی حقیقت کوئی نہین جانتا نہ یہ کہ ان اشیاء جنت کی حقیقت کسیکو معلوم نہین سوم غایۃ مافی الباب اسکے بیان سے انسان کا عجز ثابت ہوگا۔ نہ کہ خدا تعالی کا۔ طرفہ یہ کہ آپ خود

بہشت کا بیان

خدا اور بہشت کی کیفیت بیان کرنا محال ہے ص ٣١

٥١ چونکہ مفسر نے فیض نبوت کا اشارہ ہاتھ چوم لینا بیان کیا ہے جو درحقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی مدح ہے کیونکہ جب اسکے ادنے غلام حضرت کی برکت سے ان مسائل کو اس خوبی سے جانتے ہین تو آنحضرت علیہ السلام کی تو اور بھی جناب عالی ہے مگر اس خفیہ کرسٹان کو حضرت کی مدح پہ رشک آیا اسلیے اسکے غلام مفسر پہ طعن اس امر مین کردیا ۱۲ حکیم غلام حسن

اقرار کرتے ہین کہ اُس قرۃ اعین کو حضرت موسی نے اولاد پیدا ہونے مینہ برسانے رزق کے فراغ ہونے دشمنون پر غلبہ پانے اور اُس کلفت کو اولاد کے
مرنے قحط پڑنے وبا پھیلنے شکست کھانیکی کیفیت کی تشبیہ مین بیان کیا انتہےٰ صـ ۳۸ اور آپ اسی صفحہ مین یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ محمد مصطفے نے اسکو ایسی
تشبیہون مین بیان کیا ہی کہ تمام انسانونکی طبیعتون پر حاوی ہین اور کل انسانونکی خلقت اور جبلت کی نہایت ہی مناسب ہین الخ پھر تعجب کی بات ہی کہ
اس قرۃ اعین یعنی راحت بالذات کو حضرت موسی اور محمد مصطفے علیہما السلام تو تشبیہات مرغوبہ مین نہایت عمدہ طور پر بیان کر جائین اور آپکے خدا صاحب اُس سے
ایسے عاجز ہو جائین کہ انکو اسکا بیان کرنا محال کیا بلکہ محال سے بھی بڑھکر ہو جاوے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اگر آپ یہ فرمائین کہ اُس قرہ اعین کی
کُنہ حقیقت کے علم کو ہم محال کہتے ہین اور باقی ان تشبیہات سے اُسکا علم بالوجہ حاصل ہو سکتا ہی سو اسمین ہمارا کلام نہین تو مین اسکے جواب مین یہ عرض
کرتا ہون کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے تو غایۃ مافی الباب ان چیزونکا علم بالکنہ مشکل اور متعذر ہوگا نہ محال اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جاوے تو یہ تشبیہات جو قرآن مین مذکور ہین
(کہ وہان حورین اور نہرین اور باغ اور عمدہ عمدہ محل اور سایہ دار درخت اور طرح طرح کے میوے ہین) غلط نہین ہو سکتین پھر آپکا ان چیزونسے انکار کرنا اور آیت
فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ اور حدیث ابو ہریرہ پیش کرنا بیفائدہ ہی کیونکہ اس تقریر پر آیت اور حدیث کے یہ معنی ہوے کہ ان چیزونکی
کوئی حقیقت کما ہی نہین جانتا نہ یہ کہ جس چیز کو باغ سے تشبیہ دی ہی اور جسکو حور عین کہا ہی اور جسکو سایہ دار درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہی علی ہذا القیاس
انکا در اصل اُس تشبیہ کے موافق وجود نہین۔ حاشا وکلا اگر یہ ہو تو پھر یہ تشبیہ لغو ہو جاوے جب ہم زید کو شیر کہین اور اُسکے ساتھ تشبیہ دیوین تو گو زید ہو بہو
شیر نہین مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ کسی وصف خاص مین شیر کا ہم پلہ نہین تو مماثل اور مشابہ تو ضرور ہوگا ورنہ یہ تشبیہ لغو اور کذب اس تقریر پر یہ بات ہم بھی
تسلیم کرتے ہین کہ جنت مین عنصری درخت نہین نہ وہان یہ عنصری سونا نہ اسکے مکانات نہ یہان کی شراب نہ یہانکے اجسام عنصریہ سے مرکب خوبصورت
عورتین نہ یہانکی نہرین نہ یہانکے میوے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہی بلکہ اُنکی حقیقت اور یہانکی چیزونکی حقیقت غیر ہی محض ہمارے سمجھانیکے لیے یہ الفاظ
کسی مناسبت سے بولے گئے ہین پس اس آیت اور حدیث سے ان چیزونکے وجود کی نفی نہین سمجھی جاتی بلکہ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ جو چیزین ہمنے اپنے بندون
کے لیے مخفی رکھی ہین اُنکو کوئی نہین جانتا پس جو کہ اسنے مخفی نہین رکھین بلکہ بذریعہ وحی کے بتلادین اُنکو ہم جان سکتے ہین اور حدیث تو اسی آیت
کی تفسیر مین واقع ہے پس اب ان نعماء کے جاننے اور اس آیت مین منافات باقی نرہی۔ اب اس آیت سے یہ سمجھنا کہ جو چیزین نصوص قرآنیہ مین مذکور ہین
وہ محض بے اصل ہین محض وسوسہ شیطان ہی **قولہ** صـ ۳۸ یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہی اس مین سنگ مرمر اور موتی کے جڑاؤ محل ہین
باغ مین شاداب وسر سبز درخت ہین دودھ وشراب کی نہرین بہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کھانیکو موجود ہی ساقی وساقنین نہایت خوبصورت چاندی
کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہان کی گھوسنین پہنتی ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے
ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایکنے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہی کوئی کسی کونے مین کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کو نہین کچھ بیہودہ پن ہی جسپر تعجب ہوتا ہی
اگر بہشت یہی ہی تو بے مبالغہ ہماری خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین انتہےٰ۔ آپکو اس سفید ریش پر یہ نا تہذیب باتین زیبا نہین جنت کی نعماء
کو کوئی شخص دنیا کی چیزین بعینہ نہین سمجھتا چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ آپ ایسی باتین کرکے اپنے بیچارے معتقدونکا ایمان کیون خراب

۱۵ آپ کی اس تقریر سے یہ بات پائی گئی کہ جنت محض راحت دنیاوی کا نام ہی حضرت موسیٰ نے اسکو مینہ برسانے رزق کے فراغ ہونے پر محمول کیا ہے نہ خدا نے بلکہ آنحضرت صلعم نے
تمام دنیا کے ترغیب دینے کو باغ اور حور وغیرہ چیزونکو بتایا ہے۔ اس سے عالم آخروی جنت کا بالکل انکار ہو گیا نہ صرف یہ بات کہ آپ وہان کی نعماء کا ایسا وجود نہین مانتے جیسا کہ
دنیا کی نعماء کا وجود ہے کیونکہ یہ بات تو تمام اہل اسلام بھی مانتے ہین پھر آپکا نزاع ہی کیا ہے؟ بلکہ بالکل انکار کرتے ہین

کرتے ہین ؟ آپسے پہلے ہزارون شاعر بیہودہ گو کلام الہی پر پھکڑ بازی کر چکے ہین ان باتون کا جواب پھکڑ بازی کے ساتھ ہمکو بھی آتا ہے مگر ہم اپنی اوقات عزیز کو ضائع نہین کرتے ؎ گفتگو آئین درویشی نبود ٭ ورنہ با تو ماجراہا داشتیم ٭ **قولہ** ص۳۹ علماء اسلام نے بسبب اپنی رقت قلبی الخ کے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جو اہر الفاظ سے مستفاد ہوتا ہے اسکو تسلیم کرلین (بخلاف آپکے کہ آپ تسلیم نہین کرتے) اور اسکی حقیقت اور اسکے مقصد کو خدا کے علم پر چھوڑ دین اسواسطے وہ بزرگ تمام اُن باتون کو تسلیم کرتے ہین جنکو کوئی بھی نہین مان سکتا اور وے باتین جیسے کہ عقل اور اصلی مقصد بانی مذہب کے برخلاف ہین ویسی ہی مذاہب کی سچائی اور بزرگی اور تقدس کے مخالف ہین **اقول** آپ وہ عقل کے برخلاف باتین تو پیش کیجیے شاید ملائکہ اور شیطان اور جن اور جبرئیل اور نعماء جنت اور معجزات اور خرق عادات کو آپ ایسی باتین قرار دیتے ہین کہ جنکو اسوقت کے دہریہ خلاف عقل کہتے ہین آن بیچارونکے حصہ مین عقل سلیم ہی نہین انکو عقل سے کام ہی کیا پڑتا ہے یہ تو صرف محسوسات ہی پر ایمان رکھتے ہین جو چیز انکو حواس خمسہ سے معلوم نہو انکے نزدیک تو وہی خلاف عقل ہے ایسی اندھی عقل کا کیا ٹھکانا ہے ؟ جب علماء اسلام رحمہم اللہ ہی آپکے نزدیک خلاف عقل کے پیرو اور غیر محقق ہین تو کیا عیسائی اور یہودی علماء کہ جنکا اصول مذہب تثلیث و الوہیت مسیح و کفارہ و تشبیہ وغیرہ لغو باتین ہین محقق ہین یا ہندوونکے پنڈت کہ جن کا اصول دین مخلوق پرستی ہے ؟ **قولہ** ص ایضاً اس امر کے ثبوت کے لیے کہ بانی مذہب کا ان چیزونکے بیان کرنیسے صرف اعلی درجہ کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا نہ وقعی ان چیزونکا دوزخ و بہشت مین موجود ہونا ایک حدیث ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون جو ترمذی نے بریدہ سے روایت کی ہے ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ بہشت مین گھوڑا ہوگا آپنے فرمایا کہ تو یاقوت سرخ کے گھوڑے پر سوار ہو کر جہان جاہیگا اڑتا پھریگا پھر ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہان اونٹ بھی ہوگا آپنے فرمایا وہان جو کچھ چاہو گے سب ہوگا بس اس جواب سے مقصود یہ نہین ہے کہ درحقیقت بہشت مین گھوڑے اور اونٹ ہونگے بلکہ صرف ان لوگونکے خیال مین اس اعلی درجہ کی راحت کا خیال پیدا کرنا ہے **اقول** اس حدیث فہمی کے قربان جائیے کہ جس سے الٹا مطلب سمجھ مین آوے۔ اے حضرت جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے شخص کے جواب مین گھوڑا یاقوت سرخ کا بیان فرمایا اور دوسرے کو یون کہا کہ جو چاہو گے سب ہوگا تو صاف اس بات کا بتلا دینا ہے کہ وہان تمہاری خواہشین صور تومین ظاہر ہو کر تمہارے روبرو آئینگی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا نہ یہ کہ وہان یہ چیزین نہونگی چنانچہ یہ آیت بھی اس مدعا پر دلیل ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ کہ تمکو وہان جو چیز چاہو گے اور جس سے تمہاری آنکھین خوش ہونگی ملیگی مگر آپ چونکہ اس سر سے واقف نہ تھے اسکو الٹا سمجھ گئے **قولہ** ص۴۰ حکماء الہی اور انبیاء دونون ایک سا کام کرتے ہین الخ **اقول** حکماء بیچارے انبیاء کی برابری کیا کرینگے ؎ نور ذرہ کجا و روے آفتاب کجا ٭ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ آپ چونکہ ہنوز حقیقت نبوت سے واقف نہین اسلیے دونونکو برابر سمجھتے ہین۔ آپکا اس کلام سے مقصود یہ ہے کہ انبیاء کو چونکہ جہلاء کا سمجھانا مقصود تھا اس لیے انہون نے یہ نعماء جنت ذکر کردین اور حکماء کو جہلا سے کام نتھا وہ فقط روحانی جنت کے قائل رہے **قولہ** تربیت یافتہ دماغ ان چیزونسے محض راحت سمجھتا ہے نہ یہ کہ وہان ایسی چیزین بھی موجود ہین اور کوڑمغز ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ درحقیقت بہشت مین حورین ملین گی اور میوے کھاوینگے اور شرابین پیوینگے الخ اگر ان سب باتونکا جواب یہ ہے کہ آپ محض نافہمی سے وہ اعتراضات جو پادری فنڈر نے کیے تھے پھکڑ بازی کے ساتھ اعادہ کرتے ہین۔ پورا تربیت یافتہ دماغ تو آپکا جب ہوگا کہ جب غیر محسوس خدا کا بھی انکار کرینگے۔ آپکی یہ بے دلیل باتین عقلاء کے نزدیک فضول ہین مگر اور بہت سے کم علم لوگونکے دلونمین شک ڈالنے کے لیے اور انکو ایمان سے ڈگانے کے واسطے کسیقدر کافی ہین لیکن جنکے دل فیض نبوت سے منور ہین وہ ایسی باتونکی طرف کان بھی نہین لگاتے

۹۴ اس لیے کہ حقیقت جنت کو اور اسکے نعماء کو نہ سمجھے اور انکا دنیا کی چیزون پر قیاس کر کے انکو خرافات کہنے لگے۔ ۱۲ منہ

اور یہ سمجھ لیتے ہین کہ جس طرح اکبر کے عہد مین صدہا ملحد پیدا ہوکر زیر زمین ہوگئے اور میر محمد حسین موجد مذہب بیکوک وغیرہ صفحہ عالم سے مٹ گئے اور دین الٰہی اسیطرح قائم رہا اور تا قیامت رہیگا یہ تیرہوین صدی کا الحاد بھی خواب وخیال ہوجائیگا ؎ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ؛ مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے ؛ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ؕ

باب دوم

فصل اول - لفظ الہام اور وحی باعتبار معنی لغوی کے قریب المعنی ہین - گو بعض مواقع استعمال مین کسیقدر ایک دوسرے سے الگ ہون مگر اکثر جگہ دونون لفظونکے ایک ہی معنی مراد ہوتے ہین یعنی دلمین القاء کرنا - وحی کا اطلاق کتابت اور اشارت اور رسالت اور کلام خفی پر بھی ہوتا ہی - اور عرف شرع مین وحی کے ساتھ انبیاء مخصوص ہین الہام مین سب شریک پس علاوہ لفظی فرق کے باعتبار عرف شرع کے دونونکے معنی مین بھی کسیقدر تفاوت ہوگیا کیونکہ وحی مین ایک خاص بات ہوتی ہی جو الہام مین نہین ہوتی اسلیے شرعی معنی کے لحاظ سے غیر انبیاء کو صاحب وحی نہین کہتے ہان لغوی معنی کے لحاظ سے غیر انبیاء پر بھی اسکا اطلاق ہوا ہی جیساکہ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ و اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی واَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا واِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیِّیْنَ ولَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِھِمْ ؛ یہ تحقیق لفظی تھی اب ہم اسکی حقیقت اور اُسکے معنی سے بحث کرتے ہین - وحی یا الہام خدا تعالیٰ اور اُسکی مخلوقات کے درمیان ایک پیغام یا ایسی تار برقی ہی کہ جسکے ذریعہ سے وہ اپنے خالق سے ہمراز اور ہم کلام ہوتی ہے - گو اس مخلوقات کو اُس خالق سے کچھ بھی مماثلت اور مشاکلت نہین مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اُسکے پاس ہردم موجود ہے ؎ اتصالی بے تکیف بیقیاس ؛ ہست رب الناس را باجان ناس ؛ ؎ سب سے ربط آشنائی ہے تجھے ؛ دلمین ہر اک کے رسائی ہے تجھے ؛ اس امر مین انسان حیوان حجر وشجر زمین وآسمان سب شریک ہین ہردم وہان سے ہر ایک چیز کیطرف تار برقی جاری ہی اور ہر نوع کی طرف اُسکی وحی ہوتی ہی اور اسی لیے ہر نوع کی ایک شریعت جدا ہی کہ اُسپر اُسکی مخالفت حرام کردیگئی ہی - معدنیات کیطرف یہ الہام ہورہا ہی کہ اپنی صلابت اور رخوت اور حرارت یا برودت کو محفوظ رکھے اُنکی صورت نوعیہ ہمیشہ ان اوامر الٰہی کے بجالانے مین کمر بستہ اور دست بستہ کھڑی رہتی ہی کہ کبھی آگ سے حرارت دور ہونے پاوے اور پانی سے رطوبت اور برودت نجاوے - اور نباتات کیطرف ہردم یہی پیغام پہنچتے ہین کہ وہ خاک کو پانی کے ذریعے سے چوس کر شاخ وبرگ وگل بنا دے اور اتنی مدت مین پھل آوین اور اتنی مین پھول آوین اور پتونکی یہ رنگت اور یہ صورت ہے اوسمین اسطرح کی لکیرین اور ایسے ریشے ہووین اور پھول پنکھڑیان اور اتنی رنگت اور ایسی خوشبو رہے - ہردم اُنکی صورت نوعیہ ان فرائض کو ادا کیے چلی جاتی ہی - بیری کے پتے پر حرام ہی کہ وہ پیپل کے پتے کی صورت مین آوے اور آنب کو حرام ہے کہ وہ بیر نجاوے - حیوانات پر یہ وحی آتی ہے اور یہ باتین فرض ہین کہ ہر نوع ہمیشہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہے - پرندونکو یہ الہام ہوا کہ نر ومادہ باہم اسطرح سے میل جول کرین گرمی کے موسم مین اپنا گھونسلا اونچے درختونکی شاخونمین بناوین - انڈونکو اسطرح سیئین بچے اسطرح نکالین[1] - دانا پانی وہان سے لاکر بچونکو اسطرح سے کھلاوین بڑے ہوکر اسطرح سے اُڑین دشمن سے بھاگین اپنے مقابل سے کہ جب اُنکی ضروریات مین مخل ہو اسطرح جنگ کرین اپنے بنی نوع کے ساتھ رہا کرین - اسیطرح گائے بھینس انسان گھوڑے گدھے ہر ایک نوع کو بذریعہ الہام اور وحی وہ علوم سکھائے

[1] اسپر بھی اس معترض نے اعتراض کیا ہی کہ بہت سی بیری سال بھر کے بعد پیپل بنجاتی ہی الخ شاید ایسی بیری معترض کے گھر مین ہوگی دوم یہ ایک جدا گانہ نوع قرار پاویگی نہ وہ کہ جسمین کلام ہی - حکیم غلام حسن

[2] ان مضامین کی طرف اس آیت مین اشارہ ہی وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ کہ زمین پر ہر جاندار حرکت کرنے والے اور ہر پرندہ وبازون سے اُڑنے والے تمہاری مانند گروہ ہین - ہمنے قرآن مین کوئی بات باقی نہین چھوڑی ۱۲ منہ

جاتے ہین کہ جو اُنکے نوع کو کارآمد اور ضروری ہین اور اُن چیزون سے اُنکی صورت نوعیہ کو منع کیا جاتا ہے جو اُنکے حق مین ضار اور خلل انداز ہین
گائے بھینس پر حرام ہے کہ وہ گوشت کھائین اگر اس حرام کا ارتکاب کرین تو اسکی سزا اُنکو وہین ملنے بشیر پر گھانس کھانی حرام اور گوشت کھانا
فرض ہے اس حکم کو عدول کرے تو سخت مضرت اُٹھاے نقصان کے جہنم مین جاے شہد کی مکھیون[۱] پر یہ فرض کر دیا کہ درختونکے پتے اور پھول اور
پھل دیکھکر کھائین پھر اپنے بنی نوع کے لیے ایک گھر بنائین اور وہان شہد اس طرح سے بھرین اور اپنے سردار الیعسوب کی اطاعت کرین الغرض اور بہت سے
حالات ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجایش نہین - الغرض اس وحی مین ہر ایک چیز شریک ہے اور ہر نوع کی شریعت جداگانہ ہے اور ہر نوع اُس شریعت
کی مجبور ا پابند ہے چنانچہ ان آیات مین سیطرف اشارہ ہے وَلِلّٰهِ[۲] يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وقال[۳] وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ
لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا اَنْ تُدْرِكَ
الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُونَ ۝ علاوہ انکے اور بہت سی آیات ہین - قرآن مجید کی خوبیون مین ایک بڑی خوبی
یہ بھی ہے کہ اسمین ہر ایک قسم کی حکمت اور ہر چیز کے سر کیطرف اشارہ ہے کلام الہی مین یہ خوبی ضرور ہونی چاہیے اور انہین وجوہ سے اسکا مثل
بنانا محالات سے ہے مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون حاصل کلام اس وحی و الہام مین ہر چیز شریک ہے اور ہر ایک اُسکی اطاعت پر سر بسجود ہے اور یہی اطاعت اُنکا
ذکر اور یہی اُنکی تسبیح و تقدیس کہ جس سے کوئی جزو عالم خالی نہین ؎ بذکرش ہرچہ بینی در خروش است ؁ دلے داند درین معنی کہ گوش است ؁
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست ؁ کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست ؁ لیکن اس وحی اور اس الہام کی جدا زبان ہے جس زبان سے ہر چیز اُس سے
بات کرتی اور اپنے درد دل کو ظاہر کرتی ہے وہ اور زبان ہے - باغ مین سرو دست بستہ کھڑا ہوکے جس زبان سے عرض حال کر رہا ہے وہ اور ہے - دریا
اور پہاڑ اور ہیبت ناک جنگل بلکہ انسان کا ہر ہر عضو بلکہ عالم کا ہر جزو جس زبان سے کلام کر رہا ہے وہ اور زبان ہے یہ زبان کہ جس سے ہم باہم بولتے
چالتے ہین اور زبان ہے اُس زبان مین بے آواز اور بے حروف اور بغیر الفاظ کے وحی آتی ہے چنانچہ اس آیت مین سیطرف اشارہ ہے[۴] وَاَوْحٰى
رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ وقال[۵] وَاَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وقال فَاَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا اس قسم وحی کے علاوہ ایک دوسری قسم وحی
اور الہام کی اور بھی ہے کہ جسکے ساتھ حضرت انسان دنیا کوئی اور نوع ذی عقل مخصوص ہے - چونکہ جمادات مین سے اعلی درجہ کی جمادات نباتات
ہوجاتے اور جسم نامی کہلاتے ہین اور جسم نامی جو اور زیادہ ترقی کرتا ہے تو حیوانیت کے درجہ مین پہنچتا ہے پھر اعلی کمال حاصل کرتا ہے تو انسان ہوجاتا
ہے پس انسان ان جمادات نباتات حیوانات مین چونکہ اعلی اور مخصوص ہے تو اُسکے لیے وحی اور الہام بھی بہ نسبت اور چیزونکے مخصوص ہے -
اسکا دل گذرگاہ خداوند تعالی ہے اسکا رابطہ خدا کے ساتھ سب سے نرالا ہے ؎ ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے ؁ میرا ہی دل ہے وہ
کہ تو جس مین سما سکے ؁ انسانکے دل پر جو کچھ واردات غیبی ظہور کرتی ہین سب وہین سے آتی ہین اور ہر وقت ملہم غیبی اُسکو دہانکی باتین تلقین

---

[۱] چنانچہ اس آیت مین اسکا بیان ہے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ۝ ترجمہ تیرے خدا نے شہد کی مکھیون کو حکم کیا کہ پہاڑون اور درختون اور چھتون مین گھر بناے اور ہر طرح کے پھل کھاے اور سوراخون سے سمٹ کر نکلے نکلتا ہے اُنکے پیٹ سے شہد مختلف رنگتونکا کہ جس مین لوگونکی شفاء اور نشانی ہے اُنکے لیے جو فکر کرتے ہین ۱۲ منہ [۲] اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہین (یعنی فرمانبرداری) آسمان والے اور زمین والے ۱۲ منہ [۳] اور آفتاب اپنے ٹھکانے پر چلتا ہے یہ اندازہ ہے زبردست خبردار کا ۱۲ یعنی خدا نے جو اندازہ کر دیا اُسکے موافق چلتا ہے اور چاند کے لیے ہمیشہ منزلین مقرر کردین (کہ ہر ایک منزل کو ایک دن مین طے کرتا ہے) یہانتک کہ پھر اسیطرح پرانی شاخ کی مانند ہلال نظر آتا ہے آفتاب کو یہ درست نہین کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور ہر ایک ستارہ آسمان مین تیرتا پھرتا ہے ۱۲ منہ [۴] اور تیرے رب نے مہال کو یہ وحی بھیجی کو تو پہاڑون مین گھر بنا - اور ہر طرح کے میوے کھا کے شہد بنا ۱۲ [۵] اور خدا نے ہر آسمان مین وحی بھیجی ۱۲ منہ - ۞ - ۞ - ۞

کرتا رہتا ہے۔ مگر اسکا خمیر ایسے متضاد الطبائع سے ہوا ہے کہ جسکی صورت نوعیہ کا مقتضے طبعی تاریکی اور اضلال ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ انسان کی روح (کہ جسکو حکما نفس ناطقہ کہتے ہین اور جوہر سماوی اور نور الٰہی کے لقب سے ملقب کرتے ہین) اگرچہ حادث ذاتی بلکہ حادث زمانی ہے لیکن اس جسم کے مرکب ہونے سے ہزار ہا سال پہلے پیدا ہو چکی ہے اور حظیرۂ قدس ہین کہ جسکو اسکا اصلی وطن کہتے ہین رہی ہے ۵ تو ز آن دست پرور مرغ گستاخ ٭ کہ بودت آشیان بیرون ازین کاخ ٭ چرا زان آشیان بیگانہ گشتی ٭ چو دونان چغد این ویرانہ گشتی ٭ بیفشان بال و پر زآمیزش خاک ٭ بپر تا کنگرۂ ایوان افلاک ٭ پھر اس جسم کے پتلے سے اسکو وابستہ کر دیا۔ اور اس بات کا بار گران (کہ اس جسمانی آلے کے ذریعے سے اپنے لیے دیگر کمالات زائد حاصل کرے نہ کہ اپنی اصلی استعداد اور ذاتی نورانیت کو اسکی صحبت مین زائل کرے) اس نا عاقبت اندیش کے سر پر دھر دیا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۵ آسمان بار امانت نتوانست کشید ٭ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ٭ پس اس جوہر نورانی کا مقتضا قوت ملکیہ ہے اور اس جسم ظلمانی اور صورت ہیولانی کا اثر قوت بہیمیہ ۵ آدمی زادہ طرفہ معجونیست ٭ از فرشتہ سرشتہ وز حیوان ٭ گر کند میل این بود بہ ازین ٭ گر کند میل آن بود بد ازان ٭ اور کبھی یہ دونون قوتین باہم مصالحت کر کے رہتی ہین اور کبھی ہمیشہ کشاکشی اور تخالف کے صدمے سہتی ہین پھر کبھی یہ غالب اور وہ مغلوب اور کبھی بالعکس بنا بر این ان دونون ملکیہ و بہیمیہ کے اختلاف سے باعتبار کم و زیادہ ہونیکے بیشمار اقسام پیدا ہوتے ہین مگر زیادہ قابل لحاظ یہ آٹھ قسم ہین چار قسم اس صورت مین پیدا ہوتی ہین کہ جب ملکیہ اور بہیمیہ دونون بحالت مصالحت رہکر ایک مزاج خاص حاصل کر لیتی ہین (اول) یہ کہ ملکیہ نہایت علے درجہ کی ہو اور بہیمیہ بھی شدید ہو مگر ملکیہ کے تابع ہو یہ وہ لوگ ہین کہ امور ریاست و دنیا و دین پر حاوی ہین اور انتظام سلطنت و تدبیر منزل و تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق مین ممتاز ہین دنیا اور دین دونون کے کمالات انکو حاصل ہوتے ہین پس جسطرح کہ عالم ملکوت کے اسرار انکے دلون مین منکشف ہوتے ہین اور وہانکی چیزین انکو عیاناً دکھائی دیتی ہین ملائکہ انکی اصلی حالت پر بھی انسے نظر آکر کلام کرتے ہین اسیطرح دنیاوی اصلاحات اور انتظامات اور تدابیر جزئیہ مین بھی یہ لوگ کامل ہوتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جنکو انبیاء اولو العزم کہتے ہین (دوم) وہ کہ قوی ملکوتیہ انکے علو پر اور قوی بہیمیہ ضعف پر ہون یہ لوگ انتظام و مصالح دنیاویہ مین انسے کم ہین لیکن وہ بھی انبیاء ہین (سوم) وہ لوگ ہین کہ انکے قوی بہیمیہ اور ملکیہ دونون ضعیف ہین یہ لوگ وہ ہین کہ جو بھاری کامون سے خواہ دینی ہون یا دنیاوی

---

۵۱ چنانچہ یہ آیت اس دعوی پر دلیل ہے کہ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ الآیہ یعنی خدا نے بنی آدم کی ذریات کو انکی پشت سے روز میثاق نکالا امام احمد نے روایت کیا ہے کہ خدا نے آدم کی پشت کو مسح کیا اور اُنکی تمام ذریت جو کہ قیامت تک ہونہار تھی چیونٹیون کی طرح نکل پڑی سب سے خدا نے خطاب کر کے پوچھا الست بربکم کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون قالوا بلے سب نے کہا ہان۔ کہا مین نے تمسے اقرار لے لیا اور تمکو تمہارے لیے گواہ بنا لیا اب مین دنیا مین تمکو بھیجتا ہون اور تمہارے پاس تمہارے لیے ہادی یعنی رسول آوینگے اسوقت ہر ایک کو اُسکی تعلیم قبول کرنی پڑیگی وہ لوگ اس روز کے عہد کو یاد دلائینگے پس جو کوئی انکا کہنا مانیگا اور نور فطرت کو چھوڑ کر اندھیرے مین پڑیگا تو قیامت کو اُسکا عذر قبول نہوگا کہ یہ برائیان شرک و کفر تو ہمارے بڑون نے کی تھین اور ہم تو انکے مقلد تھے ہمسے خدا کیون مواخذہ کرتا ہے کیونکہ یہ عذر بعد اسکے کہ وہ خود عہد کر چکے ہین مسموع نہوگا انتہے ملخصا) ۵۲ جسطرح آئینہ کو مٹی ملتے اور اُسپر راکھ لتھیڑتے ہین تاکہ اس خاک کے دور ہونیکے بعد یہ خوب چمک جاوے اسیطرح انسان کی روح کو جو آئینہ سماوی ہے کہ جسمین تمام غیب کی صورتین بشرط صفا ہونیکے نظر آتی ہین جسم خاکی سے متعلق کر دیا کہ اسکی مفارقت کے بعد کہ جسکو موت کہتے ہین اسکے خود کمالات اور اسکا جوہر چمک اوٹھے اور جمال جہان آرا کے نور منقش ہو جانیکے قابل ہو جاوے پس جس نے اسکو سنوار لیا اُسنے فلاح پائی اور جس نے اصلی جوہر کو بگاڑ لیا اس نے خرابی اُٹھائی۔ ۱۲ منہ

۵۳ اسی لیے جسطرح ہمارے نبی علیہ السلام نے دینی اور روحانی تعلیم مین کوئی بات نہین چھوڑی اسیطرح جسمانی اور دنیاوی اصلاح اور انتظام کی باتین بیع و شرا غسل و طہارت کی بھی اعلے سے لیکر ادنی تک اجمالا یا تفصیلا سب بیان فرما دین حتی کہ استنجا کرنا اور پاخانے مین ڈھیلا لینا بھی تعلیم کر دیا رات کو چراغ گل کر کے دروازہ بند کر کے برتنونکا منہ بند کر کے سونا بھی بتلا دیا وقس علیہ۔ اور اسیطرح جیسا کہ آپ اس لطافت کو پہنچے تھے کہ جسم اطہر روح کی طرف شب معراج آسمانون پر پہنچا اسیطرح قوی بہیمیہ کی باتون عورتون سے رغبت رکھنے اور نو بیویونکے پاس ایک شب مین دورہ کرنے اور شجاعت اور طاقت مین کمال رکھتے تھے ۵ ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق کے شامل ٭ خواص اُس برزخ کبری مین تھا حرف مشدد کا ٭ اور آپ باعتبار قوت جسمانی کے دنیاوی کامون مین بات چیت مین مصروف رہتے مگر اسی حال مین بسبب قوت ملکیہ کے ذات پاک مین مستغرق رہتے تھے جو بعض نادان اس نکتہ سے واقف نہین وہ آنحضرت علیہ السلام کے بکثرت نکاح کرنے وغیرہ باتون اور جزوی تعلیم پر طعن کرتے ہین اور اس زمانہ کے متعصب عیسائیون اور بعض ہنود نے جیسا کہ پادری فنڈر اور عماد الدین اور لالہ اندرمن وغیرہم ہین دفتر کے دفتر اسی بارہ مین سیاہ کر دیے اور بندگان خدا کو

[illegible]

بوجہ سستی کنارہ کش رہتے ہین یہ لوگ کمالات سے حصہ نہین پاتے (چہارم) وہ ہین کہ جنکے قوے بہیمیہ نہایت غالب اور ملکیہ نہایت پست یہ وہ لوگ ہین کہ بوفور شہوات نفسانی ہین سرشار اور تاریکی ہیولانی ہین گرفتار رہتے ہین اور یہی چار قسم اُس دوسری صورت مین پیدا ہوتی ہین کہ جہان قوت ملکیہ او بہیمیہ مین باہم مصالحت نہین بلکہ تجاذب اور تخالف ہے۔ اور ان اقسام مین قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جسکی قوت بہیمیہ نہایت تیز ہوگی وہ مجاہدات اور ریاضات کا زیادہ محتاج ہوگا بالخصوص حسنا تجاذب پس جب اُسکی قوت ملکیہ زور کریگی تو معارف مین زیادہ مصروف ہوگا اور بسبب غلبہ بہیمیہ کے اعمال کی چندان پروا نکریگا اور جب اُسکی ملکیہ مغلوب ہوگی تو ہمہ تن دنیا ہی مین مصروف ہوجائیگا اسکا ایکسان حال کبھی نرہیگا۔ اس اصول سے تمام اہل اللہ صدیقین و شہدا کے مراتب بخوبی ظاہر ہوسکتے ہین اور اشرار کے درجات بھی بخوبی سمجھ مین آسکتے ہین۔ المختصر اس الہام اور وحی سے ہر فرد بشر فیضیاب ہے لیکن باعتبار شدت وضعف قوی ملکیہ و بہیمیہ کے علی حسب المراتب حصہ ملتا ہے پس جب کسیقدر قوت ملکیہ اُسطرف متوجہ ہوتی اور بہیمیہ کے پنجے سے نجات پاتی ہے تو اُسپر وہان کی باتین القا ہوتی ہین اور اچھے خیالات پیدا ہوتے ہین اور جب قوت بہیمیہ کی ہوا چلتی ہے تو اُسکے مقتضا کے موافق شہوانی باتین سوجھتی ہین چنانچہ اس حدیث مین کہ ہر بشر کے دل پر ایک نیکی کا فرشتہ الہام کرتا ہے اور بدی کیطرف شیطان بلاتا ہے اسیطرف اشارہ ہے پس انسان کی سعادت اور شقاوت کی باتین (کہ جنکو شریعت کہتے ہین اور جنکا الہام ہونا رحمت الٰہی کے نزدیک نہایت ضروری تھا) اس قابل نہ تھین کہ ہر کس و ناکس کے الہام اور وحی پر چھوڑ دیجاتین بلکہ اُنکے لیے ایسے شخصونکا الہام ضروری ہے کہ جو قوت بہیمیہ کی تشویشات اور شوائب بشریہ سے معصوم ہون اور اُنکا الہام بھی نہایت اعلیٰ طور پر ہو کہ جسکو وحی بواسطہ جبرئیل کہتے ہین پس یہ لوگ انبیاء ہین۔ اور یہان سے آپکو ضرورت نبوت بھی خوب معلوم ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تمام افراد نوع مین نفوس انبیاء سب سے زیادہ کاملہ ہوتے ہین اور یہ بھی کہ انہین کے وسیلہ سے عالم قدس کے فیضان انسان کو نصیب ہوتے ہین جنے اُنکا حکم سے سرتابی کی وہ اپنے کمالات سے اسطرح محروم رہا کہ جسطرح نفس نباتیہ کی نافرمانی سے شاخ اور پھول و پھل محروم ہوکر سوکھ جاتے اور بگڑ جاتے ہین اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ[1] مگر یہ تو آپکو خوب معلوم ہوگیا کہ الہام مین سب شریک ہین ہر مصنف کو اور ہر شاعر کو اور ہر واعظ کو بلکہ ہر ایک کام کے کاریگر کو بھی الہام ہوتا ہے لہار بڑھئی کو اپنے کام مین الہام ہوتا ہے کہ جس سے وہ طرح طرح کی صنعتین اختراع کرتا ہے پھر اسمین بھی متفاوت درجے ہین جو لوگ کہ ہمہ تن اسمین مستغرق رہتے ہین اُنکی قوت متخیلہ یہانتک غلبہ کرتی ہے کہ وہ خیالات اُنکو مجسم دکھائی دیتے اور کبھی آوازین سنائی دیتی ہین لیکن یہ آوازین ہاتف غیب کیطرف سے نہین ہوتین بلکہ درحقیقت وہان سوائے اُنکے خیالات کے اور کچھ نہین ہوتا جیسا کہ مجنون آدمی خیالی صورتون سے باتین کرتا اور اُنکو دیکھتا ہے یا بیمار آدمی غلبہ مرض مین کچھ کچھ دیکھتا سنتا ہے بعض کو بخار آتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ سب حالات اُن لوگونکے ہین کہ جنکے قوی بہیمیہ اور صفات بشریہ غالب ہین کہ جنکا عوام الناس لقب ہے اور جنکے قوی ملکیہ غالب ہوتی ہے وہ ان خیالات سے بالکل پاک ہین پھر اُنکی دو قسم ہین کیونکہ یا تو اُنکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہے یا ذرا کم قسم اول انبیاء علیہم السلام ہین کہ جنکو باعتبار اختلاف حالات کے مختلف طور پر الہام ہوتا ہے کبھی تو خواب مین (جبکہ اس جسم سے توجہ کم ہوتی ہے اور اُس عالم کا پردہ اُنسے اُٹھ جاتا ہے) ملائکہ کے ذریعے سے اور کبھی[2] دو بدو خدای پاک سے ہمکلام ہوکر مستفید ہوتے ہین اور کبھی مغیبات عالم مثالی مین متشکل ہوکر دکھاتی دیجاتی ہین اور کبھی[4] حالت بیداری مین کہ جب ملکیہ کا نہایت غلبہ ہوتا ہے تو یہ تینون صورتین پیش آتی ہین اول یہ کہ وہ فرشتہ کہ جسکو ناموس اکبر یا جبرئیل کہتے ہین پیغام الٰہی پہنچاتا ہے پھر اُسکے بھی کئی طور ہین۔ اول[1] یہ کہ جبرئیل کسی شکل مین ظاہر ہوکے مطلع کرجاوے چنانچہ جنگ احزاب کے بعد جبرئیل آدمی کی شکل مین غبار آلودہ ظاہر ہوئے اور یہ کہہ گئے کہ آپ اے نبی اللہ جنگ سے فارغ ہوگئے لیکن ہم نہین ہوئے چلیے بنی قریظہ کا محاصرہ

قسم اول انبیا

[1] حکم مانو اللہ اور رسول کا جبکہ تمکو وہ ان باتونکے لیے بلائین جو تمہین زندگی بخشتی ہین ۱۲

کبھی چنانچہ اس حدیث کو صحاح ستہ میں روایت کیا ہی اور اکثر تو حیہ کلبی کی صورت مین دکھائی دیتے تھے اور کبھی اجنبی شکل مین اسطرح ظاہر ہوتے تھے

کہ بیکو حضار مجلس بھی دیکھ لیتے تھے چنانچہ بخاری نے وغیرہما محدثین نے بسند صحیح روایت کیا ہی کہ حضرت جبرئیل مسافرانہ صورت مین نہایت سفید لباس مین

ظاہر ہوکر آنحضرت علیہ السلام کے زانو سے زانو ملاکر ایمان اور اسلام کے معنے پوچھنے لگے اور آپکے جواب کے بعد خود ہی تصدیق کرتے جاتے تھے پھر حضرت عمر فرماتے

ہین کہ ہمکو انکے اس سوال و تصدیق سے نہایت تعجب ہوا پس جب وہ چلے گئے تو آنحضرت علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے تمکو ایمان و اسلام

کے معنے سکھانے آئے تھے اور اسیطرح دو روز جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کہ ایک روز اول وقت اور دوسرے روز اخیر وقت امام مالک وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہی

اس الہام کو بھی حالت خواب میں مشاہدہ کیا ہوگا اور صحیح بخاری مین بھی ہی کہ احیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی مایقول کہ کبھی فرشتہ آدمی کی صورت

مین آکر مجھ سے کلام کرتا ہے تو مین اسکی بات یاد کر لیتا ہون دوسم یہ کہ جبرئیل ملکوتی صورت مین خاص آپکو ہی دکھائی دیوین اور کلام الہی یا احکام الہی

کبھی مع الفاظ اور کبھی محض مطالب بلیون القاء کر جاوین اور کلام کر جاوین اور کسیکو نہ انکی صورت دکھائی دیوے نہ انکی آواز سنائی دیوے چنانچہ اکثر وحی

قرآن مین یہی بات پیش آتی تھی اور کبھی جبرئیل کے وحی لاتے وقت آنحضرت علیہ السلام کو ایک آواز جرس کی مانند سنائی دیتی تھی جیسا

کہ صحیح بخاری اور مسلم مین منقول ہی اور یہ حالت آپ پر نہایت شاق گذرتی تھی - اس آواز جرس کی اصل حقیقت نبی علیہ السلام سے منقول نہین لیکن

علما نے اپنی رائے سے اسکی توجیہ بیان کی ہین بعض کہتے ہین کہ ملائکہ کے پرونکی آواز تھی بعض کہتے ہین کہ تنبیہ کرنیکے لیے پیشتر آواز آتی تھی واللہ اعلم عندالسلام

دوسری بیداری کی یہ حالت ہے کہ تجلی ذاتی ہوکر خود بخود خدا تعالے سے ہمکلام ہوجاوین جیساکہ کوہ طور پر موسی کو یہ معاملہ پیش آیا وکلم اللہ موسی تکلیما

اور شب معراج مین یہ بات آنحضرت علیہ السلام کو پیش آئی تیسری یہ صورت کہ حالت بیداری مین عالم ملکوت کا مشاہدہ و تجلی ہوکر اسرار غیب پر مطلع

ہوجاوین چنانچہ نماز کسوف مین یہ بات آپکو پیش آئی چوتھی ایک اور صورت بھی ہی اور وہ یہ کہ فرشتہ غائبانہ آواز سنا کر بتاوے کہ جسکو ہاتف غیب کہتے

ہین اس مقام پر ایک بات قابل بحث ہی وہ یہ کہ اور جس قدر وحی یا الہام انبیاء کی قسمین بیان ہوئین سب ٹھیک ہین مگر جبرئیل کے ذریعہ سے الہام ہونا

یا وحی آنا اور جبرئیل کا مطالب کو کبھی بالفاظ اور کبھی محض معانی دلمین القاء کرنا کیون ہی؟ کیا اپنی قوت ملکیہ سے خود بخود پیغمبر علیہ السلام خدا سے ہمکلام نہین ہوسکتے

تھے؟ اسکا جواب یہ ہی کہ نقل سے تو جبرئیل علیہ السلام کا الہام اور وحی مین واسطہ ہونا بخوبی ثابت ہے چنانچہ وہ احادیث صحیحہ جو اس بارہ مین وارد ہین انکا تو

کوئی شمار ہی نہین مگر آیات قرآنیہ بھی اس امر مین بیشمار وارد ہین منجملہ انکے یہ ہی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ

یعنی کہہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو سو ہوا کرے مگر اسنے تو یہ قرآن تیرے دل پر خدا کے اذن سے اتارا ہی ازانجملہ یہ ہی يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ

کہ خدا جبرئیل کو جسکے پاس چاہتا ہی بھیجتا ہی ازانجملہ یہ ہی إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ وَمَا صَاحِبُكُم

بِمَجْنُونٍ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ہ یہ قرآن اس

رسول کریم کا سخن ہی کہ جو قوت والا اور خدا کے نزدیک معزز اور امین ہی یعنی جبرئیل اور تمہارا نبی (محمد علیہ السلام) کچھ دیوانہ نہین (کہ اپنے خیالات کو مجنون

صورت دوم

صورت سوم

[illegible]

ف یہ بھی ہوسکتا ہی کہ وحی کے وقت ملکیہ کا زور اور ہیبتہ کا تنزل ہوتا ہی جسمین باہم ایک منازعت سی پیدا ہوتی ہے جسم مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہی جس سے یہ جھنجھناہٹ کی سی آواز بھی کان مین آتی ہی اور پسینا بھی آجاتا ہی یا بظاہر بیہوشی کی سی حالت بھی ہوجاتی اور کبھی خراٹا بھی لگ جاتا ہی بلا تشبیہ جب آمد بخار کا وقت اور دورہ شروع ہوتا ہی تو حالت صحت و مرض مین انقلاب عظیم پیدا ہونے سے اصوات سنسنیہ وغیرہا باتین محسوس ہونے لگتی ہین حالانکہ ان دونون حالتون مین جو مرض اور وحی کیوقت پیدا ہوتے ہین زمین و آسمان کا فرق ہی پس وہ جو روایات مین ہی کہ آنحضرت کو بوقت وحی پسینا آتا تھا اور بیہوشی سی ہوجاتی تھی یا کبھی خراٹے کی آواز بھی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے محسوس ہوتی تھی غالباً انکا یہی سبب تھا جسکو سل مخالف غیرہ لال بجھکڑون نے کہین صرع کا دورہ کہین کچھ تجویز کرکے آنحضرت علیہ السلام

کیطرح جبرئیل اور وحی سمجھ جاوے) اور آپنے جبرئیل کو (اسکی صورت اصلیہ پر) کنارہ آسمان پر دیکھا ہی اور وہ غیب کی باتونمین بخیل نہین اور یہ قرآن
شیطان کا قول نہین (کہ کوئی یہ گمان کرے کہ شاید شیطان جبرئیل کی صورت مین آتا ہو) پس تمہارا خیال کدھر جاتا ہی (کہ ایسی ایسی بدگمانیان کرتے
ہو) قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ تو کہہ کہ اس قرآن کو تیرے رب کیطرف سے سچائی کے ساتھ روح القدس نے اُتارا ہے یعنی جبرئیل نے
اور ستر اسکا یہ ہی کہ جنکو انبیاء کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جنکے نفوس مزکاہر طرح کی لوث بشری سے پاک و صاف ہوتے ہین اور جنکو ملا اعلی مین اُنکو نکی ہنمائی اور اصلاح
وارین کے لیے ممتاز بنایا جاتا ہی قال تعالی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ اُنکی اطاعت کا قرنون تک لوگونکے دلونمین میلان اور شوق ڈالا جاتا ہی
اُنکے موافق پر رحمت اور مخالف پر لعنت اُترتی ہی اور یہی وجہ ہی کہ آجتک ہزارہا برس سے تخمیناً تمام عالم کہ جسمین طرح طرح کے لوگ ہین انبیاء علیہم السلام کے
تابع چلا آتا ہی آخر کچھ تو بات ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور حکماء و عقلاء حضرت مسیح علیہ السلام کو مانتے چلے آئے ہین۔ اور تخمیناً تہائی دنیا نے تیرہ سو برس سے
ایک شخص یتیم خشک پہاڑونکے رہنے والے یعنی حضرت خاتم الانبیاء پر جان فدا کر رکھی ہی انکا نام دلونکو مقناطیس[1] کیطرح کھینچتا ہی۔ اگر یہ ملا اعلی کیطرف کی مقبولیت
نہین تو پھر کیا ہے جو تمام یورپ اور امریکا اور ایشیا اور افریقہ مین ان چند شخصونکی[2] مانند کوئی ریفارمر یا واعظ یا اپنی قوم کا ترقی خواہ یا کوئی حکیم و فلاسفر یا کوئی
ریاضیات کا امام یا کلونکا ایجاد کرنیوالا ایسا مقبول اور پیشوا خاص و عام کیون نہوگیا؟ کیا کسیکو اس بات کی آرزو نہوئی ہوگی کیون نہین بلکہ ہزارون اس حرص
مین ایڑیان رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ المختصر اسکی معرفت نوع کی اصلاح کے وہ علوم ظاہر ہوتے ہین کہ جنکے حاصل کرنے سے عقول عاجز ہین اور اسکا اتباع ہر فرد
نوع پر ایسا لازم اور ضروری ہوتا ہی جیسے کہ درخت یا حیوانات کی صورت نوعیہ کا اُسکے افراد یا یعسوب کا نحل پر پس جس طرح درخت کے ہر پتے اور پھول اور ہر شاخ
کی بہبودگی اور اصلاح نفس نباتیہ کے ذریعہ سے ہوتی ہی اگر وہ اُسکی مخالفت کرین تو اپنے کمالات نوعیہ سے محروم رہجائین نہ پتا بڑھ سکے نہ پھول کھل سکے
نہ پھل پک سکے۔ اور جسطرح کہ نفس حیوانیہ شیر کو گھانس کھانی حرام اور گاے اور بھینس پر فرض و واجب کرتا ہی اسیطرح نبی علیہ السلام کی اطاعت فرض ہی وہ بھی
ہر شخص کے لیے اُسکی مضر چیزونکو حرام اور ضروری باتونکو فرض تام کہتا ہی چنانچہ ان آیات مین اسیطرف اشارہ ہی هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا
مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٥ (خدا وہ ہے کہ جس نے
اُن جاہل لوگون مین اُنہین مین سے وہ رسول بھیجا جو اُنکو اُسکی آیتین پڑھ سناتا اور اُنکو پاک کرتا اور کتاب و حکمت سکھاتا ہی اور بلاشک اس سے پہلے
وہ صریح گمراہی مین تھے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ کہ اے مومنو کہا مانو اللہ اور رسول کا جب
کہ وہ تمکو ایسی بات کیطرف بلاے کہ جو تمہین حیات (ابدی) بخشے وقال يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ کہ رسول لوگونکے لیے
پاک چیزین حلال اور گندی چیزین حرام کرتا ہی پس تمام نوع انسان مین سے ان علوم کے لیے انبیاء مخصوص ہونے ضرور تھے اور ان ضروری چیزونکے لیے
الہام بھی وہ ہونا چاہیے تھا جو سب صورتونمین اعلے اور بعید عن الخطاء ہو لیکن الہام کی چھ صورتونمین سے تین جو خواب مین پیش آتی ہین اس قابل نہین
کیونکہ اکثر خواب مین قوت وہمیہ اور ادراکات عقل صرف کو معارض ہوکر خلط ملط کر دیتی ہی اسلیے مدرکات اپنی مناسب صورتونمین دکھائی دیتے ہین۔

---

[1] اصل اسکی یہ ہی کہ تمام اشیاء کا مرکز اصلی اور مرجع ذات باری ہی اور اسکا یہ اثر عالم کے ہر جزو مین پایا جاتا ہی مقناطیس کے اندر جو جذب ہے وہ اُسیکا پرتو ہے پھول جو بلبل کا دل کھینچتا ہی اُسمین اسیکا پرتو ہے پس کامل پرتو اُسکا انبیاء علیہم السلام پھر اولیاء کرام ہین اسی لیے اُنکی طرف تمام عالم کے دل خود کھنچے چلے جاتے ہین اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہی۔ اور وہ یہ ہی کہ جب خدا کسی بندہ سے محبت کرتا ہی تو جبرئیل کو حکم کرتا ہی کہ مین اس سے محبت کرتا ہون تم بھی کرو پھر ملا اعلی کے لوگ اُس سے محبت کرتے ہین پھر منادی کر دیجاتی ہی پس وہ محبت زمین پر بھی پھیلتی جاتی ہے یہانتک کہ اہل زمین بھی اُس سے محبت کرتے ہین اور جس سے خدا کو نفرت ہوتی ہی اُسکی نفرت اسیطرح پھیلتی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی حضرت موسی و عیسے و محمد علیہم السلام ۱۲ منہ

صورت نزول قرآن

جبرئیل کا الفاظ قرآن لانا

لہذا تعبیر دینے کی ضرورت پڑتی ہے باقی رہین بیداری کی تین صورتین تو انمین سے یہ صورت کہ عالم ملکوت منکشف ہو جاوے سو اسکا مآل کار اسی بات پر آرہتا ہے کہ وہ خدا سے خود ہمکلام ہو جاوے بس ایک دوسری صورت کہ فرشتہ پیغام لاوے قابل اطمینان ہین اور قرآن مجید انہین دو طریقون سے نازل ہوا ہے لیکن انسان کے حالات گو وہ نبی ہی کیون نہو ہر دم یکسان نہین رہتے اسلیے یہ حالت ہمکلامی قلیل الوقوع ہے اسلیے اس صورت مین بہت ہی کم قرآن مجید نازل ہوا ہے فقط سورہ بقرہ کا اخیر شب معراج مین اسطرحسے نازل ہوا (کمافی الاتقان) بس زیادہ کار برآری کی یہی صورت رہی کہ ناموس اکبر یعنی جبرئیل علیہ السلام آنحضرت کو اپنی صورت ملکیہ مین نظر آوین اور بالفاظ کلام پہنچاوین کہ جسکو وحی متلو اور قرآن بھی کہتے ہین اور اسکے علاوہ اور جسقدر صورتین ہین سکو وحی غیر متلو اور سنت اور کبھی حدیث قدسی بھی کہتے ہین رہی یہ بات کہ جبرئیل وہ کلام کہانسے لاتے تھے کسی تختے پر لکھا ہوا دیکھکر یاد کر آتے تھے یا پس پردہ خدا سے سن لیتے تھے جیسا کہ عوام مین مشہور ہے اور جس بنا پر سید احمد خانصاحب نے اعتراض کیا ہے تو اسکی تحقیق یہ ہے کہ بتشریح فصل ملائکہ مین آپ فرشتے کی حقیقت سے واقف ہو چکے ہین کہ یہ نورانی لوگ ہین کہ جنکو علی حسب مراتب جناب باری سے تقرب ہوتا ہے اور جبکہ جبرئیل نہایت درجہ کے ملائکہ مقربین مین سے ہین انکو خدا پاک سے ہمکلام ہونا ہر وقت آسان ہے لیکن خدا اور فرشتونکا باہم کلام اس آواز اور ان حروف سے نہین کیونکہ یہ چیزین تو اس عالم مین ہمارے مضامین دلی کے ادا کرنیکے واسطے آلات ہین اور کبھی ہم بھی بغیر ان حروف اور صوت اور تلفظ کے باہم کلام کر لیتے ہین خیر اعلیٰ لوگ تو قوت روحانیہ سے بات چیت صدہا کوس کے فاصلہ سے کر سکتے ہین مگر تار برقی وغیرہ آلات سے ہم بھی چپ ہو کر لب بند کرکے کلام کر سکتے ہین پس جبرئیل علیہ السلام علم الٰہی سے کہ جسکو قلم[۱] اور لوح محفوظ کہتے ہین مطلع ہو کر اور الفاظ بھی وہین سے تلقین پاکر آنحضرت علیہ السلام کو حسب حاجت پہنچاتے تھے۔ اور اس قرآن کی عالم مثال مین ایک صورت خاص ہے کہ جسکو بیت المعمور مین یکبارگی نازل کرنیکے ساتھ تعبیر کرتے ہین آسکے ساتھ تمام نازل شدہ قرآن کو مطابق کرکے آنحضرت کو خوب یاد کرا دیتے اور آیات کی ترتیب باعتبار تقدیم و تاخیر کے بھی اسکے مطابق مقرر کر دیتے تھے گو نازل ہونے مین اس ترتیب کا لحاظ نہوتا تھا پہلے کا پیچھے اور پیچھے کا پہلے حسب حاجت نازل ہو جاتا تھا خلاصہ یہ کہ پیغمبر علیہ السلام ان الفاظ اور معانی کو جبرئیل سے حاصل کرتے تھے اور پھر حفاظ کو یاد کرا دیتے اور کاتبین وحی سے لکھوا دیتے تھے اور خود بھی بخوبی حفظ رکھتے تھے۔ اب اس مقام پر یہ شبہ کرنا کہ خدا کے کلام مین تو حروف اور آواز نہین ہے پھر جبرئیل نے وہ کیونکر سنا ہوگا صف‍ ۲۶ جیسا کہ سید احمد خانصاحب امام رازی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہین محض لغو ہے پھر اسکا یہ جواب دینا کہ ممکن ہے کہ خدا نے جبرئیل مین ایسی سماعت پیدا کی ہو کہ خدا کا کلام سن لیتا ہو الخ بیفائدہ ہے مگر یہ جواب دینا یا یہ ہوا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز جسم دار مین سے خاص طرح کی آوازین ٹھہر ٹھہر کر نکالی ہون اور جبرئیل نے بھی اسکے ساتھ آواز ملائی ہو پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بتلا دیا ہو کہ یہ وہی عبارت ہے جو ہمارے کلام قدیم کو پورا پورا ادا کرتی تھی محض لغو ہے حضرت امام فخر رازی کی شان سے یہ بالکل بعید ہے چونکہ سید صاحب نے کسی مقام کا حوالہ نہین دیا لہذا ہم یہ گمان کرتے ہین کہ یہ تقریر کسی کی امام نے علی سبیل قیل نقل کی ہوگی پھر اسپر سید صاحب کا یہ اعتراض دل کھول کر کرنا یہ تقریرین ہمارے علماء قدیم کی اسی قسم کی تقریرین ہین جنپر آج لوگ ہنستے ہین اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے لغو سمجھتے ہین الخ صف‍ ۲۷ بناء الفاسد علی الفاسد کا مضمون ہے ایسی بے بنیاد تقریرون پر نظر کرکے سید صاحب جبرئیل اور وحی کے منکر ہو گئے ہین افسوس آپکو اس بارہ مین تحقیق کا کلام دستیاب نہوا **قسم دوم** انبیاء سے کمتر درجہ کے لوگونکا الہام ہے ان لوگونکا الہام غالباً پہلی تین صورتون پر مبنی ہوتا ہے

قسم دوم

[۱] ہاتف غیب کی آواز کا اس بارہ مین کچھ شمار نہین ۱۲ منہ [۲] خواب مین بے زبان کے بولتے اور بے آنکھ ظاہری کے دیکھتے ہین کیونکہ خواب مین یہ بند ہوتی ہے الغرض بغیر حواس جسم کے کاروبار کرتے ہین بہت اور بہی حواس ہوتے ہین ۱۲ منہ [۳] یہ خیال کرنا کہ لوح محفوظ کوئی تختی ہے کہ جسپر قرآن خط نسخ مین لکھا ہوا تھا یا پردے کے پیچھے سے آواز آتی تھی کہ پھر اسکے مطابق آنحضرت علیہ السلام کو پہنچاتے تھے غلط خیال ہے ۱۲ منہ

اور حالت بیداری مین خدا سے کلام کرنا اور بواسطہ ناموس اکبر الہام کا ہونا یہ خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے اسی جگہہ سے یہ بات ٹھہر گئی کہ غیر انبیاء کا الہام ظنی ہے گو انکو اُسپر پورا اعتماد ہوجاوے مگر بغیر قرائن خارجیہ کے وہ نفس الہام ظنیت کے مرتبہ سے نہین نکلتا اسی لیے اسکا نام الہام اور اسکا وحی اس فرق کیلیے اصطلاح مین مقرر ہوا۔ اسجگہہ سے اگر کوئی شبہہ کرے کہ تمنے اول مین خدا سے ہمکلام ہونا ہر چیز کا ثابت کردیا تھا اور یہان خاص حصہ انبیاء ٹھہرایا تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہان کلام سے مراد ہماری ایک ارتباط خاص ہے اور یہان ایک مواجہہ او کیفیت مخصوصہ۔ اس تحقیق سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صورت متخیلہ کا مُتشکل ہوکر نظر آنا اور اُسکے ساتھ ہمکلام ہونا اُن عامی لوگونکی شان ہے کہ جنکا منبر یبوست دماغ سے مجنون کے قریب قریب ہے چہ جائیکہ صحیح الحواس پھر اولیا اور خلّص لوگونکا تو کیا ذکر ہے؟ بالخصوص انبیاء علیہم السلام تو اس مرض سوداوی سے بالکل بری اور محفوظ بلکہ معصوم ہین پھر سید احمد خان صاحب کا اُن لوگون کے حال پر انبیاء علیہم السلام کے حال کو قیاس کرنا بڑی غلطی ہے۔ اس شبہہ سے سید صاحب کو اور چند مشکلین پیش آئین (۱) یہ کہ جب آپ نے الہام اور وحی اس سوداوی مرض کو فرض کرلیا تو بہت سے لوگونکو نبی کہنا پڑا اور نبوت کے معنی محض رفارمری اور وعظگوئی رکھی (۲) یہ کہ جب ایسے سوداوی اسکال جبرئیل ٹھہرے تو اصل جبرئیل اور اُنکے ساتھ کل ملائکہ اور اُنکے ذیل مین شیطان اور جن بلکہ کل غیر محسوس چیزونکا منکر محض بننا پڑا اور جن آیات مین کہ ان چیزونکے ذکر ہین اُنکی توجیہات بعیدہ کرنی پڑین اور کہین توجیہہ نہ بن آئے تو انکار محض (۳) جب لوگون نبوت کا دروازہ کھلا اور ہر واعظ اور رفارمر بالخصوص یورپین جنٹلمین واعظ بھی نبی مانا گیا اور ہر ملک اور ہر قوم اور ہر زمانہ مین قوم کی ترقی کو نبی کہنا پڑا اور وہان معجزات سے اُسکو بالکل خالی دیکھکر اُسکی نبوت باطل ہوتی دیکھی تو سرے سے معجزات بلکہ کل خرق عادات ہی کا انکار کردیا اور جن آیات مین کہ معجزات انبیاء اور خرق عادات مذکور ہین اُنکی بے بنیاد تاویلات اور کہین انکار کیا (۴) یہ کہ جب نبوت ایسی ہلکی چیز ٹھہری تو جملہ عبادات ساقط عبادت کیا مسلمانونکے لیے دنیا حاصل کرنیکے وسائل کی تعلیم اور یہی ترقی اسلام (۵) جب عبادت و ریاضت ندارد تو پھر جنت کی نعماء اور دوزخ کی تکالیف کا بھی انکار محض اور ان آیات کی تاویلات رکیکہ اور ان چیزونکے انکار سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جب عقبیٰ کا ڈر اور امید جیسا کہ چاہیے کچھ بھی نہ رہا تو پھر جائز ناجائز حلال و حرام طور سے دنیا حاصل کرنیکا پورا موقع ہاتھ آویگا۔ شاید اسی اعتماد پر خانصاحب بہادر اپنے مدرسہ کی تعلیم اور اپنے اقتدار کو دنیا کی بہبودی کے لیے بڑے زور سے وسیلہ بتلاتے اور کافہ انام کو اسطرف رغبت دلاتے ہین۔ اب معلوم نہین کہ یہ خیالات سید صاحب کی بیباکانہ طبیعت کا نتیجہ ہین یا یورپ کے بعض ملحدون کی صحبت کا اثر ہرچہ باشد مگر انجام بُرا ہے خدا تعالی انکو اور اُنکے متبعین کو اس تاریکی سے نجات دلوے آمین **ف** جب آنحضرت علیہ السلام پر وحی آتی تھی تو آپکو ایک کیفیت استغراقیہ پیدا ہوجاتی تھی اور ایک عجیب حالت پیش آتی تھی ظاہراً اسکا یہ سبب ہے کہ روح القدس کے نازل ہوتے وقت کیفیت فزع یا فرح کی پیدا ہوتی تھی جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے حواریون پر روح القدس نازل ہونیکے وقت ایسی کیفیت پیدا ہوئی تھی کہ جسکو بعض لوگ نشے کی حالت گمان کرتے تھے چنانچہ کتاب اعمال باب ۲ مین آتشین زبانین پیدا ہونا اور ہیبت ناک آواز آنا وغیرہ عجائب باتین مذکور ہین **ف** جب جبرئیل وحی لاتے تو آنحضرت جلد جلد جبرئیل کے ساتھ اسلیے پڑھتے کہ کچھ بھول نہ جائین تو اللہ تعالی نے اس تکلیف کو دور کردیا اور فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ

بیانِ مفاسد خیالِ غلط مذکور

سلہ چنانچہ تہذیب الاخلاق مین بابو کیشب چندر اور دیانند سرستی وغیرہم کو بھی نبی کہا ہے ۱۲ **ف** بعض لوگ چلہ کشی یا کسی اور ریاضت کی وجہ سے یا تو درحقیقت ایسے ہوجاتے ہین کہ اُن پر بذریعہ خواب یا بیداری مین کچھ القاء ہوتا ہے یا محض یبوست دماغ سے اپنے خیالات مین مستغرق ہوکر اُنکی صورتین دیکھتے اور آوازین سنتے ہین پھر انکو وحی یا الہام قطعی کہتے ہین اور اُسپر بڑی بڑی لن ترانیان کرتے ہین اور قرآن کی ان آیات کو جو خاص انبیاء کی شان مین وارد ہین کچھ الفاظ کم زیادہ کرکے اپنے اوپر منطبق کرتے ہین یہ سب لغو اور نرے اصل باتین ہین اور یون اپنے الہام یا مکاشفہ کو قطعی کہنے کے لیے کیا چاہیے ہر شخص مدعی نبوت اور جبرئیل کے آنیکا دعوی کرکے احکام الہی اور قرآن مین تغیر و تبدل کرنیکا مدعی ہوسکتا ہے اور صدہا جہلاء بھی اُسکے تابع ہوسکتے ہین سلامنہ

وَ قُرْاٰنَہٗ الایہ کہ آپ جلدی نہ کیجیے ہمنے ذمہ لے لیا ہے کہ قرآن کو تمام و کمال جمع کرا کے پڑھوا دینگے شبہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ الایہ کہ ہر نبی کی آرزو مین شیطان کچھ ملا دیتا ہی پھر خدا آمیزش شیطان کو دور کر کے اپنی آیات کو ثابت رکھتا ہی۔ اور اسی آیت کی تفسیر مین بعض مفسرین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جس سے شیطان کی آمیزش وحی اور کلام انبیاء مین اچھی طرح سے ثابت ہوتی ہی اور وہ یہ کہ آنحضرت علیہ السلام ایکبار سورہ نجم کی یہ آیات مجمع عام مین کہ جہان بت پرست بھی موجود تھے پڑھ رہے تھے وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى الایہ تو آپ کی زبان سے بیساختہ شیطان نے بت پرستونکے خوش کرنیکو یہ کلمہ نکلوا دیا تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یعنی یہ بڑے بڑے قد آور بت ہین انکی شفاعت مقبول ہی اور بقول بعض مفسرین یہ کلمہ شیطان نے آواز مین آواز ملا کر پڑھ دیا بہر طور وحی مین شیطان کی آمیزش ضرور معلوم ہوئی اور اس قصہ کو بیضاوی اور صاحب معالم وغیرہا نے نقل کیا ہی اور یہان سے ایک اور بات بھی پیدا ہوئی کہ ممکن ہی کہ جبرئیل کی شکل مین شیطان اگر کچھ آیات بنا کے سُنا جاتا ہو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ قصہ بالکل جھوٹھا اور ملحدونکی بناوٹ ہی گو بعض سادہ لوح مفسرونے بے تحقیق اسکو لکھکر اپنی کتاب کا اعتبار کھویا ہی مگر محققین نے جیسا کہ بیضاوی اور صاحب مدارک اور امام رازی بلکہ جمہور نے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو رد کیا ہی دلائل نقلیہ مین سے یہ آیات ہین لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ الایہ کہ قرآن مجید مین کسیطرف سے غلطی نہین ملسکتی نہ باطل کا اسمین گزر ہوسکتا ہی انمین سے یہ آیت ہے وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ الایہ کہ قرآن کو حق کے ساتھ ہمنے نازل کیا اور یہ حق کے ساتھ نازل ہوا منجملہ انکے یہ آیت ہی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی قرآن کو ہمین نے نازل کیا اور ہمین اسکے نگہبان ہین۔ پھر ان آیات کے مقابلہ مین اسلیے اصل قصہ کا کہ جبکو کسی محقق محدث نے کسی سند سے بھی روایت نہین کیا کیا اعتبار ہی؟ اور اس آیت وَمَا مِنْ نَبِيٍّ الایہ مین اس بات کا کچھ بھی ذکر نہین پھر اس سے استدلال کرنا فضول ہی۔ آیت مذکورہ سے صرف اسقدر ثابت ہے کہ ہر نبی گو کیسا ہی اولوالعزم نبی کیون نہو مقتضاے بشریت سے خالی نہین اسکے بعض خیالات مین قوت بہیمیہ کیوجہ سے خطرات نفسانیہ کی ذرا بو آجاتی ہی لیکن خدا اُس نبی کو نور نبوت پر ثابت اور قائم رکھتا ہی اور اُن خطرات شیطانی کو دفع کر دیتا ہی اور اسی لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری مانا گیا ہی لیکن بعض مفسرین کو لفظ تمنّی کے معنے قرء لیکر اور آیات سے آیات قرآنیہ سمجھکر اور نسخ سے معنی مصطلح خیال کر کے یہ مغالطہ ہوگیا ہی اس لیے اسکا شان نزول وہی جھوٹا قصہ قرار دینا پڑا اور بہت واقعی باتین جو اسکا محل ہوسکتی ہین خیال سے دور کر دین منجملہ انکے یہ بات بھی ہی کہ مشرکین مکہ نے جو اپنی دنیاداری کی وجہ سے نہایت متکبر تھے انکو غریب اور مفلس مسلمانونکے ساتھ ملکر آنحضرت علیہ السلام کی مجلس وعظ مین بیٹھنا نہایت شاق گزرتا تھا آپ سے عرض کیا کہ اگر ہمارے لیے کوئی خاص وقت معین فرما دین تو ہم حاضر ہوسکتے ہین آپکو چونکہ ہدایت خلق اللہ مقصود تھی اسلیے یہ خیال آیا کہ اگر انکے لیے جدا وقت مقرر ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہی لیکن یہ بات خدا کو ناپسند معلوم ہوئی کسلیے کہ خدا کے روبرو اسکے مخلصین کو دنیا مردار کے لیے ذلیل سمجھکر متکبرانہ حاضر ہونا انکے لیے مفید نہوگا اور عام مسلمانونکے دلونمین دنیا کی وقعت ہو جاویگی سو یہ شیطانی القاء اور یہ آپکی تمنّی اور یہ خدا کا اسکو منسوخ فرمانا تھا نہ کہ وہ بات۔ اور اگر بطور الزام کلام کیا جاوے تو اس آیت سے اگر کچھ بات آمیزش شیطانی کی ثابت ہوسکے گی تو پہلے انبیاء مین ثابت ہوگی نہ کہ آپ مین کیونکہ اسمین یہ صریح ہی کہ تجھ سے جسقدر پہلے انبیاء ہین انکا یہ حال ہی نہ کہ آپ ختم المرسلین کا۔ یہ بات مشہور ہی کہ المعترض کالاعمٰی وہ حق و ناحق کچھ نہین دیکھتا اسکو اعتراض کرنیکے واسطے ذرا سہارا ملنا چاہیے اسلام کے

شبہ

جواب

وہ مخالف لوگ دکہ جنکی آنکھونپر تعصب کی پٹی بندھی ہی اور انہون نے حق و ناحق اسلام کی توہین کا بیڑا اُٹھا رکھا ہی بلکہ اسی بات کی تنخواہ بھی
پاتے اور خدا ترسی کو عمل مین نہین لاتے ہین ایسی ایسی بے سند باتون سے اسلام پر بڑا اعتراض کرتے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب اور پادری
عماد الدین صاحب پانی پتی اور پادری صفدر صاحب اکبر آبادی اور ماسٹر رامچندر صاحب دہلوی نے تو کوئی دقیقہ ہی باقی نہین رکھا اپنے ہم مذہبون کے خوش
کرنیکو بڑے بڑے ضخیم رسالے بنا کر مشہور کر دیے کہ جنکا جواب ناچار اہل اسلام کو دینا پڑا۔ ماسٹر رام چندر صاحب نے تحریف القرآن نام پندرہ سولہ جزو کا رسالہ اسی بیان
مین لکھا ہی فقیر نے اُسکے جواب مین تعریف القرآن لکھکر پادری صاحبونکی ناحق زبان درازی بتلائی ہی واللہ یہدی من یشاء الی دار السلام۔ رہا اس بات کا
جواب کہ شیطان جبرئیل کی صورت مین ممکن ہی کہ آیا ہو یہ ہے کہ اس وسوسہ کی بنیاد اس بات پر ہی کہ نبوت کے اصلی مرتبے کو تسلیم نکیا جاوے اور جب کوئی نبوت
کی ضرورت اور اُسکی حقیقت پر مطلع ہوجاوے تب اس وسوسہ کا اُسکے دلمین کبھی گزر بھی نہو اسلیے کہ جب اس عالم حسی کے انتظامات ایسے ہین کہ یہان یہ بات
ناممکن ہی (کبھی کوئی عیار کسی گورنر کی صورت مین آکے امور سلطنت مین خلل انداز نہین ہو سکتا) تو اس عالم ملکوت مین یہ بد انتظامی کیونکر ہو سکتی ہی؟
جب ہماری حس بصر کہ جو صد ہا جگہ غلطی کرتی ہی کھرے کھوٹے کو پرکھتی ہی پیتل اور سونے بلور اور ہیرے مین فرق صحیح کرتی ہی تو پھر نبی کی چشم حقیقت بین کے
آگے کہ جسپر عالم ملکوت کے اسرار اور اشیاء کے حقائق منکشف ہین) حقیقت جبرئیلیہ (جو آفتاب جہانتاب ہے) اور حقیقت شیطانیہ جو ظلمت آمیز ہے کیونکر مشتبہ
ہو سکتی ہی؟ اور یہی حکمت کے لیے جبرئیل قوی امین کو اس امانت کے لیے واسطہ بنایا گیا بس جو یہ کہے (کہ خدا کو جبرئیل کو واسطہ بنانیکی کیا ضرورت تھی کیون
جسطرح جبرئیل کو تلقین کیا نبی کو نہ کر دیا؟) وہ اس سر سے ناواقف یہ بھی کہے کہ خدا کو نبوت کی کیا ضرورت تھی جو احکام و علوم اصلاح خلق کے نبی کو تلقین کیے
وہ خود خلق کو کیون نہ تعلیم کر دیے؟

فصل دوم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات مین تمام قرآن کو لکھوا کر ایک جلد مین جمع نکیا تھا بلکہ
متفرق اجزاء مین اس طور سے تھا کہ کوئی سورت کاغذ پر کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیون پر کوئی کھجور کے پٹھون پر لکھا ہوا تھا اسلیے کہ زیادہ دار و مدار حفظ پر تھا
اور لکھنے کا رواج بھی کم تھا گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری و عبد اللہ بن مسعود وغیرہما بھی موجود تھے اور آپ
ہر آیت کو ترتیب اصلی بھی لکھوا دیتے اور حفظ کرا دیتے تھے لیکن نہ تو آپکی حیات مین قرآن کے کم ہونیکا خوف تھا نہ مشاغل دینیہ سے فرصت تھی کہ اسکو ایک جگہ
جمع کرکے لکھواتے **الغرض** اُن وجوہ سے من اولہ الے آخرہ قرآن مجید کو ایک جگہ لکھکر جمع کرنیکا اتفاق آپکے عہد مین نہوا تھا البتہ متفرق اجزاء مین لکھا ہوا
اور صد ہا حفاظ کو زبانی اس ترتیب سے جو آجتک چلی آتی ہی خوب یاد تھا اور چونکہ نماز مین پڑھنا اسکا فرض ہو چکا تھا اور اسکی تلاوت کے فضائل صحابہ
مین حد سے زیادہ مشہور و ذہن نشین تھے تو قرآن مجید کے لفظ لفظ پر صحابہ ایسے حاوی تھے کہ جسطرح اس زمانہ کے حفاظ بلکہ اس سے بھی زیادہ دو وجہ سے
ایک تو یہ کہ انکی قوت حافظہ حد سے زیادہ تھی دوم یہ کہ علاوہ تبرک سمجھنے کے وہ لوگ اہل زبان قرآن کے نہایت فصیح و بلیغ عبارت سے خوب آشنا تھے اور
اپنی بول چال کی باتون پر اس قادر تھے اور ان نمکین فقرات سے خوب مزہ لیتے تھے پس جسطرح آپ کی حیات مین قرآن مجید مرتب و معین ہو چکا تھا اسیطرح بعد
وفات آپکے بعد صحابہ کے نوک زبان تھا۔ آپکے بعد تخمیناً اُسی سال مین ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی اسمین بہت سے لوگ شہید ہوے
ستر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے حضرت عمرؓ کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نرہنا چاہیے بلکہ اسکو ایک جگہ لکھوا کر جمع
بھی کر دینا چاہیے کیونکہ اگر اسیطرح دو ایک لڑائیون مین اور حفاظ بھی شہید ہوگئے تو پھر قرآن کے کم ہوجانیکا خوف ہے۔ زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اس کام
مہتمم قرار پائے انہون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا اور سب کے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد مین نقل کرکے جمع کیا پھر وہ نسخہ

فصل دوم

قرآن کے جمع ہونیکا بیان

ابوبکرؓ کے پاس رہا انکے بعد حضرت عمرؓ کے پاس انکے بعد حضرت حفصہؓ ام المومنین کے پاس پھر حضرت عثمان رضؓ کی خلافت مین بوجہ اس بات کے (کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نتھا اور ہر شخص حافظ نتھا) لوگونکو بھولے بھٹکے مین وقت پیش آنے لگی اور اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حذیفہ بن الیمانؓ نے حضرت عثمانؓ کو اس سے نقل کرکے شہرت دینے کی ترغیب دی حضرت عثمانؓ نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا اور انکی مدد کے لیے عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو (کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے) متعین فرمایا اور انہوں نے اس نسخے سے جو حفصہؓ کے پاس تھا اسی تحقیق و مقابلۂ حفاظ سے کہ جسطرح پہلے کی گئی تھی سات یا چھہ نسخے نقل کرکے عراق اور شام اور مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوا دیے اور اصل نسخہ حضرت حفصہؓ کو دیدیا۔ اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملے جو آنحضرت سے سنے تھے درج کر رکھے تھے اور جنکو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوۃ سمجھتے تھے انکے مصاحف منگاکے رفع اختلاف کی نیت سے جلوا دیے کہ مبادا ان جملونکو پچھلے قرنونمین کوئی قرآن کی آیات نہ سمجھنے لگے۔ منجملہ انکے عبداللہ بن مسعود کا مصحف بھی جلا دیا گیا۔ ابتک بلا کم و کاست انہین نسخونکے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے والحمد للہ علی ذلک ٭ اس مقام پر بعض متعصب دو اعتراض کرتے ہین (۱) یہ کہ حضرت عثمانؓ نے لوگونکے مصاحف کو کیون جلایا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ رفع اختلاف کے لیے نیک نیتی سے جلانا کچھ بے ادبی نہین (۲) یہ کہ تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ زید بن ثابت کہتے ہین کہ یہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیہ مین نے تمام جگہہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اسیطرح حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ ایک آیت لکھی ہوئی ہمارے ہان پلنگ کے تلے پڑی تھی بکری کھا گئی پس اسیطرح اور روایات بھی ہین کہ جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ممکن ہے کہ اسیطرح قرآن کی بہت آیات رہگئی ہون یا حضرت عثمانؓ اور ابوبکر اور عمر نے وہ آیات کہ جنمین اہل بیت کی مدح تھی درج نکی ہون چنانچہ شیعہ کہتے ہین کہ ان لوگون نے دس پارہ قرآن مجید کے گم کر دیے اور بعض شیعہ سورۂ حسنین اور سورہ علی اور سورہ فاطمہ پڑہا کرتے ہین مگر قرآن مین انکا کہین پتہ نہین معلوم ہوا کہ یہ سورتین نکالڈالین۔ اس شبہہ نے اصل کو بعض پادریون نے اتنا پھیلایا کہ اسمین رسالے لکھ ڈالے چنانچہ عبدالمسیح اور ماسٹر رامچندر اور عمادالدین نے اسمین بڑا ہی زور مار کر قرآن مجید مین تحریف ثابت کی ہے لیکن جواب اسکا بہت سہل ہے اور وہ یہ کہ اگر ایسی ایسی دو چار کیا سو دو سو روایات بھی ہماری کتب معتبرہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما سے نقل کیجاوین اور سبکو علی سبیل فرض محال تسلیم بھی کیا جاوے بلکہ اس سے بڑھکر ہماری طرف سے اتنی بات اور ملاوی جاوے کہ ایک آیت کیا بلکہ دس بیس آیتین زید بن ثابت کو کسیکے مصحف مین بھی نملین تھین اور سو دو سو آیات حضرت عائشہؓ کی بکری بلکہ پورا نصف قرآن بھی کھا گئی تھی تب بھی قرآن مین باعتبار اصل منزل کے ایک حرف کی بھی کمی ممکن نتھی ہان اگر عیسائیونکی اناجیل اور یہود کی تورات کی طرح قرآن کا دارمدار ایک آدھ نسخے پر ہوتا تو احتمال تھا کہ ایک دو ورق جلنے سے کچھ قرآن جاتا رہا ہو مگر یہان تو حفظ پر دارمدار تھا اور اول ہی قرن مین بیشمار ایسے پکے حافظ موجود تھے کہ جنمین سے ایک ایک قرآن کے لفظ لفظ پر حاوی تھا خیر آپ اس اہل زبان کے زمانہ کو تو جانے دیجیے ذرا اس ضعف اسلام کے زمانے کو ہی دیکھ لیجیے۔ اگر اسوقت روے زمین پر ایک نسخہ بھی قرآن کا نرہے (خدا نکند) تو ایک ادنی گانونکے لوگ اپنی یاد سے اسکو حرف بحرف[لہ] لکھوا سکتے ہین پس انجیل و تورات پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے۔ رہا شیعہ کا وہ خیال سو وہ جہلا کی گپ ہے آجتک سلف سے لیکر

لہ اس مقام پر مجکو ایک حکایت یاد آئی۔ ایک بزرگ کہتے ہین کہ جب ابتداء عملداری انگریزی مین یہان پادری لوگ آئے تو انہون نے بخیال خام اس بات کے کہ یہان مطابع تو ہین نہین قلمی نسخون پر مدار ہے) مسلمانونسے قرآن مجید گران گران قیمت کو خریدنے شروع کیے اور سالہا یہ معاملہ رہا چنانچہ میرٹھ اور دہلی کے نواح کے بہت لوگ معمر اسکی شہادت دیتے ہین وہ بزرگ کہتے ہین کہ ایک پادری میرے دوست تھے مین نے انسے پوچھا کہ سچ کہو یہ اسقدر نسخے تم کیون خریدتے ہو؟ بالآخر بڑے اصرار سے انسے یہ راز بتلایا کہ یہان کے مشن کی یہ راے ہے کہ ان لوگون سے نسخے خرید لیے جاوین پھر جب نہایت نایاب ہون تو لندن سے مختلف نسخے قرآن مجید کے طبع کرکے یہانکے مسلمانونکے ہاتھ فروخت کیے جاوین پس مسلمانون مین بڑا اختلاف قرآن مین پڑ جاویگا اور دین مسیحی کا خوب ظہور ہوگا وہ کہتے ہین مین نے کہا کہ یہ خبط ہے اس سے کچھ بھی نہوگا ناحق روپیہ صرف کرتے ہو چنانچہ اسکی سمجھ مین یہ بات آگئی اور خریدنا موقوف کیا والعلم عند اللہ لامنہ ٭ ٭ ٭

خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل سلام بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا چنانچہ علماء شیعہ اس خیال کی برات اپنی کتابون مین بڑی شد و مد سے کرتے ہین
شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ اپنے رسالہ عقائدیہ مین کہتے ہین کہ "جو قرآن کہ اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہی کہ جو اب لوگون کے پاس موجود ہے نہ
اسمین کچھ کم ہوا ہی نہ زیادہ"۔ تفسیر مجمع البیان مین کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہی سید مرتضےٰ کہتے ہین "جو قرآن کہ عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے
بلا تفاوت"۔ قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتے ہین کہ "یہ بات جو شیعہ کیطرف منسوب کیجاتی ہی کہ وہ قرآن مین تغیر و تبدل کی قائل
مین محض غلط ہی محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اسکا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اسکا کیا اعتبار ہے"۔ ملا صادق شرح کلینی مین لکھتے مین "یہ قرآن اسیطرح
امام مہدی تک سالم رہیگا"۔ محمد بن حسن عاملی کہتے ہین کہ "جو روایات پر ذرا بھی نظر کریگا یقینی طور پر جان جاویگا کہ قرآن مین بچند وجوہ کمی زیادتی ناممکن ہی" اور
بالفرض کوئی صاحب یہ عقیدہ بھی رکھین تو ہم اسکو دو وجہ سے قائل کرتے ہین (۱) یہ کہ ائمہ اہلبیت اور بنی ہاشم بالخصوص آل علیؓ اور خود حضرت علیؓ اور بنی فاطمہؓ
نے کیون اپنے مصحف کو محفوظ نرکھا بلا سے شیعہ ہی مین وہ قرآن مروج اور مستعمل ہوتا۔ اور خیر اگر ظاہراً اسکو نرکھتے چھپا ہی کے رکھتے ورنہ حفظ ہی کے طور سے
متوارث رکھتے بلکہ اصل حمیت اسلام تو یہ تھی کہ اس خیانت قرآن کے بارہ مین مخالفین کو علی رؤس الاشہاد فضیحت کرتے اول تو جس طرح کچھ نہ کچھ لوگ ہر زمانے
مین انکے ساتھ ہوتے رہے ہین اسوقت بھی ہوتے ورنہ بنی ہاشم تو ضرور ساتھ دیتے اور اگر کوئی نہ دیتا تو خدا تو ساتھ ضرور ہی دیتا کہ جس نے قریش کے مقابلہ مین
ایک یتیم بیکس بے زر یعنی سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی مدد کی اور روے زمین پر اسکا مذہب پھیلا دیا اور نہ خیر جسطرح امامت اور رتقیا کے بارہ مین نوبت
بشہادت پہنچی اس خاص دینی کام مین پہنچتی تو کیا تھا ہے نصیب۔ اب پادری صاحب فرمایئے وہ کونسا بے حمیت شیعہ ہی جو اپنے اکابر علیہم السلام کی نسبت
یہ بدگمانیان جائز رکھکر براے شکن کے لیے اپنی ناک کٹائیگا اصحاب ثلثہ کی ضد مین اپنے بزرگونکو برا کہہ کے قرآن کی تحریف کا قائل ہو جائیگا (۲) ان آیات
کا کیا جواب ہے کہ جنمین خداے پاک نہایت تاکید کے ساتھ اسکی حفاظت کا ذمہ لیتا ہی قال تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ۵
تنبیہ ملسٹر رامچندر نے اپنی کتاب تحریف القرآن اور پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین مین اور دیگر پادرونے اپنی اپنی تصانیف مین
اس الزام کے دفعہ مین (کہ توراۃ و انجیل مین متقدمین اہل کتاب کی بددیانتی یا غفلت سے بیشمار تحریف لفظی اور معنوی ہوئین جسکے محققین اہل کتاب
بھی مقر ہین چنانچہ ہارن اور ہنری و اسکاٹ اپنی تفاسیر مین اور پادری فنڈر اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد مین صدہا بلکہ ہزارہا ورس
یوس ریڈنگ یعنی غلطی کاتب کے قائل ہین اور بہت سی آیات اناجیل اور بعض ابواب کتب بیبل کو الحاقی مانتے ہین) چندہ روایات ہماری
کتب تفاسیر اتقان وغیرہ سے نقل کی ہین کہ جنسے بعض آیات قرآنیہ کا منسوخ التلاوۃ ہونا معلوم ہوتا ہی اور انکو بڑے بسط کے ساتھ لکھکر یہ دعوی کیا ہے
قرآن مجید مین بھی تحریف ہے۔ ان بے اصل باتون کا جواب بضمن جواب تحریف القرآن رسالہ تعریف القرآن مین فقیر دیچکا ہی مگر کسیقدر مختصر یہان بھی
بیان کرنا ضرور ہی وہو ہذا تحریف لفظی یا معنوی خواہ بزیادت خواہ بنقصان کسی کتاب مین جب ثابت ہوتی ہی کہ جب صاحب کتاب کے بعد یا اسکی غیبت مین بیکی
مرضی بغیر کیجاوے اور جب وہ خود کمی زیادتی اپنی کتاب مین کرے تو اسکو کوئی دانشمند تحریف نہ کہیگا پس جب یہ قرار پاچکا تو اس اعتراض کا جواب دو طور پر ہے
(۱) یہ کہ یہ روایات اگر صحیح تسلیم کیجاوین تو انسے غایۃ ما فی الباب یہ ثابت ہوگا کہ یہ آیات آنحضرتؐ کے روبرو کسی سر خدائی کی وجہ سے منسوخ التلاوۃ ہوگئین اور
اسکے اکثر اہل اسلام قائل ہین البتہ تحریف جب لازم آئے کہ کسی روایت صحیحہ سے یہ ثابت کر دیا جاوے کہ جو قرآن آنحضرتؐ بوقت اخیر دنیا مین چھوڑ گئے
تھے اسمین بعد آنحضرتؐ کے کچھ کم یا زیادہ ہوگیا ہے (۲) یہ کہ قرآن وہ ہے کہ جو آنحضرت علیہ السلام سے بنقل متواتر بلا شبہہ منقول ہی اور ان روایات مین

تنبیہ جواب ... منسوخ التلاوۃ

بعض تو محض بے اصل ہین اور بعض جو صحیح ہین تو خبر آحاد ہین اُنکے ذریعہ سے جو جملے منقول ہین اُنکو ہم قرآن کی آیات نہین کہہ سکتے پس جب وہ قرآن کے جملہ ہی نہین تو اب اُنکے قرآن مین نہونیسے یہ نہین لازم آتا کہ قرآن مین کمی ہوگئی یا تحریف واقع ہوئی کیونکہ تحریف جب کہتے کہ جب اُنکا جزو قرآن ہونا ثابت ہوجاتا اور پھر یہ قرآن موجود مین نہ پائے جاتے بلکہ بعض محققین تو یہ کہتے ہین کہ اگر یہ روایات تواتر کو بھی پہنچ جاوین تب بھی ان جملونکو ہم جزو قرآن یا آیت نہ کہین گے کیونکہ نسخ التلاوۃ نے اصل بات ہی پس وہ جو نص صحابہ سے منقول ہو (کہ ہم اس آیت کو حضرت کے عہد مین قرآن مین پڑھتے تھے لوکان لابن آدم وادیان من الذہب لابتغی ثالثًا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب یا اسکو جزو قرآن سمجھتے تھے الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالًا من اللہ واللہ عزیز حکیم - یا یہ جملہ آیت مین شامل تھا حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی العصر وغیر ذلک تو اسکی یہ وجہ ہو کہ آنحضرت علیہ السلام والصلوۃ نے بطور تفسیر کے کوئی جملہ جمل مذکور مین سے آیت کے ساتھ پڑھدیا لوگون نے غلطی سے اسکو بھی قرآن کی آیت سمجھا اور جب یہ جملے اصل قرآن مین نہ ملے نہ آنحضرت نے اُنکے لکھنے کا کاتبونکو حکمدیا تو اُنکو منسوخ التلاوۃ سمجھ گئے پس امر حق یہی ہو کہ یہ قرآن بجنسہ وہی ہو کہ جسکو جبرئیل آسمان سے لائے تھے اسمین ایک حرف بھی کم زیادہ نہین ہوا نہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد مین نہ بعد مین کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ۵

فصل ۳ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسّلام کے ظاہر ہونیکی تمام انبیاء بشارت دیتے چلے آئے ہین گرچہ یہود و نصاریٰ نے ضد کے مارے بہت سی بشارتین نکال ڈالین اور بہت کو تاویلات اور ترجمون کے ذریعے سے بدل دیا مگر پھر بھی جسطرح ڈھیے پھوٹے مکانات کے نشان باقی رہجاتے ہین اسقدر باقی ہین کہ اتنی بشارات اور کسی کے لیے ثابت نہین تورات۔ و دیگر صحف انبیاء مثل کتاب دانیال وغیرہ۔ زبور و انجیل و مکاشفات یوحنا مین کہین بطور اجمال اور کہین نام پاک محمد یا احمد کے تصریح ہے (کہ جسکا ترجمہ فارقلیط پھر اسکو بدلکر وکیل و معین پھر اسکو چھوڑکر روح بنایا) بلکہ ہنود کی وید اور پارسیونکے وساتیر مین بھی حضرت کے دین پاک کے ظہور کا ذکر ہے چنانچہ اس بارہ مین بعض علماء نے نہایت تفصیل سے کتابین لکھی ہین۔ اور کیون نہوتا آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہین۔ ہم عیسائیونکی[۱] طرح اور ہنود کی مانند اسقدر مبالغہ نہین کرتے کہ خدا پاک محمد علیہ السلام کی صورت مین ظاہر ہوا تھا کیونکہ کفر ہے مگر اسمین بھی شک نہین کہ آپ باعث ایجاد عالم ہین پس آپکے انوار و برکات پشت در پشت ظاہر ہوتے چلے آتے تھے کما قال تعالیٰ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ حتے کہ جس روز آپ پیدا ہوئے آتشکدہ فارس کی آگ بجھ گئی کسریٰ کے محل کے کنگورے گر پڑے عرب مین بڑا قحط تھا دفعۃً دور ہوگیا حضرت آمنہ والدہ ماجدہ رضؓ کی خدمت مین روحانی لوگ آئے اور پھر لڑکپن سے لیکر چالیس برس کی عمر تک جسقدر خوارق عادات و معجزات لوگون نے دیکھے اُنکا کچھ شمار نہین۔ کفار قریش آپکی عزت اور عظمت حد سے زیادہ کرتے تھے۔ آپکی نیک چلنی اور بزرگی اور مکارم اخلاق کا جسقدر عرب مین شہرہ تھا اُسکے لیے وہ قصائد جو اُسوقت کے لوگون نے لکھے تھے نمونہ ہین انہین سے اسوقت مجکو ابوطالب کا ایک شعر یاد آیا وہ یہ ہے ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجہہٖ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل ؎ یعنی آپ ایسے متبرک اور گوری شکل کے ہین کہ خدا آپکے چہرہ انوار کی برکت سے بارش نازل کرتا ہی جب کہ اُسکے ذریعہ سے بارش کی لوگ دعا کرتے ہین اور آپ یتیم بیکسونکی پناہ اور بیوہ اور مصیبت زدہ عورتونکے چارہ ساز ہین۔ اس عمر مین گو آپ پر وحی نازل نہوئی تھی مگر خلق خدا کی بہبودی اور خدا کی عبادت مین شب و روز مصروف رہتے تھے اصول فطرت مین سب انبیاء علیہم السلام ایک ہین ہان بعض احکام شریعت جو ہر زمانے اور ہر قوم کی مصلحت کے موافق دیے جاتے ہین انہین اختلاف ہوتا ہی پس جو طریقہ حضرت آدم کا تھا وہی نوح کا

فصل سوم آنحضرت صلعم کے حالات مین۔

[۱] عیسائی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی صورت مین خدا ظاہر ہوا تھا اسیطرح کچھ مچھ سور وغیرہ اوتار بنین ہنود کے اعتقاد مین خدا نے ظہور کیا تھا۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۱۲ منہ

وہی ابراہیم و عیسیٰ موسیٰ کا تھا علیہم السلام۔ پس جس طریقے پر یہ لوگ قبل نبوت عمل کرتے تھے اُسی فطرت الٰہی پر آپکا بھی عملدرآمد تھا حضرت ابراہیم چونکہ آپکے اور موسیٰ و عیسیٰ سب کے جد امجد بھی ہین اسلیے کہہ سکتے ہین کہ آپ ملت ابراہیمیہ کے پابند بلکہ متمم اور مکمل تھے حضرت حمل مین تھے کہ آپکے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا انتقال ہوا اور تخمیناً چھ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ انتقال کر گیئن۔ آپکے جد امجد عبد المطلب جو سردار قریش تھے آپکی کفالت اور تربیت مین مصروف تھے جب سات برس کے ہوئے تو عبد المطلب بھی مر گئے اور آپکے چچا ابو طالب کو آپکی کفالت سپرد کر گئے۔ بحکم الٰہی حضرت اسرافیل آپکی ملازمت مین رہتے تھے پس گیارہ برس تک یہ ملازمت عالی مین رہا کیے بعد اسکے ۲۹ برس تک جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ رفاقت مین رہے لیکن دکھائی نہ دیتے تھے اور بعض روایات مین یہ بھی ہے کہ کئی بار ایک دو بات بھی آپ سے کی تھین۔ اور وحی سے پندرہ برس پیشتر آپکو آواز غیب سنائی دیتی تھی مگر کوئی شخص دکھائی نہ دیتا تھا اور سات برس پہلے سے ایک عجیب نور دکھائی دیتا تھا کہ جس سے ہر وقت مسرور رہتے تھے۔ پس جب ایام وحی نہایت قریب پہنچے تو حضور علیہ السلام کو **خلوت**[ا] کیطرف نہایت رغبت ہوئی تو جبل حرا مین (جو کعبہ سے تخمیناً ڈھائی میل) ایک غار ہے کہ جسکا طول چار گز اور عرض سوا گز اور کہین سے کم وہان تنہا ذکر الٰہی مین ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے حضرت کی بیوی خدیجہ رض دو چار روز کا کھانا پانی آپکو دے آیا کرتی تھین اور کبھی کبھی آپ بھی تشریف لاتے تھے پس جب ہمہ تن نور اور ظلمات جسمانیہ[۲] دور ہو گئے تو عالم قدس کا انکشاف آپکے دل پر ہو گیا اور حجاب جسمانی اٹھ گئے پس جس حجر و شجر کے پاس سے گزرتے تھے بزبان فصیح السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا اور جب آپ دہنے بائین دیکھتے تھے تو کوئی نظر نہین آتا تھا حالانکہ آپکو اس بات کا سان و گمان بھی نہ تھا تا کہ آواز خیالی کہی جاوے۔ پس ایک روز حراء پہاڑ پر کھڑے تھے کہ ایک شخص ظاہر ہو کر یہ کہنے لگا کہ ابشر[۳] یا محمد انا جبرئیل وانت رسول اللہ لہذہ الامۃ اور ایک حریری کپڑا جو نہایت خوبصورت تھا آپکے دست مبارک پر رکھکر فرمایا اسکو پڑھو آپنے فرمایا کہ مین نہین پڑھ سکتا پھر آپکو اپنے سینے سے چمٹایا اور کہا لو اب پڑھو پھر آپنے یہی عذر کیا پھر چمٹایا الغرض تین بار یہ معاملہ ہوا آپ فرماتے ہین کہ تیسری بار نہایت زور سے بھینچا اور یہ کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ پھر آپ اور جبرئیل دونون پہاڑ سے نیچے اتر آئے اور ایک پتھر کے پاس آپ بیٹھ گئے اور وہان جبرئیل نے پاؤن مارا تو ایک پانی کا چشمہ بہنے لگا جبرئیل نے وضو کر کے تھوڑا سا پانی آپکے منہ پر چھڑکا اور کہا اسیطرح آپ بھی وضو کیجیے اور دو رکعت نماز نفل پڑھیے پس آپنے اقتداء کی الغرض وضوء اور نماز اُس روز سکھائے گئے اور سورۂ اقرأ نازل ہوئی ؟ چونکہ یہ خاص طرز طہارت اور عبادت اور جمیع اسرار شریعت و طریقت بلکہ انکشاف عالم لاہوت و ملکوت آپکو اسوقت نصیب ہوا پہلے آپ نہ جانتے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ کہ آپ کو ان

ا خلوت کے چند اقسام ہین (۱) یہ کہ محض استغراق فی ذات الالہ کے لیے نہ واسطے حاصل کرنے علوم کے بطریق نظر و فکر کے (۲) خلوت واسطے صفائی فکر اور خیالات کے تا کہ مجہولات کو اچھی طرح حاصل کرین جیسا کہ حکماء اشراقین کی خلوت (۳) غیر جنس اور بے فائدہ چیزون سے وحشت و دفع کرنیکے لیے ہوتی ہے (۴) طلب لذت کے لیے کہ جو خلوت مین حاصل ہوتی ہے۔ لیکن آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلوت اول قسم کی تھی کیونکہ یہ اخیر خلوتین درحقیقت خلوتین نہین اُنکے خیالات اُنکے ہم جلیسہ رہتے ہین البتہ پہلی خلوت خلوت ہے کہ جسمین سوا ذات بحت حق سبحانہ کے اور کچھ بھی نہین ہوتا نہ آپ اپنے خیالات ؎ مکانے مختصر خواہم کہ دروے ز ہیچ جانب ہمہ من و جانے تو باشد۔ بعض ناواقفون کا یہ کہنا کہ اس خلوت مین بسبب یبوست کے حضرت کو خیالات متشکل ہو کر نظر آنے لگے تھے کہ جسکو وہ جبرئیل سمجھتے تھے اور دراصل کچھ نہ تھا) بڑی نادانی ہے کیونکہ وہان خیالات کا تو گزر ہی نہ تھا خیالات دفع کرنیکے لیے اہل حق خلوت اختیار کرتے ہین البتہ اہل دنیا خیالات پڑھانے کے لیے کرتے ہین ۱۲ منہ

۲ جسطرح کہ پھول کی صحبت مین مٹی معطر اور آگ کی ملازمت سے لوہا انگارہ ہو جاتا ہے اسیطرح نفوس قدسیہ کہ جنکے اندر نہایت قابلیت ہوتی ہے يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ جب علائق کو چھوڑ حق سبحانہ کی طرف منہ موڑتے ہین تو انکے آئینہ دل پر اسقدر انوار حق فائض ہوتے ہین کہ ہمہ تن نور اور آفتاب عالمتاب ہو جاتے ہین انکو تو کیا بلکہ اُنکے انوار مین آنیوالونکو بھی اس عالم ملکوت کی چیزین دکھائی دیتی ہین اور اسی لیے انبیاء کو آفتاب یا چراغ سے تشبیہ دیجاتی ہے کما قال تعالیٰ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا کہ بھیجے تمہارے پاس رسول بھیجا چمکتا چراغ ہے ۱۲ منہ

۳ مژدہ ہو تمکو اے محمد مین جبرئیل ہون اور آپ اس اُمت کے رسول خدا ہین ۱۲ منہ

چیزونکا رستہ معلوم نتھا تو ہمنے راہ بتلائی وقال مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ یعنی آپ کتاب اور شرائع اسلام پہلے نہ جانتے تھے۔ بعض متعصبین نے (ان آیات کو اور انکو کہ جنمین آپکو مغفرت اور استغفار سے مخاطب کیا ہی اپنے حال پر خیال کرکے گمراہی عرفی اور گناہ متعارف سمجھکر) آپ کی جناب مین گستاخی کے کلمات کہکر جہنم مین ٹھکانا بنایا ہی چنانچہ اس بارہ مین پادری عماد الدین اور پادری فنڈر وغیرہما نے اپنی ایمانداری کو خوب ظاہر کیا ہی الغرض آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اس عجیب کیفیت سے مطلع ہوکر گھر مین خدیجہؓ کے پاس آئے اور انکو مطلع کیا۔ وہ آنحضرت علیہ السلام کو ورقہ ابن نوفل کے پاس لیگئین جو کتب سماویہ سے واقف تھے انہون نے کہا یہ ناموس اکبر ہی آپ نبی ہین آپکے پاس آئے ہین اور انبیاء ہی کے پاس آتی ہین۔ پس اسکے بعد چھ مہینے تک وحی بند رہی کہ جس سے آپکو رنج رہتا تھا ۵ ذوق الطاف تو اسی کاش نمے یافت ولم ٭ یا دہر لحظہ ز الکنون سبب صید الست ٭ پھر ایک روز جبرئیل اپنی صورت پر نظر آئے اور سورہ مدثر نازل ہوئی پھر سورہ مزمل اور پھر سورہ نون اور پھر سورہ فاتحہ اور پھر تبت اور پھر حسب حاجت قرآن نازل ہوتا رہا بعد نبوت کے تیرہ برس حضرت مکہ مین رہے اور لوگ ایمان لاتے رہے جو آنون مین سب سے اول ابوبکرؓ لڑکون مین علیؓ عورتون مین خدیجہؓ ایمان لائین پس بہت لوگ اسلام مین داخل ہوتے چلے تو مشرکین مکہ کو اور زیادہ کینہ پیدا ہوا۔ طرح طرح کی تکلیفات دینا شروع کیا تب مسلمانونکی ایک جماعت جعفر طیار کے ساتھ ہجرت کرکے ملک حبشہ مین چلی گئی وہانکا بادشاہ نجاشی نام نصرانی تھا تورات و انجیل سے خوب ماہر اول کتابون مین حضرت کی بشارت دیکھکر ظاہر ہونیکا منتظر تھا جب ان لوگون سے حال دریافت ہوا اور قرآن سنا تو خود مع اپنے ارکان دولت کے ایمان لایا اور ان لوگونکی بڑی خاطر تواضع کی چندروز کے بعد آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ بھی مدینہ کو روانہ ہوئے۔ وہانکے لوگ پہلے سے حضرت پر ایمان رکھتے تھے یہ خبر سنکر تشریف آوری کے منتظر رہا کرتے تھے جب آپ تشریف لائے تو خوشی کے نعرے مارتے ہوئے آپکو استقبال کرکے مدینہ مین لیگئے پچیس روز آپ قباء مین ٹھہرے جو مدینے سے تین میل ہی پھر مدینہ مین آئے مدینہ مین بھی حسب حاجت قرآن نازل ہوتا رہا۔ اول بار بدر کی لڑائی کفار مکہ سے پیش آئی پھر احد کی اور پھر مکہ فتح ہوگیا۔ الغرض یمن و نجد و عراق و بحرین سب مطیع اسلام ہوگئے دسوین سال آپ ربیع الاول کی بارہوین تاریخ پیر کے روز دنیا سے تشریف لیگئے ۵۱ مدینہ مین سورہ بقر و آل عمران و مائدہ وغیرہا سورتین نازل ہوئین سب سے پچھلی سورت بعض کے نزدیک سورہ برات ہی بعض کہتے ہین سورہ نصر۔ کل قرآن تیئیس ۲۳ برس مین تدریجاً لوگونکی سہولت کے لیے نازل ہوا ۵۲۔ اپنی حیات مین آپ کل ایکبار قافلہ کے ساتھ نبوت سے پہلے بقصد تجارت شام کو تشریف لیگئے تھے سو بعض راہبون نے آپکو بسبب علامات اور کرامات کے پہچان لیا پس

---

۵۱ آپکے بعد صحابہ نے روم شام مصر و ایران وغیرہ ملک فتح کرلیے روئے زمین پر اسلام چمکا دیا پھر تابعین کے عہد مین ہندوستان مین سندھ کے ملک مین عملداری قایم ہوگئی۔ آپکے بعد ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر حسنؓ رضی اللہ عنہم تیس برس کے اندر یکے بعد دیگرے حضرت کے جانشین ہوئے پھر سلطنت کا طور ہوگیا یہ بادشاہت معاویہؓ کے قبضہ مین آئی پھر اسکے بیٹے یزید کے پھر اسکے بیٹے معاویہ کے پھر مروان بن الحکم کے پھر اسکی اولاد مین مدت تک رہی بعد انکے حضرت عباس کی اولاد مین آئی تخمیناً چارسو برس انہین کے قبضہ مین رہی ہارون رشید مامون رشید وغیرہ سلاطین انہین کے لوگ ہین۔ پھر مغل لوگ کہ جو اسوقت کفار تھے بغداد پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانونکے ہاتھ سے سلطنت جاتی رہی پھر مصر کے سلاطین نے انکو نکالا چندروز کے بعد وہ مغل مسلمان ہوگئے ۱۲

۵۲ علاوہ سہولت کے تدریجاً نازل ہونے مین یہ چند حکمتین اور ہین (۱) یہ کہ یکبارگی نازل ہونے مین مخالفونکے لیے قرآن کے مثل بنانے مین کچھ عذر ہوتا کہ ہم اتنی بڑی کتاب کی برابر کیونکر بناوین جب تیئیس ۲۳ برس مین چلتے چلتے ہوکر نازل ہوا تو اس عرصہ مین بڑی مہلت انکو دیگئی پس جب بھی ان سے کچھ نہوسکا تو دعوی تحدی پورا ہوا (۲) قرآن نازل ہوتے وقت خدا سے نہایت قرب اور ہمکلامی حاصل ہوتی تھی پس خدا نے اپنے پیارے نبی کو ابتداء نبوت سے لیکر اخیر عمر تک اس خوبی سے سرفراز رکھا بخلاف حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے کہ انکو ساری عمر مین ایکبار یہ دولت ملی مادہ عاکر بک د مافلی کے وعدہ کو خوب سچا کیا (۳) آپکو بار بار جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوتی تھی کہ جس سے قوت ملکیہ کی جلا ہوتی رہتی تھی اور صدہا کمالات آناً فاناً حاصل ہوتے تھے (۴) چونکہ آپکا دین الی یوم القیامہ باقی رکھنا منظور تھا اسلیے ضرور ہوا کہ تیئیس ۲۳ برس کے عرصہ مین جسقدر مختلف حالات جو بندونکو احکام الہی کی نسبت پیش آتے ہین انکی رعایت کرکے شریعت ابدی قائم کیجاے چونکہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو اسکی یہ بات نصیب نہ ہوئی اور آپکو تیئیس ۲۳ برس پس اسبر آپکے دین کے قیام کو انکی شریعت کے قیام پر قیاس کرلینا چاہیے (۵) یکبارگی نازل ہونے مین عرب کے ان پڑھ لوگون سے نہ تو قرآن اچھی طرح سے یاد ہوتا نہ لکھا جاتا اور اس زمانہ مین چونکہ لکھنے کے سامان کم تھے غالباً ایک نسخہ بمشکل لکھا جاتا پس تورات و انجیل کی طرح حوادث مین اس نسخے کے تلف ہوجانے یا اوراق کم زیادہ ہوجانے سے کتاب الہی مین فتور آجاتا (۶) تھوڑا تھوڑا یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہی۔ قال تعالی وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اور اسی بات کی طرف خود اشارہ فرمایا ہی قال تعالی وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۱۲

۵ یعنی اطراف ایشیاے کوچک ۱۲

مصلحت ہوئی کہ آپ واپس جاوین تب آپ واپس تشریف لائے۔ اب مین پادریونکی ایمانداری اور انصاف کو دیکھتا ہون کہ وہ اس امر مین کیا کہتے ہین پادری عمادالدین نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے باب ہفتم فصل اول مین صفحہ ۲۵۱ سے لیکر صفحہ ۲۶۱ تک جو آنحضرت علیہ السلام کا حال خلاف واقع بیان کیا ہی اُسکے رد کرنیکے لیے چند عیسائی محققین کے قول کافی ہین اب ہین پیشتر عمادالدین کی عبارت کو ملخص کرکے لکھتا ہون تاکہ اُنکی ایمانداری اور انصاف کا حال معلوم ہوجاوے **قولہ** عرب مین ایک شہر مکہ ہے کہ جسمین ایک مندر یعنی بتخانہ تھا جسکا نام کعبہ ہے وہان ہر سال میلہ لگا کرتا تھا محمدؐ صاحب کے باپ دادا وہانکے پجاری تھے جب محمدؐ صاحب پیدا ہوئے اور جوان ہوگئے جب روزگار اور کمائی کی فکر مین کئی جگہہ کا سفر اختیار کیا (بالکل جھوٹ) آخرکار خدیجہ کے نوکر ہوکر شام مین گماشتے کے طور تجارت کے لیے گئے چونکہ محمدؐ صاحب نے کئی جگہہ کے عیسائیونکی گفتگو سنی تھی اور بت پرستی کے عیوب اُنپر ظاہر ہوگئے تھے کیونکہ ذرا غور سے بت پرستی کے عیوب ظاہر ہوسکتے ہین (افسوس اُسوقت کے عیسائی تو بقول آپکے بت پرست ہی تھے مگر ایکے عیسائیونپر بھی بت پرستی کے عیوب بڑے غور سے ظاہر نہوے بندے کو خدا بناکے پوجنا اس سے زیادہ کیا بت پرستی ہوگی) پس محمدؐ صاحب نے کار تجارت اختیار کیا اور یہودیون اور رومن کیتھولک عیسائیون سے اور پارسیون سے اور شہریون اور بریون اور بحریون سے ملاقات کی اور اُنکے ساتھ معاملہ کیا اسلیے طبیعت کی وہ تاریکی جو بت پرستی کا سبب ہے دور ہوگئی اس لیے محمدؐ صاحب دین حق کے متلاشی[1] ہوئے چنانچہ سورہ والضحیٰ مین لکہا ہی ووجدک ضالاً فھدیٰ اے محمدؐ تو گمراہ تھا پس تجھے ہدایت دی (یہ بالکل جھوٹھ **اوّل** تو آپنے یہودیون اور مصریون اور پارسیون سے ملاقات نہین کی البتہ بقول یہود حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو مصر مین شعبدہ بازی سیکھنے گئے تھے العیاذ باللہ **دوم** بقول آپکے یہ لوگ تو خود شرک مین گرفتار تھے چنانچہ تواریخ بھی اسکی شاہد عدل ہین پھر انکی صحبت سے کیونکر بت پرستی سے نفرت ہوئی؟ **سوم** بمقتضاے نور فطرت آپکو ابتدا سے نفرت تھی اگر ان لوگونکی صحبت سے ہوتی تو انکی صحبت سے پیشتر ضرور بت پرستی کرتے حالانکہ اسکا کوئی مخالف بھی قائل نہین پھر اسپر اس آیت کو اس معنی پر محمول کرنا گمراہی نہین تو اور کیا؟) پس دین حق کی تلاش مین آپنے سب کی ملاقاتین کین مگر کسیکو پسند نکیا کیونکہ یہودی تو لائق قبولیت کے کسیطرح بھی نہین ہین عیسائی بھی وہانکے رومن کیتھولک تھے وہ طرح طرح کی بت پرستیان کرتے ہین (سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد) علاوہ اسکے عیسائیون اور یہودیون مین سخت اختلاف تھا جسکی وجہ سے اُنکو اور بھی نفرت ہوئی ان سبھون سے بیزار ہوکر ایک قسم کی فقیری صوفیہ کے طور پر انہون نے کی چنانچہ غار حرا مین بیٹھنے لگے یہ کچھ تعجب کی بات نہین کہ محمدؐ صاحب نے ایسا کیا (درحقیقت تعجب کی بات نہین کیونکہ اہل اللہ اور انبیاء کو ہمیشہ جاذبہ الٰہی خلوت کیطرف کھینچتا ہی مگر جب تمہارے نزدیک نبی اور مؤید من اللہ نہ تھے تو جسطرح اور صدہا لوگ بت پرستی کرتے کرتے مرگئے اسیطرح آپ بھی ہوتے پس ایسے تاریک زمانے مین کہ تمام عالم اُسوقت بت پرستی یا گناہ مین گرفتار تھا اسطرح انوار الٰہی سے منور ہونا اگر داعیہ نبوت سے نتھا تو بڑے تعجب کی بات ہے) اب محمدؐ صاحب جو غار حرا مین سادہ اور عابد بنکر بیٹھے وہان بیٹھے بیٹھے خیالات متنوعہ بھی ضرور ہی کہ آنکے دلمین گزرتے ہون جیسے اکثر گوشہ نشین خصوصاً جاہل بیکار عابدونکو گزرا کرتے ہین چنانچہ بعض منعز چلے غوثیت اور قطبیت اور ولایت کے دعوے کر اُٹھتے ہین اسیطرح انہون نے بھی نبوت کا دعوی کیا (یہ ایسی بیہودہ گوئی اور جہالت ہے جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جناب مین یہود جہالت اور تعصب اور بدگمانی کرتے ہین کہ وہ چونکہ ویسے پیدا ہوئے تھے طبیعت مین شوخی تھی مصر جاکر کچھ شعبدے سیکھ آئے منعز چلی باتین کرنے لگے خدا کا بیٹا بن بیٹھے شریعت انبیاء کی اور خود انبیاء کی اہانت کرنے لگے آخر کو اپنے کیے کی سزا کو پہونچے والعیاذ باللہ) اور اس خیال سے کہ یہودی کہ جو کسی مسیح کے

[1] لفظ متلاشی جو تلاش سے اسم فاعل بنایا گیا ہی پادری کی لیاقت علمیکی کامل دلیل ہی۔ سچ تو یون ہے ایسے ایسے جاہل کرستان ہوکر بیباک ہوجاتے ہین پھر کوئی امامت کا دعوی کرنے لگتا ہی کوئی اس لیاقت کا مدعی ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی عربیت پر اعتراض کرنا اپنا منصب سمجھتا ہے کیا زمانہ آگیا ہے ۔ ۱۲ حکیم غلام حسن

متنفر تھے میرے مرید ہوجاوینگے اسلیے یروسلم کیطرف عرب کے برخلاف نماز کرنا شروع کیا (اے متعصب مکہ مین یہود کہان تھے اگر آپکو مرید کرنیکا شوق ہوتا تو مقتضے وقت تو یہی تھا کہ عرب کو اول مرید کرتے اور انکے برخلاف نکرتے پس جب عرب کی پروا نہ کی اور طرح طرح کی اذیتین انکے ہاتھ سے اٹھائین تو یہ قطعی دلیل آپکے برحق ہونیکی کی ہے مگر آپکی آنکھون پر گواہو کے بیل کیطرح تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے) چونکہ کوئی بھی بت کی نشانی انمین تھی نہ معجزہ کرسکتے تھے اور نہ پیشگوئی کرسکتے تھے اور نہ اچھی تعلیم کرسکتے تھے (یہود بھی بعینہ یہی تقریر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت کرتے ہین بلکہ مسیح ہونیکا دعوی کرنا بالخصوص انہین پر زیادہ صادق آتا ہے کیونکہ جاہل آدمی تھے اور چال وچلن انکا خراب تھا عورتونکا بہت شوق تھا مال کی طمع پر لوٹ مار کرکے لوگونکو دکھ دیتے تھے اور بہت سے کام بیرحمی کے انسے سرزد ہوتے تھے اسلیے یہودنے ہرگز قبول نکیا لاچار پھر عرب کے مندر یعنی کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے (یہ بالکل جھوٹ اور صریح کفر ہے اگر خدا کی راہ مین جہاد کرنا ہی چال وچلن خراب کرنا ہے پھر آپکے نزدیک حضرت موسے بڑے بدچلن ہین جنہون نے متعدد مقامات مین جہاد کیا (۱) رفیدیم مین قوم عمالقہ سے سفر خروج باب ۱۷ (۲) اموریونکے بادشاہ سیحون شہر حسبون کے رہنے والے کو تہ تیغ کرکے اسکا ملک و مال لیا (۳) بسن کے بادشاہ عوج سے بمقام اذرعی جنگ کرکے اسکو معہ اہل وعیال قتل کیا سفر عدد باب ۲۱ و سفر استثناء باب ۲ و ۳ بلکہ یہان ایسی بیرحمی کی گئی کہ انکے مرد اور عورت اور لڑکے بالے سب کو بلا دعوت دین الہی قتل کیا اور انکا مال واسباب اپنے لیے لوٹ لیا درس ۵-۶ (۴) سفر استثناء باب ۱۳ مین حضرت موسی کو صاف حکم ہے کہ بت پرستونکو اپنی تلوار کی دھار سے ضرور قتل کریگا بلکہ وہانکی خورد وکلان باشندون اور بیگناہ مواشی کو بھی قتل کرے بلکہ بقول آپکے حضرت یشوع بن نون کہ جو حضرت موسی کے خلیفہ تھے اور بنی اسرائیل کے پیغمبر نہایت خراب چال چلن کے تھے کہ جنہونے شہر کے شہر غارت کردیے اور مال لوٹا اور زن ومرد کسیکو زندہ نچھوڑا دیکھو شہر یریحو کی بابت کتاب یشوع باب ۶ مین یہ ہے - اور ایسا ہوا کہ جب لوگون نے نرسنگے کی آواز سنی اور جماعت نے زور سے للکارا تو دیوار سراسر گر پڑی یہانتک کہ سب آدمی شہر مین گھس آئے اور شہر کو لیلیا (۲۱) اور انہون نے ان سبکو جو شہر مین تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل اور گدہا کیا بھیڑ سبکو تہ تیغ کرکے حرم کیا انتہے اور کیا اس سے بھی کوئی اور زیادہ بیرحمی حضرت نے کی تھی جو یشوع علیہ السلام نے عکن سے کی کہ جنے کسیقدر غنیمت کا مال چھپا لیا تھا جسپر (۲۴) یشوع نے زارح کے بیٹے عکن کو اور روپے اور لبادے اور سونے کی اینٹ اور اسکے بیٹون اور اسکی بیٹیون اور اسکے بیلون اور اسکے گدھون اور اسکی بھیڑون اور اسکے خیمے اور اسکے سارے اسباب کو لیا اور وادی عکور مین لائے - تب سارے اسرائیل نے اسپر پتھراؤ کیا اور انہین سنگسار کرکے آگ مین جلادیا پھر انہون نے اسپر پتھرونکا ڈھیر کیا ۷ کتاب یشوع ۸ اور اسی کتاب کے ۸ باب مین عی کی نسبت یہ لکھا ہے کہ سوانہین یہانتک مارا کہ انمین سے کسیکو باقی نہ چھوڑا اور نہ کسیکو بھاگنے دیا - اور وہ جو اسروز مارے گئے مرد وعورت بارہ ۱۲ ہزار تھے کیونکہ یشوع نے اپنا ہاتھ جس سے بھالا اٹھایا جبتک کہ عی کے سارے رہنے والونکو حرم نکردیا نہ اٹھایا ۲۸ - اسرائیل نے اس شہر کی فقط مواشی اور اسباب کو اپنے لیے لوٹا خداوند کے حکم[۵۱] کے مطابق جو اسنے یشوع کو فرمایا - انتہے اگر اسپر بھی دل شرمندہ نہو تو کہو اور جہادات انبیاے بنی اسرائیل جو بیبل مقدس مین مذکور ہین نقل کردون - بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے جہاد کو اس قتل سے کچھ نسبت ہی نہین آنحضرت کا جہاد محض مفسد اور شریرون کا فساد دفع کرنیکے لیے ہوتا تھا کہ جسکو ہر گورنمنٹ عادل بھی پسند کرتی ہے اسی لیے اول انکو فہمایش کیجاتی تھی اگر وہ لوگ باز آتے تھے تب انکو معاف کیا جاتا تھا ورنہ مقابلہ ہوتا تھا مگر یہ بھی جب کہ وہ لوگ امن کے خواہان نہوتے تھے اور کسی شرط پر اطاعت قبول نکرتے

۵۱ دیکھو یہان تصریح ہے کہ یہ معاملہ خداوند کے حکم سے کیا تھا اسپر پادری لوگ جو کہا کرتے ہین کہ جنگ انبیاء بنی اسرائیل جہاد اور دینی بات نہ تھی بلکہ دنیاوی " محض غلط توجیہ ہے کیونکہ جہاد امر عام جنگ مین یہی فرق ہے کہ اول خداوند کے حکم سے ہوتا ہے ثانی از خود پھر جب انبیاء بنی اسرائیل نے بھی خدا کے حکم سے جنگ کی تو اب جہاد نہین تو اور کیا ہے ؟ ۱۲ منہ -

تھے اور اس جنگ میں یہ تاکید ہوتی تھی کہ عورتوں اور بچوں کو نہ مارو درخت نہ جلاؤ مواشی کو قتل نکرو بلکہ بعد غلبہ کے بھی وہ لوگ راہ پر آجانے سے آزاد کیے جاتے اور مال واپس دیا جاتا تھا۔ اور عورتوں کی رغبت پر جس زنجے کو اعتراض ہو تو وہ پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام پر اعتراض کرلے کہ جو خدا کے[1] بنی اسرائیل کے پہلوٹھے بیٹے تھے جنکے پاس چار بیویاں تھیں جنمیں آپسمیں دو حقیقی بہن تھیں اور پھر حضرت لوط علیہ السلام پر اعتراض کرے کہ جس نے بقول اُنکے شراب پیکر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا جیسا کہ توراۃ میں موجود ہی اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی طعن کریں کہ جنکی دو بیویاں تھیں اور ایک کے کہنے سے ایک کو مع اسکے معصوم بچے کے مکے کے بیابان میں چھوڑا اور پھر حضرت داؤد پر اعتراض کرے کہ جو عیسیٰ کے خدا کے جد امجد ہیں کہ جنہے باوجود متعدد بیویوں اور لونڈیوں کے بیچارے اوریا کی بیوی سے زنا کیا اور اُسکے خاوند کو فریب سے مروا ڈالا اور پھر حضرت سلیمان عیسیٰ[2] کو بھی بُرا کہے کہ جسکے پاس بہت سی عورتیں تھیں۔ عمادالدین اور فنڈر یہ باتیں صرف آپکے بیبل مقدس میں لکھیں ہیں ہمارا اعتقاد نہیں پھر آپ انکو نبی جانتے ہیں اور ہمارے حضرت پر چند نکاح کرنیسے کیا کیا مُنہ آتے ہیں اور جھوٹی باتیں نکاح زینب اور ماریہ کی بابت سناتے ہیں علاوہ اسکے یہ بھی لکھا ہی کہ حضرت مسیح[3] علیہ السلام اور اُنکے حواریوں کے ساتھ جوان جوان عورتیں رہا کرتی تھیں جسپر یہود کو بدگمانی ہوئی تعجب ہے کہ یہود سے تو ایکا دم بند ہوتا ہی اور مسیح علیہ السلام کے دوستوں کو بُرا کہتے ہو اور آپکا یہ کہنا کہ یہود نے حضرت کو قبول نکیا بالکل لغو ہے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار کیسے جلیل القدر علماء یہود مشرف باسلام ہوئے۔ علاوہ ان شہادات علماے مسیحین کے جو حضرت کے مقدس ہونے کی بابت ہم نقل کرینگے یہ بات اہل انصاف کو کیا کم ہے۔ کہ اگر معاذ اللہ بقول پادری صاحب آپ ایسے بدچلن اور طامع اور شہوت پرست اور بیرحم تھے تو پھر باوجود اس غریبی کے کہ نہ آپکے پاس ملک تھا نہ فوج تھی نہ خزانہ بلکہ رہنے کے لیے پورا مکان بھی نہ تھا کس طرح ہزارہا مقدس لوگونکے سردار ہوگئے اور عرب نے اپنی جہالت اور سفاکی اور بت پرستی اور شہوت رانی کس معلم کی تعلیم سے چھوڑی ؟ اور اگر آپ کی تعلیم اچھی نہ تھی نہ کوئی معجزہ آپکے پاس تھا تو وہ وحشی لوگ کہ جنسے درندے بھی شرماتے تھے کسطرح سے آپ کے مطیع ہوئے کہ زن و فرزند گھر بار دین آبائی چھوڑ کر فدوی خاص بن گئے اور پھر ان عرب میں کہ اُسوقت تمام عالم کی آنکھوں میں حقیر تھے کسکی برکت سے وہ جوش اور وہ صلاحیت پیدا ہوئی کہ جسکی وجہ سے تیس برس کے عرصہ میں روم و مصر و ایران وغیرہ بلاد پر شرقاً غرباً قادر و مسلط ہوگئے کہ جسکا نظیر عہد آدم سے ابتک کہیں نہیں پایا جاتا اور پھر آجتک ایشیا کو چھوڑ کر ہند اور یورپ اور دیگر بلاد میں باوجود اس ضعف کے جو اس زمانہ میں ہے ہزارہا جلیل القدر لوگ مشرف باسلام ہوتے چلے جاتے ہیں کہ جنکی فہرست لکھنے کی یہاں گنجایش نہیں۔ آپ تو چال چلن کے بھی اچھے ہیں اور سچے عیسائی بھی ہیں اور سچے عیسائیوں میں بقول حضرت مسیح علیہ السلام یہ علامتیں ہیں (کہ وہ میرے نام سے دیووں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اُٹھالیں گے زہر اُنپر اثر نکریگا بیمار اُنکے ہاتھ لگاتے تندرست ہوجائیگا) انجیل لوقا۔ اور اسپر آپکی قوم کی حکومت بھی ترقی پر ہے اور اُلوالعزمی بھی ہے کہ جسکی وجہ سے کروڑہا روپیہ بطور چندہ کے جمع ہوکر پادری لوگوں کے مشنوں میں تقسیم ہوتا ہے کہ جسپر پادری صاحب گھوڑوں اور بگھیوں پر چڑہے پھرتے ہیں اور جسکا روح القدس

[1] اسمیں تعریض ہی یہود و نصاریٰ پر کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا پہلوٹھا بیٹا کہتے ہیں یعنی وہ خدا تعالیٰ جو حقیقی خدا ہی جسپر مسلمانوں کا ایمان ہی بیٹے جورو سے پاک ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کا اور خدا اور اہل کتاب کا اور خدا ہی جیسا کہ بعض نادانوں نے خیال کیا ہو ۱۲ حکیم غلام حسن [2] ایک مخفی کرستان نے جو محمد صالح و محمد صادق فرضی ناموں سے تضحیک اسلام کے لیے غلط پیشگوئیاں کرتا ہی مفسر کو بے اعتبار بنانے کے لیے اس عبارت سے یہ الزام قائم کیا ہے کہ مفسر حضرت مسیح علیہ السلام کو زناکار ٹھہراتا ہی جسکو ذرا بھی اُردو عبارت سمجھنے کا سلیقہ ہی وہ فوراً اس مخفی کرستان کی تکذیب کرسکتا ہے اور کہ سکتا ہے کہ جھوٹا الزام ہے ۱۲ حکیم غلام حسن

مصلوب ہونیکے بعد سب بالکل مایوس اور نا امید ہوگئے تھے۔ اور حضرت موسیٰ کی تعلیم نے تو بنی اسرائیل پر باوجود صدہا معجزات دکھانیکے
سوان حصہ بھی آپکی تعلیم سے اثر نکیا بت پرستی اور گوسالہ پرستی سے باز نہ آئے آخر حضرت موسیٰ بھی انکی نحوست کی وجہ سے ارض مقدسہ مین
داخل ہونے سے محروم رہے اور راستے ہی مین کام آئے۔ اب فرمایئے دنیا مین جسقدر انبیاء آئے ہین انمین سب سے زیادہ کسکی
تعلیم کا اثر ہوا غور کر دلمین ٹھہرایا تو ہوتا **قولہ** پس محمد صاحب نے عرب کو ترغیب دینی شروع کی اور مدینہ والون کی مدد سے فوج کشی کرکے مکہ پر
حملہ کیا اور بڑی خونریزی کرکے قبضہ کیا اور عرب کو طرح طرح ترغیبین دینی شروع کین اول لوٹ کے مال کا لالچ جسمین پانچوان حصہ آپ لینے اور
باقی انکو بانٹ دیتے الخ **ج** اگر خدا کے حکم سے زمین کو فساد سے پاک کرنا اور شریرونکا دفع کرنا ہی ظلم اور بری بات ہے تو حضرت یوشع بن نون
وغیرہ انبیاء بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپکے نزدیک برے ٹھہرے۔ اور اگر کہو وہ بھی برے تھے تو آپ عقل سلیم کے بھی مخالف ہین کیونکہ
فساد کو دفع کرنا اور گندہ گوشت کاٹکر زخم کو اچھا کرنا اور بیفائدہ شاخونکو چھانٹنا ہر ذی عقل کے نزدیک محمود ہے اسی لیے تمام سلاطین عادل
باغیون اور مفسدونکے قتل اور تخریب مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھتے اور اگر انکا مال ضبط کرنا برا ہے تو یہ بھی بیجا ہے کیا یوشع بن نون نے نکیا
اور کیا سلاطین عادل نہین کرتے؟ **قولہ** دوسرا عورتونکا لالچ محمد صاحب نے خاص و عام سب لوگونکو یہ لالچ دیا اگر میرے ساتھ جاؤگے عورتین مفت
لوٹ مین ہاتھ آئینگی تم انسے صحبت کرنا خدا کا بھی اسمین گناہ نہین الخ **ج** اول تو آنحضرت علیہ السلام نے کبھی کسی لڑائی مین کسیکو یہ لالچ نہین دیا
اگر سچے ہو تو ثابت کرو دوم یون کون کسی کے لالچ دینے سے کسیکے ساتھ جان دینے کو آمادہ ہوجاتا ہے۔ اب لٹیرونکو کسی کی جورو اور مال لینے سے
کون مانع ہے اگر یہی لالچ موثر ہے تو گورنمنٹ کا ہیکو کروڑہا روپیہ دیکر فوج مقابلہ مین لیجاتی ہے ایسا لالچ کیون نہین دیتی اور آپ کیسے لالچی کہ
جسنے ساٹھ روپیہ کی تنخواہ پر اسلام ترک کیا کیون ایک ٹکڑا ہندوستان کا نہین دبا بیٹھے۔ سوم ہر لڑائی مین یہ کسکو یقین ہوتا ہے کہ ہم ہی فتحیاب
ہونگے ہان اگر انکو مدد آسمانی کا سہارا ہو تو انپر حکم سماوی مین عیب کیا ہے؟ چہارم اسلام مین لڑائی سے مقصود اس قوم کا ایمان لانا ہوتا ہے
اگر وہ قوم ایمان لاوے یا مطیع اسلام ہوجاوے تو پھر انکو کوئی کچھ نہین کہہ سکتا معاذ اللہ اگر آپ لالچی ہوتے تو خواہ کوئی چین کرے یا نہین کبھی
کسیکو نہ چھوڑتے جیساکہ بائبل مقدس کے انبیاء نے کیا حالانکہ یہ کبھی نہین ہوا **قولہ** تیسرا لالچ جسمانی بہشت کا جسمین شراب کباب اور اچھی
عورتین اور فرش لونڈی خوبصورت وغیرہ اور بہت سی غلط اور گندی باتین جنسے نادان بہلائے جاتے ہین محمد صاحب نے عرب کو سنائین دے
بے علم ناواقف بت پرست شہوت کے بندے خوش ہوکر قبول کر بیٹھے اس بہشت کو علماء محمدیہ کلام الٰہی سے ثابت کرین ورنہ توبہ کرین **ج** یہی
اعتراض ہمارے سید صاحب نے بھی قرآن اور اسلام پر کیا ہے اور مدت سے پادری فنڈر وغیرہ اسکو پیش کیے چلے جاتے ہین مگر یہ آپ لوگونکی کم فہمی ہے
کیونکہ ان اشیاء سے جو قرآن مجید مین مذکور ہین بعینہ یہی دنیا کی عنصری چیزین مراد نہین بلکہ انکی طرح کی اور اور لطیف چیزین اور اس بات کو قرآن نے[1]
بھی بتلا دیا ہے۔ دوم جنت کی کسیقدر نعماء مکاشفات[2] یوحنا مین بھی موجود ہین کہ جسکو تم کلام الٰہی سمجھتے ہو پھر انکار محض جہالت ہے سوم اگر تمہاری
کتابین جنت اور دوزخ کے بیان سے خالی ہین تو یہی وجہ حضرت کے نبی ہونیکی کافی ہوسکتی ہے کیونکہ جزا و سزا دار آخرت مین انسان کے لیے عقلاً

---

[1] قولہ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین الآیہ ۱۲ منہ [2] چنانچہ مکاشفات یوحنا باب آیت ۹۔ و الفصل باب ۲۱ و باب ۲۲ مین خوب بیان ہے انجیل متی باب ۲۵ مین بالخصوص انجیل متی باب ۲۶ آیت ۲۹ مین تصریح ہے کہ جنت مین انگور کا شیرہ پیا جاویگا پس جب کھانا پینا ثابت ہوا تو یہ پادریون کو اختیار ہے کہ وہ فقط انگور کا شیرہ ہی پی کر بس کیا کرین اور اہل اسلام ہر چیز کھائین پیئین اب اپنی قسمت پر اعتراض کرین نہ کہ جنت کے نعماء پر۔ ۱۲ منہ۔

ونقلاً ثابت ہے اور اسکے بیان کی ضرورت ہے پس جس چیز ضروری کے بیان سے تمام کتب سابقہ خالی ہین جسنے اُسکو بیان کیا وہ شخص قطعی نبی ہے
قولہ چوتھا لالچ مسلمانونکی طرفداری الخ **ج** غلط کیونکہ سب اہل تاریخ آپکی عدالت اور انصاف کے مقر ہین ان باتون مین اہل اسلام ضرب المثل ہین یہ
عیسائی دین نہین کہ جسمین کالے گورے کا فرق کیا جاوے اور آپنے یہ آیت اشداء علے الکفار جو لکھی اُسکو طرفداری سے کیا علاقہ کفار پر اُنکے دفع فساد کے
لیے شدت کرنا اور چیز ہے اور اہل معاملہ سے بانصاف پیش آنا اور بات ہے **قولہ** پانچوان باعث جھوٹی دہشت دینا یعنی محمد صاحب نے دوزخ اور بہشت
اور عذاب قبر کی بابت ایسے ایسے مضمون صریح البطلان جو ہرگز عقل و نقل قبول نہین کرتی اُس جاہل ملک کو سُنا کر ڈرایا **ج** ہمارے مشفق سیار صاحب بھی
آپ لوگونکی بولی بولتے ہین مگر افسوس کہ نہ آپ عذاب قبر کو سمجھے نہ دوزخ کو نہ بہشت کو ہماری اس کتاب کو دیکھتے تو کبھی یہ بات مُنہ پر نہ لاتے
بھلا پادری صاحب یہ فرمائیے کہ جب انسان کے لیے بعد مردن نہ عذاب قبر ہے نہ دوزخ نہ جنت تو پھر نیک و بد کام کا نتیجہ کیا ہے؟ شاید یہی دنیائے فانی
اسی لیے پولوس مقدس نے شریعت پر عمل کرنے والے کو بے ایمان فرمایا ہے اور عیسائیونکو ہر چیز کا فتویٰ دیکر سانڈ بنایا ہے معاذ اللہ اگر یہی الہام ہے
اور یہی نبوت ہے تو سخن فہمی عالم بالا معلوم شد پس **شیطان** صاحب کو تکلیف اٹھانے کی اب کچھ ضرورت نہ رہی عیسائیونکی کتابین اور اُنکے پادری
کافی ہین علاوہ اسکے مکاشفات یوحنا مین بھی تو ایسی جھوٹی دہشت مذکور ہے اور اکثر انبیاء علیہم السلام کے کلام مین مسطور لیکن آپکو بیبل پر نظر نہین
جس لیے یہ جھوٹا غرور ہے **قولہ** غرضکہ ایسی ایسی ترغیبات سے عرب کے عوام اُنکے معتقد ہو گئے الخ پس جبکہ ابوبکر و عمر وغیرہ چند رئیس یعنی بستی کے چودہری
ایمان لاے تو پھر کیا کہنا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین اقتدار حاصل ہو گیا افسوس محمدی یہ خیال نہین کرتے کہ عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ کس طمع پر دی تھی
اور ابوبکرؓ نے الخ **ج** جس طمع پر کہ آپکے جد فاسد نے آپکے باوا تا جو صاحب کو آپکی والدہ دی تھی۔ ہمارا کلام بیہودہ گوئی نہین مگر چونکہ آپنے سوال کیا
اُسکو جواب دینا پڑا **قولہ** جب محمدؐ صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ اُنکا گاڑنا دابنا بھی بھول گئے اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوئے کہ مارپیٹائی ہونے
لگی محمدؐ صاحب کا باغ فدک جو اُنہون نے اپنی بیٹی کو بخشدیا تھا چھین لیا بلکہ محمد صاحب کی بیٹی فاطمہ کو بطمع دنیاوی لاتین مارین اور کیا کیا واہیات کیا
صرف محمدؐ صاحب کے داماد علیؓ نے اُنکو گور گڑھا دیا **ج** یہ ہذیان سرتاپا بے اصل امام باڑونکی گپین ہین اگر آپ سچے ہین تو بسند صحیح ثابت کریجیے بلکہ اسکو
عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرتی دو وجہ سے (**اول**) آنحضرت علیہ السلام کی نبوت (کہ جسکو مخالف بھی رد نہین کر سکتے اور وہ تعلیم حمیدہ اور وہ جوش
دینی کہ جسکی وجہ سے صحابہ گھر بار چھوڑ چھاڑ حضرت کے آستانہ مبارک پر آپڑے تھے) کیا اس زمانہ کی پیری مریدی کا سا بھی اثر نہین رکھتی تھی؟
حاشا و کلا۔ بلکہ وہ اثر رکھتی تھی کہ جسکا اثر آجتک دلونمین چلا آتا ہے اور نے دیکھیے حضرت کے نام پاک پر جان و مال صرف کرنیکو جی آمادہ رہتا ہے اور نام پاک
سُنتے ہی محبت جوش مارتی ہے **پس** کسی پیر جی کے مرید یا کسی عالم کے شاگرد یا کسی ریفارمر کے معتقد اُسکی لاش اور اُسکی اولاد کے ساتھ ایسا
نہین کرتے بلکہ ہمنے بعض بزرگونکی لاشونکے ساتھ وہ ماتم اور اُنکے مریدون مین وہ جوش دیکھا ہے کہ جسکا بیان نہین پھر کیا ممکن ہے کہ آنحضرت کے
ساتھ آپکے یارون اور مریدون نے ایسا کیا ہو توبہ توبہ (**وجہ دوم**) بالفرض یہ بھی صحیح لیکن وہ مال اور ملک آنحضرت کے بعد کیا بر آمد ہوا تھا کہ جسپر یہ
نوبت پہنچی بلکہ ایک پیسہ بھی نہ چھوڑا تھا۔ اور اگر وہ لوگ مال کے بھوکے تھے تو مدینہ منورہ مین مال و اسباب چھوڑ کر کیون آئے تھے اور کیون عمر بھر
فاقہ کشیان کین ور دولت سے منہ ہٹے اور خیر یہ بھی سہی مگر آنحضرت علیہ السلام کے بھائی بند بنی ہاشم اور خود علی مرتضے اور اُنکے ساتھ وہ انصار جانباز

وجہ اول

وجہ دوم

ف۱ کیا لعزر کا قصہ عماد الدین نے انجیل مین نہین پڑھا جہان حضرت مسیح علیہ السلام عذاب قبر اور دوزخ کا پورا فوٹو کھینچ رہے ہین عماد الدین ایسی ضد مین آئے کہ انجیل اور عقائد عیسویہ سے بھی ہاتھ اُٹھا بیٹھے ۱۲ منہ

انکے راستی ثابت ہوتے ہی اور دنیا کی سلطنتونکو فتح کرنیسے اُنکی لیاقت کی فوقیت معلوم ہوتی ہے (۲۱۹) اس صورت مین کوئی یقین کرسکتا ہی کہ ایسے شخصون نے ایذائین سہین اور اپنے ملک سے جلاوطنی گوارا کی اور اس سرگرمی سے اُسکے پابند ہوئے یہ سب امور ایک شخص کی خاطر ہون جسمین ہر طرح کی برائیان ہون اور اس سلسلہ فریب اور سخت عیاری کے لیے ہون جو اُنکی تربیت کے بھی خلاف ہو اور اُنکی ابتدائی زندگی کے تعصبات کے بھی مخالف ہو؟ اسپر یقین نہین ہوسکتا اور خارج از حیطۂ امکان ہے (۱۲۳) عیسائی اسکو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمدؐ کے مسائل نے اسدرجہ کا نشہ دینی آپکے مریدون مین پیدا کیا جسکو عیسلے کے ابتدائی پیروؤن مین تلاش کرنا بیفائدہ ہے اور آپکا مذہب اس تیزی کے ساتھ جسکی نظیر قرن عیسوی مین نہین چنانچہ نصف صدی سے کم مین اسلام بہت سی عالیشان اور سرسبز سلطنتون پر غالب آگیا۔ جب عیسلی کو سولی پر لے گئے تو اُنکے پیرو بھاگ گئے اُنکا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیے اگر بالفرض آپکی حفاظت کرنیکی اُنکو ممانعت تھی تو آپکی تشفی کے لیے تو موجود رہتے اور صبر سے آپکے اور اپنے ایذارسانونکو دھمکاتے۔ برعکس اُسکے محمدؐ کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپکے بچاؤ مین اپنی جانین خطرہ مین ڈالکر کل دشمنون پر آپکو غالب کیا انتہے پھر خود گبن اپنی تاریخ مین لکھتے ہین "محمدؐ کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہے۔ مکہ کے پیغمبر نے بتون اور انسانون اور ستارون اور سیارون کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا الخ اُسنے اپنی سرگرمی سے کائنات کے بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہے کہ جسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ کسی شکل مین محدود نہ کسی مکان مین نہ کوئی اُسکا ثانی موجود ہے جس سے اُسکو تشبیہ دے سکین الخ ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اُسکے پیرودن نے اُنکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ اُنکی تصریح اور تشریح کی ایک حکیم جو خدا تعالے کے وجود اور اُسکی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کے عقائد مذکورہ کی نسبت یہ کہسکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے ادراک موجودہ اور قوی عقلی سے بہت بڑھکر ہے الخ وہ اصل الاصول جنکی بنا عقل اور وحی پر ہے محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچے چنانچہ آپکے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتونکو ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہے انتہے اور ڈاکٹر اسپرنگر صاحب کہتے ہین "محمدؐ کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے پانی اور اُگتی گھانس مین خدا ہی کا یدقدرت نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب رطیور کے نغمہ مین حمد الٰہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلون اور پرانے شہرون کی خرابات مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے انتہے اور راڈویل صاحب دیباچہ قرآن مین لکھتے ہین محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے ملک کے لوگونکو جہالت اور ذلت بت پرستی سے چھڑا دین اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش آپکی یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا جو اُنکی روح پر بدرجہ غایت مستولی رہتی تھی اشتہار کرین الخ اور مقتضای حوادث اور بتدریج فوز مرام اس امر کا باعث ہوا کہ انہون نے اپنے آپکو خدا کا رسول امین یقین کامل کرلیا تاہم محمدؐ کی سیرت ایک عجیب نمونہ اس قوت اور حیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے کہ جسکو خدا اور قیامت پر اعتقاد کامل ہوتا ہے اسمین سے جو کچھ نتیجے نکالے جادین۔ اونکی ذات کریم اور سیرت صداقت مشحون سے ہمیشہ اُنکو اُن لوگون مین تصور کیا جاے جنکو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابنائے جنس کے تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار حاصل ہے جو حقیقت مین بجز کسی اولوالعزم کے اور کسیکو نہین ہوتا انتہے۔ اور لارڈ ولیم میور صاحب اپنی کتاب سیرت محمدیہ مین لکھتے ہین۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور جزیرہ عرب کی روحانی کیفیت بالکل بیحس ہوگئی تھی گو ایک ضعیف اور ناپایدار اثر

یہودیت ونصرانیت یا فلسفہ کا عرب پر ہوا تھا جیسیکہ ایک دریاچہ غیر روان کے سطح کا ادھر اُدھر لہر کھانا مگر تہ مین بحس وحرکت رہنا تمام عرب
توہمات وظلم اور بدکاریون غرق ہو رہے تھے ۔ یہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیوون کو بیاہ لیتا تھا ۔ اُنکے غرور اور افلاس سے رسم
دختر کشی بھی جاری ہوگئی تھی جیسے ہندوؤن مین ہے ۔ اُنکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تھا اور اُنکا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک
علی الاطلاق پر نتھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کیسی ہیئت کا اُنکا ایمان تھا ۔ قیامت اور جزا و سزا ہر جو فعل یا ترک کا باعث ہو اُسکی انہین
خبر نہ تھی (جیسا کہ پادریان حال بالخصوص عماد الدین کو نہین ہے) ہجرت سے تیرہ برس پیشتر (یعنی قبل نبوت) تو مکہ اسطرح سے ایسی ذلیل
حالت مین بیجان پڑا ہوا تھا ۔ مگر ان تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا سیکڑون آدمیونکی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خداے واحد کی پرستش
اختیار کی (بخلاف پادریونکے کہ وہ اب بھی تین خدا کی پرستش کرتے ہین) اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع ومنقاد ہوگئے اُسی
قادر مطلق سے بکثرت وشدت دعا مانگتے اُسکی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات وخیرات وپرہیزگاری اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے
تھے ۔ اب انہین شب وروز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال ہر اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنی ادنی حوائج کا خبرگیران ہے ۔ ہر ایک قدرتی
یا طبعی کیفیت مین ہر ایک امور متعلقات زندگانی مین اور اپنی خلوت وجلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیرات مین وہ اُسکی ید قدرت کو دیکھتے تھے اور
اسکے علاوہ وہ لوگ اُس روحانی حالت کو جس مین وہ خوشحال اور حمد کنان رہتے تھے خدا کے فضل خاص ورحمت باختصاص کی علامت سمجھتے تھے
اور اپنے کافر اہل شہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کے ہوے خذلان کا نشان جانتے تھے محمد کو وہ اپنی حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے الخ اس تھوڑے
عرصہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہوگیا مسلمانون نے مصیبتونکو تحمل اور شکیبائی سے برداشت کیا الخ ایک سو مرد وعورت نے
اپنے ایمان عزیز سے انکار نکر کے اپنا گھر بار چھوڑ حبش کو ہجرت کرلی تھی پھر اس سے زیادہ آدمی اور اُنکے نبی بھی (دیکھو نبوت کا اقرار
ہے) اپنے عزیز شہر کو اور مقدس کعبہ کو چھوڑ کر مدینے کو ہجرت کر آے اور یہان بھی اس عجیب تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون
کے واسطے ایک برادری جو نبیؐ اور مسلمانونکی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہوگئے تیار کردی ۔ اہل مدینہ کے کانونمین یہودی حقانی باتین
عرصہ سے گوش گزار ہوچکی تھین مگر وہ بھی اُسوقت خواب خرگوش سے نہ چونکے جبتک کہ روح کو کپکپا دینے والی باتین نبی عربی کی نہین
سُنین تب البتہ ایک نئی اور سرگرم زندگانی مین دم بھرنے لگے انتہٰے ۔ ایک جگہہ اُسی کتاب مین لارڈ صاحب لکھتے ہین ہم بلا تامل اس باتکو
تسلیم کرتے ہین کہ اسلام نے ہمیشہ کیواسطے اکثر توہمات باطلہ کو کالعدم کردیا ۔ اسلام کی صداے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہوگئی ۔ اور
خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرت کاملہ کا مسئلہ حضرت محمدؐ کے معتقدونکے دلون اور جانون مین ایسا ہی زندہ اصول ہوگیا ہے
جیسے کہ خاص حضرت محمدؐ کے دلمین تھا ۔ مذہب اسلام کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہر یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے
بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام مین کچھ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہب اسلام مین یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپسمین برادرانہ محبت رکھین
یتیمونکے ساتھ نیک سلوک کرین غلامونکے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آوین ۔ نشہ کی چیزونکی ممانعت ہر مذہب اسلام اس بات پر فخر کرسکتا ہے
کہ اسمین پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب مین نہین پایا جاتا انتہٰی ۔ ہم بنظر اختصار انہین دو چار عیسائی محققونکے
قول پر انحصار کرتے ہین اور ان محققین بالخصوص لارڈ ولیم میور صاحب بہادر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ جنہون نے بنظر انصاف

مذہب اسلام اور نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کی واقعی واقعی خوبیان بیان کرنے مین کچھ کمی نکرمائی اور منصب تاریخ گوئی کو امانت سے ادا کردیا۔
اب اگر ہمارے بھائی پادری صاحبان بھی انصاف پر آئین اور سچے عیسائی ہوجائین اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت اور رسالت کی شہادت دینے والے یہودیون کے جھوٹے الزامات سے بری کرنیوالے **فارقلیط** یعنی حضرت خاتم النبیین **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت سے باز آئین اور جسطرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی گستاخی کرکے حیات ابدی سے محروم رہے نجات سے محروم نرہین اور جن کتابونمین انحضرت علیہ السلام بیگناہ اور معصوم کو گالیان دی ہین برا بھلا کہا ہی انکی نسبت عیب لگائے ہین انکو جلادوین تو کیا خوب ہو؟ دیکھو بھائیو ضد بالخصوص اللہ کے پاک اور مقدس اور راہبر لوگون سے بد ہے اگر تم سچے عیسائی ہو تو برائے خدا ذرا تو تخلیہ مین بیٹھ کر سوچو کہ آنحضرت نے ابن عیسوی کے حق مین کیا برائی کی ہو بلکہ انہون نے تو انکی اور حضرت مریم کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نہایت عظمت کی ہے۔ قرآن مین تمہارے اکابر کی محامد اور تصدیق بکثرت ہے غایۃ مافی الباب تمہارے برخلاف مسئلہ **تثلیث** وکفارہ والوہیت مسیح کو (کہ جسکو نہ عقل سلیم تسلیم کرتی ہے نہ کسی نبی نے نہ خود حضرت مسیح نے فرمایا ہے) نہین مانتے جیسا کہ خود عیسائیون کے محقق فرقے (جیسا کہ **مار سیونی اریون ایونی یونی ٹیرین** - **ارمن** - **نکلائی** - **نصاری نجران** - وغیرہم) اس افراط اور خیال باطل کو نہین مانتے اسلام کا فریق عجیب فریاندار فریق ہے کہ جبکو کسی اور نبی اور کسی کتاب الٰہی سے انکار نہین خواہ کسی ملک اور کسی قوم کا ہو بشرطیکہ اسکی نبوت ثابت ہوجاوے اور کتاب کا کلام الٰہی ہونا دریافت ہوجاوے تمکو البتہ یہود سے مخالفت اور تعصب ہو تو بجا ہے کیونکہ وہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونیکو بری بات پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انکی کسی کتاب آسمانی مین نہ کوئی بشارت ہے نہ کوئی خبر انکے مرید محض نے تک عہد عتیق کی آیات کو کھینچ کھانچ کرلاتے ہین تاہم تک نہین ملتی نہ انکے پاس کوئی معجزہ تھا نہ کوئی کرامت گھر سے آوارگی مین بھاگ کر مصر چلے گئے وہان بعض حکماء سے چند ادویہ مجربہ اور چند نقوش وعمل دیو وجن کے مجرب سیکھ آئے تھے اور یروشلیم مین آکر اپنے کرشمے دکھا کر نبی کیا بلکہ خدا کا بیٹا بن بیٹھے بہت سے احمق انکے شعبدون مین آگئے بہت کو سلطنت کا لالچ دیا اور چال چلن کے بھی اچھے نہ تھے چند عورتین ساتھ رہا کرتی تھین پہلے انبیاء کو چور اور بٹ مار کہتے تھے (یوحنا ۱ باب) پس گرفتار کیے گئے اسوقت کوئی معجزہ بھی دکھا سکے اور سب شعبدے بھول گئے آخر الامر چیخ چیخکر بڑی ذلت سے جان دی چنانچہ اناجیل مین یہ مرقوم ہے کہ انکے ساتھ جو ایلچی لوگ تھے سب تتر بتر ہوگئے کچھ شعبدے حواریون نے سیکھ لیے تھے انکو دکھا کر لوگونکو بہکاتے پھرے آخر قسطنطین بادشاہ روم جو بڑا ظالم تھا عیسائی ہوا اسنے بزور شمشیر لوگونکو عیسائی کیا۔ چونکہ اس مذہب مین شریعت پر عمل کرنے والے پر لعنت ہے انکے ہان سور و شراب کتا گدھا وغیرہ ہر چیز مباح ہے نہ عبادت ہے نہ قربانی نہ ختنہ سوا اس آزادی کی وجہ سے اکثر لوگ عیش پسند اس شہوت پرست مذہب مین داخل ہوتے گئے دنیا کی ترقی اور تجارت اور صنعت سے یہ لوگ اور چل نکلے الخ **اقول** پادری صاحب کیا یہ کفریات ان کفر کی باتون سے کم ہین جو آپنے سید المرسلین کی جناب مین بکے ہین؟ ہمارے نزدیک جو جواب انکا ہے وہی انکا مگر آپکا یہان دم بند ہے **فصل چہارم** واضح ہو کہ اصل غرض دنیا مین نبی کے بھیجنے اور اسپر کتاب نازل کرنیسے یہ ہوتی ہے کہ عالم مین جسقدر فساد واقع ہوئے ہون اور جو کچھ امور خلاف فطرت سلیمہ لوگونمین رواج پاگئے ہون انکو مٹایا اور ہر امر مین اصلاح وفلاح کا لحاظ فرمایا جاوے۔ اس لحاظ سے کہہ سکتے ہین کہ نبی ہر امر مین خدا کی طرف کا

فصل چہارم قرآن کے فضائل کے بیان مین

فطرت الٰہیہ کے لیے سچا نمونہ ہے - یا آسمانی کسوٹی ہے جو بات اُسکے موافق ہے کھری ورنہ کھوٹی ہے اسی لیے ہر زمانہ مین یکے بعد دیگرے
انبیاء آتے اور اصلاح فرماتے رہے ہین حضرت آدم علیہ السلام نے اُس عہد کے موجب طریقے سکھائے حضرت نوح نے اپنے زمانہ کے مناسب
احکام جاری کیے - حضرت ابراہیم نے اپنے وقت کے مناسب نماز و روزہ کے احکام سکھائے توحید کو رواج دیا بت پرستی کی مذمت کی پھر حضرت موسےٰ
و عیسیٰ علیہم السلام بھی اسیطرح دنیا مین خدائی قانون کو رواج دیتے رہے سب سے اخیر سب کے پیشوا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملک عرب مین
تشریف لائے - اسوقت تمام عالم مین تاریکی جہالت محیط تھی - عرب کے لوگ گو اس بات کے مدعی تھے کہ ہم ملت ابراہیمیہ کے (کہ جسکو ملت حنیفیہ کہتے ہین)
پابند اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد اور فرزند ارجمند ہین مگر اسوجہ سے کہ صدہا سال تک انمین پھر کوئی نبی نہوا تھا نہایت گمراہی ہوگئی
تھی جسطرح کوئی قدیم عمارت بالخصوص شاہی دیوان خاص صدہا سال کی مرمت نکرنیسے جا بجا سے ٹوٹ جاے اور کسیقدر در و دیوار کے نشان
باقی رہین اور اُس دیوان خاص کی کچھ اور ہی شکل ہوجاے اور اُسمین اور مکانات بنجائین یہی حال شریعت ابراہیمیہ کا عرب مین تھا - اوّل مرض
اُسمین یہ پھیلا کہ خدا تعالیٰ و تقدس کو دنیا کے شہنشاہون پر قیاس کیا کہ جسطرح دنیاوی بادشاہون سے عرض و معروض و حاجت برآری و
کارگزاری بغیر وزیرون اور مشیرون اور عملہ کے نہین ہوسکتی اسیطرح سے خدا تعالیٰ نے اپنے بعض خاص بندونکو قدرت و کمال عطا کیا اور اپنی خدائی کا
ایک حصہ اُنکو دیا اُنکے بغیر نہ خدا کسی کی عبادت قبول کرتا ہے نہ حاجت روا فرماتا ہے - بلکہ بعض اقوام نے تو بعض اکابر کی نسبت یہ اعتقاد کیا
کہ خدا تعالےٰ دنیا مین اُسکی شکل مین ہوکر ظاہر ہوا ہے اور اُسمین حلول کیا ہے جیسا کہ ہنود اپنے **اوتارون** کی نسبت اور عیسائی
حضرت **مسیح** علیہ السلام کی نسبت یہی عقیدہ ابتک رکھتے ہین تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا - پس کسیکو رزق رسانی کا کسیکو بارانی
کا کسیکو تندرستی و بیماری کا کسیکو قحط و ارزانی کا الغرض کسیکو کسیکا اور کسیکو کسی اور چیز کا اپنے ولمین حاجت روا سمجھ لیا اور اُنکی عبادت اور قربانی
و نذر و نیاز و نام لینے کو اپنے لیے تقرب الٰہی کا وسیلہ جانا اور اُنسے روگردانی کو باعث نقصان جان و مال مانا اسلیے اُنکی پرستش ضرور سمجھی
گئی اور وہ لوگ کہ جنکی نسبت اُنکا یہ گمان تھا انبیاء و اولیاء و ملائکہ ہین - اور بعض لوگ اپنے آباء و اجداد اور جنون اور ارواح خبیثہ کو اور
بعض عناصر آگ پانی ہوا خاک کو بھی اور بعض آفتاب و ماہتاب ستارون اور دیگر عجائب مخلوقات کو بھی اسی مرتبہ مین سمجھتے تھے چنانچہ ان
چیزونکی پرستش کرنیوالے ہنود اور مجوس ابتک موجود ہین ان چیزونمین سے کوئی بھی ہنود نے نچھوڑی - عناصر کی پرستش **وید**[۲] اور **دساتیر**
مین ابتک مذکور ہے - اور اُنکی طرف دھیان دھرنے اور خیال جمانے کے لیے اُنکے نام کی تصویرین پیتل اور پتھر وغیرہ چیزونکی بناکے آگے رکھکر
عبادت کرنے لگے لیکن ان تصویرونکو معبود نہ سمجھتے تھے بلکہ جہت قبلہ[۳] خیال کرتے تھے البتہ متاخرین نے خود ان تصاویر ہی کو معبود سمجھ لیا

---

۱ اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ الآیۃ اور اسی مضمون کی بہت سی آیات قرآن مین ہین
کہ سب لوگ قوانین ملت اور اصول فطرت مین ایک تھے اُسکے بعد لوگون نے اختلاف کیا خلاف امور کو اختیار کیا آنکی اصلاح کو انبیاء بھیجے - اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ما من مولود
الا یولد علی الفطرۃ الحدیث اور اسی لیے یہ بھی ثابت ہوا کہ اصول دین مین تمام انبیاء یکسان ہین بعض امور جزئیہ مین اختلاف ہے کہ کسی نبی کے لیے قوم اور ملک اور زمانہ کی رعایت سے کچھ احکام سلے
دوسرے کو انہین وجوہ سے اور احکام دیے گئے جسطرح کہ طبیب ہر مرض اور ہر شہر اور ہر ملک اور ہر موسم اور ہر مریض کے لحاظ سے نسخہ مین کمی زیادتی مصلحت دیکھکر کرتا ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین کل انبیاء علاتی بھائی ہین ایک باپ اور مائین مختلف - پس اس سے یہی مراد ہے کہ اصول شریعت متحد ہین فروع مین اختلاف ہے ۱۲ منہ
۲ وید ہنود کے نزدیک کتاب آسمانی ہے - اور دساتیر مجوس کے نزدیک کتاب آسمانی ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہے ۱۲ منہ ۳ بعض بت پرست جیسا کہ لالہ اندرمن وغیرہ اپنی بت پرستی کی
یہی توجیہ کیا کرتے ہین مگر اس سے الزام شرک سے بری نہین ہوسکتے کیونکہ ہمنے مانا کہ لالہ صاحب وغیرہ دانشمندون نے مہادیو اور بشن اور کرشن اور کالی بھوانی وغیرہ کی مورتونکو سجدہ نکیا بلکہ انکو جہت قبلہ
اور اصل مسجود مہادیو وغیرہ کو جانا مگر مہادیو وغیرہ اُن چیزون کو کہ جنکی یہ تصویرین ہین معبود و مسجود سمجھنا بھی تو بڑی غلطی اور صریح شرک ہے ۱۲ منہ

یہ پہلون سے بھی بڑھ کر خرابی مین پڑے۔ عرب مین یہ بت پرستی **عمرو بن لحی** کی وجہ سے رواج پائی جو نبی صلعم سے تخمیناً تین سو برس پیشتر تھا۔ پس جسطرح اہل ہند کے ہان کرشن وغیرہ اکابر کی تصاویر مندرون مین دھری گئین اور اُنکی پوجا شروع ہوئی اسیطرح سے عرب مین بنی کلب نے **وُدّ** کا بت بنایا اور **ہذیل** نے **سواع** کا اور **مذحج** نے **یغوث** کا اور **ہمدان** نے **یعوق** اور **قوم حمیر** نے سبا مین **نسر** کے نام کا بت بناکے پوجا۔ اور یہی پانچون بت قوم نوح مین بھی تھے جیساکہ سورہ نوح مین مذکور ہے اور قریش نے خاص مسجد ابراہیمی یعنی خانہ کعبہ مین حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے نام کے اور اور لوگونکے نام کے چھوٹے بڑے بہت سے بت رکھ چھوڑے تھے اور گرد کعبہ کے سب سے بڑا بت **ہُبل** کے نام سے رکھا تھا۔ اور عرب جن بتونکی پرستش کرتے تھے منجملہ اُنکے لات اور منات اور ذو الخلصہ اور ذو الکفین اور ذو الشریٰ اور بہم اور سعیر اور فلس وغیرہا تھے کہ جنکے ذکر کی یہان گنجائش نہین عرب کے لوگ عموماً معطلہ اور کچھ محصلہ تھے۔ معطلہ مین سے ایک صنف تو یہی بت پرست تھے جنکے خیالات کا رد قرآن مجید مین جابجا ہے کہین یون فرمایا اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ الایہ اور کہین یون کہا لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ الایۃ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ الایۃ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُھُمْ وَلَا یَضُرُّھُمْ الایۃ وَقَالَ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ الایۃ اور ایک فریق عرب مین ایسا تھا کہ جو خالق کا اور مرکر دوبارہ حساب وکتاب جزا و سزا کے لیے زندہ ہونیکا انکار کرتا تھا اور طبع کو زندہ کرنیوالا اور دہر کو فنا کرنیوالا جانتا تھا یعنی ترکیب اجسام کی طبیعت سے آدمی اور دیگر حیوانات و نباتات خود بخود پیدا ہوجاتے ہین اور تحلیل ہوتے ہوتے گردش دہر سے فنا ہوجاتے ہین نہ اسپر بعد مرگ کوئی حساب ہے نہ کتاب نہ دوزخ نہ بہشت نہ کوئی رسول نہ فرشتہ اور ان لوگونکو دہریہ کہتے ہین چنانچہ آجکل بھی بالخصوص انگلستان اور جرمن وغیرہ بلاد مین اُنکی ذُرّیت موجود ہے۔ اس فریق کا بھی قرآن مین بہت جگہہ رد ہے قال اللہ تعالیٰ وَقَالُوْا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُھْلِکُنَآ اِلَّا الدَّھْرُ وَمَا لَھُمْ بِذٰلِکَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ ھُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ۝ پس خداتعالیٰ نے ضروریات فکریہ وآیات فطریہ کے ساتھ چند آیات اور سورتون مین اُنکی اس بیہودہ اور غلط خیال کو رد کیا فقال اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وقال اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ وقال قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ۝ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ط وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ الایۃ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ۝ الایات۔ اس فریق کا بھی رد قرآن مجید کی اکثر آیات واکثر سورون مین نئے نئے طور سے واقع ہوا ہے۔ اور ایک ایسا **فریق** تھا کہ جو خالق اور ابداء خلق کا تو قائل تھا مگر بعث اور اعادہ کا منکر تھا اس فریق کے عقائد کو بھی قرآن نے اکثر جگہہ بڑی شد و مد سے رد کیا ہے چنانچہ یہ آیت قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ الایہ اور یہ آیت اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ انہین کے رد مین وارد ہے۔ اور ایک **فریق** ایسا تھا کہ جو خالق اور ابداء خلق اور کسیقدر اعادہ کا قائل تھا مگر رسولونکا منکر تھا اور اصنام کی عبادت کرتا تھا کہ یہ ہمارے لیے آخرت مین خدا کے پاس شفاعت کرینگے مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اُنکے رد مین خداتعالیٰ فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وغیرہا من الآیات۔ اور یہ لوگ بتونکے نام کی قربانی کرتے تھے اور جسطرح کہ ہنود ہر سال اپنے بتونکی زیارت کے لیے میلے کے طریق جاتے ہین اسیطرح یہ مشرکین اُنکے لیے حج کرتے اور منتین مانتے اور بعض چیزین حلال اور بعض حرام

کرتے تھے اور اپنی کھیتی وغیرہ آمدنی مین سے انکے حصّے مقرر کرتے تھے اور اسمین کسیقدر خدا کے نام بھی معین کرتے تھے اور کبھی خدا کے
نام بتونکے نام پر چڑہا دیتے تھے ان جانورونمین سے کسی نر کو مردونکے لیے حلال اور عورتون پر حرام کردیتے تھے چنانچہ سورہ انعام مین اسکا رد
موجود ہے وَقَالُوا هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ الآیۃ وَقَالُوا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهٖ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا
وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاءُ الآیۃ انکے رد مین خدا تعالی فرماتا ہے قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ الآیہ وقال اَمْ
كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا الآیہ اور عموماً ان لوگونکے دو شبہہ تھے اول حشر اجساد کا کہ جسکی نسبت کہتے تھے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا
تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَ اٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ وغیرہا من الآیات دوم رسولونکا آدمیونکی شکلو مین آنا اور حوائج بشریہ مین شریک
ہونا جسکی نسبت خدا تعالی خبر دیتا ہے وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ الی قولہ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا
مَّسْحُوْرًا قال وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا پس جو لوگ کہ بتونکے
قائل تھے وہ کہتے تھے کہ فرشتے کیون رسول نہوئے وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ج وغیرہا من الآیات۔ اور جو قائل نہ تھے وہ صرف اپنے
بتونکو کافی اور وسیلہ سمجھتے تھے اول شبہ کا جواب قرآن مین کثرت سے دیا گیا اور ثانی شبہ کا جواب بھی اکثر جگہ ذکر فرمایا کہ بشر تمھارے ہمجنس ہے
و شبیہ ہوتا اور اگر فرشتے کو بھی رسول کرکے تمہارے پاس بھیجتے تو انسان ہی کی شکل مین بھیجتے پھر شبہ کرنیوالے اسیطرح اسپر بھی شبہ کرتے
وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا الآیہ اور جب اس ضرورت کے لیے بشر کو رسول کرنا پڑا تو بشر سے مقتضیات بشریہ ترک ہو لی اسطرح
ناممکن ہین کہ جس طرح آگ سے حرارت کا جدا ہونا ناممکن ہے پس اسی لیے جسقدر دنیا مین پیشتر انبیاء آئے کھاتے پیتے تھے بیوی بچے بھی
رکھتے تھے قال تعالی وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ د اور بعض عرب
تناسخ کے قائل تھے کہ انسان جب مرجاتا یا مارا جاتا ہے تو اسکے دماغ کا خون اور اجزاء اصلیہ مجتمع ہوکر ایک جانور ہو جاتا اور سو برس تک
اسکی قبر پر بولتا اور دشمن سے انتقام چاہتا ہے جیسا کہ آجکل صد ہا عوام اور بالخصوص ہنود کے خیالات خام ہین کہ فلان شخص کی روح آتی
ہے اور فلان شخص جن بھوت بنکر لوگونکو ستاتا پھرتا ہے یا فلان جنگل یا فلان جگہہ مین رات کو فلان مقتول بولتا اور پانی مانگتا ہے یا بڑے
بزرگ گھر پیر دادن پن کے لیے آتے ہین یا فلان عورت کی سوکن جو مرگئی ہے اسکو ستاتی ہے چنانچہ شیخ سدو اور زین خان ملمون الکہ نحس تھا اور
ہنومان کی چوکی وغیرہ بیہودہ خیالات انہین لوگونکی نشانی اور یادگاری ہے اس غلط خیال کو نبی علیہ السلام نے بھی بڑی شدومد سے
رد کیا فقال لاهامة ولا عدوی ولا صفر الحدیث بلکہ شگن اور مہورت اور فال وغیرہ خیال کی پرستش کو بھی منع کردیا اور سنادیا کہ خدا کی
قضاء وقدر کو کوئی چیز روک نہین سکتی قل لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا الآیۃ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا
هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اسی مضمون کی بہت سی آیات ہین۔ اور بعض کا یہ اعتقاد تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیان
ہین انکی عبادت اور انکے وسیلے سے حاجت براری ہوتی ہے اسکے رد مین خدا تعالے نے اکثر آیات نازل فرمائی ہین از انجملہ یہ آیت ہے
اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَي الْبَنِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۵ اور بعض عرب

ف اس امر مین ایک شاعر جاہلیت نے یہ اشعار کہے ہین ؎ حیات ثم موت ثم نشر ٭ حدیث خرافة یا ام عمرو ٭ اور بعض نے مرثیہ مین یہ کہا ہے ؎ فماذا بالقلیب قلیب بدر ٭ من الشیزی تکلل بالسنام ٭ یخبرنا الرسول بان سنحیی ٭ وکیف حیات اصداء وھام ٭

جنون کی پرستش کرتے اور انکے نام کی دہائی دیتے تھے انکے رد مین خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ اور اکثر لوگ ایسے بھی تھے کہ کچھ باتین جنون سے دریافت کرکے اور اسمین دس جھوٹھ ملاکے لوگونکے آگے بیان کیا کرتے تھے اور ان لوگونکو کاہن کہتے تھے جیسا کہ آجکل جہال جمعرات کو جگہ لیپ کر گانا سنکر سر پھیر گردن ہلانے لگتے ہین کہ ہمپر سید آتا ہی اور عوام انسے مغیبات کا سوال کرتے اور اسپر ایمان لاتے اور اسکے قول پر عمل کرتے اور بعض چیزین کھانی پینی چھوڑ دیتے ہین وغیر ذلک من الخرافات اسکا رد بھی قرآن مین مذکور ہے کہ خدا کے سوائے کسیکو غیب کا حال معلوم نہین البتہ جسقدر وہ خود اپنے ملائکہ یا خاص بندونکو بتلا دیتا ہی بس اسیقدر جانتے ہین اور جنون کو تو ملاء اعلیٰ تک رسائی بھی نہین اور جو کوئی وہان کا قصد کرتا ہے تو اسپر کرہ نار سے انگارے برستے ہین سورہ جن مین اسکا ذکر ہی اور پیغمبر علیہ السلام نے بھی بدلائل موثقہ اس خیال کو غلط ثابت کر دیا ہی۔ اور **بعض عرب** ستارونکی تاثیر کے قائل تھے کہ جسقدر حوادث اس عالم سفلی مین واقع ہوتے ہین جیسا کہ مینہ برسنا اور قحط ہونا اور بیمار و تندرست ہونا اور غنی و فقیر ہونا جو کچھ ہوتا ہی سب ستارونکی گردش سے ہوتا ہی یہانتک کہ خرید و فروخت و بیاہ و شادی سفر وغیرہ ستارونکے طلوع و غروب کے حساب سے کرتے تھے جسطرح ابتک اس ملک مین ہنود اسکے پابند مین برہمنونکے خیالات خام اور وساوس نجوم وغیرہ کو دل و جان سے پسند کرتے ہین اس خیال فاسد کی غلطی بھی قرآن اور نبی آخر الزمان نے ظاہر کر دی چنانچہ بمقام حدیبیہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آج شبکو جو بارش ہوئی ہے اسکی نسبت خدا تعالیٰ یون فرماتا ہی کہ بعض بندون نے کفر اختیار کیا اور بعض مجھپر ایمان لائے پس جسنے یون کہا کہ مطرنا بنوء کذا[1] اسنے کفر اختیار کیا اور جسنے اس بارش کو خدا کی طرف سے سمجھا وہ مومن رہا الحدیث اور قرآن نے بھی یہ کہدیا کہ آفتاب و ماہتاب اور جمیع ستارے خدا کی مخلوق اور ممکن اور اسکے حکم کے اپنی چال خاص مین مسخر ہین ہوا اور پانی وغیرہ مخلوقات سے انکو اور کوئی زیادہ بات حاصل نہین قال تعالیٰ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ وغیرہا من الآیات (**سوال**) یہ خیال غلط نہین کیونکہ حکماء بھی علویات کی تاثیر کے قائل ہین (**جواب**) اول تو حکماء بھی بہت سی غلط باتونکے قائل ہین ازانجملہ یہ کہ خدا سے سوائے ایک چیز کے اور کوئی دوسری چیز صادر نہین ہوئی ازانجملہ یہ کہ اسکو جزئیات مادیہ کا علی وجہ التفصیل علم نہین ازانجملہ یہ کہ اسکو اپنی ذات کا علم نہین وغیر ذلک مما لا یخفی۔ دویم اگر تاثیر ثابت ہے تو اسقدر ثابت ہی کہ جسطرح آگ کی تاثیر حرارت اور پانی کی برودت پس اسیطرح آفتاب و ماہتاب اور دیگر ستارونکی تاثیر حرارت و برودت ہے کہ جس سے پھل پھول پکتے ہین نہ یہ کہ انسان کی سعادت و نحوست مین کچھ انکو دخل ہی اور یہ بات اور ہی کہ اتفاق سے اس ستارے کے طلوع و غروب کے وقت کوئی کام ہو گیا مثلاً کسیکو ایسا اتفاق ہو کہ جب کسی کام کے لیے وہ کتے کے بھونکتے وقت چلا تو وہ کام نہوا تو اس سے کوئی ملازمہ عقلیہ یا عادیہ کتے کے بھونکنے اور کام کے نہونے مین نہین ہو سکتا البتہ توہمات کو بڑی گنجایش ہے۔ اور **بعض عرب** مذہب یہود کیطرف میلان رکھتے تھے اور **بعض عیسائی** تھے یہود اور عیسائیون مین جو کچھ خرابیان اور گمراہیان اسوقت مین تھین بلکہ ابتک باقی ہین بیان سے باہر ہین کسیقدر ہم ابھی بیان کرینگے۔ اور **بعض عرب** مجوسیونکی طرف میلان رکھتے تھے۔ کیونکہ ایک عرصہ سے یمن اور عراق مین ایرانیونکی سلطنت تھی کہ جو مجوس اور آتش پرست تھے اور بتوک وغیرہا اطراف عرب مین بالخصوص مدینہ طیبہ سے شمالی اور مغربی حصہ مین اکثر عیسائی لوگ حاکم تھے **ہرقل**[2] شاہ روم کے صوبجات شمار ہوتے تھے

[1] نوء کہتے ہین ستارونکے اجتماع اور طلوع و غروب کو یعنی ہمکو ستارون کی وجہ سے بارش حاصل ہوئی ۱۲ منہ [2] ہرقلیس ۱۲ منہ

اور خاص مدینہ منورہ مین اور اُسکے اطراف خیبر وغیرہا مواضع مین ہنود رہتے تھے باقی حجاز و نجد وغیرہ ملک خود مختار تھے۔ دوسرا فریق عرب کا
(کہ جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کے طریق پر چلتا تھا) اُنکو محصّلہ کہتے ہین یہ لوگ موحد تھے نبی کے منتظر تھے۔ لیکن یہ فریق بہت ہی کم تھا

عرب محصلہ کا بیان

منجملہ اس فریق کے زید بن عمرو بن نفیل تھے جو کعبہ سے تکیہ لگا کر توحید بیان کیا کرتے تھے اور شرک سے نفرت دلایا کرتے تھے اور حشر و نشر
حساب و کتاب کے قائل تھے منجملہ اُنکے قیس بن ساعدہ ایادی ہین منجملہ اُنکے مواعظ کے یہ اشعار ہین جو ثبوت حشر مین کہے ہین
یا باکی الموت والاموات فی جدث ٭ علیہم من بقایا بزہم خرق ٭ دعہم فان لہم یوماً یصاح بہم ٭ کما ینبہ من نوماتہ الصعق ٭ الخ منجملہ اُنکے
عامر عدوانی ہین یہ شخص عرب کے حکماء اور خطباء مین سے ہے اسکی ایک بڑی وصیت ہے جسکے اخیر مین یہ کلمات ہین کہ مینے ایسی کوئی چیز
نہین دیکھی کہ جس نے اپنے تئین پیدا کیا ہو۔ اور جو آنیوالی ہے وہ جانیوالی ہے۔ اگر لوگونکو مرض سے موت ہوتی تو دوا سے زندگی بھی ہو جاتی
اس شخص نے زنا اور شراب کو اپنے اوپر حرام کیا تھا اور شراب کی مذمت مین چند اشعار بھی کہے ہین منجملہ اُنکے قیس بن عاصم تیمی اور صفوان
ابن امیہ بن محرب کنانی اور عفیف بن معدیکرب کندی ہین۔ قرآن مجید کو اُسوقت کے چار فریق کا رد اور دفع شبہات کرنا پڑا جو فطرت سلیمہ
سے برخلاف اور راہ راست سے دور پڑے ہوئے تھے (اول) تو یہی عرب معطلہ کہ جنکے عقائد مذکور ہو چکے ہین اور اُنکے رد مین اہل منطق اور اہل فلسفہ

اول فریق

کے طرز کو اختیار نہین کیا کہ مقدمات یقینیہ سے قیاس بشرائط مرکب کرکے پیش کیا جاتا اور امور غامضہ پر مناظرہ کی بنیاد رکھی جاتی اور نہایت باریک
باتون پر الزام دیا جاتا کیونکہ اُن عامیون اَن پڑھون اور اونٹ اور بکری چرانیوالون سے اسطرح سے مناظرہ کرنا خلاف مقصود تھا وہ ایسی باتین
کب سمجھ سکتے تھے اسلیے مقدمات مشہورہ اور مسلمہ پر اکثر الزام دیا اور اُن مقدمات کا غلط ہونا ثابت کردیا جنپر یہ عقائد فاسدہ مبنی تھے چنانچہ پھر موقع
پر ہم اسکی تشریح کرینگے اور تقدیم و تاخیر کا کچھ لحاظ نکیا اور کلام کے مکرر ہونیسے اور اکثر سورتون مین پھر پھر لانیسے اجتناب نکیا کیونکہ مقصود یہ تھا
کہ اُنکے دلمین شرک کی بُرائی جم جاے اور ان خیالات فاسدہ کی غلطی پیش نظر ہو جاے کسلیے کہ ذکی تو اشارونسے سمجھ سکتا ہے اور عامی بغیر مکرر
اور تفصیل تام کے نہین سمجھ سکتے۔ جو مفسر اس نکتہ سے واقف نہین وہ آیات احکام اور آیات مخاصمہ مین باہم ربط دینے مین بڑا تکلف کرتے ہین اور
اُنکے لیے کوئی قصہ شان نزول مین تلاش کرتے ہین اور در اصل لوگونمین عقائد باطلہ پایا جانا آیات عقائد کے لیے شان نزول ہے اور باہم جھگڑے اور
ظلم و ستم کا پایا جانا آیات احکام کے لیے شان نزول ہے۔ اور جب ہمارے بعض مفسر ہی اس نکتہ کو نہ سمجھے اور انہین نے اصل قصّون کو تفسیر آیات مین

جواب پادری فنڈر

داخل کرنیکی ضرورت پڑی تو بیچارے پادری و ہنود وغیرہم مخالفین (کہ جو علوم اسلامیہ سے اکثر ناآشنا ہین) کیا سمجھتے؟ پس پادری فنڈر اور پادری عماد الدین
وغیرہم نے جو قرآن پر اس بارہ مین بڑی شد و مد سے اعتراضات کیے ہین اور قرآن کی فصاحت و بلاغت مین نقص ثابت کیا ہے اور ناحق کی قابلیت
جتلائی ہے درحقیقت اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا ہے اسلیے مین کہتا ہون کہ ان اعتراضات مین بیچارے پادریون کا محققین اہل اسلام قہقہہ

فریق دوم

نہ اڑائین بلکہ انکو انکی بےعلمی کی وجہ سے معذور سمجھین۔ فریق۔ (دوم) کہ جس سے مناظرہ واقع ہوا یہود ہے۔ یہود مین بیشمار خرابیان شائع ہوگئی تھین
جنکی اصلاح بنی اسرائیل کے نبیونسے بھی نہو سکی کیونکہ سب سے اخیر انبیاء بنی اسرائیل مین حضرت یحیی اور حضرت عیسی علیہما السلام ہین انہون نے
جسقدر اصلاح چاہی بیان سے باہر ہے مگر اُس سخت قوم پر (کہ جسکے ہاتھ سے حضرت موسی علیہ السلام بھی عاجز آگئے حالانکہ دن بھر مین بہت سے
خوارق و معجزات اُنسے دیکھتے تھے) چندان اثر نہوا آخر علم الہی کے بموجب ان دونون حضرات کو یہی فرمانا پڑا کہ جلد رستی اختیار کرو ورنہ آسمانی سلطنت کا

زمانہ بہت قریب آتا ہے وہ نبی آنیوالا ہے کہ جسکے ہاتھ پر آتشین شریعت[۵۱] ہے سرکشونکو کامل سزا دیگا۔ اور جو کچھ خدا اور انبیا بالخصوص حضرت مریم اور عیسٰے کی نسبت بہتان باندھ رکھے ہین انکو دور کریگا منجملہ خرابیونکے ایک یہ بھی کہ خدا تعالی کی ذات[۵۲] اور صفات مین تشبیہ کے قائل تھے یعنی اسکو جسمانی جانکر اسکے لیے حقیقۃً جسم اور مکان اور اعضا ثابت کرتے تھے اور اسکے لیے تناہی قدرت وطاقت مانتے تھے کہ وہ آسمان و زمین پیدا کرکے تھک گیا اور ہفتہ کے روز اسنے آرام لیا اسکا رد بھی قرآن نے کیا فرمایا اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ الآیۃ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ اور فرمایا وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ازانجملہ یہ کہ خدا تعالی نے اپنے فرمانبردار بندون سے نہایت پیار کے الفاظ سے خطاب کیا تھا اور لفظ پیار کا بیٹا تھا یہود اس سے یہی سمجھ گئے کہ ہم خدا کے پیارے اور بیٹے ہین ہمکو کسی فعل پر عذاب نہوگا اور جو کچھ ہوا بھی تو بطور تہدید کے چند روز ہوگا اس بات کو خدا نے رد کیا کہ خدا کی جب کوئی جورو ہی نہین تو بیٹا کہان ؟ باپ بیٹے مین مماثلت اور مجانست ضرور ہے خدا کا نہ کوئی مثل ہے نہ ہمجنس فرمایا لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا الآیہ وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ الآیہ اور فرمایا کہ تمپر کیا منحصر ہے جو کوئی خداوند تعالی کی فرمانبرداری کرے اور اسکے رسولونپر ایمان لاویگا وہ عذاب سے نجات پاویگا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ الآیہ اور فرمایا اگر خاص تمہارے ہی لیے دار آخرت ہے تو ذرا موت کی آرزو تو کرو قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ الآیہ اور یہ کہ گناہ پر ہمکو چند روز عذاب رہیگا پھر نہین فرمایا یہ تمہارے دلونکے منصوبے ہین تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ الآیہ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً الآیہ۔ ازانجملہ یہ کہ شہوت پرستی اور بدمستی سے انبیاء علیہم السلام کی نسبت بھی بڑی بدگمانیان کرتے تھے چنانچہ حضرت آدم کی نسبت پراگندہ خیال تھا اور حضرت لوط کو یہ کہتے تھے کہ انہون نے شراب پیکر اپنی دونون بیٹیون سے زنا کیا اور وہ دونون اس سے حاملہ ہوئین اور ایک نے موآب اور دوسری نے بن عمی جنا چنانچہ سفر خلیفہ کے ۱۹ باب مین ابتک مذکور ہے۔ اور حضرت سلیمان نے بت پرستی کی اور حضرت داؤد نے اوریا کی جورو سے زنا کیا چنانچہ کتاب السلاطین مین ابتک موجود ہے اس خیال کو خدا نے رد کیا کہ وہ ہادی اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے خدا نخواستہ اگر وہ بھی ایسا کرین تو پھر امت کا کیا ٹھکانا وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ وغیرہا من الآیات ازانجملہ یہ کہ بابل کی اسیری مین اصل نسخہ تورات انکے ہاتھ سے مفقود ہوگیا تھا پھر مدت بعد انکے علماء نے اپنی یاد کے طور پر کچھ مرتب کیا اور عزیر علیہ السلام اسکے مہتمم ہوئے آخر شاہ انٹوکس کے حادثہ مین وہ بھی انکے ہاتھ سے جاتا رہا پھر اپنے طور پر جو کچھ چاہا لکھا اور اسکا نام تورات رکھا (چنانچہ اسکی تحقیق آتی ہے) چونکہ یہ نسخہ خدائی تو تھا ہی نہین انہین کی تصنیف تھا اسلیے اسپر بھی پورا پورا عمل نکرتے تھے بلکہ انکے مشائخ احبار و رہبان رشوت ستانی کے لیے کچھ کا کچھ ادل بدل الٹ پلٹ کردیتے تھے یا اسکی کوئی تاویل کردیتے تھے کہ جس سے خدا کے حکم پر عمل کرنیسے سد راہ ہوجاتے تھے اسکی مذمت قرآن نے بیان کی وقال تعالی یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ الآیہ بلکہ جو انکی مرضی کے موافق ہوتا تھا اسکو باقی رکھتے تھے اور جو مخالف ہوتا اسکو مٹاتے تھے اسلیے جناب نبی آخر الزمان[۵۳] علیہ السلام کی جو جو صریح خبرین انکی کتب مین

---

[۵۱] یعنی محمد علیہ السلام ۱۲ منہ [۵۲] چنانچہ تورات سفر خلیفہ مین ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور خداوند سے یعقوب کشتی لڑا۔ اور خدا تعالی تمام بنی آدم کو پیدا کرکے پچھتایا اور آسمان و زمین پیدا کرکے ہفتہ کے دن آرام لیا ۱۲ منہ [۵۳] ہنود کا عموماً یہی خیال ہے کہ لکھتے کے لیے چار قوم پرمیشر نے بنائی ہین برہمن چھتری بیش شودر باقی اور تمام مخلوق الٰہی ملیچھ یعنی بری اور نجات کے لائق نہین اور اسپر عجب یہ ہے کہ اور غیر قوم مین کسی کرم یعنی عمل سے نہ برہمن ہوسکتے ہین نہ چھتری نہ بیش نہ شودر۔ بس پرمیشر نے ہندوستان کے ہندوؤنکو ہی مکتی کے قابل بنایا باقی سب ہیچ ۱۲

چلی آتی تھین انکو اور دیگر احکام رجم وغیرہا کو اپنے امرا کی خوشامد مین چھپایا یہ تو انکے علماء کا طور تھا۔ عامیونمین یہ خرابی تھی کہ وہ ان لالچی اور بیدین علماء کے اسدرجہ معتقد تھے کہ اسکے خلاف مین کوئی کیسی ہی حق بات کیون نہ کہے اور انبیاہی آکر کیون نہ سمجھائین وہ اسکو ہرگز نہ مانتے تھے بلکہ ان حق گو لوگونکے قتل کے درپے ہوتے تھے چنانچہ بہت سے انبیاء کو اسی بات پر شہید کر ڈالا **ازانجملہ** یہ کہ تعلیم انبیاء علیہم السلام کے برخلاف منہیات مین بالکل مستغرق ہوگئے تھے اور بجاے درس تدریس کتاب الٰہی کے جادو و منتر وغیرہ بیہودہ خیالات مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعلیم اور انکے عروج کا ذریعہ سمجھتے تھے **ازانجملہ** یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ حضرت مریم کی جناب مین جو کچھ بدگمانی تھی اور جو کچھ بدسلوکی انسے کی تھی اور انکے پیرونکے ساتھ عداوت قلبی تھی بیان سے باہر ہے ان ناشایستہ کلمات کا ذکر کرنا بھی نامناسب ہے عیسائی لوگ اسکے خود مقر ہین بلکہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مسیح دجال کہتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ بموجب بشارت موسے علیہ السلام اگر سچے نبی ہوتے تو قتل نہ کیے جاتے حالانکہ وہ قتل کیے گئے۔ اور جسقدر بشارات کتب سابقہ مین انکے لیے پائی جاتی ہین سبکی تاویل کرتے تھے۔ اور نبی آخر الزمان کے منتظر تھے کہ جو انکی اعانت کرے پس خداتعالیٰ نے قرآن مین انکے اس عقیدہ کو یون رد کیا کہ تمنے عیسے کو قتل ہی نہین کیا بلکہ تمکو خود اشتباہ ہوا ہے۔ اور اسکی والدہ پاکدامن اور صدیقہ تھی۔ اور روح القدس کے مس کرنیسے خود بخود انکو اپنی قدرت کاملہ سے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے پیدا کیا اور معجزات عطا کیے **ازانجملہ** یہ کہ حضرت کے معاصرین یہود کو آپسے سخت عداوت اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ آپنے انکی خرابیونکی اصلاح فرمانی چاہی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تصدیق کی اور انجیل کو کتاب الٰہی کہا پس انکو وہ جو کچھ ایک مدت سے امید تھی کہ عیسائیونکو ملزم ٹھہرائینگے اور عرب کے مقابلہ مین ہماری طرفداری کرینگے یک لخت جاتی رہی اسلیے خود آپکی نبوت مین کلام کرنے لگے اور جب معجزات وغیرہا دلائل سے انکار کیجگہہ باقی نرہی اور آپکو قطعی نبی جان گئے تو یہ حیلہ کیا کہ آپ عرب یعنی امی لوگونکے رسول ہین ہمارے نہین ہوسکتے دووجہ سے (۱) یہ کہ موسیٰ کی شریعت ابدی ہے اگر آپکو نبی مانا جاوے تو اس سے شریعت موسویہ کا منسوخ اور غیرابدی ہونا لازم آوے (۲) یہ کہ یہ استحقاق نبوت خاص ہمارے خاندان بنی اسرائیل کا ہے یہ نعمت بنی اسمٰعیل مین حاصل ہونی ممکن نہین اول شبہ تو محض لغو ہے کس لیے کہ آپکے نبی ماننے سے موسیٰ کی شریعت کے ابدی ہونے مین کوئی فرق نہین لازم آتا کیونکہ آپکی شریعت اور موسیٰ کی وہ شریعت کہ جو ابدی ہونیکے لائق ہے ایک ہے البتہ بعض جزئیات قوم اور زمانہ کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہین خود توریت مین احکام کا بدلنا ثابت ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے۔ دوم ابدی سے مراد زمانہ طویل ہے کما لایخفی دوسرا شبہہ تو محض ایک جاہلانہ گفتگو ہے کیونکہ خدا نے کہین وعدہ نہین کیا تھا کہ مین بنی اسمٰعیل مین نبی برپا نکرونگا بلکہ نبی برپا کرنیکا وعدہ کیا تھا چنانچہ ابتک اس توریت مین بھی موجود ہے جسکی تصریح ہم کسی مقام پر کرینگے اور کسیقدر عقائد الاسلام مین کرچکے ہین۔ خدا کی رحمت کسی شخص خاص کا حصہ نہین پس یہ انکار بھی انکا محض بے دلیل اور احبار و رہبان کی تقلید سے تھا لیکن انہین سے صدہا منصف مزاج آسمانی شریعت مین داخل ہوے جیسا کہ **عبداللہ بن سلام** و**کعب احبار** وغیرہما۔ پس یہ عداوت روزمرہ بڑہتی گئی یہانتک کہ جنگ **احزاب** کے بعد یہود بنی قریظہ و بنی نضیر وخیبر کو آتشی شریعت نے

۵۱ جیسا کہ اسوقت جہان لوگ اپنے بزرگون اور آباء و اجداد کی تقلید مین نصوص قرآنی و سنت مصطفویہ کا انکار کرتے اور حیلہ و بہانہ کرکے ٹال دیتے ہین ۱۲ منہ **۵۲** جیسا کہ آجکل دینیات کو چھوڑ فضول اور بیہودہ علوم کے سیکھنے مین لوگ مصروف ہین ۱۲ منہ **۵۳** عجب ہے کہ دہلی کے ایک کرسٹین ماسٹر رامچندر نے ایک رسالہ لکھا ہے کہ جسکا نام رسالہ مسیح الدجال رکھا اسمین علاوہ اور لغویات کے ایک طرفہ مضمون یہ تھا کہ ان جملونکو (کہ جو یہودی حضرت مسیح علیہ السلام پر منطبق کرتے اور انکو دجال بناتے ہین) لے تک جناب رسالتمآب سید الانبیاء محمد علیہ السلام کی نسبت لگایا اور عاقلونکو اپنا مخبوط الحواس

اپنا کامل اثر دکھایا۔ اور بعض علماء یہود آنحضرت کی مجالس مین حاضر ہوکر بہت سے امور کی تصدیق کرتے اور آپکے لیے بشارات توراۃ کو ظاہر کرتے تھے مگر وہ بیچارے جب پھر اپنی قوم مین واپس جاتے تھے تو انپر بڑی لے دے ہوتی تھی کہ تم کیون جاکر ایسی باتین انکو بتاتے ہو کہ جس سے وہ تمکو الزام دیوین۔ الغرض اسطرح سے ہر روز نئی نئی باتین پیش آتی تھین کہ جسکا رد خدا کی جانب سے ہوتا تھا۔ کبھی وہ جبرئیلؑ کی عداوت ظاہر کرتے تھے اور قرآن کے نہ ماننے مین یہ عذر پیش کرتے تھے۔ کبھی مدینے کے منافقین کو ورغلاتے تھے اسلیے سورہ بقرہ وغیرہا مین اکثر ایسے مضامین مذکور ہین (**تیسرا فریق**) کہ جس سے قرآن مین مناظرہ واقع ہوا ہے **نصاریٰ** ہے یہود تو تھے ہی یہ اُنسے بھی گمراہی مین کئی نمبر بڑہے ہوے تھے حضرت مسیح کے زمانہ ہی سے جو کچھ مصائب بیچارون پر ٹوٹنے شروع ہوئے اُنکے ذکر کے لیے ایک جداگانہ دفتر چاہیے۔ اُنہین حوادث مین انجیل اُنکے ہاتھ سے جاتی رہی اور کچھ یادداشت کے طور پر تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رہا۔ کسی معتبر ذریعہ سے یہ بات نہین معلوم ہوتی کہ حواریون کے پاس جبکہ وہ روم وغیرہا بلاد مین منادی کرتے پھرتے تھے کوئی حضرت مسیح کی تصنیف یا خود اُنکی تصنیف کتاب بھی ساتھ تھی؟ لیکن اُن حواریون نے دین حق کی اشاعت مین بڑی ہی کوشش فرمائی اور لوگونکو اپنی کرامات اور نیک چلنی دکھاکر دینداری کیطرف متوجہ کیا۔ پھر تخمیناً دوسری صدی مین صدہا ایسے جھوٹے مسیحی پیدا ہوے کہ جنھون نے روح القدس نازل ہونے اور الہام ہونے کا دعویٰ کیا اور بہت سے جھوٹے عقائد اور احکام غلط کو حضرت مسیح اور اُنکے حواریون کیطرف منسوب کیا اور لوگونمین اُنکا رواج دینا شروع کیا چنانچہ ورس ۱۳ باب ۱۱ نامہ روم قرنتیون مین اسکی تشریح ہے۔ اور صدہا جھوٹی انجیلین اور نامجات معروف و مشہور ہوگئے جیساکہ باب اول انجیل لوقا اور ابتدا ۲ نامہ گلتیون اور باب دوم نامہ تسلنقیون مین اسکی تصریح ہی۔ اور اس طوفان بےتمیزی کا باعث نہ تنہا طمع نفسانی اور تضلیل شیطانی تھی بلکہ بہت سے سادہ لوح جھوٹھ بولکر دین کو ترقی دینا موجب ثواب جانتے تھے چنانچہ ولیم میور صاحب اپنی اردو تاریخ کلیسا کے باب سوم حصہ دوم دفعہ ۳ مین لکھتے ہین کہ دوسری صدی کے عیسائیونمین یہ گفتگو رہی کہ جب حکیمون سے بحث کا اتفاق ہو تو اُنکے طریقے کو اختیار کرنا چاہیے؟ چنانچہ اُرجن کی راے سے یہی بات قرار پائی اس سے بحث مین تیزی تو پیدا ہوئی مگر راستی اور صفائی مین خلل پڑا اور جعلی تصنیفات پیدا ہونی شروع ہوئین کیونکہ فیلسوف جسکی پیروی کرتے تھے تو رواج دینے کے لیے اُسکے نام سے تصنیف کرکے مشتہر کردیتے تھے اُنکی تقلید سے یہی طریقہ عیسائیون نے اختیار کیا یہ بات بھی خلاف حق اور قابل الزام شدید کے تھی انتہے ملخصا۔ اور یہی بات اُنکی **پولوس** کے اُس خط سے جو اُنہون نے رومیونکو لکھا ہے ظاہر ہوتی ہے وہ ورس ۷ باب سوم مین لکھتے ہین۔ پھر اگر میرے جھوٹھ کے سبب خدا کی سچائی اور اُسکے جلال کے لیے زیادہ ظاہر ہوئے تو مجھپر کیون گناہگار کیطرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیون نہ برائی کرین تاکہ بھلائی ہو انتہے۔ الغرض اسی پولوس نے اور بھی دین کو الٹ پلٹ کردیا اور بجاے صداقت اور ایمانداری کے بیچارے سیدھے سادھے ایماندارونکے دلونکو نجس خیالات اور کفر کے عقائد سے بھر دیا۔ چارون اناجیل کہ جنپر آجکل کے عیسائی اُدھار کھائے پھرتے ہین اسی پرآشوب زمانہ کی تصنیف ہین۔ یہ تثلیث۔ اور کفارہ اور الوہیت مسیح کہ جسکو عیسائی نجات کا مدار جانتے ہین ایسے ہی جعلسازونکی گھڑت ہے۔ گرچہ بعض بعض فرقہ عیسائیونکے اس کفر کے سخت منکر بھی تھے جیساکہ **فرقہ یونی ٹیرین** وغیرہ مگر گمراہی زور پکڑتے پکڑتے آنحضرت صلعم کے عہد تک حد سے تجاوز کرگئی تھی ازانجملہ سب سے بڑھکر یہ بدعقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ ہے وہ حضرت مریم کے پیٹ مین رہکر حسب دستور دنیا مین باہر آیا اور انسانی جامہ پہنا اور تمام بنی آدم کے گناہ اپنے اوپر اٹھاکر لیگیا (چنانچہ

یہ مضمون عماد الدین کی ہدایت المسلمین کے صفحہ ۲۷ مین ہے) اور گناہ کی معافی کا سواے اس ہشت کشی کے اُسکو اور کوئی طریقہ نہ ملا آخر پھانسی چڑھا اور ملعون ہوا اور تین دن دوزخ مین رہا اور پھر جی اُٹھا اور حواریونکی بے ایمانی اور بیوفائی پر خفا ہوتا ہوا آسمان پر چڑھگیا اور پھر دوبارہ آنیکا وعدہ کر گیا چنانچہ اس عقیدہ کو پادری فنڈر نے اپنی کتاب مفتاح الاسرار مین بڑے تفاخر سے بیان کیا بلکہ اسی پر نجات کا مدار ٹھہرایا ہے۔ اسکو یہ لوگ الوہیت مسیح کہتے ہین۔ اس بیہودہ خیالات کو بھی خدا تعالیٰ نے اُن دلائل سے قرآن مین رد کیا کہ جسکو ہر ذی عقل اور صاحب فطرت سلیمہ بہت جلد قبول کر سکتا ہے قال لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اس آیت کی تفسیر مین آپکو آگے چلکر معلوم ہوگا کہ اس خیال باطل کو کسطرح سے مٹایا ہے؟ جہانتک کہ ہمکو اسوقت کے پادریون کی تصنیفات دیکھنے کا اتفاق ہوا انہین اس مسئلہ کی دلیل سواے ان دو باتونکے اور کچھ نہ معلوم ہوئی (۱) یہ کہ بیٹے کا لفظ حضرت مسیح پر بولا گیا۔ اسکو پادری فنڈر نے مفتاح الاسرار مین کئی ایک ورق مین بڑی فصاحت خرچ کرکے بیان کیا ہے اور بغیر سمجھے بوجھے صوفیہ کرام کے الفاظ احدیت اور وحدت کو بڑی تکلیف دی ہے مگر نتیجہ ندارد (۲) یہ کہ خدا کے افعال مختصہ کو اناجیل مین مسیح نے اپنی طرف منسوب کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ درحقیقت مسیح خدا یا خدا کا بیٹا بلکہ اکلوتا بیٹا ہے۔ اول بات کا جواب بہت سہل ہے کہ یہ لفظ اور لوگون[1] پر بھی بولا گیا ہے پس جب وہ بیٹے نہین تو مسیح مین کیا خصوصیت ہے؟ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا تو آدم بغیر باپ اور بغیر مان کے پیدا ہوے ہین خدا قادر ہے جسطرح[2] چاہے پیدا کرے اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ الآیہ دوم باپ بیٹے حقیقی مین مجانست تو ضرور ہے پس اگر عیسیٰ خدا کے بیٹے اور خدائی مین شریک ہین تو وہ فصل کیا ہے؟ اور فصل ہے تو مرکب ہین اور ہر مرکب حادث ہی اور اگر فصل نہین تو اتحاد محض ہے پھر باپ کون؟ اور بیٹا کون؟ ایک چیز آپ ہی باپ ہو اور آپ ہی بیٹا ہو محال عقلی ہے پس یہ کلمہ مجازاً اطلاق ہوا ہی۔ دوسری بات کا جواب اس سے زیادہ سہل ہے کہ اول تو یہ کتابین کہ جنمین یہ انتساب ہی الحاق اور تحریف سے مبرا نہین پھر کیا اعتبار کیا جاوے دوم یہ انتساب مجازاً ہے آپنے دیکھا ہوگا کہ غلام اور خاص نوکر اپنے آقا کے مال کو اپنا مال کہدیا کرتا ہے کما لا یخفی پھر کیا اس سے غلام یا نوکر خود آقا ہو سکتا ہے؟ اصل اس بیہودہ خیال کی محض جہالت اور فرط محبت سے انبیا کیا موقوف ہے صدہا جہلا جب اپنے بزرگونکے فضائل بیان کرنے پر آتے ہین اُنکو خدا ہی بنا دیتے ہین کیا ہنود کچھ مچھ سور وغیرہ کو اوتار نہین کہتے کہ انہین خدا اُترا تھا اور اُنکی شکل مین ہوکے ظاہر ہوا تھا تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً انجملہ یہ کہ روح القدس یعنی جبرئیل ایک اقنوم[3] باپ یعنی خدا ایک اقنوم ابن یعنی بیٹا حضرت عیسیٰ ایک اقنوم ہر ایک اقنوم خدا پھر تینون ملکر ایک خدا نہ تین خدا۔ یہ پہلے خیال سے بھی زیادہ لغو اور کفر صریح اور محال عقلی ہے اسکے ابطال مین علماء نے بہت سے دلائل عقلیہ قائم کیے ہین کہ جنکا جواب آجتک پادریون سے نہوا نہوگا۔ اور میرے نزدیک تو اس بدیہی البطلان بات پر

---

[1] انجیل متی باب ۵ ورس ۹ ایضاً باب ۶ ورس ۹۔ لوقا باب ۳ ورس ۳۸۔ یوحنا باب ۱ ورس ۱۲۔ ان مقامات پر مسیح علیہ السلام کے علاوہ اور لوگونپر بھی خدا کا بیٹا اطلاق ہوا ہی ۱۲ منہ [2] یہ تو ہمارے نزدیک ہی ورنہ یہود کے نزدیک بلکہ اکثر نو آموز انگریزونکے نزدیک اور اسوقت کی نئی روشنی والونکے نزدیک تو اُنکے باپ یوسف بڑھئی ہین اسلیے وہ اپنے تئین ابن آدم کہتے تھے۔ علاوہ اسکے اگر خدا یا خدا کے بیٹے تھے تو عبادت کسکی کرتے تھے اور کیا ضرورت تھی اور پھر یہود کے ہاتھ سے صلیب پر ایلی ایلی کہکر کیون چلا کے جان دی۔ واہ اچھے گناہ بخشنے دنیا مین آئے تھے اور بھی لوگونکو گنہگار کر گئے کیا خدا کو اپنی جان دینی آسان تھی اور گناہ بخشنا محال تھا پھر جب اُنکے گناہ اپنے سر پر اُٹھائے اور جہنم مین گئے تو اُنکے لیے کون شفیع ہوا ۱۲ منہ [3] اقنوم حصہ یا ٹکڑا یا جزو جو جا ہو سو کہو ۱۲ منہ

دلیل کی بھی کچھ حاجت نہین کیونکہ ہر انسان اپنی فطرت کی وجہ سے یہ جان سکتا ہے کہ یہ تینون چیزین اپنے وجود اور تشخص اور خدائی مین مستقل
ہین یا نہین؟ اگر ہین تو تین خدا ہونہین کیا حجت ہے پھر ایک کہنا چہ معنی دارد؟ اور اگر نہین پھر ہر ایک کو خدا کہنا اور اس سمجھنا محض لغو ہے
دوسرے ان اجزاء غیر مستقلہ سے جو مرکب ہے اُسکا کیا نام ہے وہ خدا ہے یا نہین؟ اگر ہے تو وہ خدا مستقل پھر بھی ماننے پڑے ایک تو یہ کہ جو مجموعہ مرکب ہے
دوسرا باپ جو اس مجموعہ کا جز سولی ہے۔ اور اگر کہو کہ مجموعہ کا نام اب ہے تو پھر تین اقنوم کہان بلکہ دو رہینگے ایک ابن دوسرا روح القدس؟ پادری فنڈر
و رسٹن عماد الدین وغیرہم عیسائیون نے گرچہ اس خراب عقیدہ کے ثبوت مین (کہ جسپر آجکل انگلستان و فرانس و جرمن وغیرہ بلاد یورپ کے فلاسفر
قہقہے مارتے ہین) بڑا زور مارا اور بہت سے کاغذ سیاہ کیے مگر محض بے سود۔ اس عقیدہ کو بھی قرآن نے بہت جگہہ غلط بتایا اور اس سے سخت ممانعت
فرمائی ہے قال تعالیٰ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّآ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ الآیة وَلَا تَقُولُوا ثَلَٰثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا
لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ سُبْحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٌ ۘ لَّهُۥ مَا فِى السَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى الْأَرْضِ الآیة **ازانجملہ** یہ کہ خدا تعالیٰ بشر کے گناہ معاف
کرنے پر قادر نہین اور حضرت آدم سے لیکر سب انبیاء گناہگار چلے آتے تھے اور خدا کو اپنے بندونکی مغفرت منظور تھی تو سوا اسکے اور کچھ تدبیر نہ
سوجھی کہ دنیا مین بشکل جیسے ظاہر ہوا اور سب کے گناہ (یا خاص عیسائیونکے) سمیٹ کر اپنے اوپر رکھے اور سب کے عوض آپ تین روز جہنم
مین رہا اور ملعون ہوا (چنانچہ یہ بات نامہ پولوس اور پادریونکی کتابون سے ابتک پائی جاتی ہے) اسی عقیدہ کے اعتماد پر پولوس[1] مقدس جو
عیسائیونکے نزدیک بڑا رسول ہے اپنے اس خط مین جو طیطس کو لکھا تھا حکم دیتا ہے کہ پاک لوگونکے لیے سب کچھ پاک ہے پر ناپاک اور بے ایمانو نکے
لیے کچھ پاک نہین۔ علاوہ اسکے اپنے خطوط مین بڑی شد و مد سے شریعت پر عمل کرنیکو حرام کہتا ہے۔ اور شراب پینے اور گناہ کرنیکی اجازت
دیتا ہے اسی کے فتوے پر عمل کرکے عیسائیون نے باوجود اس اقرار کے کہ تورات کے احکام ہمیشہ رہینگے سب شریعت کو بالائے طاق
رکھدیا اور ہر ایک طرحکی بدکاری اور گناہ اور الحاد کو دل کھول کر کے عمل مین لائے۔ اسی لیے یورپ مین ملک کے ملک ایسے بے دین اور ملحد
ہو گئے کہ جو خدا اور خدا کی باتون پر قہقہہ اُڑاتے ہین جنکا اثر ہندوستان مین بھی پولوس ہند آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر کے ذریعہ سے
نوجوان انگریزی خوانو نمین پہنچا۔ اور شراب خوری اور زنا نے از حد رواج پایا۔ اس مسئلہ تثلیث اور کفارہ کو نہ تورات نے بیان کیا نہ صراحۃً
نہ کنایۃً اناجیل اربعہ نے بیان کیا اور کسی لفظ باپ یا بیٹے وغیرہ سے اس مطلب کو سمجھنا محض خیال خام ہے تاویل کو بڑی گنجائش ہے۔
نہ پہلے کسی نبی نے اپنی امت کو تعلیم فرمایا اور کسطرح فرماتے حالانکہ یہ بدیہی البطلان اور صریح الفساد ہے بھلا کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ خطا
کرے کوئی اور اسکی سزا پاوے کوئی؟۔ اور یہ کیا خدا کا انصاف ہے کہ دنیا کے گناہونمین مسیح علیہ السلام سے مواخذہ کرے اور اسکو تڑپا تڑپا کر مارے
اور ملعون کرے اور تین روز جہنم مین ڈالے؟ اس بیہودہ خیال کو قرآن مین بہت جگہہ رد کیا ہے ازانجملہ یہ ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

[1] پولوس صاحب اپنی کتاب وقائع پولوس کے باب ۲ مین لکھتے ہین کہ کرسی سامٹن صاحب اپنی اُس تفسیر مین جو کتاب اعمال پر چوتھی صدی مین لکھی ہے یون ذکر کرتے ہین کہ فرقہ نزاری جو ابتدائے
مذہب عیسوی مین تھا پولوس کی مکاری اور بے دینی کی وجہ سے اُسکے نامجات کو (کہ جسکو آجکل عیسائی کلام الٰہی کہتے ہین) نہین مانتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ شخص بت پرست اور بڑا قزاق تھا اور
مکار اور جھوٹا چنانچہ (اول قرنتیون ۹ باب ۲۰-۲۲- اور رومیون کے ۳ باب ۸ اور فلیپون کے ۱ باب ۱۸ سے ثابت ہوتا ہے) یروشلم مین آکر اس امید سے ختنہ کرکے اور یہودی ظاہر ہو کے ٹھہر گیا
ایک بڑے زاہد کی لڑکی سے شادی کرے کہ جسپر وہ عاشق تھا چونکہ رومی الاصل تھا (جیسا کہ اعمال ۲۲ باب سے ظاہر ہے) اپنی مراد پر نہ پہونچا تو یہودیون سے جھگڑا برپا کیا اور ختنہ اور یوم السبت کی تعظیم
اور بہت سے امور دینی مین خلل انداز ہوا اور اپنے آپ کو حواری مشہور کرکے عیسائیونمین ملگیا اور اسنے اپنی عمر بھر حضرت مسیح کو نہین دیکھا مگر چالاک تھا ایک خواب بیان کر دیا کہ مجکو مسیح نے ظاہر ہو کے یون کہا
انتہے ملخصاً اب ہم بھلا اس پولوس کے کلام کا کیونکر اعتبار کرسکین اور اسکو رسول کسطرح سے سمجھین اسکے خطوط کسطرح سے کلام الٰہی ہو سکتے ہین تو تنہ ۱۲ سود اور شراب جو تورات مین حرام ہے عیسائی اسکو حلال

اور یہ بھی فرمایا کہ میری جناب عالی ہے جسطرح مین گناہون پر مواخذہ کرتاہون بندہ کی عاجزی اور معافی مانگنے اور گریہ وزاری کرنیسے بخشش بھی دیتا ہون اور کچھہ پروا نہین کرتا مین کم ظرف اور تنگ حوصلہ نہین میرے غصہ سے میری رحمت کا دامن فراخ ہی قال تعالیٰ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۔ وَنَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ وغیرہا من الایات ۔ یہ بدعت بھی عیسائیونمین تیسری یا دوسری صدی مین مروج ہوئی تھی کہ جسکا دفع کرنا حکمت الٰہی مین ضرور تھا ازانجملہ اس پولوس ذات شریف نے یہودیون کی ضد مین عیسائیونکو برباد کرنیکے لیے ایک اور فتوی دیا تھا کہ انسان کی نجات عبادت روحانی سے ہوتی ہے اور عبادت جسمانی محض ابتدائی حالت مین تھی اب فضول ہی اسکی پابندی اچھی نہین عبادت روحانی یا تعلیم روحانی کیا ہے؟ یہی بیہودہ خیالات الوہیت مسیح وتثلیث وکفارہ اور عبادت جسمانی انبیاء کی شریعت نماز وروزہ اشیاء کی حلت وحرمت قربانی وختنہ وغیرہا احکام ۔ بس اس خام خیالی کو یہانتک ترقی دی کہ توراۃ کے جملہ احکام کو منسوخ کیا ۔ بلکہ ملیامیٹ کردیا اور اسپر لطف یہ کہ عدم نسخ احکام توراۃ کا دعوی ۔ الغرض سبکو سانڈ بنادیا جسطرح تکیون مین بھنگڑ بھنگ گھونٹتے جاتے اور لگے رگڑا مٹے جھگڑا کہتے جاتے ہین پھر انکے پیرومرشد سائین سونٹے شاہ یا مدار بخش یہ تعلیم دیتے ہین کہ دا تا عاشقونکی عبادت اور نماز روزہ تو عبادت روحانی ہے یعنی یہ سرور اور اسکی یاد مین مست رہنا باقی سب جھگڑے ہین اسیطرح عیسائی بھی انہین دو تین کفر کی باتون کو تعلیم روحانی اور پہلی شریعتونکی تکمیل اور سبکا عطر کہتے ہین باقی سب ہیچ غالباً دنیا مین عیسائی مذہب پھیلنے کا سبب یہی آزادی ہی ورنہ مذہب کی خوبی تو معلوم ۔ اس بیہودہ خیال کے بطلان پر بھی دلائل لانیکی کوئی ضرورت نہین کیونکہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہین نظری یعنی اعتقادیات جیسا کہ خدا کو وحدہ لاشریک جاننا اور اسکو بجمیع صفاتہ ازلی وابدی ورحیم وکریم اعتقاد کرنا رسولونکو برحق سمجھنا فرشتونکو خدا کی بھیجی ہوئی کتابونکو قیامت کے دنکو اور اسکے حساب کتاب کو حق سمجھنا دوم عملیات انکی پھر دو قسم ہین عبادات اور معاملات عبادات جانی اور مالی جانی جیسا کہ نماز پڑھنا نجاست ظاہری دور کرکے اسکے سامنے دست بستہ کھڑا ہو کر اسکی ثنا وصفت کرنا اسکے آگے جھکنا اور اسکے آگے سجدہ کرنا اور نہایت درجہ کا اسکے آگے عجز ونیاز کرنا ۔ اب یہ جسم کی پاکی اور اسکے آگے جھکنا کھڑا ہونا اس نیاز روحانی کی صورت ہی کہ جو اس ہیئت اور طریقے پر اچھی طرحسے پایا جاتا ہے نہ کہ مقصود اصلی اور مالی جیسا کہ زکوۃ دینا صدقہ دینا اسمین بھی اپنے دلکی محبوب چیز کو دیکر اور بنی آدم کی حاجت برآری کرکے تقرب روحانی پیدا کرنا ہی اور پہلی قسم تو سراسر تعلیم روحانی ہے اسمین جسم کو کچھہ دخل ہی نہین اب رہے معاملات کسی پر ظلم نکرنا وغیرہ سو یہ بھی سراسر حکمت ہی اور زیادہ تشریح اسکی ہم آگے بیان کرینگے پس اسپر اعتراض کرنا میان پولوس صاحب کی خوش فہمی اور اسپر ہٹ کرنا عیسائیونکی ہٹ دھرمی ہی ۔ اگر یہ تعلیم عیب ہی تو پھر نبی کی کیا ضرورت ہی؟ کیا معجزہ ہی دکھانا مقصود ہی کہ جسکو مخالف نظربندی اور کیا کیا کہہ سکتے ہین اس عقیدہ کو بھی خداتعالیٰ نے رد کیا کہ رسول کی معرفت جو کچھہ احکام الٰہی آتے ہین وہ عین حکمت ہوتے ہین اگر انسے کچھہ فائدہ ہے تو بندیکا اور ترک سے نقصان ہی تو انہین کا جسطرح کہ کوئی طبیب سم کھانے سے منع کرے فقط اسقدر فرق ہی کہ سم کا اثر جسم پر

ف۱ بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرسٹین ہو گئے قرآن مجید پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابونکی ازحد تصدیق کی پھر ان نجات کی باتونکو یعنی الوہیت وغیرہا کو بڑے زور سے رد کیا اس سے قرآن کا کتاب الٰہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری صفدر علی نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہی ۔ مگر یہ اعتراض بعینہ ایسا اعتراض ہی کہ جیسا کوئی چور وقزاق کسی عادل گورنمنٹ مین یہ عیب ثابت کرے کہ وہ چورون اور قزاقونکو سزا دیتی ہی اس سے اسکی عدالت مین فرق ہی ۔ اور قرآن نے ان کتابون کی کہ جنمین یہ ناپاک مضامین مذکور ہین کس جگہہ مدح فرمائی ہی ذرا وہ آیت تو بیان کیجیے ۔ کیا لوگونکی وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسیٰ وعیسیٰ کے ہوئی ہی توراۃ وانجیل ہو سکتی ہی ۔ ۱۲ منہ

ہوتا ہے اور نہی طبیعت روحانی ہے اسکے لوامر نواہی کا اثر روح پر پہنچتا ہے جو لوگ اس نکتہ سے واقف نہین جیسا کہ پادری صفدر علی وغیرہ تو وہ عجب کج بحثی کرتے ہین کہ جسکو کوئی عاقل پسند نہین کرتا قال تعالی هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ الایہ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ الایہ علاوہ اسکے جب کوئی امر تشریعی ہی باقی نرہا اور نہ خدا کیطرف سے کوئی چیز حلال وحرام رہی نہ فرض واجب تو عیسائیون سے کوئی پوچھے (۱) یہ کہ اب گناہ کس فعل کے کرنے یا نکرنے سے ہوتا ہی؟ پس گناہ کا وجود ہی نرہا تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ الوہیت مسیح وتثلیث وکفارہ پر ایمان انسان جو چاہے سو کرے اُسکے لیے کوئی امر گناہ نہین (۲) یہ کہ حضرت مسیح سے پہلے لوگ انبیاء وصلحاء کہ جنکی نجات متفق علیہا ہی اس امر پر ایمان رکھتے تھے یا نہین؟ اگر ایمان رکھتے تھے تو اُنکے لیے بھی سب پاک اور مباح تھا پھر آدم کا دانۂ گندم کھانے سے گناہ کیون شمار کیا گیا؟ اور پھر وہ نسل درنسل کیون چلا آیا گناہ تو محض مخالفت نہی وامر الٰہی کا نام ہی اور امر ونہی شریعت ہی اور اگر ایسا ایمان نہ تھا تو معلوم ہوا کہ گناہ معاف ہونیکے لیے الوہیت مسیح وتثلیث وکفارہ پر ایمان رکھنا کوئی امر ضروری نہین (۳) اگر یہ ایمان رکھنا ایسا ضروری تھا تو کیون اس اہم مسئلہ اور ضروری بات کو انبیاء سابقین نے اپنی امتونکو تعلیم نہین فرمایا اور کیون اُنکی کتب مین صاف صاف درج نہوا؟ میرے ان سوالات کا عیسائی لوگ سوچکر جواب دین **ازانجملہ** یہ کہ ان لوگونمین شادی نکرنا اور قلندرانہ اوقات بسر کرنا (جسکو **رہبانیت** کہتے ہین) رواج پا گیا تھا کہ جو پھر ان سے اچھی طرح نبھہ نہ سکا جسکا انجام یہ ہوا کہ رہبان لوگ اور پوپ وبشب ظاہر مین تو شادی نکرتے تھے اور اسیطرح بہت سی عورتین کواریان کلیساؤن مین رہتی تھین مگر حرام کاری کی کچھ نہایت نہ تھی چنانچہ عیسائیونکے فرقہ پروٹسٹنٹ[۵۲] کے پیرو مرشد **مارٹین لوتھر** صاحب عمر بھر انکی ایک فاحشہ عورت کھترائن نامی کے ساتھ حرامکاری کرتے رہے (سرمن ڈی میٹ) اور مرآت الصدق مصنفہ پادری بیڈلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۵ء اس وجہ سے عیسائی لوگ جسکی شادی ہوتی تھی اُسکی بزرگی اور تقدس مین فرق سمجھتے تھے۔ اس خیال کو بھی خدا تعالیٰ نے رد فرمایا وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا الایہ اس زمانہ کے عیسائی باوجودیکہ فارقلیط نبی آخر الزمان[۵۳] کے منتظر تھے لیکن آنحضرت صلعم پر کثرت ازدواج کیوجہ سے ایمان لانے مین تردد کرتے تھے اور اسوقت تک کوئی دلیل اُنکے پاس آپکے عدم نبوت پر نہین لیکن محض انہین باتون سے نبی نہین جانتے اور آجتک اس رہبانیت کیوجہ سے پادری عماد الدین اور پادری فنڈر وغیرہما آپکی نسبت بڑے اعتراضات کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جس بناء پر ہم اعتراض کرتے ہین یہ محض خیال خام ہی علاوہ اسکے اور بھی گمراہیان تھین اور ہین کہ جنکا ذکر قرآن مجید مین ہی (**چوتھا فریق**) کہ جنکا رد زیادہ قرآن مین ہوا **منافق** لوگ ہین۔ منافق دو قسم کے تھے ایک وہ تھے کہ جو زبان سے کلمہ توحید پڑھتے تھے مگر دلمین بالکل منکر انہین کے حق مین آیا ہے فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ دوسری قسم وہ تھے کہ جو اسلام مین بضعف داخل ہوے تھے پس انمین سے بعض ایسے تھے کہ اپنی قوم کے تابع تھے اگر وہ ایمان لاے تو یہ بھی قائم رہے ورنہ انکے ساتھ یہ بھی پھر گئے۔ اور بعض وہ تھے کہ جنکے دلونمین اتباع لذات دنیا نے یہانتک جگہہ پکڑی تھی کہ خدا اور اُسکے رسول کی محبت کی

---

۵۱ الوہیت وغیرہا ۱۲ منہ ۵۲ گرچہ عیسائیونمین بیشمار فرقہ ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجائش نہین مگر زیادہ دو فرقہ ہین ایک پروٹسٹنٹ جنکا پیشوا مارٹین لوتھر صاحب ہے جسکے لوگ لندن اور امریکہ وغیرہ ملکونمین رہتے ہین اور جو آجکل ہندوستانمین بکثرت پائے جاتے ہین دوسرا رومن کیتھلک جنمین روس وفرانس وغیرہما بلاد کے عیسائی شامل ہین ان دونون فریق مین باہم بڑا اختلاف ہی ایک دوسرے کو گمراہ بتلاتا ہی ۱۲ منہ ۵۳ چنانچہ اُردو تاریخ کلیسا مطبوعہ ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۲۰۵ مین ہی کہ ۱۷۲ء مین مونٹانس نے فروگیہ اور ایشیای کوچک کے دوسرے صوبونمین آپکو فارقلیط ظاہر کیا کہ جسکے ظہور کا انتظار زمین پر مسیح کے دوسری بار آنے سے پیشتر الہام ربانی کے لیے بہتیرے دیندار کر رہے تھے بیشک بہتیرے ان ملکون مین اُسکے پیرو ہو گئے۔ انتہے ۱۲ منہ

جگہہ باقی نرہی تھی یا حرص مال وجاہ وحسد وکینہ سے انکے دل اسقدر پر تھے کہ جنمین مناجات وحلاوت عبادات کی گنجائش نرہی انہین کے حق مین ہے وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی الآیہ اور بعض ایسے تھے کہ امور معاش مین اسقدر مشغول تھے کہ انکو امور معاد کی گنجائش اور آیات الٰہی مین فکر کرنیکی مہلت ہی نہ تھی جنکی نسبت فرمایا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا الآیہ اور بعض ایسے تھے کہ جنکے دلونمین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت مین طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا ہوتے تھے گو دائرہ اسلام سے بالکل باہر نہوتے تھے اور ان خیالات کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت علیہ السلام پر احکام بشریہ جاری ہوتے دیکھتے تھے دوم شریعت محمدیہ ایک سلطنت آسمانی کے پیرایہ مین نازل ہوئی ہے پس وہ لوگ کبھی آپس مین ان خیالات کو ذکر کرتے تھے پھر جب قرآن مین ان امور پر تہدید ہوتی تھی تو ہکے بکے رہجاتے تھے قال تعالی یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُوْرَۃٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ الآیہ اور زیادہ سبب اس نفاق کا یہ تھا کہ مدینہ منورہ مین آنحضرت کے تشریف لانے سے پیشتر **عبداللہ بن اُبی بن سلول** ایک شخص رئیس مدینہ نہایت مغرور آدمی تھا سب لوگونکی یہ مرضی تھی کہ اسکو سردار بنایا جاوے پس جب آنحضرت تشریف لائے اور تمام لوگونکو دل وجان سے حضرت پر اور آپکے صحابہ پر فدا ہوتے دیکھا تو ایک شعلہ حسد حب ریاست کی وجہ سے اسکے دلمین بھڑک اٹھا چونکہ تمام لوگ حضرت پر ایمان لاچکے تھے اس شور بخت کی کیا دال گلنی تھی ظاہر مین مقابلہ کرنیکی طاقت کہان تھی اسلیے لوگونکی دیکھا دیکھی یہ بھی اور اسکے یار و اعشار بھی اسلام مین داخل ہوئے مگر خبث باطنی کی وجہ سے ہمیشہ حضرت کے صحابہ اور حضرت کی نسبت نکتہ چینیان کرتا رہا اور اسکے ساتھ اور بھی میلے دل کے دس بیس لوگ شریک ہوگئے چنانچہ سورہ منافقون وغیرہا سورتونمین ان لوگونکی توبیخ وتنبیہ مذکور ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ پر جو ایک بہتان اٹھا تھا وہ بھی انہین لوگونکی سازش سے تھا جسکا سورہ نور مین ذکر ہے۔ اور یہ لوگ غزوات مین شریک نہوتے تھے حیلہ و بہانہ کرکے پیچھے رہجایا کرتے تھے اور لوگونکو جانے سے منع کرتے تھے اور جب کوئی غنیمت کا موقع دیکھتے تھے تو موچھونپر تاؤ دیکر سب سے پہلے آموجود ہوتے تھے اور حضرت کے جہاد و حرب کی خبرین خفیہ کفار کو بھیجا کرتے تھے یہ سب امور قرآن مین مفصل مذکور ہین لیکن قرآن کے ان نصائح نے جو روح کو زندہ کرتی ہین ان لوگونپر بھی تدریجا وہ اثر کیا کہ رفتہ رفتہ یہ لوگ بھی خلوص دل سے اسلام کے جان نثار ہوتے گئے اور دو چار بدبخت ازلی جو تھے سو مر گئے آخر نزول قرآن تک کوئی منافق مدینہ مین باقی نرہا تھا یہ بھی قرآن کا ایک بڑا معجزہ ہے وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ علاوہ انکے ضمناً تمام جہان کے کجرو لوگونکا رد بھی قرآن مجید مین مذکور ہے جیسا کہ فرقہ مجوس انکے نزدیک آگ اور آفتاب کی پرستش ہے اور بدی کا خالق مستقل اہرمن کو اور خیر کا یزدان کو مانتے ہین۔ ان باتونکا خوب رد قرآن مین موجود ہے خدا کی حکمت بالغہ کا یہ مقتضے تھا کہ اپنے اخیر نبی کو ایسے پر آشوب زمانہ مین بھیجے کہ گمراہیونکے جسقدر اقسام ہین سب مجتمع ہوچکین تاکہ انکے رد سے الی یوم القیامۃ سب گمراہیونکا رد ہوجاے کسلیے کہ تمام گمراہیونکے اصل اصول یہی چار فریق ہین اب جو کوئی نیا ہوگا انہین کی شاخ ہوگا ÷ — ÷ — ÷ — ÷

فصل پنجم قرآن مجید مین بیشمار وہ علوم ہین کہ جنکی طرف بندونکو سخت حاجت ہے اور جن بغیر نصاب رسالت تمام ہی نہین ہوسکتا انہین سے یہ پانچ علم کثرت سے بیان کیے گئے ہین (۱) علم المخاصمہ یعنی گمراہون کے عقائد باطلہ کا رد جسکی تفصیل ابھی بیان ہوچکی ہے علم کلام کی بنیاد انھین آیات اور اسی علم پر ہے (۲) علم التذکیر بآلاء اللہ یعنی آسمانون اور زمین اور جملہ مخلوقات کی پیدائش کا بیان اور زمین و آسمان اور رات دن مین جو کچھ عجائب مخلوقات ہین کہ جو اسکی ذات و صفات کے ثبوت کے لیے آیات بینات اور علامات ہین

علوم قرآن ۱ اول

دوم

انکا ذکر بالخصوص اُن چیزونکا کہ جو انسان کے مادہ منی سے پیدا ہونے اور پھر ہوش وحواس پاکر مدرک کلیات وجزئیات ہوجانے اور آسمان
سے بارش ہونے اور اُسکی وجہ سے زمین سے نباتات وغیرہا انسان کے کارآمد چیزین پیدا ہونے اور ہواؤنکے ایک طرز خاص پر چلنے اور آفتاب
وماہتاب کی چال معین پر چلنے سے متعلق ہین۔ کہ جنسے تمام عالم کا انتظام اور تدبیر وابستہ ہے۔ اور اس باتکا بیان کہ خدانے بندونکو وہ چیزین الہام
کین جو انکو دنیا وآخرت مین کارآمد اور مناسب ہین۔ اور اپنی صفات کاملہ کا ثبوت اور نقص وعیوب سے تنزیہ اور تدبیر المنزل وسیاست مدن
وتہذیب اخلاق کو بھی نہایت خوبی سے بیان فرمایا۔ یہ علم التذکیر بھی ایک مفہوم کلی ہے جسکی بیشمار افراد ہین یا ایک دریائے بیکنار ہے کہ جسکے
صدہا نہرین اور نالے ہین اگر بطور نمونہ کے اس علم کی ہر صنف پر ایک ایک آیت ——— بھی پیش کرون تو یہ تمام مقدمہ اسکو کافی نہو
جو ایک بڑا حکیم یا فلاسفر دلائل فلسفیہ سے خدا کی ذات وصفات وحدوث عالم وغیرہ امور کو نہایت عمدہ طرح سے ثابت کرسکتا ہے اُس سے بھی
بڑھکر قرآن مجید نے ان امور کو ثابت کردیا اور ایسے کھلے کھلے وجوہ اور دلائل بیان کیے جنکو ہر عالم وجاہل بدوی وشہری پڑھا اور ان پڑھ
برابر سمجھتا ہے۔ یہ بات طاقت بشریہ سے باہر ہے منجملہ وجوہ اعجاز قرآن کے ایک یہ بھی ہے۔ دیکھیے اکثر سورتون مین مکرر سہ کرر نئے نئے عنوان سے
ذات مبدء حق سبحانہ کا اسطرح سے اجمالاً ثبوت کیا کہ جسکو اپنی قوت فطریہ اور نور جبلی کی وجہ سے بغیر علم کلام پڑھے اور بدون حکمت الٰہیہ کے
ممارست کیے ہر شخص سلیم الطبع یقین کرسکتا ہے فقال وَاللّٰهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا الآیۃ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ
وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ الآیۃ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ وَمِنَ
النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ الآیۃ اپنی صفات کے ثبوت مین فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ وقال قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ آسمان وزمین اور انکی درمیانی
چیزونکے پیدا کرنیکی بابت فرمایا ہے قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ الآیۃ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا
وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَاتَهَا فِیْٓ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ الآیات۔ چونکہ کنہ حقیقت باریتعالی کا معلوم کرنا اور اُسکی صفات سے کماہی مطلع ہونا
بندونکی طاقت سے باہر تھا۔ اور بغیر علم ذات وصفات نہ تو بندونکے نفوس مہذب ہوسکتی تھی نہ نبوت بری الذمہ ہوسکتی تھی نہ کتاب الٰہی اپنے
اصلی مقصد کو پورا کرسکتی تھی اس لیے علم بالوجہ پر بس کیا اور صفات مین اُن صفات پر مدار رکھا کہ جو بندونکے نزدیک قابل مدح ہین اور جنکو
وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہین جیساکہ رحیم وکریم وسمیع وعلیم وحی وبصیر ومتکلم ومرید ہونا اور عرش پر قایم ہونا اور ہاتھ اور مونھہ ہونا وغیر ذلک
لیکن انسان کی جبلی بات ہے کہ خواہ کوئی شئے کسی ادنیٰ مناسبت سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیکر بیان کیون نہ کیجاوے اور خاص استعارہ
کیون نہ مقصود ہو۔ مگر یہ حضرت اپنی قوت وہمیہ کی وجہ سے اُسکو پورا پورا مشبہ بہ ہی سمجھ بیٹھتا ہے اور سب احکام اُسکے اوپر جاری کردیتا ہے
اسلیے بعض نے یہ سمجھ لیا کہ درحقیقت خداتعالی کی دو آنکھین اور دو کان اور مضغہ گوشت زبان اسیطرح ہے کہ جسطرح ہمارے لیے ہے۔ اور وہ

لہ اس لیے خداتعالے فرماتا ہے وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ
+-+-+-+-+-+-+-+-+-+-+-+-+-+-+-+

ایسے طرح جیناکہ جس طرح ہم کھاپیکر زندہ رہتے ہین اور اسیطرح جسے اُسکے ہاتھ پاؤن منھ بھی ہے کہ جس طرح ہمارے لیے ہی اور اپنے عرش پر بھی اسیطرح بیٹھاہے کہ جسطرح دنیا مین بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتے ہین وغیر ذلک من التشبیہات (اور احادیث صحیحہ مین بھی چونکہ اوسی اصل غرض قرآن کو اوسی عنوان سے بیان کیاہے تو اس سے اور بھی خیال مین یہ تشبیہات دلنشین ہوگئین) لیکن یہ خیالات بالکل خلاف واقع ہین کیونکہ یہ وہی تشبیہہ تو ہے کہ جسکے یہود قائل تھے علاوہ اسکے خدا کا حادث ہونا اور مجسم ہونا اور ذو مکان ہونا وغیرہ وہ عیوب بھی اسمین ثابت ہوتے ہین کہ جو اُسکی ذات مقدس اور الوہیت کے منافی ہین اسلیے قرآن مجید مین اس مرض کی دوا بھی نازل فرمائی - اور ان اوہام کو یہ فرماکے رد کردیا لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ - اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ تاکہ صفات اور ممکنات اور اوصاف بشریہ سے اُسکو بری اعتقاد کیاجاوے اور اُسکو مجسم ہونے - اور بشر یاکسی اور چیز کی صورت مین ظاہر ہونے اور مکان و زمان و مایلزمہما سے صدہا منازل دور اور بالکل نفوس سمجھاجاوے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (۳) علم التذکیر بایام اللہ یعنی اُن واقعات اور حوادثات کا بیان کرناکہ جنمین خداتعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک بندونکی خوبیان اور اُنپر انعام الٰہی مذکور ہون اور نافرمان اور سرکشونکے ساتھ جو کچھ دنیا مین پیش آیا اور جو کچھ آخرت مین آئیگا اُسکا بیان ہو - اس سے بھی انسان کو ایک عبرت اور نصیحت ہوتی ہے - پس جبکہ مقصود یہ تھا تو قرآن مین سابقین کے قصص بیان کرنے مین ان چند امور ضروریہ کی رعایت کیگئی (۱) یہ کہ قصہ کو تاریخ کے طور پر من اولہا الی آخرہا بترتیب وقوع نہ بیان کیا - جیساکہ پانچون توریت اور چارون انجیلون اور کتاب التاریخ وکتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل کے مصنفون نے کیاہے یاجسطرح اور تمام اہل تاریخ اور روزنامچہ نویس کرتے ہین کیونکہ اس سے مقصد اصلی جو عبرت اور نصیحت ہے فوت ہوجاتا ہے کسلیے کہ ایسے بہت کم قصے ہین کہ جنمین اول سے لیکر آخر تک عبرت ہو بلکہ بہت سے اور باتین خارج بحث بھی ہوتی ہین - اگر کوئی ایسا قصہ ہو تو اُسکو بتمامہا بیان کرنا کچھ مضائقہ نہین جیساکہ[1] یوسف علیہ السلام کا قصہ - یہ تاریخ گوئی مورخین کی شان ہے نہ کہ رب العالمین کی (۲) مخاطبین کے نزدیک وہ قصے بیان کیے کہ جنسے اُنکے کان آشنا تھے جیساکہ اجمالاً عاد و ثمود اور نوح علیہ السلام کا قصہ کیونکہ انکو عرب اپنے آباواجداد سے سُنتے چلے آتے تھے اور جیساکہ حضرت ابراہیم و انبیاء بنی اسرائیل و ذی القرنین وغیرہ کا قصہ کیونکہ اہل کتاب کے میل جول سے عرب ان قصونکو جانتے تھے بخلاف ایران و ہند وغیرہما بلاد کے قصص کیونکہ انکے سننے سے بجاے عبرت کے اُن لوگونکو حیرت ہوتی (۴) ان قصونکو کہ جنسے زیادہ عبرت و نصیحت مقصود ہے اُن جہلا کے مقابلہ مین مختصراً ایک ہی جگہہ ذکر نکیا بلکہ الگ الگ اسلوب سے مکرر سہ کرر سورتون مین بیان کیا تاکہ خوب طرح سے ذہن نشین ہوجائین - اور اُن واقعات کی تصویر اُنکے روبرو ہر وقت کھڑی رہے پس وہ قصص یہ ہین - قصہ[1] آدم علیہ السلام کے زمین پر پیدا ہونے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کی نافرمانی کا - قصہ[2] مخاصمہ نوح - و ہود[3] - و صالح[4] - و ابراہیم[5] - و لوط[6] - و شعیب[7] اور اُنکی اقوام کا قصہ اس بیان مین کہ انہون نے اپنی قوم کو توحید کی تعلیم کی - اور نیکی کی باتین تعلیم فرمائین اور وہ لوگ شبہات ضعیفہ سے پیش آئے پھر خدا نے اُنکے شبہات کا جواب دیا اور اُن سرکشونکو عذاب دیا اور اپنے انبیاء کی مدد فرمائی - اور قصہ موسےٰ[8] کا جو فرعون سے اور بنی اسرائیل کے نافرمانو سے پیش آیا اور جو کچھ معاملہ چالیس برس کے اندر اُن منزلونمین پیش آیا جو مصر کے درمیان ہین اجمالی طور پر - اور قصہ[9] خلافت داؤد و سلیمان

[1] کہان ہے وہ خشیہ کرسٹان جو مفسر پر سورہ یوسف کے غیر الہامی ہونیکا اس بیان سے الزام لگاکر اس تفسیر شریف کو عام مسلمانونکے نزدیک غیر قابل اعتبار بنایاجاہتا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن

اور اُنکی آیات وکرامات اور قصہ مصیبت ایوب و یونس اور قبول کرنا دعا زکریا علیہ السلام کا۔ اور قصہ حضرت عیسےٰ کا کہ بوقت تولد جو کچھ معجزات وکرامات اُنسے ظہور مین آئے۔ اور جو قصہ کہ صرف ایک بار یا دو بار قرآن مین مذکور ہوے یہ ہین حضرت ادریس کا آسمان پر جانا حضرت ابراہیم کا نمرود کے ساتھ مناظرہ کرنا۔ جانورونکو زندہ ہوتے دیکھنا۔ آپنے فرزند اسمعیل کو قربانی کرنا حضرت یوسف کا قصہ۔ حضرت موسی کی ولادت کا۔ اور دریاء نیل مین ڈالے جانیکا۔ پھر فرعون کے گھر مین پرورش پانیکا۔ اور قبطی کو مکا مارنیکا۔ اور مصر سے بھاگ کر مدین کیطرف جانیکا۔ اور وہان نکاح کرنے اور مصر کیطرف لوٹتے وقت رستہ مین آگ کا شعلہ درخت پر دیکھنے۔ اور اُس سے کلام سننے کا بیان۔ اور بنی اسرائیل کا گاے کو ذبح کرنے۔ اور موسی اور خضر کے باہم ملاقات کرنیکا قصہ۔ اور قصہ طالوت اور جالوت کا۔ اور قصہ ذی القرنین۔ اور اصحاب کہف کا۔ اور قصہ ان دو شخصونکا کہ جنکا باہم مناظرہ ہوا تھا۔ اور قصہ باغ والونکا۔ اور قصہ حضرت عیسےٰ کے تینون حواریونکا جو شہر انطاکیہ مین منادی کرنے گئے تھے۔ اور قصہ اُس مومن کا (حبیب نجار) جسکو کفار نے شہید کر ڈالا تھا۔ اور قصہ اصحاب الاخدود کا جو سورہ بروج مین اشارتاً مذکور ہے۔ اور قصہ اصحاب فیل کا۔ اور قصہ بیت المقدس پر دوبارہ چڑہائی ہونی۔ اور قصہ حضرت عزیر کا اسکی بربادی پر تعجب کرنے۔ اور پھر سو برس تک مردہ ہو کر زندہ ہو جانیکا۔ ان قصونسے صرف مقصود یہ ہے کہ انکو سنکر دلمین شرک اور معاصی کی بُرائی بیٹھے اور خدا کے عذاب سے خوف پیدا ہو۔ اور مخلصین کو اُسکی عنایت اور مدد پر بھروسا ہو جائے جیسا کہ ہم ابھی کہہ چکے ہین۔ اسمقام پر یہ چند امور ملحوظ رکھنے چاہیئین (۱) یہ کہ ان قصص کے مکرر آنیکا علاوہ اُس سبب کے جو پہلے بیان ہوا ایک اور بھی سبب ہے وہ یہ کہ آپ تو معلوم کر ہی چکے ہین کہ ان قصص سے مقصود وعظ و پند ہے پس کبھی ایک شخص کا واقعہ چند امور قابل عبرت کو متضمن ہوتا ہے اسکو ایکبار پورا بیان کرنے سے غرض متکلم کی جو اُن امور پر تنبیہ کرنا ہے حاصل نہین ہوتی اسلیے اُن اغراض کے لیے بار بار ربط دینے کیلیے وہ قصہ بیان کیا جاتا ہے جسطرح دہلی کے غدر کا قصہ جو صدہا عبرت کو متضمن ہے ہر عبرت کے لیے اُسکو ذکر کیا جائے اسی لیے حضرت موسی کا قصہ قرآن مین بہت بار وارد ہوا ہے پھر اس سے کم اور قصے (۲) باوجود اس تکرار اور بار بار آنیکے ہر قصہ اپنے اپنے موقع پر ایک نیا لطف دیتا ہے۔ اس خوبی سے اُس قصہ کا دوبارہ اعادہ کیا ہے کہ گویا یہ قصہ پہلے مذکور ہی نہوا تھا۔ اُسکے سننے کو ابتدائی قصہ کیطرح کان مشتاق رہتے ہین یہ بات بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت کے لیے بڑی برہان قوی ہے ورنہ کیسا ہی کوئی بلیغ کیون نہو اُسکے کلام کو تکرار بے لطف کر ڈالتا ہے (کیون نہو قرآن معجزہ ہے یہ اسیکا کام ہے) (۳) خداپاک چونکہ بندونکے محاورے مین کلام کرتا ہے تو اپنے کلام مین ضرور اُن باتونکی رعایت رکھتا ہے کہ جسکی بندے رکھتے ہین پس اسلیے کہین لفظ لعل بول جاتا ہے کہ جسکو بلغاء امر مظنون مین بولتے ہین اور کہین لیعلم اللہ فرمادیتا ہے کہ جسکو بلغاء اپنے محاورہ مین وہان بولتے ہین کہ جہان انکو پہلے سے علم نہین ہوتا۔ اور کہین جبکہ بلغاء شک کا کلمہ بولتے ہین وہان وہی کلمہ ارشاد فرماتا ہے جیسا یونس علیہ السلام کے قصہ مین مائۃ الف او یزیدون کہ وہ لوگ لاکھ تھے یا زیادہ خدا کو انکی تعداد مین کوئی شک یا تردد نہ تھا مگر ایسے موقع پر بلغا یون ہی بولتے ہین۔ پس جو مفسر اس نکتہ سے واقف نہین وہ تکلف کرکے تاویلات کی مشقت مین پڑتے ہین اور عماد الدین وغیرہ ناواقف لوگ تو اُسکو قرآن پر اعتراض جمانیکا اچھا موقع جانتے ہین (۴) یہ کہ بعض اوقات خدا تعالی جنس انسان کی ایک جبلی عادت بیان کرتا ہے کہ انسان کی عادت یون ہے کہ جب اُسکے

۵۱ بنی اسرائیل کے وہ واقعات کہ جنپر بجز کامل نظر کے اور کوئی واقف نہین ہوسکتا قرآن نے انہین کو بار بار بیان فرمایا اور اختلاف نہونے دیا برخلاف کتب بائبل کے کہ انہین باہم بڑا اختلاف ہے توریت اور کتاب تاریخ اور حزقیل کی کتابونکو یا خود چارون انجیلون کو ایک معاملہ مین مقابلہ کرکے دیکھو پھر جو شخص بظاہر امی ہو اور کتب قدیمہ اسکے پاس نہون پھر بار بار بیان فرمائے اور غلطی سے محفوظ رہے اگر یہ اعجاز نہین تو اور کیا ہے ۱۲ منہ

اور سختی ہوتی ہے تو خدا کو یاد کرتا اور اُس سے بڑی گریہ وزاری کے ساتھ سوال کرتا ہے اور جب فراغ دستی اور حصول مراد کا وقت آتا ہے تو اپنی
شیطانی باتوں کی طرف آجاتا اور علت حقیقی کو چھوڑ کر اسباب ظاہری کی طرف یا اپنے خیالی معبودوں کی طرف اُس نعمت کو منسوب کرتا ہے چنانچہ سورہ اعراف
مین فرماتا ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا الآیہ کہ خدا نے ایک جان سے تم کو پیدا کیا اور زوجہ بھی اُسی
سے بنائی اب آگے خدا تعالیٰ جنس زوج وزوجہ کا جبلی حال بیان فرماتا ہے کہ جب بیوی حاملہ ہوتی ہے تو دونوں میان بیوی خدا سے دعا کرتے ہین کہ اگر تونے
ہمکو اچھا بچا عنایت کیا تو ہم تیری شکر گزاری کیا کرینگے پس جب اُنکی مراد کے موافق دیا تو غیر کیطرف رجوع ہوئی اور شریک بنانے لگے بعض مفسرین
جو اس نکتہ سے واقف نہین اُنہون نے بجاے جنس زوج اور زوجہ کے خاص حضرت آدم اور حوا کیطرف بقرینہ نفس واحدۃ ضمیر پھرائی اور پھر اُن
محدثین نے کہ جنکے اختیار مین اسناد ہے وہ اسناد کے تابع نہین اسکی تائید مین عبد الحارث اور شیطان کا ایک قصہ روایت کردیا اور حضرت آدم کی
شان نبوت کیطرف کچھ خیال نکیا۔ مخالفین اندرین مراد آبادی وغیرہم کو انبیا علیہم السلام کی جناب مین گستاخی کرنے اور شرک کی تہمت لگانیکا اچھا
موقع ہاتھ آگیا۔ مگر ایسی بے بنیاد باتون کے اعتماد پر اعتراض کرنا اپنی کم استعدادی اور ناانصافی کو ظاہر کرنا ہے ایسی باتون سے انبیاء علیہم السلام پر کوئی
عیب ثابت نہین ہوتا (واضح ہو) کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ہمعصر اہل کتاب کو توان قصص کی بابت سواے تسلیم کے اور کچھ بن
نہ پڑا اور کسی نے کبھی آکر یہ نہ کہا کہ یہ قصے جو قرآن مین ہین یا فلان شخص کا تذکرہ جو قرآن نے بیان کیا ہے خلاف واقع ہے یا وہ ہماری کتابون
مین نہین۔ مگر اس زمانہ مین پادریون نے دھوکہ مین ڈالنے کے لیے عجب غوغا مچایا کہ یہ قصص محض سنکر غیر محققانہ طور پر قرآن مین محمد صلعم نے
ذکر کر دیے ہین چنانچہ پادری فنڈر میزان الحق کے ۳ باب کی ۴ فصل مین لکھتے ہین **قولہ** اب اُن سہو اور بھول چوک سے جو اس امر مین
قرآن کے درمیان پائی جاتی ہین کئی ایک بطریق نمونہ کے ہم یہان ذکر کرینگے مثلاً وہ جو سورہ بقر کے اوائل مین ہے کہ فرشتون نے الخ
اسمقام پر پادری بھی مختلف اللسان ہین بعض اعتراضات کو بعض پادری خود ہی رد کرتے ہین چنانچہ دین حق کی تحقیق کا مصنف صفحہ ۱۰۴
مین اور اسیطرح نیاز نامہ کے مصنف نے حضرت یوسف کے قصہ کی بابت اعتراض کیا ہے کہ یہ بالکل کتاب مقدس کے خلاف ہے پھر اسکی بابت ان
دونوں کا قبلہ گاہ فنڈر صاحب میزان الحق کے صفحہ ۲۰۹ مین یون کہتا ہے **قولہ** اور یوسف کی گذارشات جو سورہ یوسف مین ہین موسی کی پہلی
کتاب کے ۳۷ و ۳۹ سے ۴۷ باب تک صحیح صحیح مندرج ہین انتہے۔ پس معلوم ہوا کہ بعض پادری تو بے تک ہانکتے ہین۔ اور اب مین پادری فنڈر صاحب
کے اختلاف کا نقشہ لکھکر جواب دیتا ہون ۔

نمبر	مضامین قرآن	مخالفت باکتب مقدسہ	جواب تفصیلی
	فرشتون کا آدم کو سجدہ بحکم الٰہی کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا۔ اور فرشتون کا مباحثہ کرنا ۔	یہ تورات کے خلاف ہے خدا نے ایسا حکم نہین دیا اور ابلیس اس عالم سے پیشتر نافرمانی کرکے شیطان ہوچکا تھا سید احمد خان بھی اس امر مین ہمارے مقلد ہین ۔	تورات مین کہین نہین کہ خدا نے حکم سجدہ کا نہین دیا اور عدم ذکر عدم حکم کو مستلزم نہین ورنہ صدہا چیز تورات مین مذکور نہین عبرانیون کے باب ۱ مین ہے جب پہلوٹھے کو دنیا مین لایا تو کہا کہ خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کرین ۔

ؐ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ محدثین نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ اور نیز پشکرون مین جو صیغہ جمع ہے اس بات کی صاف تصریح ہے کہ آدم علیہ السلام اور حوا مراد نہین بلکہ نوع انسانی ۱۲ منہ یعنی آدم

۲	سورہ عنکبوت مین ہی کہ بوقت طوفان نوح نوسو پچاس برس کے تھے وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ	حالانکہ موسی کی پہلی کتاب کے ۷ باب کے ۱۱ آیت مین ہی کہ جب طوفان آیا نوح چھ سو برس کا تھا اور ۹ باب کے ۲۸ آیت مین ہی کہ بعد طوفان نوح تین سو پچاس برس تک زندہ رہا پس نوح کی کل عمر نوسو پچاس برس کی تھی۔	اس آیت مین یہ کہین نہین کہ فلان عمر مین طوفان آیا اور بعد طوفان کے اسقدر عمر تک زندہ رہے بلکہ مجملاً نوسو پچاس برس رہنا ثابت ہی کہ جسکو خصم بھی تسلیم کرتا ہے۔ پس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ نوح نوسو پچاس برس تک زندہ رہے۔ اور اُنکی قوم نے نہ مانا تو طوفان آیا۔
۳	سورہ ہود کے اوائل مین ہی کہ نوح کے ایک بیٹے نے کشتی مین بیٹھنے سے انکار کیا سو وہ طوفان مین ڈوب مرا۔	لیکن موسی کی پہلی کتاب کے ۷ و ۸ و ۹ باب مین صاف لکھا ہی کہ نوح کے سب بیٹے کشتی مین تھے اور سب نے طوفان سے نجات پائی۔	پادری[۵] صاحب نے چونکہ قرآن کو نہین سمجھا اسلیے اعتراض کیا اس بیٹے کو تو قرآن نے اولاد ہی سے خارج کر دیا لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ فرمادیا پس اب اُس کل اولاد کے شمار مین جو کہ ایماندار تھے اسکا ندکور توراۃ مین نہونا اور قرآن مین ہونا کوئی مخالفت نہین۔
۴	سورہ یوسف مین ہی کہ یوسف نے گویا اپنے مالک کی جورو کی خواہش کی تھی جیسا کہ مذکور ہے۔	مگر موسی کی پہلی کتاب کے ۳۹ باب مین کھلا کھلی بیان ہوا ہے کہ یوسف نے بالکل انکار کیا اور بری فکر کو دل مین جگہ بھی ندی۔	اُس کتاب کی فقط یہ عبارت ہی ۱- اور ہر چند یوسف کو روز روز کہتی رہی پر اُسنے اُسکی ایک نہ سنی کہ اُسکے ساتھ سووے یا اُسکے ساتھ رہے انتہٰی اس سے یہ کہان نکلا کہ بری فکر دل مین جگہ بھی ندی دوم قرآن سے بھی بدارادہ کرنا ثابت نہین کیونکہ هَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ الخ جزا ہی یعنی اگر خدا کی دلیل نہ دیکھتا تو یوسف قصد ہی کر چکا تھا۔
۵	سورہ قصص کے اوائل مین ہے کہ فرعون کی بیوی نے موسیٰ کو بجاے فرزند پرورش کیا۔	مگر موسیٰ کی دوسری کتاب کے دوسرے باب مین ہے کہ فرعون کی بیٹی نے موسے کو پرورش کر کے بجاے فرزند رکھا تھا۔	قرآن سے صرف اسقدر بات ثابت ہی کہ فرعون کی بیوی نے یہ کہا تھا کہ اسکو قتل نکرو شاید ہمارے کام آوے یا ہم اسکو بیٹا بناوین اب عام ہی کہ خاص بیٹی نے موسی کو بیٹا بناکے رکھا یا اسکی مان فرعون کی بیوی نے۔ اگر بیٹی ہی بنایا ہو تو اُسکی مان بھی اُسکو بیٹا کہہ سکتی ہی اور اسی لیے نَتَّخِذَهُ کہا اَتَّخِذُ نہ کہا چونکہ پادری قرآن کو نہین سمجھ سکتے اس لیے اعتراض کیا
۶	سورہ مریم کے شروع مین مذکور ہی کہ مریم ایک دور دراز جگہہ چلی گئی تھی اور یشوع درخت خرما کے تلے پیدا ہوا تھا۔	لیکن انجیل لوقا کے دوسرے باب مین مذکور ہے کہ مسیح بیت اللحم مین اصطبل کے اندر پیدا ہوا اور بیت اللحم ملک یہودیہ مین مریم کے باپ کا شہر تھا۔	مکاناً قصیاً کے معنی پادری دور دراز سمجھ گئے جسپر اسقدر چونکے کاش کسیقدر عربی پڑھ لیتے تب کتاب لکھنے بیٹھتے اسکے معنی گوشہ ہی یعنی دردزہ کے وقت ایک گوشہ مین چلی گئی عام ہی کہ وہ اصطبل تھا یا کچھ اور اصطبل مین خرمہ کا درخت کچھ محالات سے نہین۔ اب دونو مین کچھ مخالفت نہین رہی۔

[۵] پادری صفدر علی نیاز نامہ مین لکھتا ہے کہ قرآن و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نوح کا ایک بیٹا کنعان تھا وہ اور اُسکی والدہ کشتی مین داخل نہوے الخ پادری صاحب وہ کونسی آیت قرآن کی ہے کہ جس مین کنعان نام لکھا ہے اور جس مین اُسکی والدہ کا غرق ہونا مذکور ہے اس جھوٹھ یا جہالت کا کیا ٹھکانا ہے۔ ؟

ایک اور اعتراض پادریون نے کیا ہے کہ قرآن مین ایسے بھی بہت سے قصے ہین کہ جو محض جھوٹھ اور بے اصل ہین منجملہ اُنکے ابراہیم کا قصہ کہ
انہون نے اپنے باپ کے بت توڑ ڈالے اور اُسکی قوم نے اُسکو آگ مین ڈالا۔ اور یہ کہ داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرند تسبیح کرتے تھے اور یہ کہ سلیمان کے جنات
تابع تھے اور یہ کہ چیونٹی نے سلیمان سے گفتگو کی اور یہ کہ سلیمان کے مرنے کے بعد جنات نے سلیمان کو زندہ سمجھکر فریب کھایا اور یہ کہ سبا کی شہزادی بلقیس اُنکے
پاس آئی اور اُسکا تخت طلب کیا گیا اور یہ کہ سلیمان تمام جہان کا بادشاہ تھا اور حیوانونکی بولیان بھی سمجھتا تھا اور یہ کہ سلیمان کے ہوا تابع تھی ہوا پر
تخت اُڑتا تھا اور یہ کہ سکندر رومی نے سورج کو دلدل کی ندی مین ڈوبتے پایا اور اُسنے پیتل اور لوہے کی بڑی بڑی دیوارین یاجوج ماجوج کے
بند کرنیکو بنائین اور محمد صاحب باوجودیکہ وہ بت پرست تھا اُسکو نبی کہتے ہین اور یہ کہ حضرت مسیح نے ہنڈولے مین باتین کین اور لڑکپن مین اُس سے
معجزات ظاہر ہوئے اور مٹی کے جانور بناکے اُڑائے اور خضر اور موسی کی ملاقات اور اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ جو سورہ کہف مین ہے انتہے ملخصاً

اقول جواب سے پیشتر دو بات عرض کیے دیتا ہون تاکہ منصف مزاج عیسائی انہین پر بس کرین (١) یہ کہ ان امور کا بے اصل اور جھوٹھا کہنا جب وقت
رکھتا کہ اہل کتاب کے پاس کل کتابین سماوی ہوتین اور پھر تمام جہان کے واقعات اور سرگزشت انمین موجود ہونیکا دعوی بھی ہوتا پس جب انمین
یہ واقعات نہوتے تو اُنکو جھوٹھ کہتے لیکن یہ دونون باتین اہل کتاب کے نزدیک بھی نہین اول تو یون نہین کہ خود بائبل مین بلکہ موسی کی توراۃ وغیرہا
کتابون مین ایسی کتابونکے حوالے ہین کہ جنکا مجموعہ پندرہ کتابین ہین اور وہ اب مفقود ہین اول جنگنامہ جسکا حوالہ سفر عدد کے ٢١ باب مین ہے دوم کتاب الیاشر
کہ جسمین ایسا بڑا محال حوالہ ہے کہ جسکو کوئی ذی عقل بھی نہین مانتا۔ کہ آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب ٹھہر گیا اور قریب دن بھر کے پچھم کیطرف مائل
نہوا انتہے سوم کتاب یاہو چہارم کتاب سیعا کی پانچوین کتاب وغیر ذلک مذا الآخی۔ اور دوسری بات کا کوئی صاحب عقل بھی اقرار نہین کرسکتا اور
کیونکر کرسکتا ہے حالانکہ ہند و چین بلکہ خاص انہین ملکونکے ہزارہا صحیح واقعات کتب سماویہ مین درج نہین ہوئے (٢) یہ کہ بانہمہ یہ باتین ایسی
ہین کہ جنکو جمہور یہود اور متقدمین نصاری سب تسلیم کرتے تھے قطع نظر اور حوالونکے مین خاص پادری فنڈر صاحب ہی متعصب اور نا انصاف
کے منہ سے اقرار کرادیتا ہون۔ پادری صاحب میزان الحق کے ٣ باب کے ٤ فصل مین لکھتے ہین **قولہ** پھر قرآن مین بہت حکایتین ایسی مرقوم ہین
کہ جو کتب عہد عتیق وجدید سے لی گئی ہین الخ اور ایسی اور حکایتین بھی قرآن مین پائی جاتی ہین کہ جو کتب عہد عتیق وجدید سے اخذ کی گئی ہین
لیکن اُتنا فرق ہے کہ یا تو قرآن مین کم و بیش بیان ہوئی ہین یا کچھ تبدل و تغیر سے لکھی گئی ہین الخ اور پچھلی باتونکی نسبت لکھتے ہین **قولہ**
یہ سب یہودیونکی حدیثون اور تواتر سے لیا گیا ہے چنانچہ اس زمانہ مین بھی اس قسم کی چند شین طالمت وگمرو صخار و میدراش نامی کتابون مین یہود کی وراوکتابونمین بھی
منضبط ہین الخ باقی حضرت مسیح کے معجزات طفولیت انجیل طفولیت مین مندرج ہین۔ اور اصحاب کہف کا قصہ افرائم کی تصنیف مین ابتک پایا جاتا ہے انتہے

ف۱ یہ نیاز نامہ سے مصنف کا اعتراض ہے اسکا یہی جواب بس ہے کہ تمنے قرآن نہین پڑھا انمین یہ بات کہین نہین ١٢ منہ ف۲ یہ اعتراض دین حق کی تحقیق مین ہے اسکے مصنف بھی علوم اسلام سے بے بہرہ
ہین کیونکہ سکندر رومی کا قصہ کسی جگہہ بھی قرآن بلکہ احادیث مین بھی نہین نہ کوئی اُسکو نبی کہتا ہے اور دلدل کی ندی مین آفتاب ڈوبنے کو بھی نہین سمجھتے کیونکہ مراد یہ ہے کہ ایک صاف میدان مین
ذوالقرنین پہنچے کہ اُسکے مغرب سمت مین دلدل تھی پس آفتاب غروب ہوتا ہوا دلدل مین معلوم ہوتا تھا جسطرح سمندر مین آفتاب پانی مین ڈوبتا معلوم ہوتا ہے حالانکہ پانی اور دلدل مین نہین ڈوبتا
اسکو ہر ذی عقل جانتا ہے ١٢ منہ ف۳ حضرت محمد صلعم نے سکندر رومی کو جو بت پرست تھا کبھی نبی نہین کہا یہ جھوٹا الزام ہے ١٢ منہ ف۴ بعض عیسائی یہ کہتے ہین کہ یہ کتابین الہامی نہ تھین اسکا جواب یہ ہے
کہ الہامی کتاب مین تاریخی واقع کا غیر الہامی کتاب سے حوالہ دینا دلیل ہے اسبات پر کہ عیسائیونکا الہام عام مورخین کی مانند ہے دوم یہ کہ صاحب الہام کو ایسے واقعات کا علم محض تاریخی کتابون سے
ہے جو رطب و یابس سے خالی نہین پھر اس الہام کو نبوت کا حصہ ٹھہرانا محض عبث ہے ١٢ منہ ف۵ پراٹسٹنٹ عیسائی چونکہ نیچریت اور فلسفہ کے بہت پابند ہین ایسی باتون کو خصوصاً شق القمر
معجزہ کو محال کہا کرتے ہین اسلیے الزاماً اسکو محال کہا گیا اور اس کتاب مین اکثر روی سخن انہین لوگونکی طرف ہے مگر ایک پرانے کرسچان نے اسکو تحقیقی جواب سمجھکر مصنف علامہ پر اعتراض کرکے
بڑی قابلیت جتلائی ہے حالانکہ کتب رد نصاری مین اس قسم کی گفتگو کثرت سے ہے حکم غلام حسن ف۶ تاریخ کلیسا مطبوعہ ولیم میور صاحب مین اس قصہ کو بخوبی تسلیم کیا ہے ١٢ منہ

ملحظہ ۱ - اب مین اُن اعتراضات اور انکی اور دیگر اعتراضات کا دوسری طرح پر جواب دیتا ہون کہ جسکا رد قیامت تک عیسائیونسے نہوسکیگا
وہو ہذا - ان اعتراضات کا دو چیز منشا ہین (۱) یہ کہ یہ حکایات کتب مقدسہ کے برخلاف ہین جو کلام الٰہی ہین (۲) بعض ایسی حکایات بھی ہین
کہ جو کتب مقدسہ مین موجود نہین گو کسی اور کتاب مین انکی سند ہو - اول بات کی نسبت پادری صاحب کو واجب ہے کہ یہ چند امور براہین قاطعہ سے
ثابت کرین (۱) یہ کہ کتب مقدسہ جو بالفعل اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین اور جنکی مخالفت سے قرآن پر الزام لگایا جاتا ہے کلام الٰہی بھی ہین کیونکہ محض توریت
و انجیل و زبور انکے نام مقرر کر لینے سے یہ کلام الٰہی نہین ہو سکتین کیا لوہے کا نام چاندی رکھنے سے چاندی ہو جائیگا؟ پس اول مرتبہ یہ ثابت کرنا ضرور
پڑیگا کہ جس تورات و انجیل و زبور کا قرآن مین ذکر ہے وہ یہی کتابین ہین - اور اس امر کے ثبوت مین یہ کہنا کافی نہوگا کہ اگر یہ وہی کتابین نہین تو
اصلی کتابین تم لاکر دکھاؤ - کیونکہ جب ان اصلی کتابونکا باقرار علماء یہود و نصاریٰ صفحۂ عالم پر وجود ہی نہین تو کوئی کہانسے لاکر دکھائے؟ (۲) یہ کہ
یہ کتابین بلا تفاوت ویسی ہی ہین کہ جس طرح انکو اُنکے مولفین نے تصنیف کیا لیکن اسکا ثبوت محالات سے ہے کیونکہ باقرار علماء اہل کتاب بابکے باب
اور بہت سی آیات انہین لوگون نے داخل کر دیے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب اختتام مباحثۂ دینی مطبوعہ اکبر آباد صفحہ ۳۵ مین خود مقر ہین کہ تخمیناً
لاکھ ڈیڑھ لاکھ جگہہ ان کتابونمین غلطیان واقع ہوئین جنکو ورس یوس ریڈنگ کہتے ہین اور زیادہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے (۳) اگر ان اختلافات
کی وجہ سے قرآن غلط ہے تو پھر باہم کی ان کتابونمین جو فحش اختلاف اور صریح غلطیان ہین انسے اپنی کتابونکو بھی غیر انصافی کہین شاہد اول درس
باب ۲۲ کتاب ۲ اخبار الایام مین عبری ترجمہ کے موافق یہ لکھا ہے کہ اخزیاہ بیالیس[۴۲] برس کی عمر مین بادشاہ ہوا حالانکہ یہ صریح غلط ہے کیونکہ جس سال
یہ بادشاہ ہوا اور اسکا باپ یہورام مرا تو اسکی چالیس برسکی عمر تھی چنانچہ اس کتاب کے باب ۲۱ مطبوعہ ۱۸۴۲ء مین ہے کہ یہورام بتیس[۳۲] برسکی عمر مین
بادشاہ ہوا اور آٹھ برس تک بادشاہت کرتا رہا پس اخزیاہ کی تخت نشینی کیوقت بیالیس برسکی عمر تھی اور اُسکے باپ یہورام کی چالیس برسکی
بیٹا دو برس باپ سے بڑا تھا اس سے زیادہ بھی کوئی غلطی ہوگی؟ مگر پھر اُسکو کتاب الٰہی کہتے ہین (۲) کتاب اول صموئیل ۶ باب آیت ۱۹ مین ہے
کہ اُسنے پچاس ہزار اور ستر مارے اور عربی اور سریانی نسخہ مین بقول ہارن صاحب مفسر پانچہزار ستر لکھے ہین اور یوسیفس مورخ جو عیسائیونکے نزدیک بڑا
محقق ہے کل ستر آدمی ہی بتلاتا ہے - اس اختلاف کا کیا ٹھکانا ہے؟ (۳) کتاب التواریخ ۲ باب ۱۶ مین ہے کہ آسا کی سلطنت کے چھبیسوین برس بعشا
یہود پر چڑھا اور اول سلاطین ۱۵ باب مین ہے کہ آسا کی سلطنت کے تیسرے سال بعشا تخت نشین ہوا اور ۲۴ برس سلطنت کی ان مین ایک ضرور غلط
ہے اور اسطرح کی صدہا غلطیان ہین کہ جنکو مفسرین اہل کتاب بھی تسلیم کرتے ہین پس ایسی غلط کتابونکے اعتماد پر قرآنی واقعات کو جھوٹھ کہنا بڑی
سینہ زوری ہے - کیا انکے اغلاط کے لیے قرآن اصلاح دہندہ نہین ہو سکتا؟ دوسری بات کی نسبت یہ کلام ہے کہ ہر واقعہ کی صحت اسپر موقوف
نہین کہ وہ کتب مقدسہ مین بھی موجود ہو کیونکہ اگر یہ ہو تو دو قباحت لازم آوینگی (۱) یہ کہ خود بائیبل کی حکایتین غلط ہو جاوینگی کیونکہ جو بائیبل کو نہین
مانتا اُسکے نزدیک حکایات کے ثبوت صدق کے لیے کونسی دلیل ہے؟ پھر پادری صاحب کو لازم ہے کہ ان واقعات کو یا تو کسی اور کتب مقدسہ مین جو بائیبل کے
علاوہ ہو دکھلائین ورنہ انکو بھی جھوٹھ کہین (۲) یہ کہ خود عہد عتیق و جدید کی کتابون مین ایسے واقعات ہین کہ جنکو کسی اور نے نہین لکھا بلکہ خاص

۱ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون ۱۲ ف اہل کتاب کی کتابون مین جو کچھ باہم واقعات تاریخیہ کے بیان مین اور دیگر باتون مین
اختلاف شدید ہے اسکا ایک نقشہ طیار کیا جاوے کہ جسپر پادری اسکاٹ اور ہارن اور ہنری کو دستخط کرنے مین ذرا بھی انکار نہوگا تو ایک مبسوط کتاب طیار ہو جاوے
اسلیے چند نمونون پر قناعت کی گئی اور زیادہ دیکھنا ہو تو مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم کی کتاب اعجاز عیسوی اور ازالۃ الاوہام وغیرہ کتب رد نصاریٰ کو ملاحظہ کرو - ۱۲ منہ

ایک ہی شخص نے لکھا ہے چنانچہ (۱) باپ بیٹے روح القدس کے نام بپتسمہ دو۔ یہ صرف انجیل متی مین ہے اُسکو کسی نے نہین لکھا سو یہ بھی جھوٹھ (۲) مجوسیونکا ایک ستارے کو دیکھکر مسیح کے لیے آنا سواے انجیل متی کے اور کسی انجیل مین نہین سو یہ بھی جھوٹھ (۳) یسوع کی پیدائش بیت اللحم مین اور گڈریونکا فرشتہ کو دیکھنا اور باتین کرنا مسیح کا ختنہ کرنا سواے انجیل لوقا کے اور کسی انجیل مین نہین سو یہ بھی جھوٹھ۔ علاوہ اسکے انجیل متی کے ۲ باب مین ہے کہ وہ جو نبیون نے کہا تھا پورا ہوا کہ وہ ناصری کہلائیگا الخ بتلائیے کس نبی کی کتاب مین لکھا ہے کہ مسیح ابن مریم ناصری کہلائیگا؟ سو یہ بھی جھوٹھ۔ اور اسیطرح وہ جو انجیل متی کے ۲۷ باب مین لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر کھینچا تو (۵۱) ہیکل کا پردا اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے (۵۲) اور قبرین کھل گئین اور بہت لاشین پاک لوگونکی قبرونسے نکلکر شہر مین بہتونکو نظر آئین اُنتہے اور وہ جو انجیل لوقا کے ۲۳ باب مین ہے اور چھٹوین گھنٹے کے قریب تھا کہ ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور نوین گھنٹے تک رہا اور سورج تاریک ہو گیا الخ یہ بھی سب جھوٹھ ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کو جو حیرت افزا تھا اور تمام عالم پر گزرا تھا آجتک کسی نے نہین لکھا نہ کسی یہودی نے نہ مجوسی نے نہ سامری نے نہ ہندو نے نہ ترک نے نہ عرب نے [۵] اندکے با تو بگفتیم و بدل ترسیدیم ٭ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است ٭ واللہ الہادی (**چہارم**) علم اللہ کبیر بالموت و مابعدہ یعنی خدا تعالے نے جسطرح سے کہ انسان بلکہ عالم کی ابتداء آفرینش کا اجمالاً حال بیان فرمایا اسیطرح سے اُسکے فنا[۱] ہونیکی کیفیت کو اور فنا ہونیکے بعد جو کچھ اسپر گزریگا اُسکو بھی قرآن مین مختلف سورتونمین ذکر کیا۔ پس جسطرح سے کہ انسان کا نطفہ سے علقہ اور مضغہ بنکر پیدا ہونا بیان فرمایا تھا اسیطرح اسکی موت کی کیفیت اور ملائکہ کا اُسکی روح قبض کرنا اور اُسکا عاجز ہونا اور اُسکو دوزخ و جنت کا دکھایا جانا اور ملائکہ عذاب کا ظاہر ہونا ذکر کیا۔ اور اسیطرح اس عالم کی فنا یعنی قیامت کی علامات حضرت مسیح کا نازل ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور قوم یاجوج وماجوج کا زمین پر زور پکڑنا اور نفخ صور اور اس عالم کی بیخ و بنیاد کا گرایا جانا آسمانون اور ستارونکا ٹوٹنا پہاڑونکا بادلون کیطرح زلزلۂ عظیم سے اُڑتے پھرنا اور پھر دوبارہ صور پھونکنا اور تمام لوگونکا زندہ ہونا اور تخت رب العالمین کے روبرو حساب کے لیے حاضر ہونا اور ملائکہ کا صف بستہ کھڑا ہونا اور نامہ اعمال کا داہنے اور بائین ہاتھ سے دیا جانا اور ہاتھ پاؤنکا شہادت دینا اور اعمال کا متمثل ہوکر نظر آنا اور پلصراط پر سے گزرنا پھر اہل جنت کا جنت مین داخل ہوکر طرح طرح کی نعمتین حاصل کرنا یعنی حور و قصور باغ و انہار اچھے کھانے اور عمدہ عمدہ لباس پہنکر آپس مین ملاقاتین کرنا اور خدا کے جلال و تجلی کی کیفیات سے محظوظ ہونا اُسکے دیدار سے مشرف ہونا ابدالآباد وہان راحت و آرام سے زندہ رہنا ذکر کیا اور بدلوگونکا اپنے اعمال کی سزا پانا جہنم مین جانا اور جہنم کی کیفیات طوق و زنجیر گرم پانی وغیرہ کو بھی نئے نئے اسلوب سے مختلف سورتونمین ذکر کیا کہ جسکو سنکر انسان کے دل پر عجب کیفیت پیدا ہوتی ہے خدا کی محبت ظہور کرتی ہے اور دنیا و ما فیہا نظرونمین سرد اور گرد معلوم ہوتی ہے یہ بھی قرآن مجید کا معجزہ اور خاصہ مختصہ ہے۔ اگلی کتابین جسطرح سے کہ اور علوم مین ناقص البیان ہین اسیطرح سے اس علم کو بھی عمدہ طرح سے نہین بیان کرتین تورات و اناجیل موجودہ مین ذرا سا اشارہ ہی ان چیزونکی طرف ہے۔ **اس مقام** پر بھی ایک بات قابل غور ہے۔ اور وہ یہ کہ یا تو محض تعصب سے تجاہل عارفانہ کے پیرایہ مین یا محض بیخبری اور لاعلمی سے اسمقام پر پادر صاحب اور اُنکے مقلد بعض ہنود عجب غوغا مچاتے ہین چنانچہ پادری[۲] فنڈر صاحب نے میزان الحق مین اور صفدر علی نے نیاز نامہ مین اور عماد الدین نے ہدایت المسلمین مین اور پھر ہر پادری نے اپنی تصانیف مین

---

[۱] فنا سے مراد عدم محض نہین ہے ۱۲ [۲] ان کا پرانا مقلد بھی محمد صادق اور محمد صالح کے نام سے تفسیر حقانی پر اس قسم کے نعماء خصوصاً گندم گون حور کے ملنے پر اعتراض کرتا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن۔

جنت و دوزخ کی کیفیات عذاب و ثواب پر اعتراض کر کے سخت سخت زبان درازی بے سمجھے بوجھے کلام الٰہی پر کی ہے چنانچہ ہدایت المسلمین کے
۲۵۹ صفحہ مین لکھا ہے **قولہ** محمد صاحب نے دوزخ اور بہشت اور عذاب قبر کی بابت ایسے ایسے مضمون صریح البطلان جو ہرگز عقل و نقل قبول نہین کرتی

اُس جاہل ملک کو سُنا کر ڈرایا الخ صفدر علی نیاز نامہ کے ۱۵ صفحہ مین لکھتے ہین **قولہ** الغرض بموجب تعلیم قرآن و حدیث کے سعادت اخروی یہی ہے
کہ جسمانی خواہشونکا پورا ہونا کہ جو آدمی کی خواہش وہان ہو پوری ہو جاتی ہے الخ اور انہین کی تقلید مین آنریبل سید احمد خانصاحب نے ان نصوص
قرآنیہ کا انکا تاویل کے پیرایہ مین کیا ہے ان سب لغو اور بیہودہ اعتراضات کا جواب ہم پہلے دے چکے ہین ان معترضونکو لازم ہے کہ اس مقام کو غور کر کے
سمجھین اور جنت کی حقیقت پر مطلع ہووین پھر اعتراض کرین ورنہ آخرت مین مخبر صادق کے فرمانیکے بموجب جب یہ چیزین مومنونکو ملینگی اور وہ
عذابات پادریون اور منکرون اور ملحدونکو نصیب ہونگے اس خبر کی خود تصدیق ہو جائیگی ذرا صبر کرین۔ اور دلیل عقلی و نقلی جو پادری صاحب نے ذکر
فرمائی ہم تو آجتک مشتاق اُسکے سننے کے رہے مگر کسی پادری نے ان کیفیات کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہ بیان کی اور کیا خاک کرینگے محض زبانی
جمع خرچ ہے اور بس (**پنجم**) علم الاحکام یعنے بندونکے لیے دین و دنیا مین جو جو امور ضروریہ اور نافع ہین اُنکو فرض [۱] واجب [۲] مستحب [۳] بنایا
اور جو چیزین مضر ہین اُنکو اُنکے ضرر کے لحاظ سے حرام [۴] و مکروہ تحریمی [۵] و تنزیہی [۶] قرار دیا کیونکہ جو چیز اشد ضروری ہے وہ فرض ہے اور جو اُس سے
کم تو واجب پھر اس سے کم مستحب اسیطرح جسکا سخت ضرر انسان کے دنیاوی معاملات پر یا روح پر پہنچتا ہے تو اسکو حرام پھر جو اُس سے کم
ہے تو اسکو مکروہ تحریمی اور جو اُس سے کم تو وہ مکروہ تنزیہی ہے اور جو مساوی الطرفین ہے کہ نہ مضر نہ ضروری اُسکو مباح کہا۔ آپکو یہ بھی
معلوم ہو گیا ہوگا کہ خدا تعالیٰ بیفائدہ اور عبث کسی چیز کا حکم نہین دیتا بلکہ جسطرح طبیب محض مریض کے نفع و ضرر پر لحاظ کر کے دوا و
غذا کا حکم دیتا ہے اسیطرح نبی جو طبیب روحانی ہے حکم دیتا ہے قال تعالیٰ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ الایہ پس
ان مجموعہ احکام کا نام **شریعت** [۱] ہے کہ جسکو پادری لوگ شریعت اخلاقی اور احکام باطنی اور اصل شریعت کہتے ہین۔ پھر ان احکام کی دو قسم
ہین ایک نظری کہ جن مین ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضاء کے فعل کی حاجت نہین بلکہ دل سے متعلق ہین جیسا کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریک
جاننا اور جسمانیت اور جمیع عیوب سے اُسکو پاک سمجھنا وغیر ذلک کہ جنکی تفصیل علم عقائد مین ہے یہ احکام لوگون اور زمانیکے بدلنے سے نہین بدلتے
اور اسی لیے یہ منسوخ بھی نہین ہو سکتے دوم عملی کہ جن مین اعضاء کو دخل ہے پھر ان احکام عملیہ کی بھی دو قسم ہین قسم اول وہ احکام
کہ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ بالخصوص متعلق ہین جیسا کہ اُسکی عبادت کرنا اور علاوہ روح کے اپنے تمام اعضاء سے اُسکی شکر گزاری کرنا جسکو
عرف شرع مین نماز کہتے ہین اسقدر تو سبکے نزدیک اصل ہے باقی اس نماز کے طریقے (کہ کسی وقت محض سجدہ تھا اور کبھی قیام اور کبھی فقط
زبان سے اُسکی ستائش کے راگ گانا) مختلف ہین اس اخیر نبی کے عہد مین نماز کے اندر وہ سب باتین مجتمع کر دی گئین اور روح اور جسم

---

[۱] واضح ہو کہ نیاز نامہ کا مصنف صفحہ ۲۰ مین خود اقرار کرتا ہے کہ وہ قدوس اپنی بندونکو ان اعمال و افعال کا حکم دیتا ہے جو بذات خود نیک ہین اور اُنسے منع کرتا ہے جو از خود بد اور نفرتی ہین الخ
پھر اُسکے بعد حضرت موسیٰ اور تمام انبیاء کی شریعت کو بالکل مٹانیکے لیے یہ کہتا **قولہ** گر یہی شریعت وہ ہے جو کتنے ہی کامونکا حکم دیتا ہے اور کتنے سے منع کرتا ہے گر وہ کام نہ از خود نیک ہین نہ بد الخ
پہلے قول کے لیے صریح نقیض ہے ۱۲ منہ **ف** عذاب قبر اور دوزخ کی بابت جسکو عماد الدین جھٹلاتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کا بیان پیش کرتا ہون جو انجیل لوقا کے سولہوین باب مین انیسوین جملہ سے شروع
ہوتا ہے حضرت لعزر مفلس اور ایک دولتمند کے مرنیکے بعد حال بیان فرماتے ہین کہ لعزر کو حضرت ابراہیم کی گود مین فرشتون نے رکھدیا اور دولتمند کو تو عین اور پیاس ستاتی تھی اور وہ ابراہیم علیہ السلام
سے درخواست کرتا تھا کہ لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سر بھگو کر میرے لب تر کرے مین اُس شعلے مین تڑپتا ہون الخ یہ عذاب قبر نہین تو اور کیا ہے کیونکہ قیامت سے پہلے کا ذکر ہے جو مرنیکے بعد پیش آیا اور اسی عالم کو
شرع مین قبر کہتے ہین پھر اسپر اعتراض کرنا اگر سخت نادانی نہین تو اور کیا ہے مگر جسکا دل حب دنیا سے سیاہ ہو گیا ہو وہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی باتون پر قہقہہ نہ اڑائے تو اور کیا کرے - ۱۲ منہ

دونونکو شامل کر لیا گیا پھر اس نماز کے لیے طہارت بدن وجاے وجامہ شرط قرار دیگئی کیونکہ جب عقلاً و نقلاً بغیر طہارت کے روح پر کثافت ہوتی ہے اور آپسمین بھی امرا و شاہونکے دربار مین ہاتھ پاؤن دھو کر نجاست و میل کچیل سے صاف ہو کر جاتے ہین پس شاہنشاہ حقیقی کے رو برو خراب حالت بنا کر جانا اور دلکو مکدر اور بوجھل کر کے اسکی طرف لگانا دشوار اور نازیبا ہی۔ اسکی قرآن مین جابجا تاکید ہی اور لفظ واقیموا الصلوٰۃ سے اسکو تعبیر کیا ہے مگر اسکی تمام ہیئت پیغمبر علیہ السلام نے ادا کر کے اور زبان سے کہہ کے تعلیم فرما دی ہے۔ اور اسلیے اسکو اسلام کا رکن قرار دیا ہے۔ اور جیسا کہ اپنے نفس کو اسکے لیے تمام خواہشون اور کھانے پینے جماع کرنیسے روکنا اور قوت بہیمیہ کو مغلوب کر کے روح کو اسکے اذکار سے منور اور تازہ کرنا جسکو **روزہ** کہتے ہین یہ بھی تمام شرایع مین تھا مگر اسکے آداب اور طریقے اور حدود پیغمبر علیہ السلام نے بوضاحت تعلیم فرماے اور قرآن مین کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کے لفظ سے تاکید کیگئی اسلیے یہ دوسرا رکن اسلام کا قرار پایا۔ اور جیسا کہ اپنے مال مین سے ایک حصہ معین خدا کے نام پر تصدق کرنا اور اس محبوب عالم کی محبت کو دلمین جگہہ دینا اور روپیہ اور مال کو کہ جسکی طرف انسان کی اکثر طبیعت مائل رہتی ہے اسکے لیے ہاتھ سے چھوڑنا پھر اس سے اسکے بیکسون اور یتیمونکی مدد کرنا اسکو **زکوۃ** کہتے ہین یہ بھی پہلے تھی مگر اسکے حدود و آداب و تقرر حصص و تعین مصارف اسلام نے نہایت مناسب طور پر قرار دیے اور قرآن مین مطلقاً بلفظ آتُوا الزَّكٰوةَ اسکا مطالبہ کیا ہے۔ اسلیے یہ تیسرا رکن قرار پایا۔ اور جیسا کہ کسی موضع متبرک مین (کہ جہان اسکے بڑے بڑے محبوب اور رہنماؤن سے خدا نے کلام کیا اور اپنی تجلی سے انکو مشرف بنایا ہو اور جسکو ایسے اعتبارات سے تمام زمین پر شرف ہو) جانا اور عاشقانہ ہیئت بنا کے اسپر تصدق ہونا اور دعا و مناجات کرنا جسکو **حج** کہتے ہین یہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے مگر نبی اسلام نے اسکے بھی آداب و طریقے الہامی طور پر عمدہ قایم کیے اور جو خرابیان پیش آگئی تھین انکو دور کر کے خاص ابراہیمی طرز کو برقرار رکھا اسکے فوائد و اسرار بیان کرنیکی یہان گنجایش نہین آگے بیان کرینگے چونکہ یہ بھی ایک روح کو تازہ کرنیوالی عبادت ہے اسلیے اسکو بھی قرآن مین وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ کے لفظ سے طلب کیا اسلیے یہ بھی چوتھا رکن اسلام کا قرار پایا۔ اور جیسا کہ اسکی توحید اور اسکے رسول کے برحق ہونیکا لوگونمین زبان سے اقرار کرنا گو دل سے سچ جاننا تو ہر وقت ہی فرض ہی مگر احکام ظاہریہ کے لیے ایکبار منہ سے بھی اقرار کرے جسکو **اداء شہادت** کہتے ہین اسکو بھی قرآن مین جابجا بیان فرمایا اسلیے یہ پانچوان رکن اسلام کا قرار پایا۔ چونکہ خدا تعالی کو اپنے بندونکے حال پر بڑی مہربانی ہی وہ خود اور اسکی توحید تمام عالم پر آشکارا ہی اسلیے جب بندیکو مجبوری ہو جیسا اسکی زبان از خود بند ہو یا کوئی ظالم بزور بند کرے تب اسکے ذمہ پر یہ اداء شہادت فرض نہین ہان اگر اس مصیبت پر بھی ادا کریگا تو شہید ہوگا اجر پائیگا۔ پادری لوگ بالخصوص صفدر علی ظلمات تعصب مین بالکل غرق ہین انکو یہ بھید معلوم نہین اسلیے نیاز نامہ کے صفحہ ۳۳ مین غل مچاتے ہین کہ اسلام نے جھوٹ بولنے کی اجازت دی جھوٹ پر پادریونکے مذہب کی بنا رہے جیسا کہ پولوس مقدس فرماتے ہین کما مر اسلیے انکو ہر جگہہ جھوٹ ہی نظر آتا ہے۔ ان سب امور کے انتظام اور قیام کے لیے ایک حکم جہاد کا دیا یعنے جسطرح ہر گورنمنٹ اپنے احکام و قوانین کو اپنی سطوت اور زور سے نافذ کرتی ہے خواہ چور مانے یا نمانے مگر سلطنت ضرور اسکو زبردستی سے قید کرتی ہے علی ہذا القیاس اور کیونکر نہ کرے اگر گورنمنٹ ایسا نکرے تو اسکا ظلم ہے پس اس تنفیذ کو سوای جاہل اور کم اندیش کے کوئی شخص گورنمنٹ کا ظلم نہین کہسکتا۔ اسیطرح خدا تعالی کو یہ منظور ہوا کہ سب سے پچھلے رسول کو بھیجے اور علاوہ صدہا معجزات و آیات بینات اور براہین عقلیہ کے

ف روزہ

ف زکوۃ

ف حج

ادائے شہادت

ف جہاد

اُسکو دنیا مین اپنا نائب بنائیے اور اپنے احکام حیات بخش کی کہ جنسے خاص بندون ہی کا نفع اور بھلائی ہے اس رسول کی معرفت بزور تعمیل کرائے اور سر اسکا یہ ہے کہ اس نبی آخر الزمان کا وجود تمام عالم پر خدا کی رحمت ہے پس مقتضاء رحمت یہ ہوا کہ اخیر زمانہ مین کہ جب ۹۱ قوت بہیمیہ اور شیطان کا غلبہ زیادہ ہو مان باپ مہربان یا طبیب شفیق جسطرح اپنے بچہ کو زبردستی دوا پلاتے اور گھرک کر مضر چیزونسے روکتے ہین اسیطرح اُن احکام پر انکو چلائے ایسا نہو کہ گناہ مین پڑکر ہلاک ہون۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ خدا کے ساتھ جسقدر لوگ گستاخی کرتے ہین شرک کرتے ہین پتھرونکو پوجتے ہین اُن چیزونکو مٹا کر دنیا کو پاک صاف کر دے مظلوم کی اعانت کرے ظالم کے شر کو دفع کرے اعلانا فحش سے مانع آئے چوری اور حرامکاری اور رہزنی کو روکے اور دنیا مین عدالت قائم کرے سو اس بات کو خدا نے جسکا ۹۲ ہم زبور مین وعدہ کیا تھا پورا کر دیا کہ جزیرہ عرب مین ایک شخص یتیم و بیکس کو کہ جسکے پاس نہ فوج نہ ملک نہ مال و زر تھا پیدا کیا اور ۹۳ روم و ایران وغیرہ اسوقت کی بڑی سلطنتونکو اُسکے پیرونکے ہاتھ مین دیدیا اور اُسنے اور پھر اُسکے جانشینون نے اس حکم کی نہایت عمدہ طور پر تعمیل کی۔ اور اسکا نام جہاد ہے سو اسکا بھی قرآن مین چند سورتون مین ذکر ہے اور مختلف الفاظ سے اسکو طلب کیا ہے کہین جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ فرمایا کہین كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ کہا وغیرہا من الآیات مگر باوجود اسکے اسلام کے قبول کرنے پر کسیکو مجبور نہین کیا اور لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فرما دیا۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ سنا دیا اور یہ جہاد بھی حضرت موسیٰ اور انبیاء بنی اسرائیل مین جاری تھا چنانچہ کتاب یشوع وغیرہ مین بھی حضرت موسیٰ اور یشوع وغیرہ انبیا کا جہاد مذکور ہے اور بزور احکام پر چلنے کی توریت مین صراحت سے چنانچہ سفر خروج ۲۲ باب مین یہ حکم ہے۔ تو جادوگرنی کو جینے مت دے جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مارڈالا جاوے۔ جو کوئی فقط خداوند کے سواے کسی معبود کے لیے قربانی کرے وہ عذاب سے مارڈالا جاوے۔ ۲۱ باب مین ہے۔ اور وہ جو اپنے باپ یا مان پر لعنت کرے البتہ مارڈالا جاوے۔ پھر سفر احبار کے ۲۰ باب مین زانی کے قتل کا حکم ہے۔ اور لونڈے باز اور چارپائے سے جماع کرنیوالیکو قتل کا حکم دیا ہے۔ اب بعض ناانصاف پادریون نے جو شریعت موسوی کے دشمن ہین آنحضرت علیہ السلام کے جہاد پر طعن کیا ہے انکو لازم ہے کہ پہلے توراۃ اور موسیٰ پر طعن کرین ورنہ وہ کیا بات نئی ہے جو حضرت نے خلاف عقل و نقل جاری فرمائی قسم دوم وہ احکام جو بندونکے ساتھ متعلق ہین پھر انکی تین قسم ہین کیونکہ اگر خاص ایک ہی شخص کے حالات اور معاملات کی درستی سے متعلق ہین تو انکو تہذیب الاخلاق کہتے ہین جیسا کہ چوری نکرنا جھوٹھ نہ بولنا تکبر نکرنا حسد و بغض و کینہ و حرص نکرنا خوشخوئی سے پیش آنا لوگونکے ظلم کی برداشت کرنا توکل اور قناعت سے دنیا مین رہنا عدل و انصاف کو اپنا شیوہ بنانا وغیر ذلک ان امور کو بھی قرآن نے کس کس خوبی سے بیان کیا ہے کہ طاقت بشریہ سے باہر ہے پھر ان سب باتونکو ایک آیت مین کس خوبی کے ساتھ جمع کر دیا کہ جسکا نظیر ممتنع ہے فقال قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا الآیہ اور اگر ایک گھر کی معاشرت اور انتظام سے علاقہ رکھتے ہین تو انکو تدبیر المنزل کہتے ہین کہ باپ بیٹے سے کسطرح پیش آئے اور جورو خصم باہم ملکر کسطرح سے گزران کرین

۹۱ اور یہ اسلیے کہ آدم مین جسقدر شرف اور علو اور غلبہ قدرت ملکیہ دیا گیا تھا وہ اُسکی اولاد مین جسقدر انفصال ہوتا گیا کم ہوتا گیا کیونکہ جسقدر مبدء سے بعد ہوتا جاتا ہے قوت کم ہوتی جاتی ہے ۱۲

۹۲ اس زبور مین آنحضرت کی نسبت یہ الفاظ ہین۔ ای پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حائل کر کے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو تا کہ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا ۱۲ منہ

۹۳ نیاز نامہ کے صفحہ ۴۸ مین پادری صفدر علی کہتے ہین کہ موسیٰ اور یوشع کے قتال کو اپنے جہاد پر قیاس نکرین کیونکہ کتاب مقدس مین کسی جگہہ موسیٰ و یوشع کو یہ نہ فرمایا کہ تم کفار سے دعوت ایمان کرو اگر نہ مانین تو قتل کرو الخ یہ عذر بدتر از گناہ ہے اگر موسیٰ اور یوشع کا کنعانیون وغیرہم کو قتل کرنا خدائی حکم سے نہ تھا اور اُسکے لیے نہ تھا تو معاذ اللہ خدا کی عدالت اور موسیٰ کی رسالت کیا تھی ایک ظلم تھا جو بلاوجہ بندگان خدا کو بیرحمی کے ساتھ قتل کیا۔ ۱۲ منہ

۹۴ روم کے لفظ پر بھی امام پادری بڑے بگڑتے ہین کہ یہ ملک خلفاء نے بعد مین فتح کیا تھا نہ کہ صحابہ نے۔ اول روم سے مراد ایشیاء کوچک ہے سو وہ بھی صحابہ نے فتح کر لی تھی اور روم خود صحابہ کا اطراف روم مین قبضہ۔ کرنا واقدی وغیرہ نے لکھا ہے عمر بن عبد العزیز کے عہد مین تو قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا ہے۔ ۱۲ حکیم غلام حسن

سر جہاد

اور نکاح بیع وشراو قرض وامانت مین کسطرح سے برتاو کرین ۶ ان امور کو بھی قرآن نے بہت سی سورتون مین مختلف عنوان سے بیان کیا ہے والدین کی نسبت فرمایا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اور فرمایا لَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وغیرہا من الآیات - اور اگر شہر اور ملک کے متعلق ہین تو انکو سیاست ملک کہتے ہین یعنی چور اور قزاق اور امن عام مین خلل انداز کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے زانی اور غاصب کے ساتھ یون کرنا چاہیئے اپنے سردار اور بادشاہ کی کسطرح سے اطاعت کرنی چاہیے - اس امر مین بھی قرآن مین بہت کچھ مذکور ہے فرماتا ہی وَأُولُو الْأَمْرِ مِنْكُمْ - وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ بس حکمت عملی حکمت نظری بتمام وکمال قرآن مین مذکور ہے - طہارت ظاہریہ وباطنیہ حدود وقصاص میراث وطلاق کی بابت کوئی بات قرآن نے نہین چھوڑی اور اسیطرح جو چیزین ناپاک اور نجس طبعی تھین اُنکی حرمت اور پاک اور ستھری چیزونکی حلت بھی بیان کردی **پادریون** نے پولوس کے بہکانے سے حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی تمام شریعت کو چھوڑ دیا اور بات یہ بنائی کہ تمام انبیاء سابقین ناقص اور اُنکی شریعتین غیر کامل تھین مسیح نے آکر سبکی تکمیل کردی قربانی کی جگہہ خود کفارہ ہوگئے اسیطرح جانورونکی حلت وحرمت بھی ایک بیفائدہ چیز تھی - پھر فنڈر صاحب اور صفدر علی وغیرہما نے ایک اور حیلہ کیا کہ شریعت کی دو قسم ہین ایک اخلاقی دوسری رسمی پس مسیح نے رسمی کو چھڑایا یعنی کامل کیا ہی نہ اخلاقی کو - اور قرآن مین سراسر شریعت رسمی ہی بھری پڑی ہی - اور قرآن مین یہ نقص ہی کہ وہ شریعت اخلاقی کو جو ابدی ہی سے منسوخ بتلاتا ہی الخ چنانچہ پادری صفدر علی نیاز نامہ کے صفحہ ۲۰ سے لیکر ۳۰ تک اس امر مین بڑی قابلیت جتلا رہے اور قرآن مجید پر مُنہ آرہے ہین لیکن پادریونکا اس بارہ مین ایسا ناطقہ بند ہی کہ اگر مگر بہت ہی کچھ کرتے ہین مگر کوئی بات نہین بن آتی کیونکہ یہان چند امر ہین (۱) تو بقول حضرت مسیح آسمان وزمین ٹل جائینگے مگر یہ باتین نہ ٹلینگی (مرقس باب ۱۳) پھر انجیل متی مین پانچوین باب کی ۱۷ - آیت ہے - یہ خیال مت کرو کہ مین تورات یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنے آیا ہون کیونکہ مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان وزمین نہ ٹل جائین ایک نقطہ یا شوشہ تورات کا ہرگز نہ مٹیگا - اخلاقی اور رسمی کی اسمین کوئی تمیز نہین پس جب رسمی کو بھی نہ مانا تو شوشہ کیا بلکہ ورق کے ورق اور باب کے باب ٹل گئے (۲) نیاز نامہ کے صفحہ ۲۰ مین اول یہ اقرار کرنا کہ وہ قدوس سبحان اپنی اس ذاتی پاکی ودین کی خوبی کے اقتضاء سے اپنی تمیزدار مخلوق کو اُن اعمال وافعال کے کرنیکا حکم دیتا ہے کہ جو بذاتہ نیک ہین اور انسے منع کرتا ہے جو بذاتہ بد ہین الخ پھر رسمی شریعت بنانیکے لیے یہ کہنا صہ ۲۲ - اب باقی رہے وہ افعال جو از خود نہ برے ہین نہ بھلے اجتماع النقیضین ہی کہ جسکا کوئی عاقل قائل نہین اُسکے بعد نتیجہ نکالنا **قولہ** صہ ۲۳ لہذا جو کچھ خدا نے بنایا ہے اور پیدا کیا ہی وہ بذاتہ ناپاک نہین ہوسکتا ہی ہرچہ از عیب نے عیب ا - عیسائیونکے لیے گوہ اور موت اور تمام نجاسات کو پاک قرار دینا ہی - دوم تورات سفر احبار ۱۱ باب کے مخالف ہے کیونکہ اسمین بہت سی چیزونکو ناپاک لکھا ہی اور یہ بھی سہی کہ یہ چیزین از خود ناپاک نہین حکم الہی سے ہین مگر باوجودیکہ انکی ناپاکی حکم الہی سے بیان ہوچکی پھر انکو شریعت رسمی کہکے پاک کرنا تورات کو منسوخ کرنا اور آسمانی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلانا ہی (متی ۵ باب) (۳) رسمی کے علاوہ اخلاقی شریعت کو بھی تو منسوخ کرڈالا اور اُسکے ابدی ہونیکا کچھ خیال نکیا کیونکہ حسب بیان مصنف نیاز نامہ صہ ۲۱ رسمی شریعت کو ماکولات اور مشروبات مین منحصر کیا ہی اور موسی کے احکام عشرہ کو خود اخلاقی شریعت قرار دیا ہی حالانکہ اُنمین سے کسیکی پابندی بھی نصاریٰ کے نزدیک فرض نہین پھر اب وہ کونسی بات شریعت کی باقی رہگئی ہے کہ جسکو اخلاقی اور باطنی کہکے پادری صاحب پابند شرع کہلاوینگے ؟ کیونکہ انجیل

کہا جاتا تھا کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اس امر مین سبکا اتفاق ہے کہ قرآن مجید معجز ہے اور کیونکر اتفاق نہو حالانکہ اعجاز قرآن
بدلائل واثقہ و براہین قاطعہ ثابت ہی منجملہ دلائل کے اول دلیل یہ ہی کہ قرآن مین حکمت عملیہ و حکمت نظریہ کو بتمامہا اس خوبی سے بیان کیا ہی
کہ جسکو ایک بڑے سے بڑا حکیم یا فلاسفر اور ایک اونٹ چرانیوالا جنگلی کہ جسکو علوم حکمیہ سے ذرا بھی مس نہو برابر سمجھتے ہین اول تو اتنے علوم کا ایک
کتاب مین جمع کرنا کہ جسکا مثل آجتک کسی کتاب مین نہین پایا جاتا و دوم ایسے شخص کا جمع کرنا کہ جو ایسے وحشی ملک کا رہنے والا ہو کہ جہان سوا کشت و
خون اور چوری و زنا و بت پرستی کے نہ کسی علم کا گزر ہو نہ کسی ہنر کا اور نہ اُسنے کسیکی تعلیم پائی ہو نہ اچھی طرح مان باپ کی تربیت نصیب ہوئی ہو
باوجود اسکے وہ شخص نہ علوم و فنون و شعر و شاعری کا مشتاق ہو نہ کبھی کسی نے اُنمین مصروف دیکھا ہو بلکہ ہمہ وقت عبادت الٰہی مین مستغرق
رہتا ہو اور علاوہ اسکے صدہا نہین بلکہ ہزارہا دنیاوی مصائب اور دلخراش باتین اُسکو ہر دم پیش آتی ہون سوم پھر اس خوبی اور اس اسلوب سے
جمع کرنا کہ جسکو تمام نفوس نہایت عمدہ طور پر قبول کرتے ہون مضامین دردانگیز اور شیرین عبارت پر ہر وحشی بھی دم و دیوانہ اور شمع کا پروانہ ہو البتہ
مردہ کو زندہ کرنیسے بڑھکر ہے بلکہ ہزار درجہ بڑھکر کیونکہ مردہ کو زندہ کرنیمین تو ٹھٹہ بندی اور شعبدہ بازی یا کسی فریب یا اثر دوا و یا سکتہ وغیرہ امراض کا
بھی احتمال ہوسکتا ہی اور یہان تو ان احتمالات کو دخل بھی نہین پس معجزہ ہونا بخوبی ثابت ہوا کیونکہ معجزہ اس امر خارق عادت کو کہتے ہین
کہ جو مدعی نبوت سے ظاہر ہو اور جسکا مثل مقابل نہ لا سکے سو یہ سب باتین قرآن پر بدرجہ اتم صادق آتی ہین کما لا یخفی **دوسری دلیل**
قرآن باعتبار خوبی مضامین و عبارت کے یا تو انسانونکے کلام سے اسقدر زائد ہے کہ عادتاً اسقدر زائد ایک کلام دوسرے سے نہین ہوتا یا مساوی یا
زائد بقدر معتاد یا کم چوتھی شق تو بدیہی البطلان ہی دوسری اور تیسری شق مین بھی مدعا ثابت ہی کیونکہ جب قرآن لوگونکے کلام کے مساوی
یا زائد بقدر معتاد تھا اور پھر ایک ایک کیا بلکہ سب سے ملکر بھی باوجود توافر دواعی اور کثرت تحدی کے قرآن کی ایک سورہ کی مانند بھی نہ بن سکے
تو یہ خارق عادت ہے اور جو امر خارق عادت مدعی نبوت سے ظاہر ہو وہ معجزہ ہی سو یہ بھی معجزہ ہی اور شق اول پر تو مدعا بالکل ظاہر ہی کیونکہ ایک شخص کا
کلام تمام لوگون سے خلاف عادت زائد ہو تو حد اعجاز مین داخل ہی **تیسری دلیل** قرآن کا مثل بنانا لوگون سے بوقت معارضہ ممکن تھا
یا نہین اگر ممکن نہ تھا تو مدعا ثابت ہی کیونکہ انسانون مین سے ایک کا کلام اسقدر بلیغ ہونا کہ اسکا مثل لوگون سے ممکن نہو خارق عادت ہی اور جو
خارق عادت مدعی نبوت سے سرزد ہو معجزہ ہی پس قرآن معجزہ ہی اور اگر ممکن تھا پس باوجود امکان اور عار دلانیکے اسکا نظیر وقوع مین
نہ آنا اول سے بھی خارق عادت ہی پس قرآن معجزہ ہی وذالک ما اردناہ ۔ علاوہ ان دلائل کے اور بھی دلائل اعجاز قرآن پر ہین مگر یہان
کی گنجایش نہ تھی اسلیے انہین پر بس کیا **ف** معجزہ اُس امر خارق عادت کو کہتے ہین کہ جو مدعی نبوت سے سرزد ہو اور خارق عادت وہ
فعل ہی کہ جو اسباب پر مبنی نہو اور عادتاً وقوع مین نہ آتا ہو خواہ یہ فعل ہوا پر اُڑنا ہو خواہ سیر آدھ سیر پانی سے لشکر کو سیراب کر دینا خواہ درختون سے
کلام کرنا اور اُنکو بلانا خواہ مردے کو زندہ کرنا خواہ کوئی کلام ہو۔ اور اگرچہ آنحضرت کے بیشمار **معجزات** ہین کہ جنکو ان ثقات نے روایت کیا
ہے کہ جو توراۃ و انجیل کی رواۃ سے ہزار درجہ قوی ہین اور خود قرآن مین بھی مذکور ہین پس بعض ناسمجھونکا یہ کہنا کہ ہم حدیث کو نہین
مانتے قرآن مین کل معجزات کیون مذکور نہین اور جسطرح ہم عیسائی انجیل مین معجزات مسیح دکھاتے ہین تم قرآن مین دکھاؤ محض دھوکا
ہے کیونکہ اول تو قرآن مجید آنحضرت کے وقائع عمری کی کوئی تاریخ نہین کہ اسمین بضمن احوال آنحضرت معجزات کا مذکور ہونا بھی ضروری

دلیل اول

دلیل دوم

دلیل سوم

سو

ہوتا وہم باینہمہ بطریق امتنان پھر بھی قرآن مین معجزات مذکور ہین کما سیظہر لک ۔ اور یہ توریت وانا جیل اربعہ اصل انجیل و توریت منزل علی موسی و عیسی نہین بلکہ حسب اقرار علماء اہل کتاب تاریخ اور روزنامچہ ہین کہ جنمین بہت عرصہ بعد انبیاء اور حضرت مسیح کے احوال کو ابتداء سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل کیا ہی بخلاف احادیث صحیحہ کے کہ انکو نہایت احتیاط اور سند متصل سے جمع کیا ہے پھر ان احادیث کو غیر معتبر اور ان کتب تاریخ کو معتبر کہنا اگر اسلیے ہی کہ ان کتب کو مجازاً توریت و انجیل کہتے ہین کتب احادیث کو قرآن نہین کہتے تو یہ سمجھ نکی سی باتین ہین لیکن قرآن مجید کا معجزہ جمیع معجزات سے افضل ہے (۱) اسلیے کہ اور معجزات ایک طرفۃ العین مین واقع ہو کر محض حکایات ہی حکایات رہجاتے ہین پس ان سے جو تصدیق کامل حاصل ہوگی تو خاص انکو کہ جنہون نے انکا مشاہدہ کیا ہو اور باقی سننے والونکی نسبت تو بحکم ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ ویسا اثر نہین بخشتا بلکہ بسا اوقات رواۃ پر لحاظ کر کے دلمین کچھ اور ہی خیال آجاتا ہی بخلاف قرآن مجید کے کہ یہ معجزہ وقت نزول سے قیامت تک باقی ہی جو ذوق سلیم نہین رکھتا اور عبارت عربیہ کے لطف سے واقف نہین تو مضامین کی خوبی پر غش غش کرجاتا ہے اور جو ایسا ہی کوئی کوڑ مغز اور بھدی سمجھ کا ہو تو اسکا کیا ذکر ہے (۲) اور معجزات سے محض تصدیق نبی کا فائدہ ہوتا ہے بخلاف قرآن کے کہ اسمین دونون بات ہین تصدیق نبوت اور قانون ہدایت (۳) ہر نبی کو اکثر وہ معجزات عطا ہوتے ہین کہ جنکا اُس زمانہ مین چرچا ہوتا تھا چنانچہ حضرت موسی کے عہد مین سحر کا زور تھا انکو ید بیضا اور عصی ملا کہ جس سے تمام جادوگرونکا ناطقہ بند ہوگیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد مین جالینوس کی طب کا بڑا چرچا تھا انکو مردہ کو زندہ کرنے اور بیمار کو تندرست کرنیکا معجزہ ملا کہ جس سے اطباء عاجز آگئے اور آنحضرت کے عہد مین عرب کے لوگ فصاحت و بلاغت اور شعر گوئی مین عجب ید طولی رکھتے تھے اچھے فقرون پر عرب کو وجد آتا تھا پس اسلیے آپکو وہ کتاب ملی کہ جس سے تمام عرب حیرت مین آگئے اور سحر مبین کہنے لگے پس جطرح بلاغت کو عموماً عرب جانتے تھے اسیطرح اعجاز قرآن بھی عموماً تحقق ہوا بخلاف مریض کو اچھا کرنے اور مردونکے جلانیکے کیونکہ تحقیقاً اسپر طبیب وغیرہ حذاق ایمان لاسکتے ہین ورنہ عموماً جہلاء کے پاس کوئی دلیل فارق معجزہ اور نظر بندی مین بجز اپنے اعتقاد کے اور کچھ نہین فتامل جداً تمام امت کا اسبات پر تو اتفاق ہی کہ قرآن معجزہ ہی لیکن وجہ اعجاز ہر ایک محقق کے نزدیک جداگانہ ہی مگر جمہور بلاغت قرار دیتے ہین کوئی مضامین کی خوبی کوئی پند و نصائح کا اثر حد سے افزون کوئی اخبار عن المغیبات کوئی تزکیہ روح کوئی حالت غضب و رحم و سخاوت و کفایت شعاری وغیرہ صفات متضادہ مین استقامت کہتا ہی مگر یہ نزاع لفظی ہی کیونکہ جو ایک چیز کا مقر ہے دوسرا اُسکا انکار بھی نہین کرتا اور جو ایک آدھ کم عقل نے کیا بھی تو وہ کس شمار اور کس قطار مین ہی؟ جیسا کہ نظام معتزلی وہ کہتا ہی اگر نفس عبارت قرآن پر لحاظ کیا جاوے تو ویسی عبارت ممکن ہے مگر جب معانی اور نفیس مطالب بھی اُسکے ساتھ لحاظ کیے جاوین تب ممکن نہین ہے کیا سید احمد خان صاحب کے انکار ملائکہ و معجزات سے اس امر پر اجماع امت مین کچھ فرق آسکتا ہے؟ پس حق یہ ہی کہ قرآن کا اعجاز بجمیع وجوہ مذکورہ ہے یہ اور بات ہی کہ کوئی کسی وجہ کو کوئی کسی اور کو ترجیح دیتا ہی ع وللناس فیما یعشقون مذاہب ؛ اب مین

---

۵۱ مروی ہی کہ جب لبید بن مغیرہ نے یہ آیت سنی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ تو کہا واللہ ان لہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ ؛ مروی ہی کہ ایام حج مین کفار قریش نے ایک مجلس اسلیے منعقد کی کہ آنحضرت کے لیے جادوگر یا شاعر ایک بات مقرر کیجاوے جب عرب کے قافلے حج کے لیے آدین تو رستون پر لوگ بیٹھ جاوین اور یہ کہین محمد کی بات نہ سننا پس بعض نے کہا اسکو جادوگر کہو اس باتکو انجمن نے رد کردیا اور کہا کوئی بات سحر کی اسمین نہین بعض کہنے شاعر کہو شعراء انجمن بول اٹھے اسکا کلام شعر بھی نہین شعر مین یہ خوبی کہان پس کسیکے کاہن کہا اس فن کے لوگ بول اٹھے کہ نہ وہ جھاڑا پھونکی کرتا ہی نہ تعویذ گنڈا ۔ الغرض اس کلام کی خوبی سے سب حیران تھے ۔ مروی ہی کہ کسی شاعر نے خانہ کعبہ پر کچھ قصائد لکھوا کر لٹکا دیے تھے پس سورہ کوثر نازل ہوئی تو سنکر حیران ہوگئے اور انکو اتار پھینکا ایک عرب نے یہ آیت سنی فاصدع بما تومر ۔ سنکر سجدہ مین گر پڑا اور کہا مین اسکی فصاحت پر سجدہ کرتا ہون ۱۲ منہ

قبل اسکے کہ کسیقدر بلاغت قرآن بیان کرون اُسکے مضامین کی نسبت عرض کرتاہون - قرآن کی کوئی آیت ایسی نہین کہ جسمین ان عمدہ خوبیون مین سے کوئی نہو (۱) صفات الٰہیہ مثلاً اُسکا رحیم و کریم و ازلی و ابدی و غفور و قادر و علیم و حکیم و عالم و قدوس و محی و ممیت و معز و مذل ہونا - (۲) خدا کا جمیع نقائص اور عیوب سے پاک ہونا جیساکہ حدوث و عجز و جہل و ظلم وغیرہ (۳) توحید خالص کیطرف بلانا اور شرک اور اُسکی شاخ تثلیث کو مٹانا (۴) انبیا علیہم السلام کا اسطرح ذکر کرنا کہ جو لوگونکو نیک چلنی کیطرف داعی ہو نہ یہ کہ اُنکی برائیان[۵۱] بیان ہون کہ جس سے گمراہی پر لوگونکو جرءت ہو - (۵) ملائکہ کا مخلوق الٰہی ہونا اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کرنا (۶) اللہ اور اُسکے رسولون پر ایمان لانیوالونکی مدح (۷) منکرونکی برائی (۸) اللہ اور ملائکہ اور انبیا پر اور روز حساب پر ایمان لانیکی تاکید (۹) یہ وعدہ کہ انجام کار ایمان والے نبے ایمانون پر غالب رہینگے (۱۰) قیامت اور جزاء اعمال کا بیان (۱۱) جنت و دوزخ کا ذکر (۱۲) دنیا کی برائی اور اُسکی بے ثباتی (۱۳) عقبےٰ اور اُسکے ثبات کی مدح - (۱۴) اشیاء کی حلت و حرمت (۱۵) احکام تدبیر المنزل کا بیان (۱۶) احکام سیاست مدن کا بیان (۱۷) تہذیب الاخلاق کی تعلیم اور مکارم اخلاق کی خوبی (۱۸) محبت الٰہی اور اُسکے پاک لوگونکے ساتھ محبت کرنیکی ترغیب (۱۹) اُن امور کا بیان کہ جو خدا تک رسائی کا ذریعہ اور اُسکی خوشنودیکا باعث ہین (۲۰) فجار او فساق کی صحبت سے حذر (۲۱) عبادت بدنیہ اور مالیہ مین خلوص نیت کی تاکید (۲۲) ریاکاری اور دکھلاوے کی عبادت کی مذمت - (۲۳) اخلاق ذمیمہ پر تہدید (۲۴) بری باتونکے ترک کرنیکی تاکید جیساکہ غضب اور تکبر اور بخل اور جبن اور ظلم وغیرہ (۲۵) احکام شرعیہ کا بیان (۲۶) ذکر الٰہی کیطرف ترغیب (۲۷) زمین و آسمان مین اپنے آثار قدرت و جبروت کا بیان (۲۸) عالم کبیر و عالم صغیر مین غور اور تامل کرنیکا حکم (۲۹) اگلے لوگونکے سچے سچے واقعات کہ جنکے سننے سے انسانکے دلمین خدا کے غضب سے ڈر اور رحمت کی امید پیدا ہو (۳۰) یہ بات کہ اس عالم کی جسقدر مخلوقات ہے سبکا وجود ظلی اُسکی طرف سے آیا ہے اور پھر اُسکی طرف لوٹ جائیگا علاوہ انکے اور بھی بہت سے عمدہ عمدہ مضامین قرآن مین ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجایش نہین اور اسی لیے قرآن کو دریای بیکنار کہا گیا ہے اور اسکے لیے ظہر اور بطن آیا ہے - اے منصف غور کر کہ اسقدر مضامین کو جنکی خوبی اور ضروری ہونے مین[۵۲] کسی اہل عقل کو کلام نہین قرآن نے کس بلاغت و فصاحت سے ادا کیا (۱) تو وہ مفردات الفاظ اپنے کلام مین لایا کہ جو غرابت[۵۳] اور تنافر حروف اور مخالفت قیاس سے بری ہین اور پھر مجموعہ کلام کو ضعف تالیف اور تنافر کلمات اور تعقید لفظی و معنوی سے بچایا (۲) کلام کو مقتضاء حال کے مطابق کیا یعنی جہان تقدیم مسند الیہ کا موقع تھا وہان تقدیم کی جہان تاخیر کا

[۵۱] بخلاف عہد عتیق کے کہ اسمین انبیاء کا زنا کرنا وغیرہ باتین مذکور ہین ۱۲ منہ [۵۲] اب مین پادری عماد الدین وغیرہ متعصب لوگونکی خدمت مین عرض کرتاہون کہ خدا سے ڈر کر کہو کہ اس تعلیم محمدی مین کونسی بات قابل اعتراض ہے پھر آپ صاحبون نے بندگان خدا کو گمراہ کرنیکے لیے ہدایت المسلمین اور تعلیم محمدی و میزان الحق وغیرہ کتابون مین جزء کے جزء کیون سیاہ کیے ہین اور لوگونکو دھوکے کیون دیے ہین ؟ کیا ان چپڑی چکنی باتون سے تعلیم محمدی مین کچھ دھبہ لگ سکتا ہے نہین ہرگز نہین ہان اگر آپ کو اسوقت کے مسلمانونکے خلاف سنت رسم و رواج پر اعتراض ہے تو بجا ہے مگر اس سے آپ صاحب بھی بری نہین - اور اسیطرح مین عدم ضرورت کتاب کے مؤلف سے عرض کرتاہون کہ پادری صاحب آپکو قرآن اور بائیبل کا موازنہ کرنا تھا تو ایک کالم مین ان مضامین قرآن کو لانا تھا اور دوسرے مین انکے مقابل بائیبل سے مضامین لکھتے تب ضرورت قرآن آپکو معلوم ہوتی آپنے تورات و اناجیل کا مقابلہ کیون نکیا یہود کے نزدیک انجیل کی کیا ضرورت ہے ؟ ۱۲ منہ [۵۳] اگر کوئی کہے کہ موافق بیان تفسیر اتقان کے قرآن مجید مین علاوہ زبان حجاز عرب کے اور غیر زبانونکے بھی بہت سے الفاظ آئے ہین پھر غرابت سے کیون کر قرآن بری ہو سکتا ہے ؟ تو مین کہتا ہون کہ غیر زبانونکے الفاظ مستعمل ہونیکی دو صورت ہین اول یہ کہ وہ الفاظ اس زبان مین مستعمل نہون دوم یہ کہ مستعمل ہون اول صورت مین تو بلا شک غرابت ہے اور دوسری مین غرابت نہین بلکہ عین فصاحت ہے مثلاً ہماری اُردو زبان مین جو الفاظ انگریزی مثلاً لمپ و پرلیس وغیرہ مستعمل ہین اگر کوئی دہلی کا فصیح انکو اپنے کلام مین لائیگا تو ہرگز اسکی فصاحت مین کچھ فرق نہ آئیگا بلکہ بڑا فصیح گنا جائیگا ہان اگر غیر مستعمل لفظ بولیگا تو اسکے کلام مین نقص ہوگا پس قرآن مجید مین جسقدر الفاظ غیر زبانونکے وارد ہین وہ ہین کہ جو عرب کے نزدیک مروج اور مستعمل تھے کیونکہ ان الفاظ پر کبھی کوئی اہل زبان نہ چونکا نہ کسیکو اُنکے معانی دریافت کرنیکی ضرورت پڑی - پادری عماد الدین نے تھوڑی سی تنخواہ (بقیہ بصفحہ آیندہ)

مقام تھا تاخیر کی تاکید جسقدر جہان مطلوب تھی وہان اُسیقدر تاکید کی جہان وصل کا موقع تھا وہان وصل کیا جہان فصل کا مقام تھا فصل کیا جہان نکرہ لانیکا موقع تھا نکرہ لایا اور جہان معرفہ لانیکی جگہہ تھی وہان معرفہ کا استعمال کیا اسناد حقیقی کے موقع پر اسناد حقیقی اور مجازی کے موقع پر مجازی قصر جس درجہ کی مطلوب تھی وہان اسی درجہ کی قصر انما وغیرہا اُدات قصر سے کی جہان مفعول ظاہر کرنے کا موقع تہا وہان مفعول ظاہر کیا اور جہان ترک کا موقع تھا ترک کرکے فعل کو عام یا لازمی کیسا بنا دیا جہان ایجاز مطلوب تھا ایجاز اور جہان اطناب مقصود تھا وہان اطناب اور مساوات کی جگہہ مساوات کی رعایت رکھی۔ اب مین ایجاز قصر کی ایک مثال پیش کرتا ہون۔ عرب مین قصاص کے بارہ مین یہ قول مشہور تھا القتل انفی للقتل اسکی جگہہ قرآن مین یہ نازل ہوا۔ فی القصاص حیوٰۃ اب دیکھیے یہ کلام پہلے کلام سے بچند وجوہ بڑھکر ہے (۱) تو باوجود مقصود پورا ادا کرنے کے اسکے حرف کم ہین کیونکہ اسکے گیارہ حرف ہین اور اُسکے حروف ملفوظہ چودہ ہین (۲) اسمین مقصود اصلی (قصاص سے لوگونکی زندگی) کی تصریح ہے اُسمین نہین (۳) حیوٰۃ کی تنوین مین تعظیم پائی جاتی ہے یعنی قصاص سے تمہارے لیے بڑی زندگانی حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب قصاص جاری ہوگا تو کوئی کسیکو نہ ماریگا ورنہ ایک شخص کو مثلاً کوئی مارتا اور اُسکے بدلے مین قاتل اور اُسکے مددگار قتل کیے جاتے اب ایک جماعت قتل سے بچگئی تو قصاص مین بڑی حیات حاصل ہوئی (۴) یا یہ تنوین نوعیت کا فائدہ دیتی ہے اور وہ یہ کہ قاتل کو قصاص مین مارے جانیسے لسبب باز رہنے کے اور مقتول کو قتل ہونیسے حاصل ہوئی (۵) یہ ہر موقع پر صادق آتا ہے کیونکہ کوئی ایسا قصاص نہین کہ جسمین حیات نہو بخلاف القتل الخ کے کیونکہ ہر قتل قتل کو نہین مٹاتا بلکہ جو قتل ناحق ہے وہ تو اور بھی قتل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶) مشن کے لیے پادریون مین بڑی قابلیت جتلائی ہے اور ہدایت المسلمین مین چند فصول رد قرآن مین لکھی ہین فصل اول جو صفحہ ۲۰۳ سے صفحہ ۲۴۳ تک ہے اُسمین کسیقدر شے تک مختصر المعانی کی عبارت فصاحت و بلاغت مین لکھکر ترجمہ کیا ہے اور چند لغو باتین بھی کہی ہین (۱) صفحہ ۲۱۳ مین لکھا ہے **قولہ** بعضے مسیحی علما نے بھی مثل مزوار و معمر اور نظام کے اُسکے اعلے درجہ کی فصاحت کا انکار کیا ہے انتہے۔ یہ بالکل جھوٹھ اگر سچے ہو تو ثابت کرو (۲) یہ کہ فصاحت و بلاغت کے قواعد از خود مسلمانون نے گھڑ لیے ہین قرآن کو اشعار عرب سے مقابلہ کرکے دکھاتے تو ہم جانتے- **اقول** یہ لغو گفتگو ہے اگر آپ کو ان اشعار کا علم نہو تو یہ تمہارا ہی قصور ہے خود اتقان مین ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے اُن محاورات کے ثبوت مین جاہلیت کے اشعار سند مین پڑھکر سنائے اور یہ قواعد تو ایسے ہین کہ جنکو ہر ذی عقل تسلیم کرتا ہے اور ہر زبان مین جاری ہو سکتے ہین اور اکثر جاہلیت کے اشعار سے مستنبط ہین خود اہل معانی نے ان اشعار کو لکھا ہے علاوہ اسکے اگر ان قواعد مین قصور ہو تو بیان کرو (۳) جہان اتقان مین علاوہ حجاز عرب کے اور زبانونکے الفاظ گنولے ہین اور ان زبانونکی تفصیل لکھی ہے وہان نہ یہ کہا ہے کہ یہ لفظ غیر مانوسۃ الاستعمال ہین نہ انکو وحشی بتلایا ہے یہ فقط آپکی چالاکی ہے اور نہ یہ کہا ہے کہ اور زبانین جٹا شاہی اور لغو اور بیہودہ ہین کیونکہ یہ بات کسی زبان کی نسبت نہین کہی جاتی۔ اب مین پادری صاحب سے پوچھتا ہون کہ آپنے جو صفحہ ۲۴۰ سے ۲۴۳ تک تفسیر اتقان سے ۱۸ لفظ غیر زبانونکے نقل کیے ہین اور پھر سخت زباندرازی کی ہے اور قرآن سے مقامات حریری کو بہتر بتلایا ہے یہ تو فرمائیے کہ ان مین سے کونسا لفظ غریب ہے اور غریب کے معنی جو اہل معانی نے لکھے ہین (وہی کون الکلمۃ وحشیۃ غیر ظاہرۃ المعنی ولا مانوسۃ الاستعمال) انمین سے کس پر صادق آتے ہین؟ جب آپ خود اقرار کرچکے ہین کہ مکہ مین میلہ ہوتا تھا ہر ملک کے لوگ آتے تھے یہ لفظ محمد نے اُنسے سیکھ لیے تھے الخ تو پھر یہ کہانسے آپنے ثابت کیا کہ یہ الفاظ خاص محمد صلعم نے سیکھے تھے؟ بلکہ آپکے اقرار کے بموجب تو انکو عام قریش جانتے کیا بلکہ روزمرہ بولتے تھے پس جبکہ یہ مستعمل تھے تو گو اصل انکی اور زبانونسے ہو انکے استعمال سے کوئی نقص لازم نہین آتا کیا آج انگریزون کے میل جول سے دہلی و لکھنؤ کے فصحا صدہا الفاظ انگریزی جو کہ مستعمل ہین نہین بولتے؟ پھر کیا انکو گنوار اور جٹا شاہی بولی کہہ سکتے ہین؟ انصاف فرمائیے۔ اب جبتک آپ ان الفاظ پر غرابت مصطلحہ کے معنی صادق نہ کردین اعتراض نکرین مگر مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے کبھی چند سبق مختصر المعانی کے پڑہے تھے کج طبعی آپ کی جبلی ہے اصل معنی غرابت کے نہ سمجھے غیر زبان کا ہونا غریب ہونا سمجھ بیٹھے اور ایک فصل کی فصل اس بارہ مین لکھدی تاکہ مشن مین تنخواہ کا اضافہ ہوجاوے مگر اہل علم مین اپنی قلعی کھلوائی مدارس کے طلبا بھی آپکی لیاقت پر ہنستے ہین۔ اب یہ جسطرح آپکی فصل کا جواب تحقیقی ہوچکا ہے آپکے ہمصفیر ماسٹر رامچندر وغیرہ نادا قفونکا جواب بھی ہوچکا۔ آپکو علم نہ تھا کاش عقل سلیم ہی ہوتی آپ یہ نہ سمجھے کہ اگر یہ الفاظ وحشی اور غیر مانوسۃ الاستعمال ہوتے تو حضرت محمد صلعم کہ جنکی عقل سلیم کے تو جمہور عیسائی بھی مقر ہین باوجود دعوی فصاحت کے کاہیکو قرآن مین داخل کرتے بھلا کوئی بھی عاقل ایسا کرتا ہے اور اگر یہ تھا تو جب آپ کیسے ہندی نژاد کو یہ نکتہ چینی ممکن ہوئی تو کیا قریش کو نہوتی کوئی تو کہتا کہ حضرت آپ کہانکے الفاظ بول رہے ہین ذرا دل مین شرماؤ اور عذاب اخروی سے ڈرو واللہ الہادی ۱۲ منہ

کی ترغیب دیتا ہی (۶) اسمین لفظ مکرر نہین (۷) اسمین مقدر کرنے محذوف کی ضرورت نہین (۸) صنعت مطابقت حاصل ہی کیونکہ قصاص اور قصود مین تقابل ہی اور جمع متقابلین سے صنعت مذکورہ حاصل ہوتی ہی (۳) باوجود ان رعایتون کے کلام مین ظہور اور خفاء مراد کا لحاظ کیا ہی کبھی تشبیہ دیکر بیان فرمایا اور تشبیہ مین جہت شبہ اور مشبہ بہ کی پوری رعایت رکھی جہان زیادہ مبالغہ تشبیہ مین مقصود ہوا وہان کاف و کان وغیرہا ادوات تشبیہ کو بالکل حذف کر دیا - اور جہان استعارہ کا موقع دیکھا وہان استعارہ تخییلیہ یا مکنیہ یا ترشیحیہ کو جیسا جسکا موقع دیکھا مع قرائن حالیہ و مقالیہ کے ذکر فرمایا - اور جہان کنایہ مناسب جانا وہان کنایہ سے کام لیا اور اسیطرح تمثیل کے موقع پر تمثیل کو مع رعایت شرائط ذکر کیا -

(۴) ان سبکی رعایت کے بعد پھر کلام مین ان وجوہ کی رعایت رکھی کہ جنسے کلام مین اور بھی حسن و خوبی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ دو قسم ہین ایک معنویہ دوم لفظیہ وجوہ معنویہ مین سے (مطابقت) اور (مراعات النظیر) اور (تشابہ الاطراف) اور ارصاد اور مشاکلت اور ایہام اور استخدام اور لف و نشر اور جمع اور تفریق اور جمع مع التفریق اور جمع مع التقسیم اور حسن تعلیل وغیر ذالک کو ذکر کیا اور محسنات لفظیہ مین سے تجنیس اور رد العجز علی الصدر اور قلب کو کہ جو حروف کو الٹنے سے پھر وہی جملہ مرکب ہو جاوے جیسا کہ کل فی فلک اور ربک فکبر اور لزوم ما لا یلزم کو بھی اور وہ یہ ہے کہ حرف روی اور اسکے ما قبل مقام کے پہلے وہ لایا جاوے کہ جسکا لانا کچھ ضرور نتھا لیکن کلام کو رونق ہو جاتی ہی جیسا کہ اما الیتیم فلا تقہر ۔ اما السائل فلا تنہر اور سجع کو ملحوظ رکھا مگر قرآن مین اسکو فواصل کہتے ہین اور یہ نثر مین ایسی چیز ہے کہ جیسا نظم مین قافیہ ہوتا ہی (۵) ایک ایسی بات کی رعایت رکھی کہ جسکی رعایت کرنا شعرا کو محال کیا بلکہ محال سے بھی بڑھکر ہی بلکہ کوئی کیسا ہی بلیغ و فصیح کیون نہو وہ بھی اسکو ہرگز نہین پورا کر سکتا چہ جائیکہ جناب رسول اللہ صلعم کہ جنہون نے ساری عمر کوئی شعر بھی نہین کہا نہ شعرا کی مجالس مین بیٹھے پس معلوم ہوا کہ یہ اوسی قادر مطلق کا کلام ہی اور اس بات کے بیان کرنے سے پہلے ہم ایک مقدمہ بیان کرتے ہین تاکہ یہ بات بخوبی سمجھ مین آجاوے مقدمہ کل آباد اور شایستہ ملکون کے باشندہ اور نیز ایک جبلی عادت ہی کہ انکو کلام مسجع اور مقفی مین خواہ وہ نظم ہو خواہ نثر ایک عجیب لذت اور سرور معلوم ہوتا ہی اور کلام موزون سے ایک کیفیت معلوم ہوتی ہی دیکھیے جب ایک کلام (کہ جسکے بعض اجزا باہم موافق ہوتے ہین) مخاطب سنتا ہی کسقدر محظوظ ہوتا ہی اور جب دوسری بیت اسیطرح کی انکے کان مین پڑتی ہی تو اور بھی لذت آتی ہی اور جب تیسری بیت سنتا ہی کہ جو دونون سے قافیہ مین شریک ہے اور بھی دل خوش ہوتا ہی (شاید یاد رہنکو مرغوب معلوم ہوتا ہو) پس اس قدر مین تو عرب و عجم و ہندو انگریز سب شریک ہین مگر بیت کے توافق اجزا اور قافیہ مین اختلاف ہی پس عرب نے تو وہ قانون اختیار کیا کہ جسکو خلیل نے وضع کیا ہی کہ وہ مستفعلن کیجگہ مفاعلن و مفتعلن قائم کرتے اور فاعلاتن کیجگہ فعلاتن اور فاعلتن کو ایک ہی قاعدہ پر سمجھتے ہین اور حشو مین بہت سے زحافات جائز رکھتے ہین بخلاف شعرا ایران کے کہ انکے نزدیک زحاف مکروہ ہی اور اسیطرح عرب کے نزدیک اگر ایک بیت مین قافیہ قبور ہی تو دوسری مین نشور درست ہے اور اسیطرح ایک کلمہ کا ایک حرف ایک مصرع مین اور باقی دوسرے مصرع مین جائز رکھتے ہین و قس علی ہذا اور اہل ہند کے نزدیک اشعار مین حروف کا شمار برابر ہونا چاہیے باقی حرکت و سکون کی موافقت کچھ ضروری نہین اسیطرح بعض لوگون مین دونون مصرعون کے حروف مین برابری بھی کوئی شرط نہین جیسے انگریزی کے اشعار اور بدونکی تعزیات اور ہندوستان مین دیہاتیونکی نظم اور دھوبی سقون کے کھنڈے سنے ہونگے وہ اس بات سے بخوبی ماہر ہوگا - اور کلغی اور طرہ والونکی مرہٹی اور خیال

۱۹ اس کلام مین باوجودیکہ صاف طور پر اس بات کا ذکر ہے (کہ ہر ایک قوم کا شعر اور اسکے اوزان جداگانہ ہین یہانتک کہ دھوبی سقونکے کھنڈے بھی ایک کلام موزون ہی کہ جسکو وہ شعر سمجھتے اور اس سے محظوظ ہوتے ہین اور اسیلیے حکماء کے نزدیک ہنوز شعر کی حقیقت کی تعیین نہین ہوئی - اور یہ بات بدیہی ہی نہ اس سے یہ مقصود کہ قرآن مین دھوبی سقونکے کھنڈے ہین یہ بات تو یہانسے کسیطرح بھی سمجھی نہین جاتی) مگر امام باوری کے فہم سلیم پر آفرین ہی کہ انہنے یہی سمجھ لیا اور جواب سے عاجز ہو کر عام مسلمانونکو تفسیر ثنائی سے بد اعتقاد کرنیکے لیے غل مچادیا کہ مفسر قرآن مین دھوبی سقونکے کھنڈے موجود ہونا بیان کرتا ہی لیکن اسکے

اسی قسم کے ہین الغرض ہر ایک قوم اور ہر ایک زمانہ مین ایک قاعدہ خاص ہی کہ جسکی رعایت رکھنے سے اُن لوگونکو کلام مین لذت حاصل ہوتی
ہے جسطرح کہ راگ مین آواز موزون سے ہر ایک قوم لذت پانے پر متفق ہی باقی راگ اور راگنیان اور سرونکے قاعدے ہر ایک قوم کے اپنے اپنے مذاق کے
الگ الگ ہین حاصل کلام یہ کہ کلام کی موزونیت پر تمام متفق ہین اور اتفاق ایک تخمینی اور انتزاعی امر ہی کہ جو سب مین بحذف مشخصات حاصل
ہوتا ہی جس طرح کہ تمام آدمیونکی صورتین مختلف ہین اور نہایت فرق ہی مگر پھر سب ایک امر خاص مین شریک ہین کہ جسکو انسانیت کہنا چاہیے
پس جب آپکو یہ معلوم ہو چکا تو اب ہم وہ بات بتلاتے ہین کہ جسکی خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مین رعایت رکھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کو یہ مقصود تھا
کہ اپنے بندونسے اسطرح کلام کرے کہ جس سے اُنکو لذت آئے اور چونکہ یہ کتاب تمام جہان کے لیئے بھیجی گئی ہے اور اولا بالذات عرب مخاطب بنائے
گئے ہین اسلیے اسکی زبان تو عربی رکھی مگر اسکی موزونیت مین تمام جہان کی طبائع کی رعایت رکھی یعنی اُس امر مطلق کی رعایت رکھی کہ جو سب مین
مشترک ہی اور وہ قاعدہ جاری کیا کہ جو ہر زمانہ مین ہر قوم کے ذوق سلیم سے مناسبت رکھتا ہے اور وہ قاعدہ یہ ہی کہ یہ تمام مخلوق کی جبلی
عادت ہی کہ چند کلمات کے بعد دم ٹوٹ جاتا ہی گو مشقت سے دم کھینچ سکتا اور کم بھی کر سکتا ہی کیونکہ جب آدمی کوئی بات منہ سے بولتا ہے تو
جسقدر دم کم ہو جاتا ہی اُسیقدر طبیعت پر اضمحلال پیدا ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ جب یہ دم تمام ہو جاتا ہی تو بالکل چپ ہو جاتا ہی پھر دوسرا دم
لیکر بات کرتا ہی پس جہانتک کہ ایک سانس مین کلام کرتا ہی وہ ایک حد مبہم غیر معین ہی لیکن یہ مقدار کم سے کم دو کلمہ کی اور زیادہ سے زیادہ
چار کلمہ کی گنجائش رکھتی ہی پس اس حد کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مین ایک وزن خاص معین فرمایا ہے جسطرح کہ شعرا اپنے اشعار کے لیے
کوئی وزن اور بحر خاص معین کرتے ہین اور جسطرح اُس وزن مین اوتاد اور اسباب اور بعض ارکان کے تقدیم کی بعض پر گنجائش ہوتی
ہے اسیطرح اس حد مبہم مین ہے اور اس حد مبہم کو آیت کہتے ہین پھر ان آیات کو تین قسم پر تقسیم کیا ہے طویل جیسا کہ سورہ نسا مین
ہین اور متوسط جیسا کہ سورہ اعراف اور انعام مین ہین اور قصیر جیسا کہ سورہ شعرا اور دخان مین ہین اور پھر جسطرح کہ ہر شعر مین قافیہ
اور روی ہوتی ہی اسیطرح آیات مین جس کلمہ پر کہ دم ٹوٹتا ہی اُسکو بجاے روی اور قافیہ کے مقرر کیا اور جسپر دم ٹوٹتا ہے وہ مدہ[۱] ہی کہ جس سے
پہلے کوئی حرف قافیہ ضرور ہوتا ہی کہ جسکے بار بار آنیسے صاحب ذوق سلیم کو لذت اور کیفیت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ رحیم و کریم لیکن خدا تعالیٰ نے
اپنے کلام مین یہ وسعت رکھی کہ ایک آیت مین مدہ ہو تو اُسکے بعد دوسری آیت مین خاص اُسی مدہ کی اور اُسکے ماقبل کے حرف کی تخصیص نہین
کی بلکہ دوسری آیت مین کوئی مدہ ہو خواہ الف ہو خواہ یاء ہو یا واؤ ہو اور اُنکے پیشتر خواہ یاء ہو خواہ لام اور اسیطرح اخیر کا کوئی حرف کیون نہو
پس یعلمون ٥ اور مؤمنین ٥ اور مستقیم ٥ موافق ہین اور اسیطرح مریج و تحید و تبار و فواق و عجاب سب ایک ہی قاعدہ پر ہین - اور اسیطرح
سب سے اخیر الف کا آنا بھی ایک لذت دیتا ہے گو حرف روی مختلف ہو جیسا کہ ایک جگہہ رحیماہ اور ایک جگہہ حدیثاہ اور ایک جگہہ نصیرا - اور اگر
موافقت حرف روی کا بھی التزام ہوگا تو اور زیادہ لطف معلوم ہوگا جیسا کہ اوائل سورہ مریم اور سورہ فرقان مین واقع ہوا اور اسیطرح سب آیات
کا ایک حرف مین شریک ہونا اور بھی لطف دیتا ہی جیسا کہ سورہ قتال مین سب کے اخیر میم اور سورہ رحمٰن مین نون ہی - اور اسیطرح ایک جملہ کا
اعادہ کرنا بعد ایک کلام کے عجب کیفیت بخشتا ہی جیسا کہ سورہ قمر اور سورہ الرحمٰن اور سورہ مرسلات مین واقع ہی کہ بار بار فبای الاء ربکما تکذبان

[۱] مدہ اصطلاح صرف مین اُن حروف علت یعنی واو - یاء - الف کو کہتے ہین کہ جو ساکن ہون اور اُن سے پیشتر کے حرف پر جو حرکت ہو وہ اُنکے موافق بھی ہو جیسا کہ غفور مین واو ساکن مدہ ہے

وغیرہا آیات کا اعادہ کیا گیا ہے جیسا کہ شعراء چار مصرعوں کے بعد ہر جگہہ ایک پانچوان مصرعہ لگایا کرتے ہین - اور کبھی ذہن سامع کو طرب و نشاط دینے
کے لیے یہ بھی کیا ہے کہ فواصل کلام کو بدل دیا ہی مثل اِدًّا و ہدًّا اخیر سورہ مریم مین اور سلامًا و کرامًا اخیر سورہ فرقان مین اور طین و ساجدین و منظرون
اخیر سورہ صاد مین وارد ہی باوجودیکہ ان سب کے اوائل مین اور فواصل ہین کما لا یخفی - اور ایک لطف اور کیا کہ آیت کا حرف اخیر اگر قافیہ ہونیکی صلاحیت
رکھتا ہے تو خیر ورنہ اسکو دوسرے جملہ سے ملا دیا کہ جسمین نعماء الٰہی کا ذکر ہی یا مخاطب کو تنبیہ ہی جیسا کہ فرماتا ہی وہو الحکیم الخبیر وکان اللہ علیمًا حلیمًا - وکان اللہ
بما تعملون خبیر العلکم تتقون ۵ اور کبھی ان مواضع مین کلام کو دراز کر دیا مثل فاسئل بہ خبیرا - اور کبھی تقدیم اور کبھی تاخیر اور کبھی قلب اور کبھی زیادت
کو تحسین کلام کے لیے عمل مین لایا الیاس کیجگہہ الیاسین اور طور سینا کیجگہ طور سینین کہا - اور کہین پہلے فقرہ سے دوسرا چھوٹا کر دیا اور کہین بالعکس
کیا جیسا کہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعًا فاسلکوہ - اور کبھی ایک آیت مین چند فواصل جمع کیے جسطرح کہ بعض شعراء اپنے
اشعار مین متعدد قوافی لاتے ہین جیسا کہ اس بیت مین ع کالزہر فی ترف والبدر فی شرف ❊ والبحر فی کرم والدہر فی ہمم ❊ الغرض اسطرح کی وہ وہ
رعایتین رکھین کہ جنکو ہر ایک قوم اور ہر زمانے کے لوگ اپنے اشعار مین مرعی رکھکر لذت اٹھاتے اور لطف پاتے ہین جو شخص فواصل قرآن اور ہر ملک کے
اشعار کو جانتا ہی ہمارے کلام کی تصدیق کریگا مگر مین اس مختصر مین انکے بیان کرنیسے قاصر ہون ع داماں نگہہ تنگ گل حسن تو بسیار ❊ گلچین بہار تو
ز داماں گلہ دارد ❊ (۶) باوجود ان سب خوبیونکے اپنی عظمت اور جلال کبریائی کو مرعی رکھا سور قرآن کو شاہی فرمانونکی صورت مین نازل فرمایا اور ابتداء
سے انتہا تک اسکو ملحوظ رکھا یعنی جسطرح سے کہ بادشاہ بعض فرمانونکی ابتداء مین حمد الٰہی ذکر کرتے ہین - اور بعض مین محض غرض اور مطلب ہی پر بس کرتے
ہین اور بعض کو مرسل اور مرسل الیہ کے نام سے شروع کرتے ہین اور بعض بغیر عنوان ہی کے رقعہ ہوتے ہین اور بعض مطول اور بعض مختصر ہوتے ہین
اور بعض کی ابتداء مین چند الفاظ مقررہ سے کسی غرض کیطرف اشارہ ہوتا ہی یا وہ حروف جملون سے اختصار کے طور پر لیے جاتے ہین جس طرح
عنوان نامہ پر خلاصہ مطلب لکھدیتے ہین اسیطرح ان حروف سے اشارہ اس مطلوب کیطرف کر دیتے ہین - اسیطرح خدا تعالی نے اپنی بعض سورتونکو
حمد سے شروع کیا اور بعض کو تسبیح سے اور بعض کو غرض املا سے جیسا کہ فرمایا ذلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین وقال سورۃ انزلناہا وفرضناہا
اور بعض مین اپنی طرف سے ہونا بتلا دیا ہے جیسا کہ فرمادیا تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم - اور بعض کو بغیر عنوان کے شروع فرمایا جیسا کہ اذا
جاءک المنافقون وقد سمع اللہ الایہ ویا ایہا النبی لم تحرم - اور بعض کی ابتدا مین حروف مقطعات لایا الم - حم وغیرہا - (۷) وہ بات بھی ملحوظ
رکھی کہ جو عرب اپنے قصائد مین رکھتے تھے وہ یہ کہ اپنے قصائد مین جب بلاغت و فصاحت کا زور دکھانا چاہتے تھے تو قصیدہ کے اول مین مواضع
عجیبہ اور وقائع ہائلہ کا ذکر کرکے تشبیب سے شروع کرتے تھے خدا تعالی نے بھی بعض سورتونمین اسی طرز کو اختیار فرمایا جیسا کہ فرمایا ہے والصافات
صفًا فالزاجرات زجرًا الآیات والذاریات ذروًا فالحاملات وقرًا اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت - (۸) سب مین بڑھکر بلاغت کلام کیلیے
یہ امر ضرور دیکھا جاتا ہی کہ اسکی ابتدا اور وسط اور اخیر کو کیا نسبت ہی ؟ اگر تینون موقعون پر کلام عالی اور مطلب خیز ہی تو ٹھیک ورنہ وہ کلام درجہ
اعتبار سے ساقط ہو جاتا ہے آپنے بعض انجمنون اور کمیٹیونمین لوگونکو لکچر دیتے اور اسپیچ یا خطبہ پڑھتے سنا ہوگا بعض صاحبونکے کلام مین ابتداء
مین بڑا زور ہوتا ہی وسط مین کلام بے لطف ہوتا ہی اور اخیر تو بالکل پھیکا اور بے نمک ہوتا ہی گویا کہ اسکو اول کلام سے کچھ ربط ہی نہین یہ ایسی
بات ہی کہ جیسا کسی چیز کو بلند اٹھایا اور پھر وہین سے زمین پر دے مارا اور بعض صاحبونکے کلام مین اخیر پر زور ہوتا ہے اور بعض کسیقدر بیچ مین

گرم ہوتے ہین ورنہ یون ہی ہیچ ہیچ کرکے رہجاتے ہین اور بعض کلام تو محض خواب کا ہذیان اور تقریر پریشان ہوتی ہی مگر قرآن مجید مین
ان تینون موقعون پر کمال درجہ کی بلاغت ہی اور آخر سور مین وہ کلمات جامعہ ذکر فرمائے ہین جو احکام سابقہ اور کلام گذشتہ کے لیے ایک
مہر کہین تو بجا ہی اور تنبیہ کہین تو روا ہی دیکھیے سورہ بقرہ مین بنی اسرائیل سے جب مخاصمہ شروع کیا تو یا بنی اسرائیل اذکروا الآیہ سے کیا اور جب انکو
الزام دیکر سخن تمام کیا تو اسیکو پھر یاد دلایا اور اسیطرح آل عمران مین یہود و نصاریٰ سے جب گفتگو شروع کی تو ان الدین عند اللہ الاسلام کہدیا کہ
محل نزاع قرار پاوے پھر اُسکے بعد ادلہ قائم کرکے کس خوبی سے اس دعوی کو ثابت کر دیا وله المثل الاعلیٰ (۹) سب سے بڑکر یہ بات ہے کہ قرآن مجید مین راستبازی
اور سچائی کے ساتھ بلامبالغہ شاعرانہ کلام ہی مگر بلاغت مین اعلیٰ مقام ہی ورنہ جو اسبات کا التزام کرتا ہی اُسکا کلام بے نمک ہوجاتا ہی اسلیے حسان اور لبید کے
وہ اشعار جو زمانہ جاہلیت کے ہین نہایت بلیغ ہین اور اسلام کے زمانہ کے پھیکے ہین (۱۰) شاعری جتلانے اور فصاحت و بلاغت کے گھوڑے دوڑانیکا
میدان رزم و بزم مدح حسن و جمال وصف زلف و خال وغیرہ امور حسیہ ہوتے ہین اور حکیمانہ باتون مین اگر قافیہ تنگ ہوجاتا ہی ذرا کسی بڑے شاعر سے
دو چار جزو مسائل میراث و فقہ مین تو لکھوائیے پھر شاعری ملاحظہ فرمائیے مگر قرآن مین باوجود اس التزام کے پھر اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہی
(۱۱) جب کوئی فصیح و بلیغ ایک مضمون کو ایکبار کہہ کے پھر کہتا ہے تو وہ لطف نہین رہتا لیکن قرآن نے مکرر مضامین بیان فرمائے مگر ہر ایک
جگہہ جدا لطف ہی (۱۲) ہر ایک فصیح و بلیغ ایک خاص امر مین مشہور ہوتا ہی کوئی رزم مین کوئی بزم مین مگر قرآن ہر بات مین یکسان بلاغت
رکھتا ہے۔ اب کوئی شخص ان پڑھ ایسے ملک کا باشندہ اور ایسا جو کہ شعر و سخن سے آشنا بھی نہو ایسے مضامین کو ان امور کی رعایت کے
ساتھ بیان کرکے تو دکھائے حق یہ ہی کہ عہد آدم سے لیکر ابتک (اور انشاء اللہ قیامت تک) کوئی فصیح و بلیغ حکیم ذکی ایسی کتاب کا سوان
حصہ بھی تصنیف نکرسکا اور نہ کریگا۔ آج فرانس اور جرمن بالخصوص شام مین عیسائی علماء عربیت مین بڑا ید طولیٰ رکھتے ہین کسینے قرآن مین
کوئی نقص نہ ثابت کیا بلکہ بالاتفاق سب نے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کا اقرار کیا مگر صد افسوس کہ جن پادریون اور کرسٹیونکو اچھی طرح اُردو زبان بھی

(۹) عماد الدین کرسٹین نے ہدایت المسلمین کے صفحہ ۲۴۴ سے لیکر صفحہ ۲۵۱ تک ۲۳ مقام قرآن مجید کے ایسے بیان کیے ہین کہ جو اُنکے نزدیک غیر فصیح تو کیا بلکہ بالکل لغو اور غلط ہین اور ہر فقرہ پر یہ کہتے
گئے ہین واہ صاحب یہی فصاحت ہی واہ حضرت اسی برتے پر یہ سخت دعوی الخ اور دراصل یہ وہ مواضع ہین کہ جہان مفسرین یہ بات ظاہر کیا کرتے ہین کہ مقتضائے فصاحت و بلاغت یہ ہی کہ محاورہ کو نہ چھوڑے پس
اسلیے بہت سے مواضع مین قرآن نے کہین حذف کہین ایصال کہین تقدیم کہین تاخیر وغیرہ امور کو کہ جو فصحا کے نزدیک پسندیدہ ہین اختیار فرمایا اس امر کی مثال اُردو مین یہ ہی دیکھیے دہلی کی زبان مین جو
اُردو کا سبد ہو بہت سی باتین بظاہر خلاف معلوم ہوتی ہین لیکن محاورے کے مطابق ہین (۱) مے التفاتی بیان کرتے ہین یون بولتے ہین اب خبر بھی نہو جیسے مگر دیہاتی اس فقرہ کو غلط کہے گا اور یون اصلاح
دیگا کہ خبردار نہو وین (۲) مین بھوکون مرگیا۔ عماد الدین کیسے دیہاتی کہینگے یہ غلط بلکہ یون کہنا چاہیے تھا کہ بھوکھا مرگیا (۳) اُستانی جی۔ عماد الدین اُسکو بھی غلط کہیگا اور اُستانی جی صحیح بتلائیگا۔ الغرض
اوسیطرح سے صدہا محاورات ہین کہ جو بظاہر خلاف قاعدہ معلوم ہوتے ہین مگر اہل زبان بولتے ہین اور انہین مواضع مین اہل زبان اور غیر زبان مین فرق معلوم ہوتا ہی انہین محاورات کی رعایت سے ذوق اور میر اور غالب
شعر مین اُستاد گنے جاتے ہین۔ یہ بات ہر زبان مین ہی پس عماد الدین نے تفسیر اتقان سے چند مواضع کو نقل کیا اور کچھ ایجاد بندہ کو بکار فرمایا اُن مواضع کا اجمالی جواب تو آپ سن چکے تفصیلی مفسرین نے
اپنی تفاسیر مین مع شواہد اشعار عرب ذکر کیا ہی کشاف ہی کو ملاحظہ فرمالیجیے۔ مگر مین پادری کی عربیت کو بطور نمونہ کے لوگون کے روبرو بیان کرتا ہون کہ جس سے یہ بات معلوم ہوجائے کہ عماد الدین کو صرف و نحو
سے بھی خبر نہین چہ جائیکہ فصاحت و بلاغت کے اسرار پہچاننا۔ شاہد (اول) قولہ ۱ فقرہ اسی مین ہی لاخیر فی کثیر من نجواہم الا من امر بصدقہ یہ عبارت بھی قرآن مین غلط ہی کیونکہ نجوا فعل ہی اور من اسم ہی
پس اسم کے استثناء عربی گرامر کے موافق فعل سے جائز نہین انتہے۔ واہ پادری کیا کہنے ہین نجوا فعل اور من اسم کسنے کہا ہی اسی لیاقت پر پادری بونین لال بجھکڑ بنے تھے شاہد (دوم) قولہ لفظ فیہن
قرآن مین غلط بولا گیا ہی کیونکہ لفظ شہر مذکر ہے اسکے لیے ضمیر مؤنث کی بولنا جائز نہین انتہے فیہن کا مرجع شہر کو بنانا اور اشہر کو جو جمع ہی چھوڑ دینا علاوہ نادانی کے دلیل صریح ہی اس امر کہ عماد الدین
کے نزدیک اشہر اور شہر دونون ایک ہین۔ شاہد (سوم) قولہ اہل ہذہ القریہ غلط ہی ہذا کی جگہہ تلک بولنا لازم تھا کیونکہ گاؤن دور تھا نہ قریب انتہے۔ معلوم ہوا کہ دور کے لیے تلک آتا ہی اور ہذہ اور تلک مین
بھی فرق ہی یہ محض جہالت ہی اسیطرح کے اور بیہودہ اعتراضات ہین کہ ایاک نعبد وایاک نستعین مین پہلے نستعین کہنا تھا وغیرہ ذلک من الخرافات۔ شاہد (چہارم) قولہ صفحہ ۲۴۴ اسی مین ہی ومن لم
یطعمہ ای الماء غلط بولا ہی یون بولنا چاہیے تھا ومن لم یشربہ کیونکہ پانی کو کھایا نہین بولا کرتے ہین پیا بولا کرتے ہین الخ۔ اسی لیاقت پر قرآن پر اعتراض کرنے بیٹھے تھے طعم کے معنے چکھنا ہی نہ کھانا پس
پانی کو چکھنا بھی بولتے ہین حالانکہ بالکل ممانعت مقصود ہوتی ہی آپ طعم کے معنی کھانے کے سمجھ گئے اور طعم اور اکل مین کچھ تمیز نہ کی۔ شاہد (پنجم) قولہ ۵ فقرہ اسی مین ہی وربائبکم التی فی حجورکم تمہاری
وہ بیٹیان حرام ہین جو تمہارے گھرونمین ہین الخ حجور جمع حجر کی ہی جسکے معنے گود اور پرورش ہین عماد الدین نے حجر کے معنی گھر کے اپنے گھر سے نکالے اور اسپر اعتراض کیا واہ رہی لیاقت عماد الدین اول
ان باتون کے جواب دیں پھر میدان مین آئین ۱۲ منہ

شاہد اول
شاہد دوم
[illegible]
شاہد چہارم
شاہد پنجم

نہین آئی انہون نے منھ کھولکر قرآن پر اعتراض کیا اور مقامات حریری کو (کہ جسکا مصنف قرآن پر ایمان لائے ہوئے تھا) قرآن سے بہتر کہا مگر سچ ہے جسکو قوت شامہ نہو تو وہ اگر بدبو اور عطر کو یکسان کہے تو بعید نہین ولِلّٰہ درمن قال ؎ چون نیست در مشام عماد ہیچ امتیاز ٭ سرگین پیش و عنبر سارا برابرست ٭ ف واضح ہو کہ متکلم کا مقصود اپنے کلام سے کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو صرف خبردار کردے اور کبھی یہ کہ اس مضمون کی تصویر اُسکے دلپر لکھدے پس خبر دینا تو ایکبار بیان کرنیسے بھی حاصل ہوجاتا ہے مگر دوسرا مطلب بغیر بار بار لانے کلام کے حاصل نہین ہوتا۔ اور اس مکرر لانے مین جسطرح ایک خوبی ہے اسیطرح ایک قباحت بھی ہے کہ مکرر چیز سے نفس کو نفرت ہوجاتی ہے ؎ مکرر گرچہ سحر آمیز باشد ٭ طبیعت را ملال انگیز باشد ٭ پس ضرور ہوا کہ اس مکرر لانے مین کوئی نیا لطف بھی ضرور ہو خواہ وہ عنوان کے تغیر سے حاصل ہو خواہ خوش آوازی یا کسی اور وجہ سے۔ اسی لیے راگ مین ایک کلمہ کو بار بار اعادہ کرنیسے مزہ آتا ہے کیونکہ خوش آوازی پر ہر بار نفس کو جدا تنبّہ حاصل ہوتا ہے اور محبوب کا نام بار بار لینے سے دلکو حظ آتا ہے پس جب خدا تعالی کو یہ منظور ہوا کہ بعض مطالب ضروریہ کی بندونکے دلونپر تصویر کھینچے تو مکرر لایا اور اس تکرار کے عیب کو لطف تغیر عنوان سے دفع کیا۔ اسلیے جن مضامین کو خدا تعالی قرآن مین مکرر لایا ہے وہان طرز کلام کو اجمال یا تفصیل یا کسی اور خصوصیت سے اسطرح بدلا ہے کہ گویا وہ مضمون نیا معلوم ہوتا ہے پس کئی جگہہ جب نفس مشتاق ہو کر سنے گا تو ان مضامین کی تصویر دلپر کھنچ جائیگی۔ اور یہی حکمت ہے کہ قرآن کی تلاوت فرض کی گئی محض مطلب سمجھنے پر انحصار نکیا۔ اور اسی لطف عنوان اور فصاحت کلام کی وجہ سے قرآن کا دلپر منقش ہونا سہل ہوگیا اسی لیے ہر جگہہ آپکو حفاظ قرآن دکھائی دیتے ہین بھلا کوئی اور کتاب تو اسطرح حفظ کر کے دکھاوے؟ اور اسی مقصود کے لیے خدا نے علوم خمسہ قرآن کو ترتیب ابواب و فصول محصور نہین کیا واللہ اعلم

(**فصل ششم**) لفظ تفسیر فسر سے مشتق ہے کہ جسکے معنے کشف مراد ہے یعنی اسطرح جسے مراد متکلم کا ظاہر کرنا مین کوئی شک و شبہ باقی نرہے اسلیے تفسیر بالرائے حرام ہوئی۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم من قال فے القرآن بغیر علم وفی روایۃ برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار اخرجہ الترمذی وحسنہ بخلاف تاویل کے کیونکہ لفظ **تاویل** اول سے مشتق ہے کہ جسکی معنی رجوع ہین یعنی ایک کلام کو (کہ جسمین چند احتمال ہون) ایک احتمال خاص کیطرف قرائن سے رجوع کرنا پس اسجگہہ قرائن سے تشبیہہ دینا کافی ہے نص شارع کی حاجت نہین اسلیے کلام مفسر کلام مؤول سے قوی الدلالۃ ہے لیکن ان لغوی معنی کے لحاظ سے تفسیر فقط جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار کے اقوال ہی مین منحصر ہوگی پس جو کچھہ علوم خمسہ کی بابت کسی آیت مین انہون نے فرمایا ہے در حقیقت وہی تفسیر ہے مگر بعد صدر اول کے تابعین و تبع تابعین کے زمانہ سے لیکر یوماً فیوماً علوم لسان قرآن کیطرف بھی حاجت پڑتی گئی اور یہ مجموعہ ایک سے دوسرے تک نقل ہوتا چلا آیا اور یوماً فیوماً اسمین تحقیقات اور تدقیقات زائد ہوتی گئین پس ایک علم مدون ہوگیا کہ جسکو علماء نے کتابونمین لکھنا شروع کیا اور جسطرح کہ اور علوم کتب مین مدون کیے گئے یہ بھی کیا گیا پس اب فن تفسیر وہ نرہا جو کہ خاص صحابہ کے عہد مین تھا اور جسمین بالرائے کلام کرنا حرام تھا بلکہ اب علم تفسیر دو جزو سے مرکب ہوا ایک جزو اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جزو حل لغات و بیان محاورات و دفع اشکالات وغیرہا علوم جزو اول کو نقلی کہتے ہین یہ آثار سلف و اقوال قدماء کی طرف مستند ہے جسکی شاخین معرفت ناسخ و منسوخ۔ و اسباب النزول و مقاصد آیات و شرح مجمل قرآنی ہے۔ اس فن کے ائمہ **طبری** و قتادہ و سدی و ابو العالیۃ وغیرہ مفسرین ہین ان ابن جریر ابو جعفر **طبری** رح نے کہ جنکا انتقال تین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ جسکو تفسیر ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسیطرح حافظ ابوبکر عبد اللہ **ابن ابی شیبہ** وغیرہ محدثین نے اپنی

جو سلف کا ہے مگر اسوقت اسلام پر علوم جدیدہ سے وہ مصیبت برپا ہے جو بنی العباس کے عہد مین یونانی فلسفہ سے برپا تھی جسطرح اسوقت کے
علمار نے انکے جواب دینے کے لیے علم کلام بنایا مینے بھی ان اعتراضات کے دفع کرنیکے لیے کلام جدید کی بنیاد ڈالی اور اسوقت کی مصیبت پہلے سے
کہین زیادہ ہے کیونکہ پہلے تو علمار حجرون مین بیٹھکر خیالی دلائل بناکر ہی دفع کر دیتے تھے اور اب تو مخالفین دوربینون وغیرہ آلات کے ذریعہ سے
مشاہدہ کرا دیتے ہین انتہٰی۔ یہ مضمون حضرت نے اخبار الاسلام اور علیگڈہ گزٹ مین چھپوایا ہے اور آسکے ہر فقرہ پر حضار مجلس نے بتقلید یورپ
بڑی تالیان بجائی ہین۔ خانصاحب سے کوئی پوچھے کہ دوربین وغیرہ آلات سے تو محسوسات نظر آیا کرتے ہین آلسے غایۃ ما فی الباب محسوسات
کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے مگر فرمایئے وجود ملائکہ اور معجزات انبیار وغیرہا امور کا رد کہ جنکا آپنے ملحدونکا مقلد بنکر انکار کیا ہے) کونسی دوربین اور
کس آلہ اور کونسے علوم جدیدہ سے بطلان ہوتا ہے؟ بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ اسلام نے کسی ایسی بات کا دعوی ہی نہین کیا کہ جسکو کوئی
کسی آلہ یا کسی علم جدید یا کسی کمسٹری کے استحالہ وغیرہا سے باطل کر دے مگر آپ اس بات کو کیا جانین؟ خیر عامیون مین آپ کلام جدید کے
مدون تو کہلائے۔ آپسے تو پادری کے بیہودہ اعتراضات بھی دفع نہو سکے آخر الامر پادری فنڈر کی بولی آپ بھی بولنے لگے ذرا میزان الحق کو
ملاحظہ فرما لیجیے۔ **الغرض** اس قسم کی بے اعتدالیان مفسرون نے کی ہین خدا انکو معاف کرے **المختصر** فن تفسیر جب ان چیزون سے
مرکب ہوا تو اسکی یون تعریف کرنی چاہیے کہ علم تفسیر وہ علم ہے کہ جسمین احوال قرآن من حیث القرآن بیان کیے جاتے ہین اور بقدر طاقت
بشریہ الفاظ سے جو کچھ خدا پاک کی مراد ہے وہ ظاہر کیجاتی ہے **موضوع** اس فن کا **قرآن مجید** ہے اور **غرض** اس علم سے معانی اور
مطالب قرآن کا جاننا ہے اور **مبادی** اسکی یعنی اس علم مین کار آمد صرف و نحو۔ و لغت و معانی۔ و بیان و فقہ۔ و اصول۔ و حدیث و کلام
وغیرہ علوم ہین پس جو شخص اس زمانہ مین ان علوم اسلامیہ سے محروم ہے خواہ کیسا ہی حکیم کیون نہو معرفت مطالب قرآن سے محروم ہے
قرآن وہ کلام الہی ہے کہ جو بواسطہ جبرئیل جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور آنحضرت کے بعد مصحف ابوبکر مین جمع کیا گیا +
فصل ہفتم۔ وہ امور کہ جنسے بحث کرنا مفسر کو ضرور ہے اور جنکے نہ جاننے سے مطالب فہمی قرآن مین قصور آتا ہے یہ ہین (۱) ناسخ و منسوخ
کا پہچاننا واضح ہو کہ نسخ کے معنی لغت مین کسی شے کا کسی شے کے ساتھ مٹانا ہے[1] پس **صحابہ و تابعین** و قدمار تو اس معنی لغوی کے لحاظ
سے نسخ کا بہت سے معانی پر اطلاق کرتے تھے اول یہ کہ ایک آیت کا وصف دوسری آیت سے انتہار عمل مین بدلجائے۔ دوم معنی
متبادر چھوڑکر دوسری آیت سے معنی غیر متبادر مراد لیے جائین سوم کسی قید کو اتفاقی بیان کر دیا جائے چہارم عام کو خاص بنایا جاوے
پنجم منصوص مین اور جسکو اسپر ظاہراً قیاس کیا گیا ہے کوئی فرق بیان کر دیا جاوے ششم جاہلیت کی رسم کو مٹایا جاوے ہفتم پہلی شریعت
کو اٹھا دیا جاوے پس ان عام معانی کے لحاظ سے نسخ کا اطلاق بہت سی آیات پر ہو سکتا ہے اسلیے علمار نے پانسو آیات کو منسوخ شمار کیا ہے
لیکن متاخرین نے جب نسخ کے معنی مین خوب غور کیا تو خاص اول معنی کو باقی رکھا پس اس اعتبار سے آیات منسوخہ بہت ہی کم ہین۔
محققین کے نزدیک کل پانچ آیت منسوخ ہین (اول) سورہ بقرہ مین یہ آیت کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الآیہ اس آیت مین وصیت
فرض تھی جب آیت میراث نازل ہوئی تو یہ حکم اٹھ گیا اور آیت میراث جو اسکی ناسخ ہے یہ ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الآیہ اور حدیث

تعریف علم تفسیر

فصل ہفتم

امر اول ناسخ و منسوخ کا بیان

---

[1] النسخ فی اللغۃ بمعنے ابطال الشئ وقال القفال انہ للنقل والتحویل لنا انہ یقال نسخت الریح آثار القوم اذا عدمت ونسخت الشمس الظل اذا عدم ۱۲ تفسیر کبیر + - + - +

لا وصیۃ لوارث اسکی مبین ہے (دوم) یہ آیت وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ الی قولہ مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ اس آیت مین ایک سال بھر کی عدت فرض تھی یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہوگئی اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اس آیت مین حکم اگیا کہ جس عورت کا خاوند مرجاوے صرف چار مہینے دس دن تک عدت مین رہے (سوم[1]) سورہ انفال مین یہ آیت وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الآیہ اس آیت مین اپنے سے دہ چند کفار کے ساتھ مقابلہ فرض تھا یہ حکم اسکے مابعد کی آیت سے منسوخ ہوگیا اور دو چند سے مقابلہ کرنا باقی رہگیا (چہارم) سورہ احزاب کی یہ آیت لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ الآیہ (کہ جس مین آنحضرت علیہ السلام کو سوائے موجود بیویونکے اور نکاح کرنا منع تھا) منسوخ ہوگئی اس سے پہلی آیت اسکی ناسخ ہے اور بعض کہتے ہین اس آیت سے اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ (پنجم) سورہ مجادلہ مین سے یہ آیت اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ الآیہ منسوخ ہو اسکے بعد کی آیت سے اس آیت مین یہ حکم تھا کہ جب کوئی رسول سے سرگوشی کرے تو پہلے کچھ صدقہ دیوے پھر یہ حکم جاتا رہا۔ ان آیات کے علاوہ اور کوئی آیت منسوخ نہین بلکہ عام کی تخصیص وغیرہ قیودات کا فرق ہے کہ جسکو نسخ نہین کہہ سکتے۔ اس نسخ کے کوئی یہ معنی نہ سمجھے کہ خدا تعالی کو اول مین نہ معلوم ہوا بعد مین پھر سمجھا جیسا کہ پادری الزام لگاتے ہین۔ یہ احکام جنکو ہم منسوخ کہہ آئے ہین موقت تھے یعنی انکا حکم اسیوقت تک تھا اور جب مصلحت مقتضی ہوئی تو یہ حکم دور کردیا اور کیون نہو احکام مصلحت پر مبنی ہین اور مصالح بدلتے رہتے ہین اور اگر پادری صاحب اب بھی نہ سمجھین گے اور پھر وہی سخن پروری کرینگے تو توراۃ و انجیل مین بہت سے احکام منسوخ ہین ہم انکا حوالہ دینگے **اول** بضرورت بہن بھائی کا نکاح عہد آدم مین درست تھا بلکہ سارا حضرت ابراہیم کی علاتی بہن تھی جیسا کہ توراۃ سفر تکوین کے باب ۲۰ مین مصرح ہے حالانکہ یہ حکم حضرت موسے کے عہد مین منسوخ ہوگیا جیسا کہ سفر احبار کے باب ۱۸ مین اس نکاح کا حرام اور بمنزلہ زنا کے ہونا مذکور ہے **دوم**۔ نوح علیہ السلام اور انکی اولاد کے لیے تمام جانور جو زمین پر چلتے ہین حلال تھے جیسا کہ سفر تکوین کے ۹ باب مین مذکور ہے پر حضرت موسی کی شریعت مین بہت سے جانور حرام ہوگئے منجملہ انکے خنزیر ہے جیسا کہ سفر احبار کے ۱۱ باب مین مذکور ہے۔ **سوم** حضرت یعقوب کے عہد مین دو بہنون سے ایک ساتھ نکاح کرنا درست تھا چنانچہ خود حضرت یعقوب کے نکاح مین دو بہن تھین ایک لیّا دوسری راحیل جو دونون انکے مامون کی بیٹیان تھین جیسا کہ سفر تکوین کے ۲۹ باب مین مذکور ہے پھر یہ نکاح حضرت موسی کی شریعت مین حرام ہوگیا جیسا کہ سفر احبار کے ۱۸ باب مین مذکور ہے **چہارم** حضرت موسی کی شریعت مین بہت سے جانور حرام تھے جیسا کہ سفر احبار مین تصریح ہے ان سب کو پولوس نے یک لخت حلال کردیا جیسا کہ اسکے اس خط کے پہلے باب مین تصریح ہے کہ جو اسنے طیطوس کو لکھا تھا (کہ پاکونکو سب چیز پاک ہین) **پنجم** احکام اعیاد بالخصوص تعظیم سبت[1] واجب تھی اور اسکو ابدی کہا ہے اور نہایت تاکید فرمائی ہے کہ جو اس روز کام کرے قتل کیا جاوے چنانچہ سفر تکوین کے ۲ باب اور سفر خروج کے ۲۰ باب مین تصریح ہے اور بہت جگہ توراۃ مین مذکور ہے لیکن اس حکم موکد کو پولوس نے بالکل رد کردیا چنانچہ اسکے ان خطوط مین جو اسنے اہل رومیہ اور طیطوس کو لکھے ہین اسکی تصریح ہے اور سب عیسائی اسکے فتوی پر چلتے ہین **ششم** ختنہ کرنا حضرت ابراہیم کی اولاد مین ایک حکم ابدی تھا چنانچہ توراۃ سفر احبار ۱۲ باب مین اسکی تاکید ہے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی ختنہ کیا گیا تھا جیسا کہ انجیل لوقا کے ۲ باب مین مذکور ہے لیکن پولوس نے اس حکم کو نہایت سختی سے رد کیا چنانچہ اسکے اس خط مین جو اہل اغلاطیہ کو لکھا ہے اسکے باب ۵ مین مذکور ہے **ہفتم** سب حواریون نے مشورہ کر کے

حاشیہ: اول | دوم | سوم | چہارم | پنجم | ششم | ہفتم

[1] ہفتہ کے دن کی تعظیم جیسا کہ اب تک یہودیون مین ہے ۱۲ منہ

توراۃ کے جمیع احکام کو منسوخ کر دیا فقط چار حکموں کو باقی رکھا ذبیحہ صنم ۔ دم ۔ مخنوق ۔ زنا ۔ چنانچہ اعمال حواریوں کے ۱۵ باب مین مذکور ہے پھر چند روز کے بعد پولوس نے انہین سے فقط حرمت زنا کو باقی رکھا اور سب کو منسوخ کر دیا جیسا کہ گزرا پھر جب زنا پر بھی کوئی سزا معین نہ رکھی تو گویا اسکو بھی حلال کر دیا ۔ اب اس سے زیادہ کیا نسخ ہوگا ؟ ہشتم انجیل متی ۱۰ باب مین ہے کہ حضرت عیسیٰ نے حواریون کو حکم دیا تھا کہ سامریونکی بستی مین نہ جانا اور یوحنا کے ۴ باب مین ہے کہ سامریونکی بستی مین گئے اور دو روز مہمان رہے نہم حضرت مسیح نے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر ساتھ نہ لو (لوقا ۹ باب) اور پھر حکم دیا کہ اسباب سفر ساتھ لو (لوقا ۲۲ باب) دہم تمام عہدنامہ موسوی کو کمزور اور بیفائدہ کہکے پولوس نے لغو کر دیا کہ (پرانا حکم اسلیے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اُٹھ گیا (عبرانیونکا ۷ باب) یازدہم شریعت پر عمل کرنے والیکو پولوس ملعون کہتا ہی چنانچہ نامہ اہل اغلاطیہ کے باب ۳ مین مذکور ہے بلکہ اسی مقام پر حضرت مسیح کو بھی اپنے بدلہ مین ملعون لکھا ہے العیاذ باللہ دوازدہم انکے پیر و مرشد لوتھر کی یہ تعلیم ہے کہ خوب دلیری سے گناہ کرو اور ایکدن مین ہزار دفعہ حرامکاری اور خون کرو مگر ایمان رکھو تمہارے لیے ایسی نجات یقینی ہے کہ جسطرح مسیح کے لیے (مرآت الصدق مصنفہ پادری بیڈلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۲۱۳) اب نسخ مین کونسی حجت باقی ہے تمسے زیادہ بھی کوئی نسخ کا قائل ہو اگر یہی تکمیل ہی تو پھر نسخ کیا چیز ہے ؟ ف قال اللہ تعالیٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا الآیہ اس آیت کے ظاہری معنی پر لحاظ کرکے اکثر مفسرین نے یہ کہا ہے کہ نسخ قرآن کی تین صورتین ہین اوّل یہ کہ حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہو جیسا کہ وہ پانچ آیتین کہ جنکا ہم ابھی ذکر کر آئے ہین دوم یہ کہ تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہو جیسا کہ یہ آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم ۔ ولو کان لابن آدم وادیان الآیہ انکا حکم باقی ہے مگر آنحضرت علیہ السلام ہی نے انکو مجموعہ قرآن سے بحکم الٰہی جدا کر دیا تھا سوم یہ کہ حکم اور قرأت دونون منسوخ ہون جیسا کہ سورہ برأت کا اوائل کہ جسکو ننسہا کا مصداق کہنا چاہیے مگر یہ بھی حضرت ہی کے روبرو ہوا اس سے کسیطرح کی قرآن مین تحریف نہین ثابت ہوتی ہان اگر بعد مین آپکے یہ ہوتا تو تحریف و تبدیل کہہ سکتے تھے مگر بعض علماء جیسا کہ ابو مسلم ان سب صورتونکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مجید مین کسیطرح کا بھی نسخ نہین پایا جاتا نہ نسخ محض احکام کیونکہ جن آیات مذکورہ کے احکام کو تم منسوخ کہتے ہو وہ حقیقۃً منسوخ نہین کیونکہ وہ پانچون حکم مشروع اور جہت سے تھے اور اب اُٹھ جو گئے تو اور جہت سے ۔ نہ نسخ تلاوت کیونکہ جن آیات کو آپ منسوخ التلاوۃ کہتے ہین انکا جزو قرآن ہونا کسی وقت یقینی طور پر ثابت نہین ہوا بلکہ اصل حال یہ ہی کہ بعض صحابہ نے یہ کلمات اثنائے تلاوت مین آنحضرت سے سُنے تھے جنکو آپنے بطور تفسیر کے پڑھا تھا پھر جب خود انہین لوگون نے ان کلمات کو نہ حفاظ کی لوح حافظہ پر پایا نہ آنحضرت نے انکو کاتبین سے لکھوایا تو بقرینہ آیت ما ننسخ [۲] انکو منسوخ التلاوۃ سمجھ گئے اور بعض روایات تو اس بارہ مین بالکل غلط اور بے اصل یا خبر احاد ہین ۔ جب یہ دونون احتمال نہین تو مجموعہ مرکب ان سے کسیطرح بھی صحیح نہین ہو سکتا دوسری بحث اس مقام پر اور ہی وہ یہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ مین بھی تناسخ واقع ہوتا ہی یا نہین ؟ جمہور کہتے ہین واقع ہوتا ہے اور اسکی دو قسم ہین اول نسخ الکتاب بالسنۃ جیسا کہ یہ آیت لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ الآیہ حدیث عائشہ سے منسوخ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو خبر دی ہے

[۱] یعنی توریت کو ۔ [۲] اس آیت مین من آیۃ سے آیت قرآنی ابو مسلم کے نزدیک مراد نہین بلکہ آیات قدرت جس سے یہ مراد کہ ہم آیات قدرت مین سے اگر کسیکو مٹادین یا بھلا دین تو اپنی نشانی دوسری اُس سے بہتر یا ویسی اور دکھاتے ہین پھر منکر کہانتک ہماری قدرت و کمال کا انکار کریگا اور دہر مین ہر روز ہم ایسا ہی کرتے ہین ایک آیت یعنی نشان کے بعد دوسری دکھاتے ہین ۱۲ منہ

کہ خدا نے انکو جسقدر عورتین چاہین[۱] مباح کردین۔ رواہ عبد الرزاق والنسائی واحمد والترمذی والحاکم اقول فیہ نظر کسلیے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے کما مر دوم[۲] نسخ السنۃ بالکتاب جیسا کہ بیت المقدس کیطرف نماز مین منہ کرنا سنت سے ثابت تھا اُسکو قرآن کی اس آیت نے منسوخ کردیا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور کعبہ کیطرف منہ کرنیکا حکم دیا اس امر مین بھی علمار کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی وغیرہ محققین اسکے بھی منکر ہین اور اسکو باعث طعن مخالفین سمجھتے ہین۔ مگر ہمارے نزدیک طعن کی کوئی بات نہین کس لیے کہ نسخ ایک حکم مبہم المدت کی مدت کو بیان کردینا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو ایک حکم دیا اور اُسکی کوئی مدت بیان نہ کی پس ایک زمانہ تک اُسپر عمل ہوتا رہا پھر بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو بیان کردیا کہ اسکی یہانتک مدت تھی اسمین عقلاً و نقلاً کوئی قباحت نہین لازم آتی پس جسطرح تورات نے بعض احکام سابقہ کو بنظر مصلحت موقوف (منسوخ) کردیا اور حضرت مسیح نے اور انکے حواریون نے تو تمام شریعت موسویہ ہی کو (بقول عیسائیان) منسوخ کیا معطل کردیا اسیطرح قرآن مجید نے تورات و انجیل کے بعض احکام کو موقوف کردیا خواہ اس موقوف کرنیکو منسوخ کہو خواہ اسکا نام تکمیل رکھو خواہ اسکو تغیر و تبدیل کہو ہم اہل اسلام یہ نہین کہتے کہ قرآن نے تورات و انجیل کو بالکل رد کردیا اونکے تمام احکام مین تغیر کردیا بلکہ جسقدر تغیر مصلح کے لیے ضرور ہے اسیقدر تغیر کیا اور یون اُن کتابونکی مدح اور تصدیق کی گو وہ کتابین نزول قرآن کے وقت بجنسہ صفحہ عالم پر نہ تھین اب پادری فنڈر صاحب و صفدر علی وغیرہم نے جو کچھ زبان درازی کی ہے اہل انصاف کے نزدیک محض تعصب اور سخن پروری ہے **امر دوم**۔ (شان نزول) اسمین متقدمین و متاخرین کا اختلاف ہے صحابہ و تابعین سبب نزول کو عام معنی پر مستعمل کرتے تھے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ جن چند امور پر آیت صادق آتی ہے اُنمین سے بعض جو آنحضرت کے عہد مین یا بعد مین واقع ہوتے تھے اُسیکو سبب نزول کہدیتے تھے اور اس موقع پر جمیع قیود کا منطبق ہونا کچھ ضرور نہین بلکہ اصل حکم کا منطبق ہونا کافی ہے۔ اور کبھی ایک حادثہ جو آنحضرت کے عہد مین واقع ہوا اور آپنے اُسکا حکم اس آیت سے مستنبط کرکے وہان اس آیت کو پڑھ دیا تو صحابہ اسکو بھی سبب نزول کہتے تھے گو اس حادثہ سے پیشتر یہ آیت نازل ہوچکی تھی اور کبھی اس صورت مین صحابہ یہ بھی کہتے تھے کہ اس حادثہ مین خدا نے یہ آیت نازل کی اور یہ اسلیے کہ ایسے امر مین آنحضرت کے دلمین اس آیت نازل شدہ کا القاء کرنا بھی ایک قسم کی وحی اور نزول ہے۔ اور ایسے مواقع پر کہہ سکتے ہین کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی اور کبھی محدثین اُس موقع کو ذکر کہ جس مین صحابہ نے آیت کو مناظرہ مین سند پکڑا تھا یا انہون نے اسکو آیت کی مثال مین ذکر کیا تھا۔ یا آنحضرت نے وہان اپنے کلام شریف مین آیت کو بطور استشہاد پڑھا تھا) شان نزول کہدیتے ہین اور درحقیقت یہ سبب نزول نہین پس ان امور کا احاطہ کرنا مفسر کے لیے کچھ ضرور نہین بلکہ درحقیقت سبب نزول ہر آیت کا یا سورہ کا بندونکی حاجت اور ضرورت ہے کیونکہ مقصود اصلی نزول قرآن سے نفوس بشریہ کی تہذیب اور عقائد باطلہ کا ابطال اور اعمال فاسدہ کی نفی ہے پس لوگون مین عقائد باطلہ کا پایا جانا آیات مخاصمہ کے نزول کا سبب ہے اور اعمال فاسدہ کا پایا جانا اور باہم معاملات کا پیش آنا آیات احکام کے نزول کا سبب ہے۔ اور لوگونکا منذر ہونا یا

شان نزول کی بحث

[۱] بعض خفیہ کرسٹان آنحضرت علیہ السلام کے لیے نکاح کے محدود نہونے کو عیب سمجھتے ہین اور اس حدیث کو بہ پیرایہ خیر خواہی اسلام بلا قاعدہ محدثین جھوٹی بتاتے ہین سبب ان نادانونسے کون کہے کہ حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام کے پاس کسقدر عورتین تھین ؟ حالانکہ وہ نبی اور انکی کتاب الہامی تسلیم کی جاتی اور مشنون مین پڑھی جاتی ہے ۱۲ منہ
[۲] یعنی امام شافعی اکے نزدیک نہ کتاب کو سنت نسخ کرسکتی ہے نہ سنت کو کتاب بلکہ کتاب کی ناسخ کتاب اور سنت کی سنت ہوسکتی ہے فن اصول فقہ مین اسکی تصریح ہے ۱۲ منہ۔

یا اُسکی رحمت سے نا امید ہونا آیات تذکیر بایام اللہ وآلاء اللہ کے نزول کا سبب ہی۔ وقس علی ہذا۔ پس وہ جو بعض مفسرین آیات کیلیے ہر جگہہ ایک قصہ طول طویل نقل کرکے اُسکو شان نزول بتلاتے ہین محض تکلف فضول ہی بلکہ یہ طویل وعریض قصص انبیاء جو مفسرین نے اپنی کتابون مین نقل کیے ہین بیشتر علماء اہل کتاب سے منقول ہین اور صحابہ وتابعین بسا اوقات مذہب مشرکین ویہود اور اُنکے عقائد اور عادات کی وضاحت کے لیے قصص جزئیہ بھی نقل کرکے یہ کہتے تھے کہ اس امر مین یہ آیت نازل ہوئی اور غرض اُنکی یہ ہوتی تھی کہ ایسے موقع مین یہ آیت نازل ہوئی خواہ یہی قصہ ہو یا اسکے مشابہ کوئی اور ہو اور یہ قصہ محض اُس امر مجمل کی توضیح وتصویر کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہی سبب ہی کہ شان نزول مین صحابہ کے اقوال مختلف ہوتے ہین کہ کوئی اس امر کلی کا مصداق کسی جزئی کو اور کوئی کسیکو توضیح کیلیے بیان کرتا ہے۔ اور اسی طرق سے قرآن مجید مین کبھی انسان کی نیکی اور بدی کی حالتونکو اور اُسکے نیک و بد نتیجہ کو ذکر کیا جاتا ہی اور وہان کوئی شخص خاص مراد نہین ہوتا لیکن جو لوگ اس سر سے واقف نہین وہ خواہ مخواہ اسکے لیے ایک قصہ خاص بناتے اور شخص خاص کا حال ٹھہراتے ہین چنانچہ فرماتا ہی وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا الآیات کہ ہمنے انسان کو مان باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا اُسکی مان نے حمل مین اور جنتے وقت سختی اُٹھائی ہی اور اسی قسم سے یہ آیت ہی وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا الآیہ اور اسی قبیل سے یہ آیت ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً الآیہ اور یہ آیۃ بھی اسی قسم سے ہی هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا الآیہ بعض ناسمجھو نے اس آیت کو حضرت آدم علیہ السلام کی بابت قرار دیکر ایک جھوٹی حدیث عبد الحارث کی گھڑلی ہی۔ اور اسی قسم سے یہ آیت ہی قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ اور یہ آیت بھی وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ الآیہ پس ان آیات مین ان جمیع خصوصیات کا ایک جگہہ متفق ہونا کچھ ضرور نہین جسطرح کہ اس آیت كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ مین یہ ضرور نہین کہ کوئی پیڑ ایسا دکھایا جاوے کہ جسکے سات خوشے ہون اور ہر خوشے مین سو دانے ہون بلکہ یہ ثواب اعمال کی زیادتی کے لیے ایک تمثیل یا تصویر کھینچی عام ہے کہ خارج مین ایسا کوئی پیڑ ہو یا نہو الحاصل سبب نزول مجملاً تو درحقیقت وہی ہی جو ہمنے بیان کیا اور تفصیلاً بعض حوادث ہین کہ جو آنحضرت کے روبرو پیش آتے تھے جیسا کہ منافقین کے اقوال وافعال ناشایستہ کا حضرت کے حضور مین واقع ہونا پھر قرآن مین اُنکا دفع کرنا یا غزوات احد اور احزاب وتبوک مین لوگون سے سستی یا چستی ظہور مین آنا اور اُسپر تنبیہ فرمانا یا مدح کرنا وغیر ذلک مفسر کو دو بات کا اہتمام ضرور ہے **اوّل** یہ کہ جن آیات مین اس قسم کے واقعات کیطرف اشارہ ہی اور جو قصص کہ متفرق جگہہ مختلف عنوانات سے مذکور ہین اور وہان اُنکے معلوم کیے بغیر پورا مطلب قرآن کا سمجھ مین نہین آتا تو اُن حوادث اور قصص کو مختصر طور پر بروایت صحیحہ بیان کردے **دوم** جہان تخصیص عام وغیرہ تصرفات قصص مین ہین وہان اُنکی تشریح کردے تاکہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آوے اور آیات احکام مین احکام کو بوضاحت بیان کردے اور آیات تذکیر بالآء اللہ ووقائع حشریہ مین اُنکی صورت بیان کردے

ف بعض مفسرین آیات مین ربط دیتے اور سوال وجواب کے طور پر تقریر کیا کرتے ہین مگر ہر جگہہ اسکا التزام کرنا محض تکلف ہی کیونکہ قرآن

۵ امام یا دریں جو درپردہ اہل کتاب کی روایات اور انکی کتب محرفہ کو اصلی اور صحیح قرار دینے کا بیڑا اٹھا کر مسلمانون مین پھر آملا ہی ان قصص واہیہ کو حدیث سے نامنقول کہنے پر جری کیا اور

حسب حاجت ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوتا تھا جسطرح بادشاہ کے فرمان حسب حاجت وقتاً فوقتاً آوین اور انکو جمع کر لیا جاوے اسیطرح آیات قرآنیہ نازل ہوتی تھین اور آنحضرت انکو ایک ترتیب خاص پر جمع کرا دیتے تھے اب جسطرح سلسلہ وار ان فرمانونکو ربط دینا لاحاصل ہے اسیطرح اول سے آخر تک تمام آیات مین ربط بھی محض بے فائدہ ہے ہان جسقدر آیات کہ ایکبار جس مطلب کے لیے نازل ہوئی ہین انمین ضرور ربط ہے اُس ربط کی تقریر کرنا کچھ مضائقہ نہین ف انبیار بالخصوص جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام کا نفس قدسی بمنزلہ آفتاب جہانتاب کے تھا اُنکے متبعین مین سے بعض لوگونکے دل نہایت صاف اور انمین فیض صحبت کی بڑی قابلیت پیدا ہوگئی تھی پس آئینہ کیطرح فیض نبوت اُنکے دلپر منعکس ہوتا تھا اسلیے بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ احکام وغیرہا اشیاء ضروریہ جو نبی کے دلپر منجانب اللہ فائض ہوتی تھین اُنکے دلپر بھی اُنکا انعکاس ہوتا تھا اسلیے حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ بعض اوقات وہ بات کہدیتے تھے کہ جسکا ملاء اعلےٰ سے نبی کے دلپر فائض ہونا مقدر تھا اور پھر نبی کی معرفت وہ باتین نازل ہوتی تھین دیکھیے اُستاد کے فیض صحبت سے شاگرد کامل پہلے کبھی وہ بات کہدیتا ہے کہ جسکو اُستاد کہیگا چنانچہ عورتونکے پردہ اور اساری بدر اور مقام ابراہیم کو مصلےٰ بنانیکی بابت حضرت عمرؓ کے قول کے موافق وحی نازل ہوئی۔ بعض متعصب جو اس سر سے محروم تھے انہون نے طعن کی راہ سے یہ کہدیا کہ محمد علیہ السلام لوگون سے اچھی باتین سیکھکر دعوی کر بیٹھتے تھے کہ مجھے وحی ہوتی ہے چنانچہ ہدایت المسلمین کے مصنف کرسٹین نے اس باب مین بہت ہی کچھ بیہودہ گوئی کی ہے (امر سوم) (توجیہ مشکل ہے) یعنی کبھی کلام مین اپنی ناواقفیت سے بظاہر ایک شبہہ معلوم ہوتا ہے یا اسلیے کہ مدلول آیت مین استبعاد معلوم ہوتا ہے یا دو آیتونمین باہم تناقض سا پایا جاتا ہے یا مصداق آیت کے تصور کرنے مین مبتدی کے ذہن پر اشکال ہوتا ہے یا کسی قید کا فائدہ مخفی ہے وغیر ذالک پس جب مفسر اس شبہہ کو حل کر دیتا ہے تو اسکو توجیہ مشکل کہتے ہین یہ بھی ایک بڑا فن ہے۔ اب مین چند مثالین دیتا ہون ۱ یَا اُخْتَ هَارُوْنَ الآیہ لوگون نے آنحضرت سے پوچھا کہ مریم ہارون کی بہن کیونکر ہوسکتی ہے کس لیے کہ حضرت موسیٰ و ہارون اور حضرت عیسےٰ اور انکی والدہ مریم کے زمانہ مین سیکڑون برس کا فاصلہ ہے پس آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ ہارون سے مراد ہارون موسیٰ کے بھائی نہین یہ اور ہارون ہین جو مریم کے بھائی تھے بنی اسرائیل مین بزرگونکے نام پر نام رکھا کرتے تھے (دوم) ابن عباس سے پوچھا کہ ایک جگہہ تو خدا فرماتا ہے لَا یَتَسَاءَلُوْنَ یعنے لوگ باہم سوال نکرینگے اور ایک جگہہ فرماتا ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَاءَلُوْنَ ایک دوسرے سے سوال کریگا۔ فرمایا نہ سوال کرنا حشر مین ہوگا اور سوال جو کرینگے تو جنت مین جا کر آرام پاکر (سوم) حضرت عائشہ سے کسینے پوچھا کہ جب صفا و مروہ مین سعی کرنا واجب ہے تو خدا نے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا الآیہ کیون فرمایا کیلیے کہ لاجناح کے معنی یہ ہین کہ طواف کرنے مین کچھ گناہ نہین جواب دیا کہ ایک قوم گناہ ہی سمجھتی تھی اس لیے لاجناح فرمایا۔ اس باب مین مفسر کو یہ لازم ہے کہ جو کچھ محققین سے منقول ہے اُسیکو ذکر کرے (امر چہارم) (شرح غریب ہے) یعنی قرآن مجید مین جو الفاظ ایسے ہین کہ جنکے معانی مین کسیوجہ سے خفاء ہو تو اُنکے (لغت عرب کا تتبع کرکے یا سیاق و سباق پر نظر کرکے یا اُس کلمہ کے اُس جملہ سے کہ جس مین

امر سوم توجیہ مشکل کی بحث

امر چہارم شرح غریب کی بحث

ف بعض جاہل پادریونے قرآن مین عیب لگانیکو اس قسم کی چند باتین تفسیر اتقان سے نقل کرکے بڑی زبان درازی کی ہے اور جزم کے جزم سیاہ کر ڈالے ہین چنانچہ میزان الحق مین پادری فنڈر نے اور ہدایت المسلمین مین اُنکے مرید عماد الدین نے اور اعجاز قرآن مین لالہ رام چندر نے بڑی قابلیت جتلائی ہے۔ مین ان لوگونکی اس عبث حرکت پر نہایت افسوس کرتا ہون کیا ان صاحبونکو یہ معلوم نتھا کہ ایسی لغو باتین اہل اسلام کو علماء کیا بلکہ عوام مین بھی کچھ بھی وقعت نہین رکھتین ادنی ادنی طلبا بھی ان باتونسے بخوبی ماہر ہین مگر کیا کرتے اور کوئی عیب ملا تو یہی سہی چلو کچھ لوگ تو بہکینگے۔

یہ واقع ہی مناسبت دیکھکر) معانی بیان کر دے۔ اسمقام پر بھی اختلاف فہم کو بڑی گنجایش ہے کیونکہ زبان عرب مین ایک لفظ چند معانی کے لیئے آتا ہے اور اسکے سیاق وسباق وغیرہ قرائن سے تتبع کرنے مین عقول متفاوت ہین اسلیئے قدما کا باہم بعض الفاظ کے معانی مین اختلاف ہے۔ دیکھیے امام ابو حنیفہ رض قروء کے معنی حیض اور امام شافعی طہر قرار دیتے ہین ایسے مقام پر دو باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے (اول) استعمال عرب کو دیکھے (دوم) وجوہ ترجیح مین سے قوی کو اختیار کرے۔ اس شرح غریب مین مفسرین کے مختلف حالات ہین بعض تو اصل معنی باعتبار وضع لغوی کے بیان کر دیتے ہین اور بعض لغوی معنی پر بس نہین کرتے بلکہ صرف مرادی معنی خواہ اصل معنی کو لازم مساوی ہون یا نہ موقع سے مناسبت دیکھکر بیان کر دیتے ہین جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین ان الفاظ کی وہ شرح بیان کی ہے جو عبد اللہ بن عباس سے بطریق ابن ابی طلحہ وضحاک منقول ہے اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب فوز الکبیر مین ان سے بھی بہتر بیان کیا ہے کسلیے کہ صحیح بخاری مین جسقدر شرح غریب وارد ہے اسکو بھی شامل کر دیا ہے (امر پنجم) (حذف ہے) یعنی کلام مین سے برعایت محاورہ بعض اجزاء کلام یا ادوات کو حذف کر دینا جس سے کسیقدر معنی مین خفاء ہو جاوے پس یہ بھی قرآن مجید مین بہت جگہہ پایا جاتا ہے مفسر کو ضرور ہے کہ امر محذوف کو ذکر کرکے کلام مین وضاحت کر دے اس حذف کے چند اقسام ہین حذف[1] موصوف حذف[2] متعلق وغیرہ۔ اور یہ حذف کچھ زبان عرب ہی پر منحصر نہین ہر زبان[3] مین بلغا کے کلام مین حذف ہوتا ہے اگر نہو تو گو مطلب کی عامی کے نزدیک کسیقدر وضاحت ہو جائیگی مگر کلام بے لطف ہو جائیگا۔ اب مین اس حذف کی چند مثالین دیتا ہون (ولکن البر من آمن) یہان سے ایک لفظ بر محذوف ہے یعنی بر من آمن۔ (وآتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ) یہان لفظ آیت محذوف ہے۔ کیونکہ ناقہ مبصرہ نہ تھی بلکہ آیت من فی السموات والارض یعنی من فی الارض لفظ من محذوف ہے کیونکہ ایک چیز آسمانون اور زمین مین نہین واسئل القریۃ اے اہل القریۃ لفظ اہل محذوف ہے اور اسیطرح حروف بھی کلام عرب مین بہت محذوف ہوتے ہین جیسے نسیاً وصہراً یہان لام محذوف ہے عبارت یون ہے جعل لہ نسباً وصہراً واختار موسی قومہ یہان من محذوف ہے یعنی اختار موسیٰ من قومہ ہم درجات اے لہم درجات تفتئو اے لا تفتئو جسکے معنی ہمیشہ کے ہین اور اسیطرح جملہ شرطیہ کا جواب اور اِن کی خبر اور صدر جملہ اور اَن سے کلمہ باء ولام جارہ کا محذوف ہونا (بشرطیکہ حذف پر کوئی قرینہ ہو) کلام عرب اور قرآن مجید مین بہت ہے ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت اسکا جواب لترای قطعاً عظیما محذوف ہے۔ واضح ہو کہ اصل اذ قال ربک للملائکۃ۔ واذ قال موسی وغیرہ مین یہ ہے کہ اذ کسی فعل محذوف کا ظرف ہو لیکن قرآن مین اسکو مواضع ہولناک پر داخل کرکے انکو گنوایا ہے تاکہ مخاطب کے دل پر انکی صورت منقش ہو جاوے اور خوف پیدا ہو پس ایسے مواضع مین عوامل محذوفہ کو تفتیش کرکے ذکر کرنا تکلف ہے کیونکہ نہ یہ حیز اعراب مین داخل ہین نہ جز جملہ ہین بلکہ محض غرض مذکور کے لیئے ذکر دیے گئے ہین اور بعض مفسر ہر جگہہ اذ کا محذوف نکالا کرتے ہین امر ششم ابدال ہے یعنی محاورہ کی رعایت یا کسی اور غرض خاص سے کہ جسکو اہل زبان جانتے ہین ایک کلمہ کی جگہہ دوسرا کلمہ ذکر کرنا یہ بہت بڑا فن ہے اسکی رعایت کرنا بڑے فصیح وبلیغ کا کام ہے مثلاً جو شخص اردو زبان مین بڑا ماہر ہوگا وہ موقع اور غرض کی رعایت کرکے

امر پنجم حذف

امر ششم ابدال

[1] عماد الدین کرسٹین نے عجب غلطی کی ہے کہ اس قسم کے محذوفات کو ذکر کرکے قرآن پر اعتراض کیا ہے کہ یون چاہیئے تھا یہ غلط ہے۔ اور ہدایت المسلمین کی ایک فصل مین ان محذوفات کو مع ترجمہ ذکر کرتے چلے گئے ہین جس سے عوام کو یہ ثابت ہو کہ قرآن مین غلطیان ہین ان بیہودہ اعتراضات پر ہر عربی دان ہنستے ہین عیسائی عربی دان بھی بنظر حقارت دیکھتے ہین پھر ان کے ذکر کرنے سے سوا اسکے کہ پنجاب کے ناواقف پادری خوش ہون اور تنخواہ کا اضافہ کر دین اور کوئی نتیجہ نہین۔ ان کے جواب مین کوئی کتاب ضخیم لکھنا تضییع اوقات ہے ۱۲ منہ - ۵ - ۵ -

کبھی کہیگا تناول فرماؤ کبھی کہیگا نگل لو۔ ٹھونس لو۔ اور کبھی ہٹ لو۔ اور کبھی ہٹ ٹکو۔ ٹین ٹین نکرو۔ مت بھونکو۔ حالانکہ ٹین ٹین طوطا وغیرہ
طائر کرتے ہین۔ اور بھونکنا کتے کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور اسیطرح مخاطب سے جہان موقع تعظیم ہوتا ہی بلفظ جمع کلام کرتے اور تو کی جگہہ تم کہتے
ہین اور جو شخص زبان سے ماہر نہین وہ ان مقامات مین ٹھوکرین کھائیگا اور سنبھل سنبھل کر دس بیس ضروری باتین ہی کہہ سکیگا قرآن مجید مین اس
باتکی رعایت کرکے کبھی ایک فعل کیجگہہ دوسرے فعل کو۔ اور مفرد کیجگہہ تثنیہ وجمع کو وبالعکس اور ایک حرف کیجگہہ دوسرے حرف کو اور اسم کیجگہہ دوسرے اسم کو اور مضمر
کیجگہہ مظہر کو وبالعکس ذکر کیا ہی انکی بہت سی مثالین ہین مگر یہان قدر قلیل پر بس کرتا ہون اہذا الذی یذکر آلہتکم اصل کلام یون تھا ایسبّ آلہتکم
یعنی یون بولا تو یون کہ یہ وہ شخص ہی جو تمہارے بتونکا نام لیتا ہے مگر مقصود یہ تھا کہ جو تمہارے بتونکو گالیان دیتا ہی پس تہذیباً گالیونکی جگہہ نام لینا
بیان کیا جسطرح ہمارے عرف مین بولتے ہین خدا دشمنونکو بیمار نکرے یعنی آپکو بیمار نکرے۔ بندگان عالی سے عرض کرتا ہون یعنی آپ سے منا لا یُصحبون
اے منا لا ینصرون۔ ینصرون کیجگہہ یصحبون کو ذکر کیا کیونکہ نصرت بغیر اجتماع اور صحبت کے نہین ہوتی ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اے خفت
ایک اسم کو دوسرے اسم کیجگہہ لانیکی یہ مثالین ہین فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ اعناق چونکہ مونث تھا اسکو خاضعۃ کہنا تھا مگر ایک عوض
سے خاضعین کہا وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ موقع یہ تھا کہ حضرت مریم کو کانت من القانتات کہتے مگر جب انکو انکے محاسن سے مردونمین شمار
کیا گیا تو یہ لفظ بولا گیا كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ اصل یون تھا نوحاً لیکن جبکہ نوح کی تکذیب کی تو جمیع اصول متفقہ مین تمام انبیاء کی تکذیب
کی اسلیے مفرد کیجگہہ جمع کا صیغہ آیا فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ اصل یون تھا کہ اذاقہا اللہ طعم الجوع کہ خدانے انہین بھوک کا مزہ چکھایا مگر چونکہ یہ بات
بتلانی تھی کہ بھوک کا لباس کی مانند دبلا ہونے اور مضمحل ہونے مین تمام بدن پر اثر ہے اسلیے طعم الجوع کیجگہہ لباس الجوع کہدیا صِبْغَةَ اللّٰهِ) اے
دین اللہ مگر چونکہ نصاری اپنی بپتسمہ (غوطہ لگانے) کو باعث پاکی اور سبب رنگینی سمجھتے تھے اسلیے فرمایا کہ خدا کے دین سے دل رنگین ہوتا ہے
اور اس غوطہ لگانیکا اثر تو بدن ہی پر ہوتا ہے اسلیے دین کیجگہہ صبغۃ آیا ایک حرف کیجگہہ دوسرے حرف لانیکی یہ مثالین ہین فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ
لِلْجَبَلِ اے علی الجبل۔ علی کیجگہہ لام کو ذکر کردیا وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ اے الیہا۔ الی کیجگہہ لام کو ذکر کیا وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ اے
علی جذوع النخل۔ علی کیجگہہ فی آیا وَفِي الْأَرْضِ اے علی الارض السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ اے منفطر فیہ مُسْتَكْبِرِينَ بِهٖ اے عنہ اور کبھی ایک جملہ
کی جگہہ دوسرا جملہ بھی لاتے ہین جبکہ اس سے پہلے کا مطلب بخوبی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ اصل یہ تھا لا بأس
بذلک لانہم اخوانکم۔ اور جسطرح کہ بلغاء کے کلام مین ابدال واقع ہوتا ہے اسیطرح تغیر بھی واقع ہوتا ہی کہ کلام کو ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب
کیطرف متغیر کردیتے ہین پس کبھی غائب کی ضمیر کیجگہہ متکلم کی وبالعکس اور مخاطب کی جگہہ متکلم کی وبالعکس ضمیر لاتے ہین اور اسکو صنعت
التفات کہتے ہین۔ اس تغییر کلام کی بھی بہت سی صورتین ہین کہ جنکو فصیح وبلیغ ہر زبان مین ہمیشہ عمل مین لاتے ہین واضح ہو کہ جسطرح
حذف وابدال وتغیر حسب موقع بلاغت کا جزو ہے اسیطرح بعض الفاظ زائد کا لانا بھی (کہ جس سے کلام مین حسن اور مطلب عمدہ طرح سے ثابت
ہوتا ہے) بلاغت کا ایک جزو اعظم ہے۔ پس زبان عرب مین لفظ مثل اور کاف وغیرہ اس مراد کے لیے آتے ہین۔ بولتے ہین مثلک لا یبخل
یعنی آپ جیسا شخص بخل نہین کرتا۔ مراد یہ کہ آپ بخل نہین کرتے لیکن اسمین زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ جب ایک شخص کا مثل نہین بخل کرتا
تو یہ بدرجہ اولی نہین کرتا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یہان کاف محض اس بلاغت کے لیے آیا ہی کہ جسکا بیان ہوا (فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ

یہان اگر ما کو مصدریہ نہ پڑھا جاوے تو لفظ مثل اسی مراد کے لیے آیا ہی۔ بعض کوڑ مغز پادریونکو اردو کے بھی محاورات معلوم نہین جو انکی زبان ہے قرآن کے محاورات جاننا تو کجا انہون نے اپنے قصور فہم سے ایسے مواضع مین قرآن مجید پر اعتراضات کرکے اپنی لیاقت پر دھبہ لگایا ہے

امر ہفتم علم محاورات ہی یہ سب سے مشکل فن ہی اپنی زبان کے محاورات پر بخوبی مطلع ہونا مشکل ہی چہ جائیکہ غیر زبان کے محاورات۔ دیکھیے اس ملک مین پادری لوگ اردو دانی کا دعوی کیا کرتے ہین اور سالہا سال لوگون سے پڑھتے اور بازارونمین جاکر بول چال سنتے ہین مگر پھر بھی وہ اردو بولتے ہین کہ جسپر اہل زبان ہنس پڑتے ہین ایک پادری صاحب نے کہا دیکھو تمہاری چارپائی پر قفل بیٹھا ہے کہنا چاہیے تھا دھرا ہے ایک نے فرمایا (ہماری گائے کا بیٹا پیدا ہوا ہے) حالانکہ بیٹا انسان کی اولاد مین مستعمل ہوتا ہے اور یہ جاننا کہ حیوانات کے بچے انکے جدے جدے نام ہین اور ہر حیوان کی آواز کو جدے جدے لفظ سے تعبیر کرتے ہین مثلاً گھوڑیکے بچے کو بچھیرا گائی کے بچے کو بچھڑا کہتے ہین اور گھوڑا ہنہناتا اور ہاتھی چنگھاڑتا اور بکری ممیاتی ہے اور پھر ہر ایک کو اسی لفظ سے ادا کرنا۔ اور محاورات مین جو مثالین اور کہاوتین کہی جاتی ہین انکو انکے موقع پر کہنا) مشکل بات ہی۔ عرب مین حجاز کی زبان اور اسپر قریش کے زبان زد محاورات کہ جنکو قرآن نے ادا کیا ہے عرب کے نزدیک عجب لطف رکھتے تھے۔ حتے المقدور مفسر کو ان محاورات کا جاننا ازبس ضرور ہے۔ جو محاورات قرآن نہین جانتے وہ مطلب فہمی مین بڑی دقت اٹھاتے ہین اب مین چند وہ مثالین بیان کرتا ہون کہ جو سمجھنے کے لیے کافی ہین مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا کہ زمین پر کوئی ایسا چلنے والا جاندار نہین کہ جسکی پیشانی خدا نے نہ پکڑ رکھی ہو۔ بظاہر ناصیہ پکڑنا ہر دابہ کا سمجھ مین نہین آتا مگر جو یہ جانیگا کہ ناصیہ پکڑنا محاورہ عرب مین قبضہ کرنا ہی[1] تو اسکے نزدیک کچھ دقت نہین کیونکہ ہر دابہ خدا کے قبضہ قدرت مین ہے (قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ) جو محاورہ نہین جانتا وہ یون ترجمہ کریگا مارا گیا آدمی کس چیز نے اسکو کافر کردیا مگر جو محاورہ دان قتل کو جملہ دعائیہ اور ما اکفرہ کو فعل تعجب جانتا ہوگا تو یون کہیگا مارا جائے آدمی کیا ہی ناشکر ہی تبت یدا ابی لہب کے بھی یہی معنی سمجھنے چاہیین یعنی ابی لہب کے دونون ہاتھ ٹوٹ جائین جیساکہ اردو مین کہتے ہین فلان کو خدا غارت کرے بڑا ہی قرآن کا دشمن ہی (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ) اس سے یہ مراد نہین کہ درحقیقت کسیکے مرنے پر آسمان و زمین روتے ہین بلکہ آسمان و زمین کا رونا عرب مین محاورہ ہی افسوس و حسرت کے لیے یعنی کسینے انکی بداطواری کی وجہ سے انکے مرجانے پر کچھ افسوس و رنج ظاہر نکیا فتامل۔ اور یہ بھی محاورہ ہی کہ خطاب کے صیغے لاے جاوین اور انسے کوئی شخص خاص مقصود نہو بلکہ عموم مراد ہو۔ اور یہ بھی کہ کبھی ایسے امر کو کہ جسکے دلائل متفکر کے نزدیک ظاہر ہوتے ہین بمنزلہ محسوس کے قرار دیکر لوگونکو مخاطب بنایا جاتا ہے اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا) اور اسیطرح کسی چیز آیندہ آنیوالیکو جو کہ قطعی ہونیوالی ہے ماضی کے صیغہ سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ جنت و دوزخ کی جزا و سزا بیان کرنےمین یہی رعایت رکھی۔ اور کبھی کنایہ کے طور پر معنی مراد کو صورت محسوس مین لاتے ہین (وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ) شیطان کو چورونکے سردار کے ساتھ تشبیہ دیکر سوار و پیدل کا دوڑانا بیان کیا (وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا وَجَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا) یعنی سچ مچ کی دیوار کفار کے آگے پیچھے کھڑی نہ کردی تھی نہ کوئی لوہے کا طوق انکی گردن مین ڈالا تھا بلکہ انکی ظلمت کفر و اعراض کو دیوار و طوق سے تشبیہ دی ہے وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ یہ مراد نہین کہ انکے دل

[1] بالخصوص عماد الدین نے ہدایت المسلمین مین تو بہت کچھ زہر اگلا ہی اور جوش مین اکر الا دھند بکواس کی ہی ۱۲ منہ [2] گھوڑی کی پیشانی کے بال جب سوار پکڑتا ہی تو اسکے قبضہ مین آجاتا ہی یہانسے

امر ہفتم علم محاورات کی بحث

گلو مین آگئے تھے بلکہ شدت خوف مین عرب کا محاورہ یہ ہی جسطرح ہماری زبان مین کہتے ہین کہ ناک مین دم آگیا (وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ یہان یہ مراد نہین کہ بازو یا ہاتھ سمیٹ کر بیٹھ بلکہ یہ محاورہ ہے اس معنی مین کہ خاطر جمع رکھ اور کبھی مخاطب کے ادعاء کو چھوڑ کر اصل مقصود مین کلام کیا کرتے ہین جسکو الکلام علے مجارات الخصم کہتے ہین جیساکہ لوکان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا جن غلط معبودونکو وہ الٰہ کہتے تھے اُنکو اُنکے ادعا پر اسی لفظ سے تعبیر کرکے اونکی الوہیت باطل کی ہماری زبان مین جیسا کوئی سیادت کا ادعا کرے اور مخاطب اُسکو بلفظ سید خطاب کرے اس سے یہ مقصود نہین کہ اُسنے اسکی سیادت تسلیم کرلی - اور کبھی کسی جملہ خبریہ کو نہ اخبار کی غرض سے بلکہ تمسخر کی راہ سے تکذیب کے لیے بیان کیا کرتے ہین انک لانت العلیم الرشید ذق انک عزیز کریم جیسا ہماری زبان مین کہتے ہین آپ بڑے اچھے آدمی ہین یا آپ مرشد ہین یعنی بڑے اور چالاک ہین یا کہتے ہین بہت خوب یعنی ہرگز نہین جو لوگ ان محاورات سے واقف نہین وہ اپنی نادانی سے قرآن کے ان مزیدار فقرون پر اعتراض[1] کرتے ہین **ف** قرآن مجید مین گرچہ مخاطب بالذات وہی لوگ ہین کہ جو اُسوقت موجود تھے مگر علم الٰہی مین جو چیز آیندہ آنیوالی ہے وہ بھی موجود ہے اسلیے اور آیندہ آنیوالی نسلین قیامت تک مخاطب ہین - اور گو اکثر مقام پر مذکر کے صیغے بولے گئے ہین مگر عورتین بھی مراد ہین - اور اسیطرح گو کسی آیت کا شان نزول کوئی خاص حادثہ ہی کیون نہو اور خواہ کسی خاص شخص کے بارہ مین نازل ہوئی ہو لیکن جب تک قرائن تخصیص کے نہ پائے جائینگے اعتبار عموم الفاظ کا ہوگا خصوصیت مورد کو نہ دیکھا جائیگا پس احکام الٰہی مین عرب و عجم امیر و فقیر غلام و آقا سب برابر ہین (**امر ہشتم**) محکم و متشابہ کا جاننا قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ الآیہ واضح ہو کہ محکم اور متشابہ کے معنی مین علماء کے مختلف اقوال ہین - بعضے کہتے ہین محکم وہ کلام ہے کہ جسکی مراد معلوم ہو خواہ بالظہور خواہ بالتاویل - اور متشابہ وہ ہی کہ جسکو خاص خدا ہی جانتا ہے جیساکہ خروج دجال و قیامت بعض نے کہا کہ محکم وہ ہی کہ جسکے معنی واضح ہون اور متشابہ اسکے برعکس ہی کیونکہ جو کلام با معنی ہی یا تو دوسرے معنی کا احتمال رکھتا ہے یا نہین - جو دوسرے معنے کا احتمال نہین رکھتا وہ **نص** ہی اور جو رکھتا ہی تو اُسکے دوسرے معنی پر دلالت زیادہ ہوگی یا نہین اول وہ **ظاہر** ہے ان دونونکو محکم کہتے ہین دوسرا دو حال سے خالی نہین یا تو دونون معنی برابر سمجھے جاتے ہین یا نہین اول **مجمل** اور ثانی **ماوّل** ہی ان دونونکو متشابہ کہتے ہین پس نص اور ظاہر تو دونون محکم کی قسم ہین اور مجمل اور ماوّل متشابہ کی یہ تقسیم ان علماء کے نزدیک ہے جو مایعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف لازم نہین سمجھتے اور الراسخون فی العلم کو بھی اسمین شریک جانتے ہین جیساکہ اکثر شافعیہ کی یہی رائے ہی اور جنکے نزدیک الا اللہ پر وقف لازم ہی تو اُنکے نزدیک خدا کے سوائے متشابہ کے معنی کوئی نہین جانتا اور پھر اُسکے قرآن مین نازل کرنیسے صرف علماء کا امتحان مقصود ہی کہ ان امور پر محض خدا کے فرمانیسے ایمان بھی لاتے ہین یا نہین ؟ پس اُنکے نزدیک کل کلام الٰہی کی بلکہ ہر ایک کلام کی یون تقسیم ہوگی - جو کلام کہ ظاہر المراد ہی اُسکے معنے مین تاویل کی گنجایش ہی یا نہین پس اگر ہے - اب ظہور مراد اگر محض الفاظ سے ہی تو اُسکو ظاہر کہتے ہین اور جو اُسکے ساتھ سیاق بھی اسی مراد کیلیے ہے اور اسمین اسوجہ سے اور بھی ظہور ہوگیا ہی تو اُسکو **نص** کہتے ہین - اور کبھی عموماً ہر آیت و حدیث کو بھی نص کہا کرتے ہین فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یہ آیت اباحت نکاح کے لیے تو ظاہر ہے اور عدد بیان کرنے مین نص ہے کیونکہ اسی لیے یہ کلام چلایا گیا ہے اور جسمین تاویل کی گنجایش

امر ہشتم محکم و متشابہ کا بیان

[1] چنانچہ عماد الدین وغیرہ ناسمجھ لوگون نے اپنا وقت اسمین ضائع کیا ہے ۱۲ منہ

نہین وہ بھی دو حال سے خالی نہین یا تو نسخ کا احتمال ہے یا نہین اگر ہے تو اسکو مفسر کہتے ہین اور نہین تو محکم پیغمبر علیہ السلام کے بعد
جمیع آیات احکام۔ اور کل قصص اور آیات متعلقہ توحید وغیرہ سب محکم ہین۔ ان چارون اقسام کے مقابلہ مین چار اور قسم ہین جس طرح انمین
درجہ بدرجہ ظہور مراد کو ترقی تھی انمین درجہ بدرجہ مراد مین خفا اور پوشیدگی کو ترقی ہی کیونکہ جس کلام کے معنی مین پوشیدگی ہے یا تو وہ کسی
ایسے عارض سے ہی کہ جو لفظ کے علاوہ ہی یا محض الفاظ ہی مین خفاء ہے اول کو خفی کہتے ہین اور دوسرا کہ جسکے الفاظ مین اشکال ہے یا تو ایسا اشکال ہے
کہ تامل کرنے اور قرائن مین غور کرنے سے دور ہوسکتا ہے یا نہین اول کو مشکل کہتے ہین اور دوسرا کہ جسکا اشکال قرائن مین غور کرنیسے
دور نہین ہوتا دو حال سے خالی نہین یا اسکے اشکال دور کرنیمین متکلم کی جانب سے انکشاف کی امید ہی یا نہین اگر ہے تو اسکو مجمل کہتے
ہین اور نہین تو اسکو متشابہ کہتے ہین جیساکہ الرحمن علی العرش استوی و وجہ اللہ و یدہ وغیر ذلک من الصفات المتشابہات اور جیساکہ اوائل
سور مین الم حم وغیرہا حروف مقطعات ہین یہان آپکو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ظاہر کے مقابلہ مین خفی اور نص کے مقابلہ مین مشکل اور مفسر کے مجمل
اور محکم کے متشابہ ہی پس جسطرح محکم مین نہایت درجہ کا ظہور ہے متشابہ مین نہایت درجہ کا خفاء ہی اور یہ بھی کہ اول فریق کی تقسیم کے موافق
مجمل اور ماول ہی کو متشابہ کہتے ہین پس انکے نزدیک اور بھی آیات متشابہ کہلاوینگی۔ آپ یہ بات بھی خیال مین رکھین کہ یہ جو محکم اور متشابہ
باہم مخالف ہین یہانتک کہ جو آیت محکم ہے اسکو متشابہ نہین کہہ سکتے اور جو متشابہ ہی اسپر محکم کا اطلاق نہین ہوسکتا یہ سب اس تقدیر پر ہی
کہ محکم اور متشابہ سے ظہور و خفاء مراد لیا جاوے ورنہ جب حکم محکم ہونیسے مراد مضبوطی اور نقصان و اختلاف قبول نکرنا مراد لیا جاویگا تو تمام
آیات قرآنیہ کو محکم کہا جاویگا کما قال تعالی کِتَابٌ اُحْکِمَتْ اٰیَاتُہٗ اور اسیطرح جب متشابہ کے معنی صدق اور اعجاز مین ایک دوسریکا شبیہ
ہونا قرار دیا جاویگا تو تمام آیات کو متشابہ کہین گے لقولہ تعالی کِتَابًا مُتَشَابِہًا ف اسیطرح ان طرق کا (کہ جنسے مطلب پر استدلال کیا جاتا
ہے) جاننا ضرور ہے انکے جاننے بغیر مطالب قرآن پر مطلع ہونا دشوار ہے۔ اور وہ طریقے چار ہین کیونکہ یا استدلال الفاظ سے ہی یا معنی سے
پہلی صورت مین وہ کلام اگر خاص اسی مطلب کے لیے بولا گیا ہی تو اسکو عبارۃ النص کہتے ہین ورنہ اشارۃ النص دوسری صورت مین
اگر وہ مطلب اسلیے سمجھا جاتا ہے کہ شرعًا یا عرفًا یا عقلًا لفظی معنی اسپر موقوف ہین تو اسکو اقتضاء النص کہتے ہین اور اگر اسطرح سے
نہین بلکہ زیادہ ہونیکی وجہ سے سمجھ مین آتا ہے تو اسکو دلالۃ النص کہتے ہین۔ یہ چارون طریق تو سب کے نزدیک مقبول ہین انکے علاوہ
بعض محققین کے نزدیک اور طریقون سے بھی مطلب سمجھا جاتا ہی اور وہ یہین مفہوم الشرط۔ مفہوم الصفۃ وغیرہا کہ جنکو مفہوم مخالف
کہتے ہین۔ اور اسیطرح عام و خاص و مشترک و ماول۔ اور حقیقت و مجاز و صریح و کنایہ کا جاننا بھی بالخصوص اس شخص کے لیے کہ جو احکام
قرآن پر مطلع ہونا اور انسے اور احکام کا استنباط کرنا چاہے ضرور ہی (امر نہم) اختلاف قرارت واضح ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ
کی ایک جماعت کثیر نے یہ نقل کیا ہے اِنَّ الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ کُلُّہَا شَافٍ کَافٍ یعنی قرآن سات حرف پر نازل ہوا ہے ہر ایک
کافی شافی ہے۔ اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہین۔ مگر حرف کے معنی مین علماء کا بہت کچھ اختلاف ہی کسی نے کچھ کہا اور کسی نے
کچھ چنانچہ تفسیر اتقان مین چالیس قول نقل کیے ہین مگر ان اقوال مین ایسے بھی اکثر قول ہین کہ جنکی نسبت کسیکو اختلاف نہین اسلیے
انکو چالیس کہنا میرے نزدیک صحیح نہین خیر اسکو جانے دو مگر اسمین کچھ شک نہین کہ جو باہم مخالف اقوال ہین وہ سبکے سب صحیح نہین

امر نہم اختلاف قرارت کے بیان مین

مینے جہانتک علماء محققین کے اقوال اور احادیث صحیحہ مین نظر کی اور مختلف عنوانون مین اس حدیث کے مطلب پر غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ سات حرف سے قبائل عرب یا خاص قبائل قریش کے وہ مختلف محاورات مراد ہین کہ جنسے مطلب مین کچھ تغیر نہ آئے اور ہر ایک کو ادا کرنے مین آسانی ہوجاوے چنانچہ آنحضرت صلعم کی استدعاء کے موافق اس امر کی خدا نے اجازت دی تھی (جسطرح ہندوستان مین گیا اور گا اور گے۔ اور کی۔ پورب اور پنجاب اور وسط ہند مین بولا جاتا ہے اور کوئی مصنف سہولت کیلئے اپنی کتاب مین اس لفظ کو ہر طرح سے ادا کرنیکی اجازت دیدے) مگر آنحضرت لوگونکو قرآن اُسی طرز پر یاد کراتے اور کاتبونسے اُسی طریق پر لکھواتے تھے جو خاص آپکی زبان تھی پس جب حضرت ابوبکر کے عہد مین قرآن جمع کیا گیا تو خاص اُسی طرز پر جمع کیا گیا اور باقی وجوہ کہ جنکی ایک عارضی طور سے اجازت تھی رفع اختلاف کے لیے کتابت مین نہ آئین اُسوقت وہ سبعہ احرف باقی نرہے گو اپنے طور پر کوئی پڑہا کرے مگر اُس مصحف مین درج نکیے گئے۔ پھر جب حضرت عثمان کے عہد مین اُس نسخہ سے پانچ یا سات نسخے انہین کیے حافظون اور زبان والونکے اہتمام سے نقل کرا کے اطراف و جوانب مین بھیجے انمین بھی وہ احرف چھوڑ دیے گئے کیونکہ یہ نسخے تو خاص اُسی نسخے سے نقل ہوئے تھے جو خاص آنحضرت کی زبان کے موافق لکھا گیا تھا مگر وہ سب نسخے خط کوفی مین تھے کہ جسکی رسم خط مین حروف مین تشابہ واقع ہوتا ہے جسمین یعلمون کی جگہ تعلمون اور تعلم کیجگہہ نعلم پڑھا جا سکتا ہے۔ مگر یہ اختلاف حفاظ کو ہرگز پیش نہ آتے تھے کیونکہ وہ لوگ حرف بحرف اسیطرح یاد رکھتے تھے جو آنحضرت علیہ السلام نے بتلایا تھا بلکہ اُن لوگونکو کہ جو صرف لکھے ہوئے پر دار و مدار رکھتے تھے صحابہ مین بڑے معتبر حافظ اور قاری کہ جو عالم ہونیکے اختلاف کو درست کرتے تھے اور جنکی طرف ہر مشکل مین لوگ رجوع کرکے حل کرتے تھے یہ لوگ تھے عثمانؓ۔ علیؓ۔ ابیؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ ابن مسعودؓ ابو درداءؓ۔ ابو موسیٰ اشعری کذا قال الذہبی فی طبقات القراء۔ پھر مکہ اور مدینہ اور بصرہ اور کوفہ اور شام مین انکے تلامذہ پھیلگئے اور قرآن کی تعلیم مین مصروف ہوے اور لوگونکے شکوک رسم الخط کو حل کرتے رہے چنانچہ مدینہ مین ابن المسیب اور عروہ اور سالم و عمر بن عبد العزیز اور سلیمان اور عطاء اور معاذ بن حارث کہ جو معاذ قاری کے لقب سے مشہور تھے اور عبد الرحمن بن ہرمز اور ابن شہاب زہری اور مسلم بن جندب اور زید بن اسلم تھے اور مکہ مین عبید اور عطاء بن ابی رباح اور طاؤس اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن ابی ملیکہ اور کوفہ مین علقمہ اور اسود اور مسروق اور عبیدہ اور عمرو بن شرحبیل اور حارث بن قیس اور ربیع اور عمرو بن میمون اور ابو عبد الرحمن سلمی و زر بن حبیش و عبید بن فضیلہ و سعید بن جبیر و نخعی و شعبی اور بصرہ مین ابو عالیہ اور ابو رجاء اور نصر بن عاصم اور یحیی بن یعمر اور حسن بصری اور ابن سیرین اور قتادہ اور شام مین مغیرہ ابن ابی شہاب مخزومی حضرت عثمانؓ کے شاگرد تھے۔ انکے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ اس فن کے ماہر تھے بلکہ بعض تو خاص اسی فن کے امام مشہور ہوگئے چنانچہ مدینہ مین ابو جعفر پھر ابن نصاح پھر نافع قاری مشہور ہوے اور مکہ مین عبد اللہ بن کثیر و حمید بن قیس و محمد بن محیض اور کوفہ مین یحیی بن وثاب و عاصم بن ابی النجود و سلیمان اعمش پھر حمزہ پھر کسائی اور بصرہ مین عبد اللہ بن ابی اسحاق و عیسیٰ بن عمر و ابو عمرو بن العلاء و عاصم پھر یعقوب حضرمی اور شام مین عبد اللہ بن عامر و عطیہ بن قیس کلابی و اسمعیل پھر یحیی بن حارث ذماری پھر شریح بن یزید حضرمی امام القراء کہلاے۔ اور پھر انمین سے یہ سات شخص تو ایسے ہوئے کہ دور دراز سے لوگ انکے پاس آکر قرآن کی حرکات و سکنات مد و شد بلکہ لب و لہجہ کو بھی سیکھتے تھے اور اس فن کے مقتدا مانے گئے اور وہ یہ ہین نافعؒ اس شخص نے ستر تابعین کی شاگردی کرکے یہ علم حاصل کیا تھا اور یہ مدینہ مین

(۱) خواہ ان احرف سے تقدیم و تاخیر کلمات مین کرنا یا ایک کلمہ کا دوسری جگہہ ہم معنی ہونیکی وجہ سے پڑھنا یا قریش و ہوازن وغیرہ قبائل کے لغات الغرض جو کچھ ہو وہ آسانی کے لیے آپکے روبرو تھا مگر جو کچھ اصل تھا لکھانے اور یاد کرانے مین اُسیکا اعتبار تھا پس ان عارضی وجوہات کو اب پیش کرکے قرآن مین تحریف کا مدعی ہونا ایک خیال محال ہے۔

رہتے تھے ابن[۱] کثیر مکی یہ عبداللہ بن سائب صحابی کے شاگرد تھے ابو[۲] عمرو علماء تابعین کے شاگرد تھے اور بصرہ مین رہتے تھے عبد[۳] اللہ ابن عامر شامی یہ ابوالدرداء اور عثمان کے شاگرد ونکے شاگرد تھے عاصم[۴] کوفی یہ بھی تابعین کے شاگرد تھے پھر انکے شاگرد حمزہ[۵] اور پھر انکے شاگرد کسائی - وہ سات قاری کہ جنکی سات قرارت مشہور ہین یہی لوگ ہین پھر انہین سے ہرایک کی قرارت کے دو دو راوی ہین کہ جنکے لب ولہجہ مین کسیقدر باہم اختلاف ہے چنانچہ نافع سے اُنکے شاگرد قالون[۱] اور ورش[۲] اور ابن کثیر سے قنبل[۳] اور بزی[۴] ایک واسطہ سے اور ابوعمرو سے دوری[۵] اور سوسی[۶] ایک واسطہ سے اور ابن عامر سے ہشام[۷] اور ذکوان[۸] ایک واسطہ سے اور عاصم سے ابوبکر[۹] بن عیاش اور حفص[۱۰] (حفص کی قرارت ہندوستان مین مشہور ہے) اور حمزہ سے خلف[۱۱] اور خلاد[۱۲] بواسطہ سلیم اور کسائی سے دوری[۱۳] اور ابو[۱۴] الحارث روایت کرتے ہین ان سات قاریونکی قرارت مین جو کچھ اختلاف ہی یا پھر اُنکے راویونکی قرارت مین جو قدرے مخالفت ہی سو وہ سب محض اخفا وا ظہار مد و قصر تفخیم واماله و اشمام رفع وخفض یعنی کھڑا اور پڑا پڑھنے وغیرہ امور مین ہی کہ جو لب ولہجہ سے علاقہ رکھتے ہین یعنی ان حضرات نے اپنے اساتذہ سے آنحضرت صلعم کے قرآن کی ادائگی اور تلفظ کی کیفیت کو محفوظ[۱] رکھا (اور جسطرح علم موسیقی سننے سے تعلق رکھتا ہے یہ فن تجوید[۲] بھی سماعت استاد سے علاقہ رکھتا ہے) پس ان سات قرارتون سے وہ سبعہ احرف (کہ جو حدیث مین وارد ہین اور جنکے معنی مین اختلاف ہے) مراد لینا نہایت جہالت ہے

وقد ظن کثیر من العوام ان المراد بہا القرارت السبعۃ وہو جہل قبیح - اتقان الغرض قرآن جب لکھا گیا تو خط کوفی مین خاص اُسی طرز پر لکھا گیا تھا کہ جو آنحضرت علیہ السلام نے اپنی حیات مین حفاظ کو یاد کرادیا اور کاتبون سے لکھوادیا تھا باقی وہ جو کچھ بطریق تفسیر تھا اور بعض لوگون نے اُسکو اپنے مصاحف مین متبرک سمجھکر لکھ لیا تھا (کہ جسکو منسوخ التلاوۃ کہتے ہین) اور ان عام محاورات کو (کہ جنکی بضرورت اجازت تھی) چھوڑ دیا کیونکہ وہ دراصل قرآن نہ تھی پھر جنکو اس رسم الخط مین تردد ہوتا تھا تو اُنکے تردد کو صحابہ پھر تابعین وغیرہم علماء اپنی یاد سے دور کردیتے تھے لیکن جبکہ یہ دیکھا کہ مصاحف کثرت سے پھیل گئے اور اسلام صدہا بلکہ ہزارہا کوس اور مختلف قومون مین پہنچگیا کہ جنکی عربی زبان نہین ہے تو عام سہولت کے لیے قرآن پر تابعین ہی کے زمانہ مین اعراب[۳] زبر زیر پیش و مد و جزم لگائے گئے اور آیات اور اوقاف کے نشان دیے گئے کہ جس سے ہر شخص بلا کم وکاست و بلا تغیر بخوبی قرآن مجید پڑھ سکتا ہی اور ہر طرح کی غلطی سے محفوظ رہ سکتا ہے خداتعالی متقدمین کو جزاء خیر عطا فرماوے کہ اُنکی کوشش اور سعی کا یہ نتیجہ ہی کہ زمانہ نزول سے آجتک ہر ملک اور ہر قوم مین ایک ہی قرآن ہی کسی جگہہ بھی حرف یا شوشہ یا نقطہ کا فرق نہین وللہ الحمد اب بعض عیسائیونکا تورات واناجیل کی تحریف کی نظیر مین قرآن مجید مین تحریف ثابت کرنیکے لیے اُن[۱] الفاظ کو نقل کرنا کہ جو بطور تفسیر کے پڑہے گئے تھے اور آنکو پھر آنحضرت نے قرآن مین داخل نفرمایا اور اُن خبر احاد کو نقل کرنا کہ جنمین سبعہ احرف کے بیان مین تقدیم وتاخیر وغیرہ تصرفات مذکور ہین محض بیفائدہ ہے کیونکہ یہ سب چیزین اگر صحیح روایت اور پھر متواتر

جہانتک مین نے غور کیا قرأت کے اختلاف کا مدار زیادہ تر رسم الخط پر ہے یعنی جہانتک خط کوفی مین وسعت تھی وہین تک وقف اور اعراب اور لب ولہجہ وغیرہ امور مین اختلاف ہے چونکہ ہر ایک روایت کو خط کوفی گنجائش دیتا تھا ۱۲ منہ

---

[۱] پس وہ جو بعض مفسرین اختلاف قرارت بیان کرتے وقت کسیقدر زائد باتین بیان کرتے ہین سو وہ محض خبر احاد سے ثابت ہین وہ کسیطرح سے جزو قرآن نہین ہوسکتین کیونکہ قرآن مین تواتر شرط ہی ہان اُن سے حدیث سمجھکر کوئی حکم ثابت کیا جاوے تو ممکن ہی ۱۲ منہ [۲] تجوید فن قرارت کو کہتے ہین علماء نے طرز تلفظ وغیرہ امور بالخصوص مفردات ومرکبات الفاظ کے مخارج کو کتابون مین بیان کیا ہی - اس فن مین سب سے اول ابو عبید قاسم بن سلام نے پھر احمد بن جبیر کوفی نے پھر اسمعیل مالکی نے پھر ابوجعفر ابن جریر طبری نے پھر ابوبکر مجاہد داجونی نے پھر ابوبکر بن مجاہد نے تالیف وتصنیف کی پھر بہت سے لوگون نے کتابین لکھی ہین جزری اور شاطبی بھی اس فن مین عمدہ کتابین ہین - ۱۲ منہ -

[۳] عبدالملک بن مروان کے زمانہ مین خلیل وغیرہ لوگون کے اہتمام سے یہ کام انجام پایا - ۱۲ منہ -

امر دوم ترتیب یعنی تقدیم وتاخیر آیات کی بحث

یا مشہور سے بھی ثابت ہوجائین تو آنحضرت کے روبرو ہی قرآن مین مندرج نہوئی تھین نہ پھر جمہور صحابہ نے قرآن کو جمع کرتے وقت اُنکو نقل کیا بلکہ سب نے بالاتفاق اُنکو قرآن کا جزء نہ سمجھا پس جب یہ جزء قرآن نہین تو انکے قرآن نہونیسے کوئی نقصان لازم نہین آتا مگر جو لوگ اس بات سے ناواقف ہین وہ بغیر سمجھے بوجھے تفسیر اتقان وغیرہ کتب سے اس قسم کی روایات نقل کرکے قرآن مین تحریف ثابت کرنیکے مدعی ہوجاتے ہین مگر جب تحریف اور قرآن کی تعریف مقرر کرکے امور تنقیح طلب قرار پاتے ہین تو اہل اسلام کے روبرو خجالت اُٹھاتے ہین (**امر دوم**) (تقدیم وتاخیر آیات) **واضح** ہو کہ قرآن مجید جس ترتیب سے کہ جمع کیا گیا ہی یعنی اول الحمد پھر سورۂ بقر پھر سورۂ آل عمران الخ اس ترتیب سے نازل نہین ہوا ہی بلکہ اصل حال یہ ہی کہ اس ترتیب موجودہ کے ساتھ قرآن مجید لوح محفوظ سے رمضان کے مہینہ مین **شب قدر** کو یکبارگی آسمان دنیا مین بیت المعمور[ف۱] کیطرف نازل ہوا جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ الآیہ وقال اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ پھر وہان سے حسب حاجت عباد تھوڑا تھوڑا جبرئیل[۲] علیہ السلام حضرت کے پاس لاتے تھے اور آپ اُن آیات کو اُنکے اصلی موقع پر کاتبون سے لکھوا دیتے اور حافظونکو یاد کرا دیتے تھے جسطرح کسی دیوان مرتب مین سے حسب موقع کچھ اشعار اور غزلین کسیکے پاس بلالحاظ تقدیم وتاخیر بھیجی جاوین لیکن وہ شخص ہر شعر اور ہر غزل کو اُسی ترتیب سے لکھے کہ جس ترتیب سے دیوان مین مندرج ہین جو اول ہی اُسکو اول اور جو آخر ہی اُسکو آخر لکھے گو آخر کی غزل اول بار بھیجی جاوے مگر لکھی اخیر ہی مین جاوے یہی حال قرآن مجید کا ہے چنانچہ شوال کے اول عشرہ مین اول سورہ اقرأ مالم یعلم تک نازل ہوئی پھر مدثر پھر مزمل بعض کہتے ہین اول اقرأ پھر ن پھر مزمل پھر مدثر پھر سورہ فاتحہ پھر تبت پھر اذا الشمس کورت پھر سبح اسم ربک الاعلی پھر واللیل پھر فجر پھر والضحی پھر الم نشرح پھر والعصر پھر والعادیات پھر کوثر پھر الہاکم التکاثر پھر ارأیت الذی پھر قل یاایہا الکافرون پھر الم تر پھر قل اعوذ برب الفلق پھر قل اعوذ برب الناس الخ نازل ہوئی اور جب آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کر گئے وہان بھی بتدریج قرآن نازل ہوتا رہا چنانچہ وہان جاکر ویل للمطففین پھر سورہ بقرہ پھر آل عمران پھر انفال پھر احزاب پھر مائدہ الخ نازل ہوئی۔ اکثر تو ایک سورہ کئی کئی ٹکڑے ہوکر نازل ہوتی تھی اور کبھی تمام سورہ یکبارگی نازل ہوئی ہی جیساکہ سورہ انعام وتبت واذا جاء نصر اللہ وغیرہا من السور تمام محققین کے نزدیک آیات کی ترتیب توقیفی ہے یعنی جس طرح جبرئیل نے آپ سے کہا آپ نے اُسکے موافق آیات قرآن کو مرتب کیا اور ہر سورۃ کی آیات کو اُنکے موقعہ پر لکھوا دیا اسیطرح سورتونکی ترتیب بھی آنحضرت صلعم کے عہد مین ہوچکی تھی اسی ترتیب سے جواب موجود ہے صدہا حفاظ کو قرآن مجید یاد تھا اور آپ ہی کے ارشاد بموجب فاصلہ کیلیے ہر سورۃ کے اول مین بسم اللہ بھی لکھی جاتی تھی چونکہ سورۂ برارت کے اول مین آپنے حکم ندیا تو وہان یہ نہ لکھی گئی پس جسقدر آیات اور سورتین کہ مکہ مین نازل ہوئین اُنکو مکیہ کہتے ہین اور جو مدینہ مین نازل ہوئی ہین اُنکو مدنیہ کہتے ہین اور بعض نے یہ اصطلاح مقرر کی ہی کہ جو کچھ ہجرت سے پہلے نازل ہوا خواہ خاص مکہ مین یا طائف مین یا کہین اور سبکو مکیہ کہتے ہین اور جو کچھ بعد ہجرت کے نازل ہوا خواہ خاص مدینہ مین یا قبا مین یا راستہ مین یا خیبر یا تبوک کے سفر مین سبکو مدنیہ کہتے ہین **متاخرین** نے قرآن کے ہر سورہ کے اول اُسکا بیان لکھدیا ہی کہ یہ مکیہ ہی یا مدنیہ اور اسکی اسقدر آیات ہین البتہ احکام کے ناسخ ومنسوخ پہچاننے کے لیے اسقدر جاننا تو ضرور ہے باقی یہ معلوم کرنا کہ یہ آیات سردی کے

ف۱ بیت المعمور ہمارے مکانونکی مانند کوئی دفترخانہ یا منشی خانہ نہین ہی بلکہ یہ تعینات عالم مثالی ہین جنکی شرح کی یہان گنجایش نہین ۱۲ منہ ف۲ بعض نافہمون نے جبرئیل کا انکار کیا اور نزول قرآن اور وحی کو حضرت کی حالت جذبیہ کا ثمرہ بتلایا اور اُسکو مجنونونکی خیالی باتونکے ساتھ تشبیہ دیا نعوذ باللہ منہ دراصل یہ کسہو میو اور بولنجر وغیرہم یورپ کے ملحدون کی تقلید ہی کہ جسپر سید احمد خان اور اُنکی امت فخر کرتی ہے ۱۲ منہ ف یکبارگی نازل ہونے کو انزال اور پارہ پارہ کو تنزیل کہتے ہین ۱۲ منہ۔

موسم مین نازل ہوئی تھین یا گرمی کے موسم مین صبح کے وقت یا شام کے وقت دن مین یا رات مین سفر مین یا حضر مین کچھ ضرور نہین اور جو
کوئی ان باتون پر بھی حاوی ہو جیسا کہ بعض محدثین نے آیات صیفی و شتوی لیلی و نہاری سفری و حضری کو جداگانہ بیان کیا ہی تو یہ اُسکے وفور
علم کی دلیل کامل ہی الغرض آیات و سور کی ترتیب اصلی قرار دینے کے لیے ہر رمضان مین جبرئیل آنحضرت سے دور کرتے تھے اور اخیر رمضان مین
دو بار دور کیا تاکہ نزول کی تقدیم و تاخیر کو درست کرکے ہر چیز کو اُسکے اصلی موقعہ پر قایم کر دین چنانچہ آپنے ایسا کیا اور لوح محفوظ کے مطابق قرآن کو
کر دیا اسلیے تمام اہل اسلام مین اُسی ترتیب سے قرآن ابتک موجود ہی اور قیامت تک رہیگا مان اسکا کچھ مضائقہ نہین کہ تلاوت یا کسی اور غرض
سے کوئی شخص بعض سورتونکو مقدم موخر کر دے جیسا کہ پنج سورہ مین ہوتی ہین یا ایک قسم کی آیات کو جداگانہ ترتیب دے اور دوسری قسم کو جدی
جگہہ لکھے جیسا کہ اہل ورد وظائف کرتے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ترتیب نزول کے لحاظ سے رکھی تھی یہ جو کچھ مین نے لکھا ہے
کتب احادیث مین موجود ہے اتقان مین اُسکے حوالے مندرج ہین واللہ اعلم (**فصل ہشتم**) **ف** قرآن مجید کی سورتونکے نام آنحضرت
صلعم کے روبرو ہی مقرر ہو چکے تھے نام رکھنے مین اکثر جزو غالب یا مقصود بالنظر کا اعتبار ہوتا ہی اسلیے سورہ بقر کو کہ اُسمین ذبح بقر کا عجیب و غریب
قصہ ہے سورہ بقر کہنے لگے اور سورہ یوسف مین چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے اسلیے اُسکو سورہ یوسف کہنے لگے اور کبھی کسی صفت
خاص کا بھی لحاظ ہوتا ہی مثلاً سورۂ الحمد مین ایک وصف شفا ہے اسلیے اُسکو سورہ شفاء کہا گیا اسی لحاظ سے ایک سورہ کے متعدد نام مقرر ہوے
ہین اور کبھی اول کلمہ کا لحاظ کرکے وہی نام رکھدیا جاتا تھا چنانچہ سورہ نون کو ن اور صاد کو ص اور حم کو حم اور تبت کو تبت کہنے لگے و قس علی ہذا۔
احادیث مین اکثر سورتونکے نام آئے ہین گو اُنمین بعض احادیث ضعیف اور بعض صحیح ہین پس سبکو غیر ثابت کہدینا قاعدہ محدثین کے برخلاف
ہی اور ان امور مذکورہ کا تسمیہ مین مرعی رکھنا عرب مین قدیم سے مروج تھا چنانچہ انہین وجوہ سے وہ اپنے قصائد کو موسوم کیا کرتے تھے پس
اس تسمیہ کو یہود کی تقلید کہنا جیسا کہ سید احمد خان صفحہ ۴۵ مین کہتے ہین بڑی غلطی بلکہ ناواقفی ہی تنبیہ حروف مقطعات انتیس ۲۹ سورتونکے
اول مین آئے ہین علماء کا اُنکے معانی مین اختلاف ہی۔ آپکو آگے چلکر معلوم ہو گا مگر ایک جماعت نے اُنکو اُن سورتونکا نام بھی مانا ہے
اور اُنکے یہی معنی قرار دیے ہین لیکن آنحضرت صلعم سے اس بارہ مین کوئی روایت صحیح نہین آئی ہی پس ان حروف کو سورتونکا نام باموحی
یا بامر الہی سمجھنا اور یون کہنا **قولہ ص۲** انہین سے بجز انتیس کے کہ جنکی ابتدا مین حروف مقطعات ہین اور کسیکو خدا تعالی نے موسوم نہین کیا سید احمد
بڑی غلطی کی بات ہی **ف۲** قرآن مجید مین کل ۱۱۴ سورتین ہین۔ اور قرآن کی آیات کی تعداد مین اہل کوفہ اور اہل شام اور اہل بصرہ اور اہل مکہ
و اہل مدینہ کا اختلاف ہی اختلاف کی یہ وجہ نہین کہ ایک گروہ بعض کو آیات قرآنی کہتا ہی اور دوسرا اُنکو قرآن مین داخل نہین کرتا بلکہ اس وجہ سے
کہ جس گروہ کی نزدیک نبی صلعم کا جسجگہہ وقف کرنا پایا گیا انہون نے اُسکو ایک آیت شمار کیا اور جنکے نزدیک دونون جگہو مین وقف کرنا ثابت نہوا
بلکہ وصل ثابت ہوا تو انہون نے دونونکو ایک آیت سمجھا پس اکثر کے نزدیک چھہزار چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶۶ ہین اور اہل کوفہ کے نزدیک چھہزار دوسو چھتیس ۶۲۳۶
ہین اور اہل مدینہ کے نزدیک چھہزار دوسو چودہ ۶۲۱۴ ہین۔ متاخرین نے آیات پر کہین لفظ شامی کہین کوفی لکھدیا ہی اسکے یہ معنی نہین کہ یہ آیت
کوفہ یا شام مین نازل ہوئی بلکہ یہ مراد ہی کہ علماء کوفہ کے نزدیک یا علماء شام کے نزدیک یہ آیت ہی واللہ اعلم اور اسیطرح حروف قرآن کا بھی
علماء نے شمار کر لیا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر حرف بتائے ہین اور یہان بھی اختلاف کا یہ سبب ہی کہ

ف۱

ف۲

ف ۳۔ بعض نے حروف مشددہ مین سے ایک کو دو گنا بعض نے ایک ہی شمار کیا ف۳۔ لوگونکی آسانی کے لیے جب علمار نے قرآن مجید پر اعراب لگاے۔ اور علم رسم الخط تدوین کیا تو سہولت کے لیے متاخرین نے قرآن کو تیس دنونکے موافق تیس پارون پر تقسیم کیا۔ اور ہر پارہ کے چار ٹکڑے کیے۔ ربع۔ نصف۔ ثلث کا لفظ ہر مقام پر لکھا۔ اور پھر ہر ٹکڑے کو تقسیم رکوعات پر کیا۔ اور رکوع کا اشارہ ع کے ساتھ کیا۔ پھر رکوع کی پانچ پانچ یا دس دس آیات پر چند نشان لگاے جنکی تفصیل یہ ہے۔

ھ	یہ پانچ آیتون کی علامت ہی جو کوفیون اور بصریونکے نزدیک یا خاص کوفیونکے نزدیک ہین۔
ع	اسیطرحسے دس آیتونکی علامت ہے جو لفظ عشرہ ابتدائی حرف لیا گیا جیساکہ ھ خمسہ کا اخیر ہے۔
عب	سے اشارہ ہی اسطرف کہ یہان بصریونکے نزدیک دس آیت تمام ہوچکین ع سے عشرہ اور ب سے بصریین مراد ہین۔
خب	سے مراد یہ ہے کہ بصریین کے نزدیک پانچ آیتین یہانتک ہوچکین خ سے خمسہ اور ب سے بصریین مراد ہین۔
تب	سے یہ مراد ہے کہ بصریین کے نزدیک آیت ہی ت سے آیت اور ب سے بصریین مراد ہین۔
لب	سے یہ اشارہ ہے کہ اہل بصرہ کے نزدیک یہان آیت نہین ل لیس اور ب سے بصریین مراد ہین۔

ف ۴۔ ف۴۔ عرب کی زبان مین یہ دستور ہے کہ جب جملہ تمام ہوتا ہے وہان ذرا ٹھہر جاتے ہین کہ جسکو وقف کہتے ہین گرچہ ہر ایک آیت ایک کلام تمام ہے اسپر وقف ہی مگر آیت کبھی ایسی ہوتی ہے کہ اسمین دو یا کئی جملے ایسے ہوتے ہین کہ جنپر وقف کرنا چاہیے پس قدیم عرب کو آیات اور انکے درمیانی جملون پر جس طرح اعراب کی حاجت نہ تھی اسیطرح وقوف کے لیے رموز و اشارات مقرر کرنیکی بھی حاجت نہ تھی جس طرح وہ بغیر تعلیم و تعلم صرف و نحو و دیگر قواعد بلاغت اپنے سلیقہ زباندانی سے صحیح تلفظ کرتے تھے اسیطرح جملونکے معانی پر لحاظ کرکے وقف کرتے تھے لیکن جب قرآن ہر ملک مین پہنچا اور عجم سے عرب کا اختلاط ہوا تو ضرور ہوا کہ غلطی سے محفوظ رکھنے کے لیے وقف کیلیے کوئی علامت مقرر کیجاوے کیونکہ اگر وقف کے موقع پر وقف نکیا جاوے اور دونون جملونکو ملا دیا جاوے تو کلام کے معنی مین فرق آجاوے دیکھیے اس آیت وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا مین اگر قولہم پر وقف نکیا جاوے تو ان العزۃ الخ کفار کا مقولہ ہوجاتا ہے جسکے یہ معنی ہوے کہ کفار جو یہ کہتے ہین کہ عزت سب خدا کے لیے ہی اس سے غم نہ کر۔ حالانکہ یہ مراد نہین بلکہ مقصود یہ ہی کہ کفار کی بات سے رنج نکر۔ عزت ہر طرح کی خدا کے لیے ہے یہ جدا جملہ ہے اور اسیطرح وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ مین ہمت پر وقف نکیا جاوے اور دونو نکو ملا دیا جاوے تو یہ معنی ہوجائینگے کہ زلیخا نے یوسف سے اور یوسف نے زلیخا سے قصد بد کر لیا تھا۔ اور یہ مقصود نہین بلکہ ہم بہا الخ جدا جملہ ہی جسکے یہ معنی ہین کہ اگر خدا کی طرف کی رہنمائی یوسف کو نہوتی تو برا ارادہ کر چکے تھے۔ اور اسی قسم کے بیشمار مواضع مین قرار کے نزدیک وقف اور ابتدا مین کبھی صرف معنی کا لحاظ ہوتا ہی چنانچہ نافع اسکے قائل ہین اور کبھی دم ٹوٹنے کا لحاظ ہوتا ہے کہ جہان دم ٹوٹے سواے چند مواضع کے وقف کر دیا جاوے چنانچہ ابن کثیر اور حمزہ کا یہی مذہب ہی اور کبھی کلام کے پورا ہونیکا لحاظ ہوتا ہے کہ جہان کلام تمام ہوجاوے وقف کر دیا جاوے چنانچہ عاصم اور کسائی کا یہی مذہب ہی اور ابو عمر کے نزدیک آیات کی انتہا ہی پر وقف ہوتا ہی اور اسکو وقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین کیونکہ ہر آیت پر آپ قصداً وقف کرتے تھے۔ کیفیت وقف مین بھی عرب کے مختلف حالات ہین چنانچہ قرار نے انمین سے نہایت معتبر نو صورتین شمار کی ہین۔ سکون

روم - اشمام - ابدال - نقل - ادغام - حذف - اثبات - الحاق لیکن کلمہ متحرک پر وقف کرنے مین اصل اصول سکون ہے - اور باقی ہر ایک کی تفصیل مطولات مین ہے - متقدمین کے نزدیک وقف اور قطع اور سکتہ کے ایک ہی معنی ہین مگر متاخرین نے فرق کیا ہے پس لفظ قطع اُس صورت مین اطلاق کرتے ہین کہ جب قاری بالکل ٹھہر جاے اور آگے پڑھنے کا قصد نرکھے یہانتک کہ اگر پھر پڑھے تو دوبارہ اعوذ پڑھنے کی ضرورت ہو اور سکتہ یہ ہے کہ ذرا ٹھہر جاوے مگر دم نہ توڑے اور وقف مین ٹھہر جاتے اور دم لیتے ہین مگر نیت اعراض نہین ہوتی قرار نے ہر موقع پر لحاظ کرکے وقف کے بہت سے اقسام بیان کیے ہین ابن انباری کے نزدیک تو وقف کی صرف تین قسم ہین **وقف تام - وقف حسن - وقف قبیح** - وقف تام وہ ہے کہ جہان دوسرے جملہ کو پہلے سے کچھ تعلق نہو پس اول جملہ پر وقف کرکے ابتدا کلام دوسرے سے کیجاے جیساکہ اولئک ہم المفلحون ۵ ان الذین کفروا سواء علیہم أانذرتہم ام لم تنذرہم لایؤمنون ۵ اور حسن وہ ہے کہ پہلے کلام پر وقف تو ٹھیک ہو مگر دوسرے سے تنہا ابتدا کلام نہو سکے جیساکہ الحمد للہ پر وقف کرنا کیونکہ رب العالمین جو اسکی صفت ہے تنہا اُس سے بغیر موصوف کے ابتدا کلام نہین ہو سکتی - اور قبیح وہ کہ جو نہ حسن ہو نہ تام جیساکہ بسم اللہ مین بسم پر وقف کرے - اور بعض نے اور بھی اقسام وقف کے بیان کیے ہین کہ جنکے ذکر کی اس مختصر مین گنجائش نہین مگر مین اب اُن تمام وقوف کے اشارون کو جو قرآن مین لکھے جاتے ہین بیان کرتا ہون اس سے وقوف کے اقسام بھی سمجھ لو -

---

ہ یہ گول دائرہ آیت کی علامت ہے اور بعض اسمین نقطہ بھی لکھتے ہین اور بعض فقط لفظ ہی پر بس کرتے ہین یہان ٹھہرنا چاہیے -

م یہ اشارہ ہے وقف لازم کیطرف یہان ٹھہرنا ضرور ہے ورنہ کلام کے معنی بدل جاوینگے -

ط یہ اشارہ ہے وقف مطلق کے لیے یہان ٹھہرنا بہتر ہے یہ اُس صورت مین ہے کہ جب دوسرے جملہ سے ابتدا کرنا حسن ہووے -

ج یہ علامت وقف جائز کی ہے کہ یہان وقف کرنا اور نکرنا دونون برابر ہین چاہے کرے چاہے نہ کرے -

ز یہ علامت ہے اسکی کہ یہان نہ ٹھہرے اور اگر ٹھہریگا تو جائز ہے -

ص یہ علامت اس بات کی ہے کہ یہان وقف کی رخصت ہے یعنی طول کلام کی وجہ سے یہان دم لینا کچھ مضائقہ نہین یہان وقف نکرنا بہتر ہے بخلاف ز کے یہ علامات تو وہ ہین کہ جو متقدمین کے نزدیک مروج تھین مگر متاخرین نے چند اور علامات مقرر کی ہین اور وہ یہ ہین -

صلے علامت ہے الوصل اولی کی یعنی اس مقام پر وقف نکرنا اولی ہے ملاکر پڑھنا چاہیے -

ق علامت ہے قیل کی یعنی کہا گیا ہے کہ یہان وقف ہے مگر یہان بھی نہ ٹھہرنا بہتر ہے کیونکہ قیل ضعف وقف پر دال ہے -

صل علامت ہے قد یوصل کی یہان وقف اولی ہے -

ک علامت کذالک کی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ یہان وہی وقف ہے جو اوپر گذرا -

قف صیغہ امر ہے یہان وقف کرنا چاہیے -

س علامت سکتہ کی ہے اور کبھی لفظ سکتہ بھی لکھدیتے ہین کہ یہان ذرا ٹھہر جاؤ اور دم نہ توڑو -

قلا — قیل لا کی علامت ہی یعنے بعض نے یہان نہ ٹھہرنا کہا ہے۔

لا — اگر کسی آیت پر نہین تو یہان بالاتفاق نہ ٹھہرنا چاہیے یہ وقف لازم کے مقابلہ مین ہے جسطرح وہان ملا کے پڑھنے سے معنے خراب ہوتے ہین یہان وقف کرنیسے یہ وقف قبیح کی صورت ہے اور اگر آیت کے اوپر لا ہے تو اسمین محدثین کا بڑا اختلاف ہے اکثر قراء اور محدثین کہتے ہین ٹھہرے اور اکثر قراء کہتے ہین نہ ٹھہرے اور یہی مشہور ہے۔

مع — علامت معانقہ کی ہی کہ یہان ∴ دو جگہہ قریب قریب ہین جنپر تین نقطے لکھے ہوتے ہین اس سے یہ مراد ہی کہ ان دونون لفظون مین سے دوسرے کو پہلے کے ساتھہ وہ ارتباط ہی جو اگلے لفظ کے ساتھ ہے پس خواہ پہلے لفظ پر وقف کرو دوسرے کو تیسرے کے ساتھ ملا کے پڑھ دو خواہ وقف نکرو جیسا لاریب فیہ ہدی للمتقین مین لاریب اور فیہ مین معانقہ ہے خواہ لاریب پر وقف کرو کیونکہ اس فیہ کو دونون سے ربط ہے مراقبہ مین دو جگہہ قریب قابل وقف ہوتے ہین اگر ایک پر وقف کرو تو دوسرے پر ہرگز نہ کرو +

باب سوم

باب۳ فصل

فصل اول۔ واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہہ توراۃ و انجیل و زبور و صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور انکی مدح اور تصدیق اور کتاب الہی ہونا بیان کیا ہی اور بعض مضامین کا حوالہ انکی طرف دیا ہے اسلیے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا ضروری ہی کیونکہ جمیع انبیاء اور تمام کتب الہیہ کو بلا تفریق حق سمجھنا اہل اسلام کا ہی حصہ ہی۔ اسلیے مجکو ضرور ہوا کہ ان کتابونکا کسیقدر مختصر حال بیان کرون تاکہ ہر شخص کو معلوم ہو جاے کہ اسوقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیونکا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگونکو بہکاتے پھرتے ہین کہین کالج مقرر کرکے لوگونکو لاجک وغیرہ انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسٹین بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکہانیکے بہانے سے شرفاء اہل اسلام کے گھر وغیرہ مین مستورات کے بہکانیکے لیے جوان جوان شاطر میمونکو بھیجتے ہین اور وہ گھر کے نوجوانون سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آکر رجہاتی ہین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین ول تمہارے قرآن مین بھی توراۃ و انجیل و زبور پر ایمان لانیکی تاکید ہے یہ کتابین ہمارے پاس ہین انپر ایمان لاو انمین جو کچھہ لکھا ہے اُسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ ہی جب سادہ لوح اس دام مین آئے تب انکو اور کچھہ سنایا کہ تمہارے نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تھا اگر ہوتا تو قران مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجھتے ہو وہ نبی نہ تھے اُسنے قرآن مین بہت سی غلط باتین لکھدین اور جب کسی نے پوچھا اچھا میم صاحب ان باتونکے غلط ہونیکی کیا دلیل تو انہون نے کہا جسکو تم چند روز ہوے توراۃ و انجیل مان چکے ہو یہ باتین اُنکے برخلاف ہین اس لیے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پھر میم صاحبہ کی نرم و مہین آواز اور یورپ کے ناز و انداز اور بھی غضب تزویر ہے اسلیے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابونکی تحقیقات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہوئی اہل کتاب اپنی تمام کتب سماویہ کے مجموعہ کو بائبل[۱] کہتے ہین۔ پھر اسکے دو حصے ہین ایک عہد عتیق یعنی پرانی کتابین دوسرا عہد جدید اور جسطرح ہم قرآن کے جملونکو آیت کہتے ہین یہ لوگ ورس کہتے ہین

عہد عتیق

پہلے حصہ مین یہ کتابین ہین (۱) سفر[۲] خلیقہ کہ جسکو کتاب پیدایش بھی کہتے ہین اسمین ابتداء پیدایش آسمان و زمین کے حال سے

[۱] لفظ یونانی بمعنی کتاب ہے ۱۲ منہ [۲] سفر بالکسر بمعنی کتاب ہے اور اسیطرح زبور بمعنی مکتوب جسکی جمع زبر آتی ہے جس سے مراد کتاب ہوتی ہے اب اہل کتاب کے نزدیک حضرت داود علیہ السلام کی کتاب کو زبور کہتے ہین ۱۲ منہ

لیکر حضرت موسیٰ تک سلسلہ وار تاریخ کے طور پر بیان ہی (۲) سفر خروج جسمین بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنے وغیرہ امور کا ذکر ہے
(۳) کتاب احبار جسمین قربانی اور قصاص اور جانوروں کی حلت و حرمت وغیرہا احکام ہین (۴) سفر عدد جسکو گنتی کی کتاب کہتے ہین
اسمین بنی اسرائیل کے فرقونکا شمار ہونیکا اور دیگر بیان ہی (۵) سفر استثناء اسمین ملک فلسطین کی تقسیم وغیرہ امور ہین ان پانچونکو تورات
حضرت موسیٰ کی تصنیف کہتے ہین یہ تورات ضخامت مین تخمیناً سعدی کی بوستان کی برابر ہے (۶) کتاب یشوع (۷) قاضیون کی کتاب
(۸) راعوت یا روت کی کتاب یہ تین ورق مین الیملک اور اسکی جورو نعومی کا قصہ ہی (۹) صموئیل کی اول کتاب (۱۰) صموئیل کی دوسری
کتاب (۱۱) سلاطین کی پہلی کتاب (۱۲) سلاطین کی دوسری کتاب (۱۳) اول کتاب تواریخ (۱۴) دوسری کتاب تواریخ کہ جسکو اخبار الایام
بھی کہتے ہین (۱۵) عزرا کی کتاب اول (۱۶) عزرا کی دوسری کتاب کہ جسکو کتاب نحمیا بھی کہتے ہین (۱۷) کتاب ایوب (۱۸) زبور داؤد علیہ السلام
اسمین محض مناجات اور خدا کی مدح و ثناء ہی (۱۹) امثال سلیمان علیہ السلام اسمین پند و نصائح ہین (۲۰) کتاب واعظ جسکو جامع بھی کہتے ہین
(۲۱) غزل الغزلات کہ جسکو نشید الانشاد بھی کہتے ہین یہ پانچ چھ ورق کا رسالہ ہی جسمین عاشقانہ مضامین ہین بلکہ بعض فحش آمیز کلمات بھی ہین (۲۲)
یسعیاہ نبی کی کتاب (۲۳) یرمیاہ نبی کی کتاب (۲۴) یرمیاہ نبی کا نوحہ یا مرثیہ۔ جو تین چار ورق مین ہی (۲۵) حزقیل کی کتاب (۲۶)
دانیال علیہ السلام کی کتاب (۲۷) ہوسیع نبی کی کتاب (۲۸) یوئیل نبی کی کتاب یہ صرف دو ورق ہین (۲۹) عاموس نبی کی کتاب یہ کل
چار ورق کی ہی جسمین کچھ پیشین گوئیان ہین (۳۰) عبدیاہ نبی کا خواب جو ایک صفحہ پر ہی (۳۱) کتاب یونہ یعنی یونس علیہ السلام کا ڈیڑھ ورق
پر مختصر سا حال (۳۲) میخا یا میکہ علیہ السلام کا چار ورق پر الہام بیان ہی (۳۳) ناحوم علیہ السلام کا الہام جو نینوہ شہر کی نسبت ہے
دو ورق مین (۳۴) حبقوق نبی کا الہام جو دو ورق پر ہی (۳۵) صفنیاہ۔ یا صفونیا نبی کا الہام جو دو ورق پر ہی (۳۶) حجی نبی کا الہام
جو دارا شاہ ایران کے عہد مین ہوا ایک ورق پر (۳۷) زکریا علیہ السلام کا الہام جو دارا کے عہد مین ہوا تھا آٹھ ورق پر (۳۸) ملاخیا۔ یا ملاکی
نبی کا الہام دو ورق پر جسمین الیاس کے آنیکی بھی خبر ہے یہ حضرت مسیح سے چار سو برس پہلے تھے اور کبھی ان صحیفونکے مجموعہ کو بھی مجازاً تورات
کہتے ہین یہ ۳۸ کتابین وہ ہین کہ جنکو یہود اور عیسائی سب مانتے ہین مگر فرقہ سامریہ انمین سے صرف تورات اور کتاب یوشع اور کتاب القضات
کو مانتے ہین اور سب کے منکر ہین (اور یہ سب کتابین عبرانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہی اور یہود کے نزدیک عبرانی مین انکے
کچھ اور نام ہین تو تعجب نہین۔ پھر انکے تراجم یونانی اور لاطینی اور عربی وغیرہ زبانون مین ہو گئے۔ میرے پاس بالفعل اردو بائبل مطبوعہ مرزا پور ۱۸۷۰ء
موجود ہی لیکن عیسائیون نے نو اور کتابین اس مجموعہ مین داخل کی ہین کہ جنکی تسلیم و عدم تسلیم مین انکے متقدمین و متاخرین مین سخت اختلاف
ہی چنانچہ ابھی آپکو معلوم ہو جائیگا اور وہ نو کتابین یہ ہین (۱) کتاب استر یہ پانچ ورق کا ایک دلچسپ قصہ آستر یہودیہ کا ہی کہ اسکو اخسویرس
بادشاہ نے وشتی ملکہ پر خفا ہوکے اپنی ملکہ بنایا اور اسکے چچا زاد بھائی مردکی کو کہ جو اسکا مربی تھا ایک خیر خواہی پر اپنا وزیر اعظم کیا اور ہامان وزیر
سابق کو جو یہودیونکا سخت دشمن تھا مع زن و فرزند قتل کیا (یہ قصہ ابتک عیسائیونکے نزدیک کتب سماویہ مین شمار ہے) (۲) کتاب باروق
(۳) ایک حصہ کتاب دانیال کا (۴) کتاب توبیاس (۵) کتاب یہودیت (۶) کتاب وزدم (۷) کتاب ایکلیزیاستیکس (۸) مقابیں کی اول کتاب

---

۵۱ یعنی عزیر علیہ السلام ۱۲ منہ ۵۲ اسمین کسی نے حضرت ایوب کی مصیبت اور انکے صبر کا قصہ لکھا ہی چھوٹا سا رسالہ ہی ۱۲ منہ ۵۳ انکو شعیاہ بھی کہتے ہین ۱۲ منہ ۵۴ موسیٰ کی پانچوین کتاب ۱۲ منہ +

(۹) مقابییں کی دوسری کتاب۔ یہود ان کتابونکو لغو قصے سمجھتے ہین مگر عیسائیون نے الہامی مانا ہے عہد جدید مین یہ کتابین ہین (۱) انجیل متی کہ جسکو حضرت عیسےٰ کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدائش سے لیکر موت تک کے حالات مین تاریخ کے طور پر جمع کیا (۲) انجیل مرقس یہ مرقس کی تصنیف ہے اسمین بھی ابتدا سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی سرگذشت سُنی سُنائی بیان کی ہے کیونکہ مرقس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہین دیکھا کیسلیے کہ یہ پطرس حواری کا شاگرد ہے چنانچہ پطرس اپنے پہلے خط کے پانچوین باب مین اسکو بیٹا کہتا ہے یہ شخص رومی ہے اور اسکی یہ کتاب لاٹن یعنی رومی زبان مین تھی پھر اسکا یونانی اور سریانی مین ترجمہ ہوا (۳) انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے جسکو لوقا نے لوگونسے سنکر تالیف کیا ہے کیونکہ اسنے کیا بلکہ اسکے اُستاد پولس نے بھی حضرت مسیح کو نہ دیکھا تھا چنانچہ اپنی کتاب کے اول مین وہ خود اقرار کرتا ہے **قولہ** چونکہ بہتون نے کمر باندھی کہ اُن کامونکو جو فی الواقع ہمارے درمیان ہوئے بیان کرین جس طرح سے انہونے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنیوالے تھے ہمسے روایت کی مین نے بھی مناسب جانا کہ سبکو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لیے اے بزرگ تھیوفلس یہ ترتیب لکھون انتہی (۴) انجیل یوحنا اسمین یوحنا حواری نے حضرت مسیح کا تمام حال ابتدا سے انتہا تک لکھا ہے جسکا اخیر فقرہ یہ ہے **قولہ** اور بھی بہت سے کام ہین جو یسوعؑ نے کیے اور اگر وہ جدے جدے لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نہ سما سکتین انتہی۔ ان چارون تاریخونکو کہ جنکے زمانہ تالیف مین بڑا اختلاف[۵۲] ہے عیسائی اناجیل[۵۳] اربعہ کہتے ہین (۵) اعمال[۵۴] حوارین یہ ایک چھوٹی سی حواریونکی تاریخ ہے کہ حواری فلان شہر مین گئے اور وہان یون لوگونکو خوارق دکھائے اور مخالفون نے انکو ایسی ایسی تکلیفین دین اسکے مؤلف کا نام بھی معلوم نہین غالباً یہ اُس شخص کی تالیف ہے کہ جسنے تیسری انجیل لکھی ہے یعنی لوقا کی کیونکہ اسکی ابتدا مین وہ یون کہتا ہے **قولہ** اے تھیوفلس وہ پہلی کیفیت مینے تصنیف کی ان سب باتونکی جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اس دن تک کہ وہ اوپر اُٹھا لیا گیا انتہی (۶) حواریون اور غیر حواریون کے خطوط کہ جنکی یہ تفصیل ہے **پولوس** کے (کہ جسنے دین عیسائی کو برباد کیا) ۱۴ خط اور **پطرس** حواری کا اول خط اور یوحنا کا پہلا خط سوائے چند فقرات کے یہ کل بیس کتابین ہین کہ جنکو سب عیسائی بالاتفاق مانتے ہین اور سات کتابین اور ہین کہ جنکو قدما مسیحین نے رد کردیا اور متاخرین نے انکو اپنی کتب مقدسہ مین شمار کیا ہے (۱) پولس کا اول خط جو عبرانیونکو لکھا ہے (۲) پطرس کا دوسرا خط (۳) یوحنا کا دوسرا خط (۴) یوحنا کا تیسرا خط (۵) یعقوب کا خط (۶) یہودا کا خط (۷) مکاشفات یوحنا (واضح ہو کہ) شاہ قسطنطین کے حکم سے سہر نائس[۵۵] مین عیسائی علماء کی سنہ ۳۲۵ عیسوی مین ایک مجلس (کمیٹی) تثلیث والوہیت مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنیکے لیے قائم ہوئی اور ان کتب مشکوکہ کی بابت بھی بحث آئی پس علماء نے بڑی بحث اور تحقیق سے یہ حکم دیا کہ ان مشکوک کتابون مین سے صرف کتاب یہودیت واجب التسلیم ہے چنانچہ یہ بات جیروم کے اُس مقدمہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو اُسنے اس کتاب پر لکھا ہے پھر سنہ ۳۶۴ ع مین ایک اور کمیٹی ہوئی کہ جسکا نام کمیٹی لوڈیشیا ہے اس انجمن نے بھی کتاب یہودیت کو واجب التسلیم مانا اور سات کتابین اور واجب التسلیم بتائین جنکے یہ نام ہین

[۵۱] یسوع اور مسیح حضرت عیسےٰ کو کہتے ہین ۱۲ منہ [۵۲] چنانچہ ہارن صاحب اپنی تفسیر کی چوتھی جلد کے دوسرے حصہ کے دوسرے باب مین بعد اسکے کہ زمانہ تالیف اناجیل کو غیر معین بتاتے ہیں لکھتے ہین کہ پہلی انجیل سنہ ۳۷ یا سنہ ۳۸ یا سنہ ۴۱ یا سنہ ۴۳ یا سنہ ۴۸ یا سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ یا سنہ ۶۳ یا سنہ ۶۴ عیسوی مین اور دوسری انجیل سنہ ۵۶ سے سنہ ۶۵ تک اور غالباً سنہ ۶۰ یا سنہ ۶۳ عیسوی مین اور تیسری انجیل سنہ ۵۳ یا سنہ ۶۳ یا سنہ ۶۴ مین اور چوتھی انجیل سنہ ۶۸ یا سنہ ۶۹ یا سنہ ۷۰ یا سنہ ۸۹ یا سنہ ۹۸ عیسوی مین تالیف ہوئی انتہی ۱۲ منہ [۵۳] انجیل معرب ہے انگلیون کا جسکے معنی یونانی زبان مین بشارت اور تعلیم کے ہین ۱۲ منہ [۵۴] حضرت عیسےٰ کے بارہ حواریونکے یہ نام ہین (۱) شمعون جسکو پطرس بھی کہتے ہین (۲) اندریاس پطرس کا بھائی (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) اسکا بھائی یوحنا (۵) فیلبوس (۶) برتھولما (۷) تھوما (۸) متی (۹) یعقوب حلفائی کا بیٹا (۱۰) لبی جسکو تہدی بھی کہتے تھے (۱۱) شمعون کنعانی (۱۲) یہودا اسکریوتی کہ جسنے انکو گرفتار بھی کرادیا تھا علاوہ انکے اور مرد اور چند عورتین جیسا کہ مریم مگدلینی اور سلومی اور یعقوب کی مان مریم بھی حضرت کے مخلصین مین سے تھین ۱۲ منہ [۵۵] یہ ایک شہر تھا جس مین یہ کمیٹی ہوئی تھی جس طرح کہ اول نائس مین پھر شہر کارتھج مین ہوئی ۱۲ منہ

(۱) کتاب آستر (۲) یعقوب کا خط (۳) پطرس کا دوسرا خط (۴) اور (۵) یوحنا کے دونون خط (۶) یہودا کا خط (۷) یونس کا وہ خط جو
عبرانیونکو لکھا ہی۔ اور کتاب مکاشفات یوحنا کو مرلیا ہی مشکوک چھوڑا اور اس حکم کو بذریعہ اشتہار جا بجا مشتہر کرادیا پھر ۳۹۷ء مین ایک اور کمیٹی قائم
ہوئی کہ جسکو انجمن کارتھیج کہتے ہین اس مین علاوہ اگسٹائن کے جو اُنکے نزدیک بڑا عالم تھا ایک سو چھبیس[۱۲۶] اور بڑے بڑے عالم تھے اس مجلس مین
پہلی مجلسونکے حکم کو بحال رکھکر یہ سات کتابین اور واجب التسلیم قرار دی گیئین (۱) کتاب وزدم (۲) کتاب توبیاس (۳) کتاب باروخ (۴) کتاب
ایکلزیاسٹیکس (۵) (۶) مقابیس کی دونون کتابین (۷) مکاشفات یوحنا لیکن اس مجلس نے کتاب باروخ کو کتاب ارمیاہ کا جز بنایا کیونکہ باروخ
علیہ السلام ارمیاہ علیہ السلام کے خلیفہ اور نائب تھے۔ اسکے بعد اور تین مجلسین مقرر ہوئین کہ جنکو مجلس ترلو اور مجلس فلورنس اور مجلس ٹرنٹ کہتے
ہین ان مجلسون نے مجلس کارتھیج کے حکم کو باقی رکھا مگر کتاب باروخ کو فہرست کتب مین علحدہ لکھا پس یہ کتابین بارہ سو برس تک عیسائیون مین
واجب التسلیم رہین یہانتک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ ظاہر ہوا اُسنے کتاب باروخ اور کتاب توبیاس اور کتاب یہودیت اور کتاب وزدم اور کتاب
ایکلیزیاسٹیکس اور مقابیس کی دونون کتابونکو رد کردیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستر کے چند بابونکو بھی الحاقی بتایا کیونکہ اسکے سولہ[۱۶] باب تھے
جسمین سے اب نو باب اور دسوین کی بعض آیات کو مانتے ہین اور باقی سبکو جعلی بتاتے ہین۔ اب آپکو اسلاف کی تحقیق اور ان کتابونمین
اختلاف کی وجہ بخوبی معلوم ہوگئی **فصل دوم** پیشتر اسکے کہ مین آپکو ان کتابونکی اصلیت بتاؤن ایک اور بات سناتا ہون کہ جس سے
آپکو ان اصلی کتابونکے گم ہوجانے مین کچھ تعجب نرہے اور وہ یہ ہی قسّیس نورتن کہتے ہین کہ موسے علیہ السلام کے زمانہ مین لکھنے کا دستور نتھا
انتہے اس قول کی صداقت ان دو باتونسے اور بھی ہوتی ہی (اول) یہ کہ اُس زمانہ مین کاغذ نتھا یہانتک کہ حضرت مسیح کے کئی سو برس بعد
کاغذ ایجاد ہوا اور لکھنے کا دستور جاری ہوا چنانچہ اُس ہسٹری مین کہ جو ۱۸۵۰ء مین لندن مطبع چارلس ڈالین مین چھپی ہے لکھا ہی کہ اول
زمانہ مین سلائیون سے تختون پر حرف نقش کیا کرتے تھے پھر سب سے اول مصر والے درخت پیپرس کے پتون پر لکھنے لگے پھر بلدہ پرگمس مین
خس کی وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھوین صدی مین روئی اور ریشم کا کاغذ تیار ہوا انتہے (دوم) یہ کہ تورات مطبوعہ ۱۸۳۵ء مین یہ ہے کہ
مذبح کے پتھرون پر وضاحت سے تمام تورات کو لکھا تھا چنانچہ نسخہ فارسیہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء کی یہ عبارت ہی (در انجا بر سنگہا نسخہ تورات موسے
را کہ در حضور بنی اسرائیل نوشتہ بود نوشت انتہے۔ بلفظہ گرچہ بالفعل کے نسخونمین اپنی جبلی عادت کے موافق اہل کتاب نے تورات کو چھوڑ کر احکام
بنایا ہی لیکن ہمارا مدعا تو بخوبی ثابت ہی کہ اُسوقت مین کاغذ نتھا اور اگر تھا تو بہت ہی کم اور کاغذ کی لکھی ہوئی بالخصوص ایسی ضخیم کتابین
کہ جیسے تورات ہی شاید تمام قوم مین ایک آدہ ہی نسخہ ہو۔ اور حفظ کا رواج نہ تھا پس حضرت موسے نے وہ نسخہ تورات (کہ جو کتاب الٰہی تھی
خواہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام مع الفاظ حضرت موسی پر نازل ہوئی تھی یا بطور الہام کے انہون نے لکھی تھی ہر چہ باشد) احبار کو دیدیا تھا
اور اُنہون نے صندوق شہادت مین رکھدیا تھا اور سات برس کے بعد صندوق کھلتا اور یہودی عید کے روز اُسکو سنتے تھے چنانچہ حضرت

لہ اور یہ کہنا کہ لوہے یا لکڑی یا سیسہ کے تختے پر عبارت کھودنا بہت ہی بہتر اور پایدار اور معقول صورت تھی جائز کہ تورات لوہے یا پتھر یا لکڑی کے تختونپر لکھی ہو بالکل لغو ہی کیونکہ اگر
یہ تسلیم کرلیا جاوے تو بدرجہ اولی تورات کا ایک ہی نسخہ ہوگا کیونکہ عادتًا اتنی بڑی کتاب کا لوہے وغیرہ چیزون کے تختونپر کھودنا نہایت مشکل کیا بلکہ اس زمانہ کے لحاظ سے محال معلوم ہوتا ہی
پس جب تورات کا بہزار مشکل لکڑی کی تختیونپر کھود کر ایک خابت دو بالفرض تین نسخے مہیا کیے گئے تو اسقدر لکڑیونکا انبار بخت نصر وغیرہ کے حوادث مین محفوظ رہنا اور اُسکو کہین
چھپا دینا عادتًا محال ہی پس اُس انبار مین سے دس بیس تختے بھی گم ہوگئے تو تورات مین قطعی کمی ہوگئی پھر سخت مصائب اور سفرون مین اُسکے محفوظ رہنے کی کیا صورت تھی ۱۲ ابو محمد عبد الحق
ف کتاب استثناء کے اکتیس[۳۱] باب نوین درس مین ہے کہ موسے نے اس شریعت کو لکھا اور بنی لاوی کے جو صندوق شہادت اٹھاتے تھے اور اسرائیل کے سارے بزرگونکے حوالہ کیا۔ ۱۲ منہ

یشوع تک یہی حال رہا پھر جب یہود میں انقلاب ہوا کہ کبھی مرتد ہوکر سالہا سال بت پرستی کرتے تھے اور کبھی اسلام لاتے تھے تو ان حوادث
مین تورات جاتی رہی جزماً نہین کہہ سکتے کہ کب گئی مگر اسمین کچھ شک نہین کہ سلیمان علیہ السلام کے عہد سے پیشتر تلف ہوئی کیونکہ جب
سلیمانؑ نے وہ صندوق کھولا تو اسمین فقط وہ دو لوح برآمد ہوئین کہ جنمین دس احکام لکھے ہوئے تھے چنانچہ یہ بات اول کتاب السلاطین کے
۸ باب ورس ۹ سے ثابت ہے پھر سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت کے دو ٹکڑے ہوگئے اور دونون سلطنتونمین کفر اور
بت پرستی نے تخمیناً ڈھائی سو برس تک وہ زور پکڑا کہ آخز کے عہد مین بعل بت کے لیئے ہر جگہہ مذبح بنائے گئے اور بیت المقدس کے دروازے
بند ہوگئے اور اس عرصے مین دوبار حملے بھی ہوئے چنانچہ ایکبار سلطان مصر نے چڑھائی کر کے بیت المقدس کو لوٹکر تباہ کردیا اور تمام چیزین
لیگیا اور ایکبار اسرائیل کا ایک مرتد بادشاہ چڑھ آیا اور اُسنے بھی ایساہی کیا المختصر سلیمان کے بعد سے تخمیناً چارسو برس تک یہ حال رہا کہ
ایک مدت تک چند بادشاہ مشرک اور مرتد ہوکر دین موسوی کو برباد کرتے رہے اور بیچ مین ایک دو دیندار بھی ہوگئے آخر کار منسا کے
عہد مین تو ازحد کفر اور بت پرستی ہوئی چنانچہ خاص بیت المقدس مین بت دھرے گئے یہانتک کہ جب یوسیاہ بن آمون تخت پر بیٹھا
اور صدق دل سے بت پرستی سے توبہ کر کے دین موسوی کیطرف متوجہ ہوا تورات کو بہت ڈھونڈھا لیکن باینہمہ اُسکو تورات کا پتا نہ ملا مگر اٹھارہوین
سال خلقیاہ کاہن نے دعوی کیا کہ مجکو نسخہ تورات بیت المقدس مین سے دبا ہوا ملا اور اُسنے بذریعہ ساطافن کاتب کے وہ نسخہ یوسیاہ
کو دیا کہ جسکو سنکر یوسیاہ کو بنی اسرائیل کے گناہ پر بڑا رنج ہوا (نظاہر سمجھ مین نہین آتا کہ باوجود اس تجسس کے نہ بادشاہ کو نہ کسی اور کو بیت المقدس
مین نسخہ تورات ملا خلقیا کو ملگیا پس قطعی یہ ہے کہ اتنی مدت تک خلقیاہ حضرت موسٰے کے حالات و دیگر حکایات کو اپنے طور پر جمع کرتا رہا
جب مرتب ہوگیا تو یہ دعوی کیا) پس جب یہ بادشاہ مرگیا تو اسکی جگہہ اسکا بیٹا یہوآخز تخت پر بیٹھتے ہی مرتد ہوگیا اور کفر پھیلادیا
مگر اُسکو تھوڑے ہی دنون بعد شاہ مصر نے گرفتار کرلیا پھر اُسکے بعد اسکا بھائی یہویقیم تخت پر بیٹھا وہ بھی مرتد ہوا اُسکے بعد اُسکا
بیٹا یہویکین مرتد تخت پر بیٹھا تو بابل کا بادشاہ بخت نصر[۱] اُسکو گرفتار کر کے لیگیا اور بیت المقدس کو خراب کرگیا اور اُسکے چچا
صدقیاہ کو اُسکی جگہہ قائم کرگیا پس جب اُسنے بھی بخت نصر سے بغاوت کی تو دوبارہ بخت نصر نے چڑھائی کی پھر تو بیت المقدس کو
بالکل منہدم کردیا اور ہزارہا بنی اسرائیل کو تہ تیغ کیا اور بیشمار کو غلام بنا کے لیگیا اور جلیل اور اورشلیم کو بھی مسمار کرگیا اس حادثہ مین
تورات (اگر فرض کیا جاوے کہ وہ باقی تھی ورنہ وہی تصنیف خلقیاہ) اور تمام کتابین روے زمین سے بالکل معدوم ہوگئین چنانچہ
اس بات کا اہل کتاب کو اقرار ہے۔ پھر اسکے بعد حضرت عزیر علیہ السلام نے حضرت عیسےؑ سے چارسو چھپن برس پیشتر پھر جو کچھ اپنی یاد
پر لکھا تھا (کہ جسکو اہل کتاب تورات کہتے ہین گو وہ بھی غلطی سے خالی نہ تھا کیونکہ سفر اول اور دوم کتاب تاریخ کو حضرت عزیر نے بقول
اہل کتاب حجی اور زکریا علیہم السلام کی مدد سے لکھا ہے اسمین اولاد بنیامین کے بیان مین تورات کا خلاف کیا ہے تورات مین
جو غلطی سے دس لکھ گئے ہین اُنکو کبھی تین اور کبھی پانچ بتلایا ہے) وہ بھی شاہ انٹیوکس کی چڑھائی مین برباد ہوگیا یہ حادثہ
حضرت مسیح سے ایکسو اکسٹھ[۱۶۱] برس پیشتر یہود پر گذرا ہے اور ساڑھے تین برس تک رہا ہے جیسا کہ کتب تواریخ سے ظاہر ہے باب اول کتاب اول

---

[۱] جسکو بنوکدنضر بھی کہتے ہین چنانچہ کتاب السلاطین کی جلد دوم ۲۴ باب مین اس واقعہ کی تصریح ہے ۱۲ منہ

مقابہیس مین یہ ہے کہ انیٹوکس شاہ فرنگ نے اورشلیم پر چڑھائی کی اور عہد عتیق کی تمام کتابونکو جلادیا اور حکم دیا کہ جسکے پاس یہ کتابین
نکلینگی یا کوئی رسم شریعت بجالاویگا قتل کیاجاویگا اور ہر مہینہ مین تین بار خانہ تلاشی کرتا تھا انتہے ملخصا۔ اور ملنسر کا ملک بھی اپنی اس کتاب
مین جو ۱۸۰۳ء مین بلدہ ڈربی مین چھپی ہے اُسکے ۱۵ صفحہ پر لکھتا ہے کہ علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ اصل نسخہ تورات اور اسیطرح اصل نسخے اور
عہد عتیق کے بخت نصر کے ہاتھ سے شہر اورشلیم اور ہیکل کی بربادی کیوقت جاتے رہے اور صحیح نقلین اُنکی پھر عزرا کے طفیل سے بہم پہنچین
تو انیٹوکس کے حادثہ مین تلف ہو گئین پھر مسیح اور حواریونکی شہادت بغیر اُنکی تسلیم کے کوئی صورت نہ تھی انتہے ملخصا اس زمانہ پر قیاس کر کے
یہ کہنا کہ عزیر اور انیٹوکس مین کئی سو برس کا فاصلہ ہے اس عرصہ مین بہت سی کتابین پھیل گئی ہونگی یہود بالخصوص ملک یہود یہ کے قبل ہے
وہ سب کیونکر تلف ہو سکتین کیا اب کوئی بادشاہ روم اور عرب کے قرآن جلاے تو فارس اور کابل اور ہندوستان کے کیونکر جلا سکتا ہے
ہدایت المسلمین) قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اول تو اس زمانہ مین عہد عتیق کا اگر کچھ وجود ہوگا تو غایۃ ایک یا بالفرض محال دو نسخے ہونگے
کچھ مطابع تو تھے ہی نہین کہ ہزارونکی نوبت پہنچی ہوگی یا کاغذ پر صدہا قلمی لکھی گئی ہونگی کیونکہ کاغذ نہ تھا نہ کتابت کا اسقدر رواج تھا
تمام دوم یہودیونکا تو ہمیشہ سے ایک ملک مخصوص چلا آیا ہے اُس زمانہ تک وہ تمام جہان مین کہان پھیلے تھے جو اہل اسلام اور قران پر قیاس
کیاجاوے۔ اس امر کی تصدیق اس سے بھی بخوبی ہوسکتی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے صحیفے عالم سے مفقود
ہو گئے اسیطرح انبیاء بنی اسرائیل کی بہت وہ کتابین کہ جنکا ذکر عہد عتیق مین ابتک پایاجاتا ہے ان حوادث مین روے زمین سے
معدوم ہو گئین اور وہ یہ ہین (۱) موسے کا جنگنامہ جسکا ذکر سفر عدد کے ۲۱ باب ۱۴ آیت مین ہے (۲) کتاب السیر جسکا ذکر کتاب یوشع
کے ۱۰ باب ۱۳ آیت مین ہے (۳) اور (۴) اور (۵) سلیمان علیہ السلام کی تین کتابین تھین ایک کے پندرہ سو زبورات تھے دوسری
مخلوقات کی تاریخ تھی تیسری مین تین ہزار امثال تھین کہ جنمین سے کسیقدر امثال ابتک باقی ہین ان تینونکا ذکر کتاب اول سلاطین
کے ۴ باب کے ۳۲ اور ۳۳ آیت مین ہے (۶) کتاب قوانین سلطنت صموئیل کی تصنیف جسکا ذکر اول کتاب صموئیل کے ۱۰ باب ۲۵ آیت
مین ہے (۷) تاریخ صموئیل (۸) تاریخ ناتھن نبی کی (۹) تاریخ غیب بین نبی کے داد کی ان تینون کا ذکر اول کتاب التواریخ کے
۲۹ باب ۳۰ آیت مین موجود ہے (۱۰) کتاب سمعیا کی (۱۱) کتاب عیدو غیب بین کی (۱۲) کتاب اخیاہ نبی کی (۱۳) مشاہدات عیدو
غیب بین کے ان دونونکا ذکر دوم کتاب تواریخ کے ۹ باب ۲۹ آیت مین ہے (۱۴) یاہو نبی کی کتاب اسکا ذکر دوم کتاب تواریخ کے ۲۰ باب
۳۴ آیت مین موجود ہے (۱۵) اشعیا نبی کی کتاب کہ جس مین شاہ عزیاہ کا اول سے آخر تک حال مندرج تھا اسکا ذکر دوسری کتاب
التواریخ کے ۲۶ باب ۲۲ آیت مین ہے (۱۶) حزقیاہ نبی کے مشاہدات اسکا ذکر دوسری کتاب التواریخ کے ۳۲ باب کی ۳۲ آیت مین
ہے (۱۷) مرثیہ ارمیا کا یوشیاہ پر علیہما السلام اسکا ذکر دوم کتاب التواریخ کے ۳۵ باب کی ۲۵ آیت مین ہے (۱۸) کتاب تواریخ الایام اسکا

۱۵ اسکی تصدیق اس بات سے بخوبی ہوتی ہے کہ جب بخت نصر نے عہد عتیق کو کہ چوصد ہا سال سے یہود مین چلا آتا تھا نیست و نابود کر دیا حتیٰ کہ اگر عزیر علیہ السلام نہوتے تو بقول اہل کتاب
پھر تورات کا صفحہ عالم پر کوئی نشان بھی نہ رہتا پس انیٹوکس کا فاصلہ تو بقول عمادالدین چار سو برس کا تھا اور یہود کو اگلے زمانہ کا سا عروج بھی اس عرصہ مین نہوا تھا اسمین
کسیطرح سے احتمال بھی نہین ہوسکتا کہ یہود کے ہان تورات کے صدہا اور ہزارہا نسخے پھیلگئے ہونگے اور شرق و غرب تک پہنچ گئے ہونگے تاکہ یہ کہاجاے کہ انیٹوکس کے فساد سے تمام
نسخے کیونکر معدوم ہوسکتے ہین پس جسطرح بخت نصر نے کچھ کم ہزار برس کا نسخہ تورات اپنے دو سکر حملے مین معدوم کر دیا تو انیٹوکس نے چار سو برس کے نسخہ عزیر کو تو ساڑھے تین برس کے

ذکر کتاب نحمیا کے باب ۱۲ کی ۲۳ آیت مین ہے - اور دو کتابین یوسیفس مورخ حزقیال علیہ السلام کی اور بتلاتا ہے اب یہ کل ۲۰ کتابین
ہین کہ جنکے مفقود ہونیکا تمام علماء اہل کتاب اقرار کرتے ہین اور افسوس ظاہر کرتے ہین - مگر آجکل کے کرسٹین بقول شخصے مدعی سست گواہ چست
یہ بات بناتے ہین کہ یہ کتابین الہامی نہ تھین اسلیے متقدمین نے انکو محفوظ نرکھا اور اسیطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آٹھ کتابین اور تھین کہ
بعض سے عیسائیون کے بزرگون نے سند پکڑی ہین انمین سے بھی اکثر مفقود ہین انکے یہ نام ہین (۱) گیارہ زبور (۲) ایوب کی دوسری کتاب
(۳) کتاب مشاہدات (۴) پیدایش کی خورد کتاب (۵) کتاب معراج (۶) کتاب الاسرار (۷) کتاب ٹسٹمنٹ (۸) کتاب الاقرار - چنانچہ ارجن
لکھتا ہے کہ ورس ۹ باب ۸ اور ورس ۵ باب ۱۶ گلا ہتون مین پولوس کتاب پیدایش سے نقل کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ ورس ۹ نامہ یہودا کا کتاب المعراج
سے منقول ہے اور لارڈنر نے اپنی تفسیر کی جلد دوم صفحہ ۵۱۲ مین اسکو نقل کیا ہے علاوہ اسکے اورون سے بھی سند پکڑی ہو تو کچھ تعجب نہین ہے اور یان
حال کا یہ جواب کہ یہ الہامی نہ تھین عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ الہامی نہونیکی صرف یہ وجہ کہتے ہین کہ یہ تاریخی کتابین انبیاء نے لکھی تھین انمین
الہام کو دخل نہ تھا **اقول** یہ کتابین کہ جنکو اہل کتاب اب مانتے ہین انہین انبیاء کی تصنیف ہین انمین کہین نہین کہا ہے کہ ہم الہام سے لکھتے
ہین علاوہ اسکے تاریخ نویسی مین الہام کے کیا معنی؟ اگر یہ مراد ہے کہ سچے واقعات تو پھر ان کتب کی کیا خصوصیت ہے؟ جسقدر دنیا مین
سچی تاریخین ہین سب الہامی ہین اور اگر یہ مراد کہ انمین اور مورخون کی طرحسے راویون اور کتابون کے حوالہ سے درج نکیا جاوے بلکہ ایک
انکشاف الہی سے لکھا جاوے تو اس صورت مین بھی یہ کتابین جواب الہامی مانی گئی ہین الہامی نہین کیونکہ لوقا اور مرقس سب راویونکے
ذریعہ سے حالات لکھتے ہین اور ان کتب مسلمہ مین تاریخی کتابونکے حوالے ہین اور کوئی الہام کی صورت تاریخ نویسی مین سمجھ مین نہین آتی
کہ جو ان کتابون مین ہے اور دیگرون مین نہ تھی باوجود اسکے انکے بھی یہی لوگ مصنف ہین - پس فرق بتلانا پادریونکے ذمہ ہے ورنہ رجماً بالغیب باتون
کیطرف ہم کان بھی نہین رکھینگے جبکہ آپ کو یہ حال معلوم ہوچکا تو اب مین چند دلائل منصفانہ بیان کرتا ہون کہ جنسے یہ بات بخوبی معلوم ہوجاے
کہ یہ کتابین حضرت موسیٰ کی تصنیف نہین (۱) ان کتابونمین بہت سے ایسے مضامین پائے جاتے ہین کہ جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ
کے بہت بعد یہ کتابین لکھی گئی ہین **شاہد اوّل** کتاب استثنا کا ۳۴ باب تو یہی کہہ رہا ہے کہ موسے کے صدہا سال بعد کوئی شخص اسکا مصنف
ہے چنانچہ اسمین یہ ہے - سو موسی خداوند کا بندہ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین مین مرگیا اور اُسنے اُسی موآب کی ایک وادی مین
بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اُسکی قبر کو نہین جانتا انتہے **شاہد دوم** ورس ۳۱ باب ۳۵ کتاب پیدایش کا یون
ہے پھر بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمہ عیدر کے ٹیلے کے اُس پار استادہ کیا انتہے - حالانکہ عیدر نام اُس منارہ کا ہے جو شہر یروشلم کے
دروازہ پر تھا حضرت موسے کے عہد مین اسکا کہین نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ صدہا برس بعد بنایا گیا **شاہد سوم** - ورس ۳ باب ۲۱ کتاب
گنتی کا یہ ہے چنانچہ یہوواہ نے بنی اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیونکو گرفتار کروادیا اور انہون نے انہین اور انکی بستیونکو حرم کردیا اور اُس نے
اُس مکان کا نام حرمہ رکھا انتہی - حالانکہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ کیا بلکہ حضرت یوشع کے بعد واقع ہوا ہے کیونکہ موسی تو اپنی زندگی مین
کنعان تک پہنچے بھی نہ تھے بستیونکا حرمہ کرنا تو کجا؟ ان مقامات پر مفسرین اہل کتاب عاجز ہوکر یہ کہتے ہین کہ یہ جملے الحاقی ہین اور انکو

شاہد اول

شاہد دوم

شاہد سوم

۵۱ اظہار الحق صفحہ ۲۱۴ جلد اول مطبوع مطبع سلطانیہ ۱۲۸۳ھ ہجری - ۱۲ منہ

حضرت عزیر نے ملا دیا ہے مگر یہ جب قبول ہوتا کہ اسکا کوئی ثبوت کافی ہوتا ورنہ بے تک عزیر کا نام لے دینا فضول ہے کسی جگہہ انہون نے یہ نہین کہا کہ فلان فقرہ میرا ہے اور نہ کوئی فرق کے لیے نشان لکھا بلکہ تمام کلام متصل یکسان ہے (۲) زبور اور کتاب نحمیا اور یرمیا اور حزقیل کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت مین بھی تصنیف کا طرز اور مصنفونکے محاورات ایسے ہی تھے کہ جواب ہین کہ جہان مصنف اپنا حال لکھتا ہے تو متکلم کے صیغے بولتا ہے گو کسی جگہہ بلفظ غائب بھی تعبیر کرتا ہے مگر اس تورات مین تو ابتدا سے لیکر انتہا تک کسی مقام پر بھی متکلم کا صیغہ نہین بولا بلکہ جو کوئی تورات کو اور کسی تاریخ کے ساتھ (کہ جسمین کسی مورخ نے کسیکے حال کو سالہا سال بعد لکھا ہے) مقابلہ کریگا سر مو تفاوت نپاویگا اور یہی حال باقی نبیونکی کتابونکا ہے اگرچہ سب الفاظ کا نقل کرنا مشکل ہے مگر نظیر کے طور پر کسیقدر نقل کرتا ہون اباب ۲ ورس خروج کا یہ ہے ان روزون مین یون ہوا کہ جب موسی بڑا ہوا الخ ۱۵ جب فرعون نے یہ سنا تو چاہا کہ موسے کو قتل کرے پر موسے فرعون کے حضور سے بھاگا الخ ۲۱ تب موسی اس شخص کے گھر رہنے پر راضی ہوا۔ اول سے لیکر آخر تک تمام کتاب مین یہی طور ہے علاوہ اسکے اور تمام کتابونکا (کہ جنکو وہ انبیا کیطرف منسوب کرتے ہین) یہی حال ہے چنانچہ کتاب یشوع کی یہ عبارت ہے۔ جب خداوند کا بندہ موسی مرگیا تو یون ہوا کہ خداوند نے نون کے بیٹے یشوع کو جو موسے کا خادم تھا خطاب کرکے فرمایا الخ۔ باب ۲۔ تب نون کے بیٹے یشوع نے سطم سے دو مرد بھیجے الخ کتاب روت مین بھی کوئی شخص نامعلوم نعومی یہودیہ کی بہو مسماۃ روت کا قصہ بیان کر رہا ہے چنانچہ اسکی یہ عبارت ہے۔ اور نعومی کا شوہر الیملک مرگیا وہ اور اسکے دونون بیٹے باقی رہ گئے تھے ان دونون نے موآب کی عورتون مین سے جوروان کین ایک کا نام عرفہ اور دوسری کا نام روت تھا الخ اسیطرح کتاب صموئیل کا بھی عنوان صاف صاف باواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ کوئی اور شخص صموئیل کے قصہ کو لکھ رہا ہے چنانچہ صموئیل کی والدہ حنّہ کا تمام قصہ لکھکر یہ مورخ کہتا ہے (۲۰) اور ایسا ہوا کہ حنّہ کے حاملہ ہونیکے بعد جب دن پورے ہوئے وہ بیٹا جنی اور اسکا نام صموئیل رکھا الخ وقس علیہ البواقی

وجہ سوم (۳) ان کتابونمین بہت سے ایسے مضامین پائے جاتے ہین کہ جنسے خدا پاک کی ذات مقدس مین اور اسکے ملائکہ کرام اور انبیاء علیہم السلام مین سخت عیب لگتا ہے اور کتب الٰہیہ کی شان سے یہ ناممکن ہے کیونکہ ان سے ہدایت مقصود ہوتی ہے نہ ضلالت پس ثابت ہوا کہ یہ الہامی نہین ہین

شاہد اول شاہد اول کتاب پیدایش کے اباب ورس ۲۶ سے ثابت ہے کہ خدا نے آدم کو اپنے ہمشکل بنایا۔ اور کئی مقام سے بھی یہی ثابت ہے جس سے لازم آیا کہ خدا تعالی مجسّم اور حادث ہے تعالی اللہ عن ذلک سوال قرآن مین بھی تو خدا کے لیے منہ اور ہاتھ ثابت کیا ہے جواب اسمین اور جسمانیت مین زمین و آسمان کا فرق ہے اسکی تفصیل پہلے ہم کرچکے ہین

شاہد دوم شاہد دوم۔ کتاب پیدائش کے باب ۳ ورس ۲۲ مین یہ ہے۔ اور خداوند نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی مانند ہوگیا اور اب ایسا نہو کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے کچھ لیوے اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے انتہٰی۔ یہانسے کئی برائیان ثابت ہوئین۔ (۱) کہ کئی خدا ہین (۲) کہ علم و ادراک مین آدم خدا کی مانند ہوگیا (۳) یہ کہ خدا کو آدم کے ہمیشہ جینے سے اندیشہ اور خوف پیدا ہوا

شاہد سوم شاہد سوم اسی کتاب کے باب ۶ ورس ۵ و ۶ مین ہے۔ تب خداوند زمین پر انسان

---

۵۱ دہلی مین ایک خفیہ کرسٹان تورات کو اصلی ثابت کرنیکے لیے ان تمام عیوب کو ذات باری مین تسلیم کرتا ہے اور ان آیات و احادیث کو (کہ جنکے معنی علماء متکلمین نے بالاتفاق اسطرح بیان کیے ہین جیسا کہ مفسر نے بیان فرمایا اور تمام اہل اسلام اسپر متفق ہین کہ وہ جسمانیت اور مکانیت اور شکل و صورت و مثل سے پاک ہے) یہ جاہل نہین مانتا جیسا کہ اسکے ہیچ گنج سے واضح ہے

شاہد چہارم

پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا انتہیٰ۔ یہان سے اُسکی جہالت اور عاجزی ثابت ہی شاہد چہارم کتاب خروج کے باب ۱۶ اور باب ۲۹ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ اور کتاب دوم صموئیل کے باب ۲ اور ۲۲ اور کتاب خروج کے باب ۲۴ اور کتاب اول سلاطین کے باب ۲۲ وغیرہ مقامات مین تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی مین اُترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا۔ اور اُسکے منہ سے آگ اور نتھنون سے دھوان نکلا۔ اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگون نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ مین خدا کو (کرسی پر بیٹھے) دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اُسکا لباس برف سا سفید اور اُسکے سر کے بال صاف ستھرے اُون کی مانند تھے۔ ان خرافات کا کچھ ٹھکانا ہی۔

شاہد پنجم

شاہد پنجم کتاب پیدایش کے باب ۳۲ ورس ۲۴ مین ہے کہ یعقوب سے صبح صادق تک تمام رات خدا کشتی لڑتا رہا اور صبح کو جب جانا چاہا تو یعقوب نے بغیر برکت کے لیے جانے ندیا۔ اور باب اول فصل سوم مفتاح الاسرار مین پادری فنڈر صاحب اس کشتی لڑنیوالیکو خدا کہتے ہین

شاہد ششم

شاہد ششم کتاب خروج کے باب ۲ ورس ۵ اور باب ۳۴ ورس ۷ اور کتاب یرمیاہ باب ۳۲ ورس ۱۸ مین تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادونکے گناہ کی سزا انکی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے۔ واہ کیا انصاف ہی کرے کوئی بھرے کوئی۔ سبحان اللہ عما یصفون۔ ملائکہ کی نسبت کتاب پیدایش کے ۱۸ باب ۸ ورس مین یہ ہی۔ پھر اُسنے گھی اور دودھ اور اُس بچھڑے کو جو اُسنے پکوایا تھا لیکے اُنکے سامنے رکھا اور آپ اُنکے پاس درخت کے نیچے کھڑا رہا اور انہون نے کھایا انتہیٰ۔ پس جب فرشتون نے کھایا پیا تو تمام شہوانی باتین جو تغذیہ کو لازم ہین پائی گئین پھر قدوسیت ملائکہ کہان رہی ؟ اب انبیاء کی نسبت سنیے شاہد اوّل کتاب پیدایش کے ۹ باب مین ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام شراب پیکر بدمست اور بدحواس ہوئے کہ تمام ستر برہنہ ہو گیا اور اُنکے بیٹون نے ڈھانکا۔ شاہد دوم۔ کتاب پیدایش کے ۱۹ باب مین ہی کہ حضرت لوط نے شراب پیکر اپنی دونون بیٹیون سے زنا کیا اور یہ معاملہ دوبار وقوع مین آیا شاہد سوم حضرت یعقوب علیہ السلام نے بکری کے بچونکی کھال ہاتھون پر لپیٹکر جھوٹ بولا اور اپنے باپ اسحاق کو دھوکا دینے کو اپنا نام عیص بتلایا یہ کتاب پیدایش کے ۲۷ باب مین مذکور ہے شاہد چہارم کتاب پیدایش کے ۳۴ باب مین مذکور ہے کہ جمور کے بیٹے سکم نے حضرت یعقوب کی بیٹی دینہ سے زنا کیا اور یعقوب کے بیٹون نے اس سے یہ مکر کیا کہ تو اور تیری تمام قوم اگر ختنہ کرے تو دینہ کی شادی تجھ سے کردین چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا اور ان نبی زادون نے ایسا موقع پاکر اُسکو اور اُسکی تمام قوم بیگناہ کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور اُنکی بیویون اور بچونکو غلام بنایا مگر حضرت یعقوب نے منع کرنا تو در کنار اس نالایق حرکت پر اپنی ناراضی بھی ظاہر نہ کی شاہد پنجم کتاب خروج کے ۳۲ باب مین ہے کہ بنی اسرائیل کے کہنے سے موسیٰ کی غیبت مین ہارون علیہ السلام نے زیور کا ایک بت بنایا اور تمام بنی اسرائیل سے اُسکو پجوایا اور اُسکے لیے قربانیان گزراننے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ یہ تمہارا وہ معبود ہے کہ جو تمہین مصر کی زمین سے نکال لایا انتہیٰ یہ وہ ہارون ہین کہ جنہون نے بالمشافہ خدا تعالیٰ کو دیکھا اور اُس سے کلام کیا تھا اور اُنکے لیے خدا کے گھر کی کہانت مقرر ہوئی تھی۔ اسپر یہ بت پرستی توبہ توبہ

شاہد ششم

شاہد ششم صموئیل کی دوسری کتاب کے ۱۱ باب مین ہی کہ حضرت داؤد اپنے بام پر چڑھے اتفاقاً اوریاہ کی جورو بنت سبع کو نہاتے دیکھکر اسپر فریفتہ ہو گئے اور آدمی بھیجکر اُسکو بلوایا اور اُس سے زنا کیا کہ جس سے وہ عورت حاملہ ہوئی پھر اُسکے خاوند کو ایک مکر و تدبیر کرکے مروا ڈالا اسپر ناتن نبی کی معرفت

(۱) ان سب باتونکو بھی وہ خفیہ کرسٹان تسلیم کرتا ہی جیسا کہ جواب تفسیر حقانی اور پنج گنج وغیرہ رسائل سے ثابت ہی مسلمانونکو اس منافق کے فریب سے کہ جو لباس اسلام دھوکا دیتا ہی بچنا

داؤد پر بڑی زجر و توبیخ ہوئی انتہے۔ یہ وہ داؤد ہین کہ جنکی تصنیف زبور کتب مقدسہ مین شامل ہے اور جو عیسائیونکے خدا کے
جد امجد ہین اور جو خدا کی پیروی کرنے والے ہین اُسپر یہ حرامکاری اور یہ مکاری العیاذ باللہ العیاذ باللہ شاہد ہفتم کتاب اول سلاطین
کے ۱۱ باب مین ہے کہ حضرت سلیمان نے باوجود سخت ممانعت کے موابی اور عمونی وغیرہ بت پرست عورتونکو بیوی بنایا اور خواہش نفسانی
کو یہ طغیانی ہوئی کہ سات سو بیگمات اور تین سو حرمون تک نوبت پہنچی اور پھر ان پر یہانتک عاشق اور مرید زن ہوے کہ بتونکی طرف
مائل اور تعمیر بتخانون مین مصروف اور شامل ہوگئے اور آخر عمر مین ایمان کو بھی سلام کر گئے انتہے ملخصاً یہ وہ سلیمان ہین کہ جنکی تصنیفات
امثال و غزل الغزلات اہل کتاب مین الہامی مانی جاتی ہین اور جنکے لیے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ دیکھ مین نے عاقل اور سمجھدار دل
تجھکو بخشا ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہوا اور تیرے بعد تجھسا برپا نہوگا (کتاب اول سلاطین باب ۹ ورس ۲) اسی قسم کے اور بہت سے
شواہد ہین ف قرآن مجید مین خدا تعالیٰ نے ان مقامات مین ان ناپاک باتون کے انتساب سے بھی اپنی ذات مقدسہ اور ملائکہ اور انبیاء
علیہم السلام کو بچایا ہے (وجہ چہارم) ان کتابون مین باہم ایسے مضامین متعارض پاے جاتے ہین کہ جو الہامی کتابونکی شان سے
از بس بعید ہین۔ اور مواضع متعارضہ مین سے ایک کا غلط ہونا بدیہی ہے۔ ان مواقع مین مفسرین اہل کتاب لاچار ہوکر یہ کہدیتے ہین کہ
یہ سہو کاتب ہے چنانچہ ایسے سہو کاتب کہ جنکو ویرسیوس ریڈنگ کہتے ہین خود پادری فنڈر صاحب نے مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد مین لاکھ سے بھی زیادہ تسلیم
کیے ہین چنانچہ صفحہ ۵۳ مین لکھتے ہین کہ گریسباخ نے ایسے غلط مقامات ایک لاکھ پچاس ہزار گنے ہین۔ اور انسائی کلوپیڈیا برٹنیکا
کی جلد ۱۹ بیان اسکرپچر مین لکھا ہے کہ فاضل وٹسٹیلین نے ایسے مقامات دس لاکھ سے زیادہ گنے ہین انتہے۔ اب جبکہ ایسے بڑے محققین
اقرار کرتے ہین تو کسی آجکل کے کرسٹین یا نئے پادری کا انکار کیا وقعت رکھتا ہی؟ اثبات تحریف کے لیے ہمکو نہ اب اُن مقامات کے
نقل کرنیکی ضرورت ہی نہ عماد الدین کے ان جوابونکی خاک اڑانیکی حاجت ہی (کہ یہ کاتب کی بھول ہی غلطی عمداً ظہور مین نہین آئی
(۲) دس بیس باتین کسی سچی کتاب جعلی نکل آنے سے وہ کل کتاب کیونکر جعلی ہوسکتی ہے (مقامات تعارض مین یہ جوابات ہین)
ایک جگہہ یون ہوا تو پھر کیا اور دوسری جگہہ برخلاف آگیا تو کیا ہوا مطلب واحد ہی (۳) ان باتون سے تحریف کیونکر ثابت ہوگئی (۴)
مولوی رحمت اللہ مطلب نہین سمجھے (۵) اچھا اگر ایسا تعارض ہوا تو پھر کیا اس سے کہین کتب مقدسہ مین عیب لگ سکتا ہی) کیونکہ یہ
ایسے بسانڈے جواب ہین کہ جنسے ہر دانشمند کو یقین کامل ہوجاتا ہی کہ درحقیقت یہ کتابین جعلی ہین (وجہہ پنجم) ان کتابونکا
طرز و طریق فحش آمیز اور نہایت غیر مہذب ہے جو روح کے تقاضا پورا کرنیسے بالکل عاری ہی بلکہ قواے شہوانیہ اور خیالات شیطانیہ
کے جلا دینے کے لیے ایک عمدہ نسخہ ہی مین بطور نمونہ کے کسیقدر عبارتین نقل کرکے دکھاتا ہون کتاب یسعیاہ کے ۴۲ باب مین خدا کا کلام
یہ ہے۔ مین بہت مدت چپ رہا مین خاموش ہو رہا آپکو روکتا گیا پر اب مین اُس عورت کیطرح جسے دردزہ ہو چلاؤنگا اور ہانپونگا اور
زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لونگا۔ اور نوحہ یرمیاہ کے باب ۳ مین خدا کو ریچھ اور شیر بتایا ہے کتاب حزقیل کے ۲۳ باب مین یہ ہی
خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اُسنے کہا اے آدم زاد دو عورتین تھین جو ایک ہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئین انہون نے مصر مین زناکاری
کی وے اپنی جوانی مین یارباز ہوئین وہان اُنکی چھاتیان ملی گئین اور وہان اُنکے بکر کی پستان چھوی گئی اُنمین کی بڑیکا نام اہولہ

وجہ چہارم

تحریف کا ثبوت

وجہ پنجم

اور اُسکی بہن اہولیبہ وے میری جورواں ہوئین اور بیٹے بیٹیان جنین الخ معاذ اللہ مرد الہامی کو کیا بنی تھی کہ اُسنے ایسی فاحش باتین لکھکر اپنی کتاب کو نے اعتبار کیا۔ کتاب یرمیاہ کے ۳ باب مین ہے کہاوت ہے کہ کوئی مرد اگر اپنی جورو کو نکالے اور وہ وہان سے جاکے دوسرے مرد کی ہوجاے کیا وہ پہلا اس پاس پھر جائیگا کیا وہ زمین ناپاک نہوگی لیکن تو نے بہت یارونکے ساتھ زنا کیا تب بھی میری طرف پھر آ انتہے مانا کہ یہان کچھ اور مراد ہے مگر کلام مین بڑا فساد ہے کتاب یسعیاہ کے ۲۳ باب مین ہے اور وہ پھر خرچی کے لیے جائیگی اور ساری زمین کی مملکتون سے زنا کرائیگی لیکن اسکی تجارت اور خرچی خداوند کے لیے مقدس ہوگی الخ بلکہ اُسکی تجارت کا حاصل انکے لیے ہوگا جو خداوند کے حضور رہتے ہین کہ کھاکے سیر ہووین نفیس پوشاک پہنین الخ مقدس لوگونکو کیا پاک مال کھلایا اور کیسی پوشاک پہنوائی یہ الہامی بیان اسکو کہتے ہین کتاب حزقیل کے ۲۳ باب مین یہ ہے ۱۹۔ تسپر بھی اُسنے اپنی جوانی کے دنون کو یاد کرکے (جبکہ وہ مصر کی زمین مین چھنالا کرتی تھی) زناکاری پر زناکاری کی (۲۰) سو وہ پھر اپنے یارون پر مرنے لگی جنکا بدن گدھونکا سا بدن اور جنکا انزال گھوڑونکا سا انزال تھا انتہے۔ غزل الغزلات کے ۷ باب ۷ درس مین یہ ہے۔ میری بہن میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہوا انتہے اور اسی قسم کی اور بہت تشبیہات فحش آمیز ہین کہ جنکے پڑھتے وقت گرجا مین پادری لوگ بلاشک آنکھ نیچی کر لیتے ہونگے **وجہ ششم** محققین اہل کتاب کا ان کتابونکے مصنفونکی بابت اور اُنکے زمانہ تالیف کی بابت سخت اختلاف ہے جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ محض تخمینی طور پر ان کتابونکو لپنے انبیاء کی تصنیف بتلاتے ہین نہ کوئی اُنکے پاس مؤلفین تک سند متصل[1] ہے نہ کوئی اور دلیل قابل تسکین ہے بلکہ صرف قیاس اور تخمین ہے۔ توارات کی نسبت سکندر گیدس[2] کا قول انسائی کلوپیڈیا پینی کی دسوین جلد مین یون منقول ہے کہ مجکو یقینی طور سے تین باتین معلوم ہوئین (۱) یہ کہ توارات موجودہ ہرگز موسےٰ کی تصنیف نہین (۲) یہ کہ کسی شخص نے اسکو کنعان یا اورسلیم مین موسیٰ کے بہت مدت بعد لکھا ہے (۳) یہ کہ اسکی تالیف داوٗد کے زمانہ سے پہلے کی نہین ہے۔

کتاب یوشع

اور کتاب یوشع کی نسبت بھی بڑا اختلاف ہے بعض لوگ تو اسکو تصنیف یوشع کی کہتے ہین اور ڈاکٹر لائٹ فٹ اسکو فنیحاس کی تصنیف بتلاتے ہین اور کالون عزرا کی تصنیف کہتے ہین اور وانٹل صموئیل کی اور ہنری ارمیا کی تصنیف کہتے ہین۔

قاضیوں کی کتاب

اسیطرح قاضیون کی کتاب مین بھی سخت اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین حزقیل کی اور بعض ارمیا کی اور بعض عزرا کی اور بعض فنیحاس کی کہتے ہین حالانکہ عزرا اور فنیحاس مین تخمینا نوسو برس کا فاصلہ ہے اسلیے یہود لاچار ہوکر نے تک اسکو صموئیل کی تصنیف بتلاتے ہین۔

کتاب راعوث

کتاب راعوث مین بھی سخت اختلاف ہے بعض کہتے ہین حزقیا کی تصنیف ہے اس تقدیر پر یہ الہامی نہین اور بعض کہتے ہین عزرا کی تصنیف ہے یہود اور اکثر عیسائی صموئیل کی تصنیف کہتے ہین اور کاتلک ہرلڈ کی ساتوین جلد کے صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ راعوث کی کتاب ایک گھر کا دکھڑا سا ہے اور یونس کی کتاب محض کہانی ہے یعنی دونون غیر معتبر ہین۔

کتاب نحمیا

کتاب نحمیا مین بھی اختلاف ہے اکثر کہتے ہین نحمیا کی تصنیف ہے اور کریزاسٹم وغیرہ عزرا کی کہتے ہین لیکن اسمین داراشاہ ایران کا بھی ذکر ہے جو نحمیا کے سو برس بعد ہوا ہے اسلیے لاچار ہوکر اس باب کو الحاقی کہتے ہین۔ کتاب ایوب[3] ان

---

[1] آجکل کے پادری مسلمانونسے سند متصل کا لفظ تو سیکھ گئے ہین مگر معنی سے ہنوز بیخبر ہین باوجود بڑی لن ترانیون کے کسی پادری صاحب نے آجتک اپنے سے لیکر کسی کتاب کے مؤلف تک سلسلہ وار متصل سند نہ لکھی کاش دس بیس جھوٹے ہی نام فرض کرکے پادری عماد الدین یہ لکھدیتے کہ یہ توارات مجکو کھیرل صاحب سے اور انکو ڈاکٹر ل سے اور انکو ڈاکٹر کڈل سے الخ پہنچی کیونکہ جھوٹ تو پولوسی مذہب کا مدار ہے۔ اور یون تو بقول شخصے مین مرد نہین میرا بھائی مرد ہے بڑی شیخیان بگھاری ہین کہ فلان صاحب نے کتاب الاسناد مین سند لکھی ہے غیر سند کو چھوڑ کر کوئی ہزار برس کا پرانا نسخہ ہی بتاؤ اور جو پرانے نسخے عبری کے گنوائے ہین تو محض دام بازی کی ہے۔ جنکو یہ پرانا نسخہ کہتے ہین غایۃ آٹھ سو برس کا ہے اور یہ آٹھ سو برس بھی پرانے اور پھٹے ورق دیکھکر کہے جاتے ہین ورنہ اسکی بھی کیا دلیل ہے۔ گو ضد کے مارے پادری لوگ منہ سے نہ کہین مگر دلمین تو ہمارے قول کی خوب تصدیق کرتے ہین ۱۲ منہ [2] یہ شخص عیسائیونمین بڑا محقق ہے۔ ۱۲ منہ

مین بھی نہایت اختلاف ہے میکائلس اور سمٹر اور بشپ اسٹاک وغیرہم کہتے ہین کہ ایوب ایک فرضی نام ہے اور یہ کتاب جھوٹی کہانی ہے اور جو ایوب کا وجود مانتے ہین تو وہ اُسکے زمانہ مین اختلاف کرتے ہین بعض ابراہیم علیہ السلام سے پہلے زمانہ کا بعض موسےٰ کے زمانہ کا بعض قضات کے عہد کا اور بعض یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کا اور بعض سلیمان ؑ کے بعض بخت نصر کے بعض اردشیر شاہ ایران کے عہد کا بتلاتے ہین اور اس کتاب کے مصنف مین بھی سخت اختلاف ہے کوئی الیہود کوئی ایوب کوئی موسیٰ کوئی سلیمان کوئی اشعیا کوئی کسی نامعلوم شخص کو کہتا ہے کہ جو منسیٰ بادشاہ کے عہد مین ہوا ہے اور بعض حزقیل اور بعض عزرا کا نام لیتے ہین

زبور

زبور مین بھی ایسا ہی اختلاف ہے ارجن وغیرہ اور **اگسٹائن** وغیرہم کل کو داوٗد علیہ السلام کی تصنیف کہتے ہین اور جیروم اور یوسی بیئس وغیرہ علماء اس قول کو رد کرتے ہین اور تیس زبور سے زیادہ کے مصنف کو نامعلوم شخص کہتے ہین اور باقی نوسے سے ننانوین تک کو حضرت موسیٰ کی تصنیف اور اکثر زبور کو داوٗد کی اور بارہ[12] کو اسافؔ کی اور گیارہ[11] زبور کو قورح کے تین بیٹونکی کہتے ہین اور اٹھاسیوان زبور ہیمان کی اور نواسیوان[89] اتھان اور تین زبور جدوتہن کی تصنیف کہتے ہین اور ایکسوستائیسوان[127] سلیمان کی تصنیف کہتے ہین۔

امثال سلیمان

امثال سلیمان مین بھی نہایت اختلاف ہے الغرض یہ اختلاف سلف سے خلف تک چلا آیا ہے کہ جسکو لاچار ہوکر پادری فنڈر صاحب وکیل مذہب پولوسی نے بھی میزان الحق مین قبول کیا ہے

قولہ اگرچہ پرانے عہد کی بعض کتاب لکھنے والے کا نام معلوم نہین ہے لیکن مسیح کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی جو کتب اسناد مین ہین یقین ہوتا ہے کہ وہ سب الہام کی راہ سے لکھی گئی ہین (صفحہ ۸۵ فصل ۳ باب اول) اور اسیطرح اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۴ء کے صفحہ ۳۶ مین کہتے ہین **قولہ** بعض صحیفونکی بابت معلوم نہین کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے انتہےٰ صفدر علی و عمادالدین وغیرہما کرسٹین اسکے جواب مین مسیح کی گواہی اور سلف کا تسلیم کرنا جو بیان کرتے ہین ہم اس جواب کیطرف اگلی فصل مین غور کرینگے کہ آیا یہ لوگ سچ کہتے ہین یا جھوٹ؟ اب مجکو اس دلیل کے لیے اور صحیفونکی بابت اختلاف نقل کرنیکی کچھ حاجت نہین رہی جبکہ مخالف کا وکیل خود تسلیم کرتا ہے۔ ان وجوہات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ توراۃ حضرت موسےٰ کے صدہا سال بعد مشائخ یہود نے تصنیف کی ہے اسمین کچھ غلط اور صحیح حالات حضرت موسیٰ کے ہین اور کچھ احکام اصل توراۃ کے ہین کہ جو اُنکو زبانی یاد تھی اور کتابون کے ذریعہ سے یاد تھے اور کچھ آسمان و زمین وغیرہ چیزونکی تاریخ ہے واللہ اعلم

عہد جدید کی تحقیق

(عہد جدید) خیر توراۃ مین یہ بات تو ہے کہ اسمین کسیقدر مطالب اصل توراۃ کے ہین اور کچھ پچھلے مشایخ کے لکھے ہوئے تاریخی واقعات کہ جسکے مجموعہ کو اہل کتاب حضرت موسیٰ کی تصنیف وہ کتاب توراۃ بتلاتے ہین کہ جو انہون نے بالہام الٰہی تصنیف کرکے لاویونکو دی تھی چنانچہ کتاب استثناء کے ۳۱ باب ۲۴ ورس مین یہ ہے (اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتونکو کتاب مین لکھ چکا اور وہ تمام ہوئین تو موسیٰ نے لاویونکو الخ فرمایا کہ اس کتاب کو لیکے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل مین رکھو انتہےٰ لیکن جسکو عیسائی انجیل کہتے ہین وہ تو نہ حضرت عیسےٰ پر بذریعہ وحی نازل ہوئی نہ خود اُنکی تصنیف نہ اُنکے زمانہ مین تصنیف ہوئی بلکہ ایک عرصہ بعد لوگون نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حالات اور اُنکے معجزات اور پند نصائح کو جمع کرلیا ہے جنمین سے دو مصنف تو وہ ہین کہ جنہون نے حضرت عیسےٰ کو دیکھا بھی نہین ایک مرقس دوسرا لوقا بلکہ لوقا کے استاد پولوس نے بھی حضرت عیسےٰ کی صحبت نہین پائی پس یہ دونون تو محض سنی سنائی باتین لکھتے ہین کہ جسمین الہام کو کچھ بھی دخل نہین چنانچہ خود اونکے

وجوہ فقدان انجیل اصلی

دیباچہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور دو شخص اگرچہ متی اور یوحنا ہین کہ جو حضرت کے حواری ہین تو اپنے اوپر گزرے ہوے واقعات اور کچھ سُنی سُنائی بات لکھتے ہین اور اکثر جگہہ تورات و صحف انبیاء کے غلط حوالہ دیتے ہین کہ یہ مضمون فلان جگہہ لکھا ہے حالانکہ وہان اُسکا کہین نام و نشان بھی نہین پس ان کتابونکو حضرت عیسےٰ سے وہ نسبت ہے جو سکندر نامہ کو سکندر سے اور ہنود کی کتاب راماین کو راجہ رامچندر سے ہے پس جو اس انجیل کو حضرت عیسےٰ کی کتاب بتاوے وہ سکندر نامہ کو بھی سکندر کی تصنیف بتلاوے اب یہ بات باقی رہی کہ آیا خود حضرت عیسےٰ کی بھی کوئی انجیل تھی جو حوادث مفصلہ ذیل مین تلف ہوگئی یا انجیل کے معنے تعلیم کے ہین خود حضرت عیسےٰ کی تعلیم و وعظ ہی انجیل تھا؟ جہانتک تجسّس کیا گیا یہی بات معلوم ہوئی کہ خود حضرت عیسے علیہ السلام کے عہد مین ایک کتاب تھی کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے اور جسکا ثبوت کتاب مرقس کے ۱۶ باب ورس ۱۵ مین ہے۔ اور اسنے انہین کہا کہ تم تمام دنیا مین جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو انتہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسے کے عہد مین انجیل تھی۔ اور پولوس مقدس کے نامہ گلاتیون کے اول باب ورس ۱ سے بھی اس انجیل کا پتا لگتا ہے۔ برادرے بھائیو مین تمہین جتاتا ہون کہ انجیل جسکی مین نے خبر دی انسان کے طور پر نہین ہے (۱۲) اسلیے کہ مینے اُسکو کسی آدمی سے نہین پایا نہ کسینے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی انتہے اور اسی باب مین پہلے لوگونکو تہدید کرتا ہے۔ کہ بعض لوگ مسیح کی انجیل اُلٹ دینی چاہتے ہین لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سواے اس انجیل کے جو ہمنے تمہین سُنائی دوسری انجیل تمہین سناے وہ ملعون ہووے انتہے اور دوسرے باب مین پطرس اور برنباس حواریون کی شکایت مین لکھتا ہے ۱۴ جب مینے دیکھا کہ وے انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہین چلتے انتہے۔ یہانسے کئی باتین معلوم ہوتی ہین (۱) یہ کہ پولوس کے پاس خاص حضرت عیسیٰ کی انجیل تھی اور وہ ان چارون انجیلون موجودہ کے غیر تھی کس لیے کہ لوقا اور مرقس اور یوحنا کی انجیل تو ابتک تصنیف بھی نہین ہوئی تھی اور متی کی انجیل پر یہ صادق نہین آسکتا کہ مینے اسکو کسی آدمی سے نہ پایا الخ کسلیے کہ اگر یہ انجیل مراد ہوتی تو یہ تو اُنکو آدمیون ہی کے ذریعہ سے ملتی کما لا یخفی (۲) یہ کہ اسوقت مین بھی عیسائیون مین انجیل کے اُلٹ دینے والے پیدا ہوگئے تھے۔ اب عیسائی کس منہ سے کہتے ہین کہ انجیل مین تحریف کرنے سے کیا غرض تھی الخ۔ اب مین وہ وجوہ بیان کرتا ہون کہ جنکے دیکھنے سے یہ تعجب نہ رہے کہ حضرت مسیح کی انجیل کیون مفقود ہوگئی؟ (۱) تو وہی سبب کہ اُس زمانہ مین بھی لکھنے کا دستور نہایت کم تھا اور کاغذ کم موجود تھا شاید درختونکے پتون یا کسی اور چیز پر لکھتے ہونگے جیسا کہ مورخین کے قول سے پہلے واضح ہوا (۲) یہ کہ اول اور دوسری صدی مین عیسائی غریب اور مفلس لوگ تھے اور بہت کم اور جہان کہین کوئی حواری جاتا تھا وہین اُسپر مصیبت آجاتی تھی اسیطرح یہ ہوا کہ اُسوقت کے بادشاہ اُنکے سخت دشمن ہوگئے اور قتل عام شروع ہوگیا چنانچہ دس بار عیسائیون پر یہ قتل شروع ہوا اور متصل تین سو برس تک جاری رہا اول سنہ ۶۴ء مین نیرو شاہ فرنگستان کے حکم سے ہوا جسمین پطرس حواری اور پولوس وغیرہ مارے گئے دوسرا جو دوشیان کے عہد مین ہوا اس ظالم نے بھی ازحد خونریزی کی اور یوحنا حواری جلاوطن ہوے تیسرا قتل ترجان کے عہد مین اٹھارہ برس تک رہا الغرض ایسے ایسے قتل دس بار ہوے کہ جنمین گرجا گرائے گئے اور زمین خون سے رنگین کی گئی اور تلاش کرکے کتابین جلائی گئین اسکے جواب مین پادری کہتے ہین کہ تین سو برس تک گو یہ حوادث عظیمہ ہے لیکن بہت سے ملکون مین عیسائی مذہب اور انجیل پھیل گئی تھی پھر کیونکر صفحہ عالم سے مفقود ہوگئی الخ مین کہتا ہون کہ جسقدر یہودیون کی موسے سے لیکر

بخت نصر تک ترقی اور ثروت اور شیوع اور حکومتین اور زمانہ گزرا ہی اُسکی نصف بھی تین سو برس مین عیسائیونکی ترقی اور حکومت نہین ہوئی پھر جب اُس ایک حادثہ مین تورات صفحہ عالم سے مفقود ہوگئی جسنے کہ اگر عزیر نہوتے تو نام ونشان بھی باقی نرہتا تو اسقدر حوادث عظیمہ مین اس مفلس اور غریب قوم سے انجیل کا مفقود ہونا کیا تعجب کی بات ہی کیونکہ جسقدر قلت کاغذ کتابت کی اُس عہد مین تھی ویسی ہی عیسائیونکے ہان اُس زمانہ تک تھی نہ حفظ کا انکے ہان رواج تھا اُنکے ہان پس اس زمانہ پر قیاس کرنا بڑی غلطی ہے اور شاہد اس امر پر یہ ہی کہ بہت سی کتابین اُس زمانہ کی اب بالکل مفقود ہین چنانچہ انجیل یوحنا کے ۲۱ باب ورس ۲۴ مین ہی یہ وہ شاگرد ہے جسنے ان کامونکی گواہی دی اور ان باتونکو لکھا الخ اب اُس شاگرد مسیح کی لکھی ہوئی کتاب کا نام ونشان بھی نہین۔ اسیطرح انجیل لوقا کے دیباچہ سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت اور لوگون نے بھی حضرت عیسٰے کے احوال مین انجیلین لکھی تھین چنانچہ تفسیر ہنری واسکاٹ اور ڈوالی اور رچرڈمینٹ مین اسکی تصریح ہے مورخ موشیم اپنی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۳۲ء کی جلد اول مین فرقہ ناصریون اور ابیونی کے بیان مین لکھتا ہے کہ ان دونون فرقونکے پاس ہماری انجیلونکے علاوہ ایک اور انجیل تھی کہ جسکے بارہ مین ہمارے علماء کا اختلاف ہی انتہےٰ ملخصاً (۳) اول ہی صدی مین عیسائیون مین اناجیل تصنیف کرنیکا شوق ہوگیا تھا پس وہ انجیل حضرت مسیح کی اناجیل کو اُلٹ پلٹ کر اپنی تصانیف کو زیادہ رواج دینا چاہتے تھے جیساکہ پولوس کے بیان سے ثابت ہوتا ہی لہذا اُس قرن ہی مین صدہا انجیلین تصنیف ہوگئی تھین پس ان حوادث مین جب اصلی انجیل مٹ گئی تو انمین سے جسکی انجیل مشہور ہوگئی اسی پر سادہ لوح عیسائیون نے قناعت کرلی۔ اب مین ان چارون کتابونکی بابت گفتگو کرتا ہون کہ اور تاریخون سے انمین کونسی بات زائد ہی کہ جسکی وجہ سے اُنکو آسمانی کتابین اور الہامی صحیفے مانا جاوے اور انبیاء کی فہرست کتب مین درج کیا جاوے سو واضح ہو کہ انکا الہامی ہونا دو باتون پر موقوف ہی (۱) یہ کہ انکے مصنفین انبیاء ہون (۲) انکی یہ تالیف محض عام مورخون کی مانند نہو کہ جو کسی واقعہ کو دیکھکر یا سنکر لکھتے ہین بلکہ محض انکشاف الٰہی اور تائید روح القدس سے ہو کہ جو خاصۂ انبیاء ہے اور جسمین غلطی کو دخل نہین ہوتا ورنہ یون تو ہر شاعر اور ہر مورخ بلکہ ہر شخص بشر طیکہ وہ امر شر نہو الہام ہی سے کرتا ہے مین بھی یہ کتاب الہام کے ذریعہ سے لکھ رہا ہون اول امر وہ شخصونکی نسبت تو بالکل نہین پایا جاتا یعنی ان چارون مین سے لوقا اور مرقس کی نبوت ابتک کسی قوی دلیل تو کیا اقناعی سے بھی ثابت نہین ہوئی نہ تو کسی کتاب عہد عتیق مین انکی نبوت کی پیشین گوئی ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انکو نبی کہا ہے نہ انکے بارہ حواریون مین سے کسی نے فرمایا ہے۔ اول تو معجزات وخرق عادات کا (عیسائیونکے نزدیک) کچھ اعتبار ہی نہین کیونکہ انجیل متی کے باب ۲۴ ورس ۲۴ مین حضرت عیسٰے کا قول یہ ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی ظاہر ہونگے اور ایسے بڑے معجزے اور کرامتین دکھائینگے اگر ممکن ہوتا تو وہ برگزیدونکو بھی گمراہ کرتے انتہی۔ دوم انسے کوئی معجزہ یا کرامت سرزد بھی نہین ہوئی نہ کسی جگہہ انکا اور کوئی کمال مذکور ہے بلکہ اس سبب سے کہ انکو پولوس نے تعلیم کیا ہی انکے جھوٹے ہونے مین کوئی شک نہین کیونکہ پولوس کا دینی امور مین جھوٹھ بولنا اور جھوٹ سے اپنے خیالات کو پھیلانا پہلے مذکور ہوچکا ہے پولوس کسیطرح سے نبی نہین بلکہ دین عیسوی کا مخرب اور محرف ہی اور نامہ حواریونمین جو کچھ اسکی کرامات لکھی ہین وہ ہمارے لیے سند نہین کیونکہ وہ اسکے شاگرد کی تصنیف ہے

۵۱ نہ وہ پولوس کی انجیل اب کسی کے پاس ہے کہ جسکو وہ ان سب انجیلونکے غیر بتلاکر اسپر چلنے کا حکم دیتے تھے اور اسکے علاوہ اور انجیلونکے سننے والے پر لعنت کرتے تھے سب سے زیادہ تعجب یہ ہی کہ حواریون مین پطرس وغیرہ کسی بڑے حواری کی تو کوئی بھی انجیل نہو اور مرقس اور لوقا تابعین کی انجیلین تسلیم کیجاوین - - - - - - - - -

اگر سیچ ہے تو انہین معجزات مین شمار ہین کہ جنکی مسیح علیہ السلام نے خبر دی ہے کیونکہ اسنے شریعت پر چلنے والیکو ملعون کہا اور تثلیث کی تعلیم
کی اور حضرت موسیٰ کی توراۃ کو لغو اور کمزور بتلایا چنانچہ نامہ عبرانیونکے، باب ۸ اورس مین کہتاہے پس اگلا حکم (یعنی توراۃ) اسلیئے کہ کمزور اور
بیفائدہ تھا اٹھ گیا انتہے بلکہ یہ شخص جناب مسیح علیہ السلام کی جناب مین بھی نہایت بے ادبی کر کے انکو ملعون کہتاہے العیاذ باللہ پس جبتک عیسائی
پولوس کے اور انکے شاگرد لوقا اور مرقس کی نبوت نہ ثابت کردین انجیل لوقا اور مرقس اور پولوس کے خطوط سے ہمارے روبرو کوئی سند نہ پیش کرین
کیونکہ جبکہ انکی نبوت تو کیا بلکہ دینداری ہی مین کلام ہے تو انکی تصانیف کا کیا اعتبار ہے؟۔ اب رہے متی اور یوحنا سو اول تو اسکا بھی کوئی
کافی ثبوت نہین کہ یہ وہ متی اور یوحنا ہین کہ جو حواری ہین دوم انکی نبوت کی بابت بھی کوئی پیشین گوئی کہین سے منقول نہین نہ کوئی مسیح
علیہ السلام کا قول پایا جاتاہی اور نہ کوئی معجزہ و کرامت منقول ہے اور اگر ہو تو اسکا کیا اعتبار ہی کیونکہ مسیح علیہ السلام فرماتے ہین اسدن بہتیرے
کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہین کی اور تیرے نام سے دیونکو نہین نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامتین
ظاہر نہین کین اسوقت مین انسے صاف کہونگا مین کبھی تمسے واقف نتھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو انتہے (متی باب ۷) کیونکہ
سب حواری انکی کتابونکے بموجب پاکباز اور دیندار نہ تھے دیکھیے یہودا نے آنحضرت کو گرفتار کروادیا آخر خودکشی کر کے مرگیا اور پطرس وغیرہ
کو پولوس نے انجیل پر نہ چلنے کا الزام لگایا اور کیا کیا انکی نسبت کہا اور دنیا سے آسمان پر چلتے وقت حضرت مسیح سب حواریونکو بے ایمانی کا
لقب دیگئے جیساکہ مرقس کے ۱۶ باب ورس ۱۴ مین ہی اب جبتک یہ نہ ثابت کردیا جاوے کہ متی اور یوحنا ان باتون اور ان القابون سے مستثنا
اور صاحب نبوت ہین کیونکر نبوت کا اقرار کیا جاوے ہان ہم اہل اسلام اپنی تحقیق سے انکو دیندار اور راستباز کہتے ہین اور انکا نہایت ادب
کرتے ہین اور بس دوسری بات تو بہت ظاہر ہے کہ یہ کتابین انہون نے الہام سے نہین لکھین کیونکہ لوقا اور مرقس تو سنکر لکھتے ہین
جیساکہ خود دیباچہ لوقا سے معلوم ہوتاہے اور متی اور یوحنا اپنے روبرو گزرا ہوا معاملہ لکھتے ہین اسمین بھی الہام کی کوئی ضرورت نہین
چنانچہ پاسوبر اور لیافان کہتے ہین کہ جب حواری بچشم خود دیدہ یا معتبر گواہون سے سنکر لکھتے تھے تو انکو الہام کی حاجت نتھی انتہے
بلکہ پولوس کے قول کے بموجب تو یہ چارون کتابین قابل رد ہین کیونکہ اسنے اس انجیل کے سوا (کہ جو اسکو مسیح سے بلا توسط غیر ملی
تھی جیساکہ پہلے ذکر ہوا) اور کسی انجیل کے ماننے والے پر لعنت کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چارون وہ انجیل نہین اور بالفرض ہوئی
بھی تو ایک ہوگی پھر تین غیر معتبر رہین یہانتک کہ انکے سنانیوالے پر لعنت پڑیگی اسکے سوا اور چند دلائل ہین کہ جنسے یہ معلوم ہوتاہے کہ یہ
الہامی نہین (۱) یہ کہ انکے مؤلفین نے بڑی سخت غلطیان کی ہین چنانچہ متی نے جو مسیح کا نسب نامہ لکھاہی اسمین کئی نام بھول گیا
جسکی تاویل مین مفسرین نہایت تکلفات کرتے ہین اور اسیطرح اور چند غلطیان کی ہین کہ جنکی تفصیل اعجاز عیسوی وغیرہ کتابونمین ہے
اسیطرح لوقا نے دوسرے باب مین غلطی کی ہی کہ اوگوسطوس قیصر نے اسم نویسی کا حکم دیا تھا اور قورینیوس حاکم یہودیہ کے وقت مین یوسف نجار
اپنی بیوی مریم علیہا السلام کو کہ جو حاملہ تھین ہمراہ لیکر شہر بیت اللحم مین نام لکھوانے آیا تھا اور وہان حضرت مسیح پیدا ہوئے انتہے ملخصاً
حالانکہ یہ صریح غلط ہی اول یون کہ قورینیوس حضرت مسیح کی ولادت کے پندرہ برس بعد وہانکا حاکم ہوا تھا دوم یہ کہ حسب بیان متی حضرت

ایراد اول

۵۱ اور کتاب اعمال حواریون سے جو کوئی ثابت کرتاہی تو بیفائدہ محنت اٹھاتاہی کیونکہ یہ کتاب لوقا صاحب کی تصنیف ہی کہ جو پولوس کے شاگرد رشید ہین ۱۲ منہ۔

وجہ دوم

مسیح ہیرود کے عہد مین پیدا ہوئے تھے اور اُسکی زندگی تک یہ ملک قورینوس وغیرہ حکام روم کے قبضہ مین نہ آیا تھا (۲) یہ کہ ان کتابوں
مین بہت سے ایسے جھوٹے مضامین مندرج ہین کہ جنکی شہادت آجتک کسی تاریخ سے نہین پائی جاتی نہ عقل اُنکو تسلیم کر سکتی ہے مثلاً متی
نے ۲۷ باب مین لکھا ہے کہ حضرت عیسے نے جب صلیب پر چلا کر جان دی تو ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹگیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک
گئے اور قبرین کھل گئین اور بہت لاشین پاک لوگونکی قبرون سے نکلکر مقدس شہر مین بہتونکو نظر آئین انتہے ملخصاً اور اسیطرح لوقا
نے ۲۳ باب مین لکھا ہے کہ چھٹوین گھنٹہ کے قریب تھا کہ تمام زمین پر اندھیرا چھا گیا اور نوین گھنٹہ تک رہا اور سورج تاریک ہوگیا اور ہیکل
کا پردہ بیچ سے پھٹگیا انتہے اور اسیطرح متی نے ۲ باب مین لکھا ہے کہ مجوسیونکو ایک ستارہ دکھائی دیا اور وہ اُنکے آگے چلتا تھا اور
جہان مسیح پیدا ہوے تھے وہان آکر ٹھہر گیا انتہے ملخصاً (۳) حضرت مسیح کی نسبت وہ قول بھی نقل کیے ہین کہ جو اُنکی شان سے نہایت

وجہ سوم

بعید ہین چنانچہ یوحنا اپنی کتاب کے ۱۰ باب مین حضرت مسیح کا قول نقل کرتے ہین کہ مجھ سے پیشتر جسقدر انبیاء آئے ہین سب چور اور رہزن
تھے انتہے ملخصاً پھر اسی قول کی تقلید کر کے پولوس مقدس حضرت موسے کی جناب مین کیا کیا گستاخی کرتے ہین کہ ہم موسے کی مانند عمل
نہین کرتے جسنے اپنے چہرہ پر پردہ ڈالا تا کہ بنی اسرائیل الخ بخوبی نہ دیکھین لیکن انکی فہم تاریک ہوگئی کیونکہ آجتک پرانے عہد نامہ کے
پڑھنے مین وہی پردہ رہتا ہے اُٹھ نہین جاتا الخ انتہے (نامہ دوم قرنتیون کا باب ۳) اور نامہ عبرانیون مین تورات کو کمزور اور بیفائدہ
کہتا ہے اور اس سے بڑھکر فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیر و مرشد لوتھر صاحب اور بھی کلمات تعظیم مُنہ سے نکالتے ہین چنانچہ وارڈ صاحب اپنی
کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۷ مین کہتے ہین کہ لوتھر صاحب اپنی ایک کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۰ مین لکھتے ہین
ہم نہ سنینگے اور دیکھین گے موسے کو اسلیے کہ وہ صرف یہودیونکے لیے تھا اور ہمکو اُس سے کچھ علاقہ نہین پھر لکھتے ہین کہ ہم نہ موسیٰ کو نہ اُسکی تورات
کو قبول کرینگے اسلیے کہ وہ دشمن عیسے کا ہے۔ اور جلادونکا اُستاد ہے۔ پھر کہتے ہین کہ اُنکے دس حکمونکو خارج کرنا چاہیے کیونکہ تمام بدعت انہین پر
موقوف ہے انتہے حالانکہ اُن دس حکمون مین یہ بھی ہے کہ شرک نکرو ماں باپ کی تعظیم کرو ہمسایہ کو ایذا ندو خون نکرو زنا نکرو جھوٹی گواہی
ندو وغیر ذلک پس اس تعلیم کے بموجب تو عیسائی شرک کرنے اور ماں باپ کی گستاخی کرنے اور ہمسایہ کو ستانے اور چوری اور زنا اور خون
کرنے جھوٹ بولنے کو راہ نجات سمجھتے ہونگے؟ معاذ اللہ اگر یہی الہام ہے تو اس الہام کو سلام (۴) ایسی غلط پیشین گوئیاں ان کتابون

وجہ چہارم

مین مندرج ہین کہ جنکے جھوٹھ ہونے مین کسی عیسائی کو ذرا بھی شک نہین چنانچہ انجیل متی کے ۲۴ باب مین اور مرقس کے
۱۳ باب مین اور لوقا کے ۲۱ باب مین مذکور ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے حواریون سے مخاطب ہو کر اپنے دوبارہ آنے کی بابت یہ فرمایا تھا
کہ اُن دنونمین سخت مصیبت پڑیگی کہ جو نہ کبھی پہلے پڑی ہے اور نہ آگے پھر پڑیگی اور سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی
ندیگا اور ستارے آسمان سے گر جائینگے اور آسمان کی قوتین ہل جاوینگی تب ابن آدم کو (یعنی مجھکو) بادل پر بڑی قدرت اور جلال
سے آتے دیکھینگے انتہے اسکے بعد پھر فرماتے ہین کہ مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جب تک یہ سب کچھ نہولے اسوقت کے لوگ گزر نہ جاوینگے

سلہ بعض پادری کہتے ہین کہ اس سب کچھ سے مراد صرف بیت المقدس پر مصیبت آنا تھا سو وہ اسوقت کے لوگون نے دیکھا انتہے مین کہتا ہون کہ یہ تمام باتین
ذکر کر کے پھر سب کچھ کہنا تو برہان قوی ہے اس بات پر کہ یہ سب چیزین مراد ہین نہ کہ بعض سب کچھ سے بعض مراد لینا تمام اہل عقل کے نزدیک نامقبول ہے یون تو بلا قرینہ
ہر چیز کی تاویل ہو سکتی ہے پولوس بولکر عماد الدین مراد لے سکتے ہین اسی مراد لینے نے تو انجیل اصلی کو غارت کر دیا ۱۲ منہ

اور بعض کتب مطبوعہ ۱۸۰۱ء؁ مین ہی کہ جب تک یہ سب کچھ پورا نہولے یہ پشت گزر نہ جائیگی اور انجیل مرقس مین یہ ہی کہ اس زمانہ کے لوگ جبتک یہ سب کچھ واقع نہولے گزر نہ جاوینگے۔ حالانکہ اُس زمانہ کے تمام لوگ گزر گئے اور بہتونکی تو انتظار مین آنکھین بھی پتھرا گئین تھین مگر ان سب چیزونمین سے کوئی بھی انہون نے نہ دیکھی۔ اس مقام پر یہ خیال مین آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ باتین قیامت کے علامات مین فرمائی ہونگی سو انشاء اللہ واقع ہونگی مگر یہ مورخ اپنی غلط فہمی سے کچھ اور سمجھ گئے۔ اب اسپر بحکم اندکے از بسیارے و مشتے از خروارے ان انجیلونکی جملہ تحقیقات اور الہام کو قیاس کر لینا چاہیے۔ اسی لیے ان کتابون مین اول اور دوم صدی کے عیسائیون کو نہایت تردد اور شک تھا چنانچہ محقق برشینڈر اور اسٹاڈلن اور فرقہ الوجین جو دوسری صدی مین تھا اس انجیل کو یوحنا حواری کی تصنیف نہین کہتا تھا اور یہی قرین قیاس بھی ہی کیونکہ جب اس انجیل کا انکار ہوا تو ارینوس نے جو پولی کارپ کا شاگرد ہے کبھی نہین کہا کہ پولی کارپ نے کہ جو حضرت یوحنا کا شاگرد ہی اُسکو یوحنا کی تصنیف بتلایا ہی اور اسٹاڈلن کہتا ہی کہ یہ انجیل قطعی کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے۔ بعض پادری کہتے ہین کہ اسکندریہ کا مدرسہ تو اس انجیل کے بعد قائم ہوا ہے۔ مین کہتا ہون کہ یہ کیونکر ثابت ہوا کہ اس مدرسہ سے پیشتر یہ کتاب تھی اس پادری کی بات کو مانین یا اسٹاڈلن جیسے محقق کی بات مانین کہ جسکے قول کو ہارن صاحب مفسر نے بڑے ادب سے اپنی کتاب کی جلد چہارم صفحہ ۱۳۱۷ مین لکھا ہے۔ اسیطرح اور تینون کتابونکی نسبت بھی بہت کچھ قیل و قال تھی۔ اور یہ قیل و قال ضرور ہونی چاہیے تھی کیونکہ اس زمانہ مین صدہا انجیلین تصنیف ہو گئی تھین اور جو غیر معتبر شخص تھے وہ بتقلید فلاسفہ یونان اپنی کتاب کو کسی اور مشہور آدمی کے نام سے شہرت دیتے تھے چنانچہ تخمیناً اسی نوّے ۹۰ اور کتابین ابتک عیسائیونمین مشہور ہین کہ جنکو اُنکے مرید الہامی کہتے تھے مگر جب اُنکی نہ چلی اور مخالفون نے اپنی کتابونکو ورکر دیا تو وہ غریب بے الہامی ہو گئین۔ اس جعلسازی کی وجہ سے بیچارہ پولوس بھی بڑا غل مچاتا تھا تین سو برس تک عیسائیونمین یہی جوتی پیزار رہی کہ کسی نے کسی کتاب کو الہامی سمجھا اور انجیلونکے سننے سنانیوالیکو ملعون کہا کسی نے کسی کتاب کو عیسے علیہ السلام کی انجیل قرار دیکر اپنا دل خوش کیا آخر جب قسطنطین شاہ روم کہ جو بڑا ظالم اور نہایت سفاک تھا اپنے گناہ معاف کرانے اور اپنے ظلمونکے مٹانیکے لیے پولوس کی جماعت کا مرید ہوا تو اُسنے شہر نائس مین عیسائیونکو جمع کرکے ان کتابونکی بابت ایک کمیٹی قائم کی اور اپنے زور اور شوکت سے تمام عیسائیون کو ان کتابونکے ماننے پر مجبور کیا اور مسئلہ تثلیث اور کفارہ کو کہ جسکے اعتماد پر وہ عیسائی ہوا تھا بتحکم رواج دیا اسوقت سے لنکے ہان اس زبردستی کا نام اجماع سلف قرار پایا کہ جسکو آجکل کے عیسائی ان کتابونکے مقبول ہونیکے لیے سند قرار دیتے ہین چنانچہ پادری صفدر علی کہ جسنے ان کتابونکے الہامی ثابت کرنیکا بیڑا اُٹھایا ہے نیاز نامہ کے صفحہ ۲۰۰ مین بڑی مجبوری سے اقرار کرتے ہین کہ وجوہات مذکورہ بالا کے باعث تخمیناً ۳۰۰ء تک نہ تو تمام جماعتونکو تمام نوشتونکی اصلیت کا حال معلوم ہو گیا تھا الخ۔ پس جو کچھ انکے پاس برائے نام سند ہی وہ سنہ ۳۰۰ء تک بمشکل پہنچتی ہے آگے تو بس یہی سند ہے کہ اگناشش پاولی کارپ وغیرہ کی تحریرات مین بعض ایسے جملے پائے جاتے ہین کہ جنکا مضمون ان کتابونسے ملتا ہے غالباً یہین سے لیا گیا ہے الخ۔ یہ سند تو ایسی لغو ہے کہ جسکی لغویت پر سند کی حاجت نہین کیونکہ بہت سی پچھلی کتابونکے مضامین اگلی کتابون سے مطابق ہو جایا کرتے ہین پھر کیا کوئی دانشمند پچھلی کتاب کو

۱؎ انجیل متی اصل مین عبرانی مین تھی اسکا ترجمہ یونانی مین خدا جانے کسنے کیا اور کیسا کیا ہے اصل اسکی کسی کے پاس نہین کہ جو اُس سے مقابلہ کرکے دیکھا جاوے۔ یہان سے آپکو اور کتابونکے گم ہو جانے مین کچھ تعجب نہ معلوم ہوگا کیونکہ جس طرح اور جس سبب سے متی کی عبرانی کتاب مفقود ہو گئی وہی سبب اور کتابونکے لیے پیش آیا ۔

مقدم کہسکتا ہے ؟ گلستان یا بوستان مین بعض کیا بہت سے مضامین وعظ وپند مین اناجیل کے وعظ وپند سے ملتے ہین اب کوئی بیوقوف ہوگا جو یہ کہیگا کہ اناجیل سعدی کی کتابون سے لکھی گیئن یا اناجیل کے وقت مین سعدی کی کتابین تھین پس اسیطرح اگنا شش وغیرہ کی تصانیف اگر مقدم ہون توکیا بعض مضامین کی مطابقت سے موخر ہوجاوینگی بلکہ بسا اوقات بعض کتابونکے مضامین مین توافق ہوتا ہے اور ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہین ہوتی اس سے لینا یا اسکی شہادت دینا چہ معنی وارد ؟ ولو سلمنا اگر شہادت ہے تو بعض مضامین کی ہے کل کتاب کا تسلیم کرلینا کہانسے پایا جاتا ہے ؟ **واضح** ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیونکے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسےٰ کی تصنیف ہین نہ انکے عہد مین لکھی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہہ تمام کردینا چاہیے تھا کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہین اور جسکا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے کہ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جسطرح کہ توراۃ و زبور و دیگر صحف انبیاء کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ گو یہ مسیح کی اناجیل نہین مگر یہ بھی الہامی اور رسولونکی تصنیف ہین اسلیے ان سے بھی بحث کرنی پڑی ہرچند اس بات کو بھی ہمنے تجسس کرکے دیکھا مگر بہت سے وجوہ سے غلط پایا اور عیسائیونکے پاس سوائے خوش اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی - ہان اسقدر ہم بھی مانتے ہین کہ انمین کچھ مضامین الہامی بھی ماخوذ ہین اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ انکے مصنفین کے بعد انمین خواہ سہواً خواہ عمداً بیشمار جگہہ غلطیان اور کمی زیادتیان بھی ہوئی ہین کہ جنکا شمار بقول علماء اہل کتاب ہزارہا تک پہنچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب مین ہے اور جنکا اقرار پادری فنڈر صاحب کو بھی ہے ہان یہ بات اور ہے کہ پادری صاحب ان تحریفات کو اپنی خوش اعتقادی سے دیریوس ریڈنگ یعنی سہو کاتب کہتے ہین ہم نہین کہتے لیکن مدعا واحد ہے یہان ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ جب اہل اسلام ان کتابون مین تحریف ثابت کرتے ہین تو انکا اول صدیونمین غیر مقبول ہونا یا انکی نسبت علماء اہل کتاب کا یہ کلام ہونا کہ یہ دراصل ان شخصونکی تصنیف ہی نہین و دیگر مضامین اور بھی اسی قسم کے ذکر کیا کرتے ہین چنانچہ اعجاز عیسوی وغیرہ کتب مین یہ کیا گیا ہے کہ اسکے بعد وہ جملہ بھی[۱] بتلایا کرتے ہین کہ جنکو محققین مسیحین نے الحاقی بتلایا ہے اسپر پہلی بات کا جواب پادری یون دیا کرتے ہین کہ اس سے تحریف کو کیا علاقہ اس سے تحریف کیونکر ثابت ہوئی چنانچہ فنڈر صاحب نے بھی کہا ہے اور عماد الدین اور صفدر علی بھی انہین کی تقلید کرکے یہی فرماتے ہین مگر مجکو کیا بلکہ سب اہل عقل کو اس جواب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے یہ ایسی بات ہے کہ کوئی کسی گھوڑے مین عیوب ثابت کرنیوالا یہ کہے کہ دیکھو یہ تو مر گیا یہ اب بالکل کسی کام کا نہین اسکے جواب مین مالک کہے اس سے کیا ہوتا ہے اسکے پاؤن اور دم وغیرہ اعضا مین کوئی عیب بتلاؤ اب وہ بیوقوف یہ نہین سمجھتا کہ اسکا مدعا تو بخوبی ثابت ہوگیا کیونکہ جب اصل ہی نہین رہی تو اب اسکی فروعات کہان ؟ اور دوسری بات کا یہ جواب دیا کرتے ہین کہ اچھا

---

[۱] **ف** قرآن مجید مین بعض جگہہ یہود کے مذہب مین یہ واقع ہوا ہے یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کہ بعض کلمات کو انکی جگہہ سے محرف کرتے ہین اور سیطرح کی اور آیات ہین انکی تفسیر مین علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ یہود کتاب مین تبدیل نکرتے تھے بلکہ کسیکے سناتے وقت شرارت سے یہ کام کرتے تھے بعض کہتے ہین بلکہ نفس کتاب مین اغراض دنیاویہ سے تبدیل کرتے تھے خیر جو کچھ ہو مگر یہ بات یہود مدینہ کی بابت ہے لیکن قطع نظر اس آیت کے یہود کیا بلکہ کل اہل کتاب اپنی کتابون مین تحریف کرتے تھے اگرچہ آیت نازل نہوتی تب بھی یہ نفس الامری و ہیتہ حسب اقرار اہل کتاب برباقی رہتا ہماری دعوی تحریف کی بنیاد اس قسم کی آیات پر نہین بلکہ ایک نفس الامری واقع پر ہے اب اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہونا ہماری دعوی کو کچھ مضر نہین ۱۲ منہ و خفیہ کرسٹان تبقلید ولیم میور صاحب ان آیات کے ذیل مین جو کچھ علماء نے فرمایا ہے اور وہ جو بعض نفس قرارت مین تغیر کے قائل ہوئے ہین انسے اس توراۃ و اناجیل کو اصلی اور غیر محرف ثابت کرکے

کچھ فقرے الحاقی ہوئے تو کیا ہوا انسے ہمارے اصول مذہب مین کیا فرق آیا کل کتاب کیونکر غیر معتبر ہو گئی انمین محمد صاحب کی بشارت سے کیا علاقہ الخ چنانچہ فنڈر صاحب اور انکے دو مقلدون نے اپنی تصانیف مین یہی ذکر کیا ہی اور لفظ لفظ پر طعن و طنز کرتے گئے ہین۔ مگر یہ جواب اول سے زیادہ لغو ہی۔ پادری صاحبو ذرا اتنا تو سوچو کہ جب دو چار فقرے الحاقی ثابت ہو گئے گو بقول آپکے انسے آپکے اصول دین مین کوئی فتور نہ آوے مگر یہ کتاب تو غیر معتبر ہو گئی اب کیا اعتبار کہ آپکے اصول دین بھی ایسے ہی الحاقی فقرون سے ثابت ہون الغرض کتاب کی بے اعتباری یا کسی دستاویز کی بے اعتباری کے لیے ادنے شبہہ بھی کافی ہوتا ہی چہ جائیکہ صدہا الحاقات **ف** جب چارون انجیلونکا یہ حال ہے تو پولوس کے خطوطونکا کیا اعتبار ہے اسمین تثلیث اور خدا کا مجسم ہونا اور شریعت کو ترک کرنا وغیرہ وہ ملحدانہ مضامین ہین کہ جو تمام اہل نقل و عقل کے نزدیک بدتر اور خراب ہین اور پطرس اور دیگر شخصونکے خطوط بھی اُن شرائط سے خالی ہین کہ جو کتاب الہی کے لیے ضرور ہین۔

فصل سوم۔ ف خدا تعالی نے قرآن مین متعدد جگہہ توارت اور زبور اور انجیل کی مدح فرمائی ہے اور صحف ابراہیم و موسے کا بھی تبعاً ذکر کیا ہے اور قرآن کو ان کتب مقدسہ کا مصدق یعنی سچا کرنے والا کہا ہی چنانچہ فرماتا ہے مُصَدِّقٌ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کہ یہ قرآن پہلی کتابونکی تصدیق کرتا ہے۔ اور توارت کو کتاب منیر اور امام اور فرقان اور رحمۃ وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے اور حضرت عیسے کی نسبت یہ فرمایا ہے وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ الآیہ کہ ہمنے اسکو انجیل دی اسیطرح وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا فرمایا ہی کہ داؤد کو ہمنے زبور دی اور سورہ بقرہ مین ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ کہ ہمنے موسے کو کتاب دی یعنی توارت اور کئی جگہہ ان کتابون پر ایمان لانیکی تاکید فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ الآیہ کہ اے مسلمانو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسکے رسول پر نازل ہوئی اور جو اس سے پہلے نازل ہوئی اور سورہ بقرہ کے اول ہی مین مومنین کی شان مین فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ کہ مسلمان وہ ہین کہ جو چیز تجھپر نازل ہوئی اُسپر اور جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی اُسپر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہین۔ اور اسیطرح کی اور بہت سی آیات ہین یہان سے دو بات ثابت ہوئین **اول** یہ کہ توارت وہ کتاب ہے جو خاص حضرت موسے علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور زبور وہ کتاب ہی جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہی جو حضرت عیسے علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور کچھ اور صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ انبیا پر نازل ہوئے تھے۔ اور اس امر منصوص مین سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے خلف تک متفق ہین پس یہ کتاب جو موسی کے بعد مین تصنیف ہوئی اور کچھ مضامین توارت اصلی کے یادداشت کے طور پر اسمین درج کر کے توارت نام رکھا گیا قطعی وہ توارت نہین کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے اسیطرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسے کے بعد لوگون نے تصنیف کی ہین اور انمین حضرت عیسے کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہی کہ جسکو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اسکی تصریح فرمائی ہے اور امام رازی وغیرہ جمیع علماء اسلام اسی کے قائل بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ

---

۵ اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰى وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔

فصل سوم

متفق علیہا ہی بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا۔ پس اب جو اہل کتاب اس تورات و انجیل کو لیے پھرتے ہین اور اسکو اصل تورات و انجیل بتلا کر مسلمانونکو ایمان لانیکے لیے مجبور کرتے ہین محض فریب ہی اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے **دوم** یہ کہ تورات و انجیل و زبور و دیگر صحف انبیاء کہ جنکا قرآن مین ذکر ہے کلام الہی اور واجب التعظیم تھے جو کچھ خدا تعالی نے اپنے انبیاء کی معرفت انمین ذکر فرمایا تھا سب حق تھا **اسلام** کی بڑی خوبی یہ ہی کہ اُسنے یہ ہدایت کی ہے کہ اپنا اور بیگانہ کچھ نہ دیکھو بلکہ جسقدر خدا کے فرستادہ لوگ ہین کہ جنکو انبیاء کہتے ہین خواہ کسی ملک کے ہون اور جسقدر مقدس کتابین خدا نے بھیجی ہین سب پر ایمان لاؤ اگرچہ بحکم وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ کہ ہر گروہ مین خدا کی طرف کا ہادی آیا ہے وَرُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ (کہ بعض انبیاء کا آنحضرت سے ذکر آیا اور بعض کا نہین) ہر قوم اور ہر ملک مین خدا کے ہادی نبی یا اُنکے نائب ضرور آئے (کہ جنکا علم تفصیلی خدا ہی کو ہے اور اجمالا ہم سبکو حق جانتے ہین اور تفصیلاً اُنکی تعیین کرتے ہین کہ جنکا ذکر قرآن و احادیث مین آیا ہے) مگر چونکہ اُن انبیاء کے طرق اور کتب مین حوادث زمانہ سے وہ تغیرات پیش آئے اور وہ تحریفات اور خلط ہوا کہ جس سے اصل مذہب اور اصل کتاب مین کچھ امتیاز نہ رہا بلکہ اکثر وہ کتابین صفحہ عالم سے ناپید ہوگئین اور اُن مذاہب کے مشائخ نے اپنے خیالات فاسدہ کو مضامین الہامیہ مین ملا کر ایک ایسی معجون مرکب بنائی کہ جسکے اجزاء اصلیہ اور غیر اصلیہ مین تمیز کرنا کسی استحالۂ کیمیائی سے ممکن نہ رہا اس لیے خدا تعالی نے اپنی کمال رحمت سے سب نبیونکے اخیر ایک ایسا نبی بھیجا کہ جسکی تعلیم کامل کی وجہ سے آیندہ کسی نبی کی ضرورت نہ رہی اور اسپر وہ کتاب جامع نازل فرمائی کہ جسمین پہلے انبیاء کی ضروری ہدایتین اور اُن کتب مقدسہ کے سب اصول زمانہ اخیر کی رعایت لحاظ رکھکر جمع کر دیے اور ہمکو اس تکلیف مالایطاق سے نجات بخشی کہ کتابون کی تحقیق کرتے پھرین اور اُنکے وجوہ اصلی کے اثبات مین سرگردانی اُٹھاوین اور جو کوئی نسخہ بہم پہنچے تو پھر اُسمین اصل اور ملونی مین تمیز کرین للہ الحمد پس قرآن کا ماننا خدا کی تمام کتابونکا ماننا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا جمیع انبیاء پر ایمان لانا ہے اور انسے سرتابی اور انکار جمیع انبیاء اور اُنکی سب الہامی کتابون سے انکار کرنا ہے کہ جسکی سزا ابدی جہنم اور خدا کے جلال اور بادشاہی مین سب سے خوار اور ذلیل ہوتا ہے عیسائی برائے نام توریت کا بوجھ لادے تو پھرتے ہین مگر پولوس کے کہنے سے اسپر بالکل عمل نہین کرتے بلکہ اُسکو ذلیل سمجھتے ہین **ف٢** نزول قرآن مجید کے وقت گو تورات و انجیل اصلی دنیا پر نہ تھین جیسا کہ آپکو معلوم ہوا مگر اصلی تورات و انجیل کے صدہا احکام اور بیشمار باتین اہل کتاب مین زبانی یا ان فرضی کتابونکے وسیلے سے مشہور و معروف تھین لیکن وہ لوگ اپنی شرارت سے انپر بھی عمل نہین کرتے تھے اسلیے خدا تعالی نے جابجا قرآن کی صداقت ثابت کرنے مین اس بات کو ذکر کیا کہ یہ قرآن کتب سابقہ اور انبیاء سابقین کے برخلاف نہین بلکہ اصول مذاہب اور امور فطرت مین انکے مطابق اور انکا اور اگلے انبیاء کا مصدق ہی کہ جنکو تم مانتے ہو پھر اب قرآن کو نہ ماننا اُنکا نہ ماننا ہی۔ اور یہ کہ جنکو تم تورات و انجیل سمجھتے ہو اُسپر کیون نہین عمل کرتے اور جن انبیاء کی پیروی اور محبت کا تمکو دعوی ہے اُنکی پیروی کس لیے نہین کرتے۔ اور کبھی مشرکین عرب کو بعض قصص و احکام

ف١ وہ کرسٹان اپنی پہلی تحریرات کو غلط ٹھہرا کے اب پھر بادر یونکے خوش کرنیکو ان تورات و اناجیل کو اصلی بتاتا اور اس بات کے منکر کو کافر کہہ کے ضمناً مسلمانون کو کافر کہتا ہے ١٢ حکیم غلام حسن **ف٢** یعنی اپنی قوم اور اپنے ملک کا خیال نکر کے سب انبیاء کو حق مانو اس سے اس کرسٹان نے ہنود کے دیوی دیوتا کس لفظ سے سمجھکر مفسر پر الزام لگا دیا کہ وہ دیوی دیوتا ؤن کو نبی کہتا ہے ١٢ حکیم غلام حسن۔

مین الزام دینے کے لیے یہ بھی فرمایا ہے کہ انکو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو وہ بھی یہی کہتے ہین پھر محمد علیہ السلام نے کونسی نئی بات فرمائی ہے کہ جسپر تم چونکتے ہو ان باتون سے بعض ناواقف پادری یہی سمجھ گئے کہ نزول قرآن کے وقت توراۃ و انجیل بجنسہ موجود تھی کہ جسکی طرف خدا نے حوالہ دیا ہے اور جسپر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے اور وہ یہی توراۃ و انجیل ہے کہ جو ہمارے پاس موجود ہے حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے ف اہل کتاب بالخصوص پادریون نے اس توراۃ و انجیل موجودہ کے اصلی توراۃ و انجیل ہونے پر چند ادلہ بیان کیے ہین کہ جو محض وہم پر مبنی ہین مین انکے دلائل اور پھر انکے جواب ذکر کرتا ہون (۱) قرآن مین متعدد جگہہ توراۃ و انجیل پر اہل کتاب کو عمل کرنیکی ترغیب دی اور انکے محامد بیان فرمائے ہین اور انپر ایمان لانے اور ادب کرنے کی ترغیب دی اگر اسوقت یہ کتابین موجود نہ ہوتین تو عمل کس پر اور ایمان کس پر لاتے اور وہ آیات یہ ہین وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ الآیۃ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ الآیۃ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ الآیۃ وغیرہا من الآیات پس صاف معلوم ہوا کہ اسوقت توراۃ و انجیل اصلی موجود تھین اور وہ یہی ہین جو اب ہمارے پاس ہین نیاز نامہ کے مصنف نے اس دلیل پر بڑا زور دیا ہے اور بہت سے ورق سیاہ کیے ہین سہ ج اول اور دوسری اور پانچوین آیت کا اور جس قدر آیات اس مطلب پر دلالت کرتی ہین ان سب کا یہ جواب ہے کہ توراۃ و انجیل کے اوپر چلنے اور ان کے قائم رکھنے سے توراۃ و انجیل اصلی کے احکام مراد ہین جیسا کہ بیضاوی وغیرہ جمہور مفسرین نے بیان کیا اور خود مستدل نے نقل کیا اور قرینہ بھی دال ہے اور احکام توراۃ و انجیل کے بیشتر ان توراۃ و انجیل مین بھی پائے جاتے ہین پس نتیجہ یہ نکلا کہ اسوقت توراۃ و انجیل کے احکام انکے پاس موجود تھے اور احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ و انجیل کا موجود ہونا لازم نہین آتا دیکھیے ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین قرآن کے احکام موجود ہوتے ہین مگر ہدایہ کو قرآن نہین کہہ سکتے۔ تیسری اور چوتھی آیت کہ جسمین یہ ہے کہ یہود کے پاس توراۃ ہے اور اس قسم کی اور جملہ آیات کا یہ جواب ہے کہ یہان بھی توراۃ سے مراد احکام توراۃ ہین سو وہ بیشک یہود کے پاس خواہ بلا تغیر خواہ بالتغیر اس توراۃ فرضی مین ابتک موجود ہین پس احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ توراۃ اصلی کا موجود ہونا لازم نہین آتا۔ اور دلیل اس بات پر کہ توراۃ سے مراد احکام ہین بطریق اطلاق الکل علی الجزء یہ ہے کہ اصل توراۃ وہ ہے کہ جو موسیٰ پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ آیات مذکورہ سے ثابت ہے اور یہ مجموعہ موسیٰؑ کے بعد مرتب ہوا ہے جیسا کہ اسکے دلائل گزرے پس جسنے ہمکو یہ بتلایا کہ انکے پاس توراۃ ہے اسی نے یہ بھی کہدیا کہ توراۃ موسیٰ پر نازل ہوئی تھی پس مستدل جب تک اس احتمال کو کہ جو ناشی عن الدلیل ہے بند نکردیگا تو اسکی دلیل سے نتیجہ برآمد نہوگا۔ دوم یہود اس مجموعہ کو توراۃ کہا کرتے تھے اور ابتک کہتے ہین

ف پادریونکے قدیم نمک خوار نے بپردہ اسلام پنج گنج اور جواب تفسیر حقانی مین کسی انعام کی امید مین کتاب نوید جاوید اور رقیمۃ الوداد کے خلاف پھر ان کتابونکو ان آیات اور بعض اقوال سے بتقلید ولیم میور صاحب اصلی اور غیر محرف ہونا ثابت کرنا چاہا ہے اور ایسا زور لگایا ہے کہ ایمان کو خیرباد کہکر جو کچھ نہ کہنا تھا کہدیا مسلمانونکو ایسے پر حذر رہنا چاہیے کہ کل کو کوئی عیسائی انکی اس اخیر تصنیف سے جو بنام محمد صادق و محمد صالح لکھی ہے اہل اسلام پر حجت نہ پکڑے اطلاعاً یہ اعلان کردیا گیا اور کافہ علماء نے انکی تکفیر پر مہر بھی کردی ہے ۱۲ حکیم غلام حسن۔ سہ ولیم میور صاحب نے اپنی شہادت قرآنی مین انہین آیات سے استدلال کیا ہے ۱۲ منہ۔

اور اسمین اصلی توریت کے احکام بھی موجود ہین پس قرآن مین اُنکو ان احکام پر عمل کرنے مین الزام دینا مقصود تھا اس لیے اس مجموعہ کو اُسی لفظ سے تعبیر کرنا پڑا کہ جو اُنکے نزدیک مشہور تھا اور اگر کچھ اور کہتے تو وہ ہرگز نہ سمجھتے مثلاً کوئی شخص ایک کتاب تصنیف کرے کہ اسمین قرآن مجید کے اکثر احکام صحیح اور غلط طور سے جمع کرکے اُسکا نام قران رکھدے اور ہمین اُسکو اسوجہ سے کہ وہ اسپر عمل نہین کرتا الزام دینا منظور ہو اور اس مجموعہ کے نام لینے کی ضرورت پڑے تو بلاشک ہم اُسکو قرآن کے لفظ سے تعبیر کرینگے مگر اس سے کوئی نہ سمجھیگا کہ ہمنے اسکو اصل قرآن تسلیم کرلیا (۳) اہل کتاب کو اپنی کتابونکے گم کردینے یا بدل دینے مین کوئی غرض نتھی بلکہ ہر ایک مین اہل کتاب اور کتابہ تھے اور باہم بڑے غیور تھے پھر ممکن نہین کہ کوئی کتاب مین تصرف کرنے پاتا جسطرح کہ اہل اسلام مین کوئی قرآن مین کسیطرح تصرف نہین کرسکتا اور نہ کوئی بادشاہ اسکو مٹا سکتا ہے (نیاز نامہ وغیرہ ملخصاً) ج یہ ایک گمان یا وہم فاسد ہے کیونکہ جب پولوس مقدس اور حواری اول ہی صدی مین غل مچاتے ہین کہ لوگ انجیل کو الٹ دینا چاہتے ہین تو اب یہ غرض اُنسے پوچھنی چاہیے اور قرآن کا مدار اول ہی سے حفظ پر ہے اگر تمام نسخے دنیا سے معدوم کردیے جاتے تو بھی ایک حرف مین فرق نہ آتا بخلاف کتب مقدسہ کے کہ اُسکا مدار صرف لکھنے پر تھا اور لکھنے کی اور کاغذ کی قلت اور صدہا سال تک مصائب کی بڑی کثرت تھی پس اُنکا گم ہوجانا یا اُنمین تغیر ہونا کچھ بھی بعید نہین چنانچہ باقرار علماء اہل کتاب اب نہ وہ کتاب ہے جو موسیٰ نے لکھکر لاویونکو دی تھی نہ عیسےٰ کی وہ انجیل ہے کہ جسکی منادی کرنیکی وہ تاکید فرماگئے تھے اور جو پولوس مقدس کو بلا توسط کسی آدمی کے پہنچی تھی وغیرذلک (۴) ان کتابونمین بہت سے ایسے مضامین ہین کہ جو خدا کی ذات وصفات وتقدس اور انسان کو خدا سے تقرب اور محبت اور روح کی پاکیزگی کا طور بتلاتے ہین اور نیک چلنی اور اخلاق حمیدہ سکھلاتے ہین اور عالم کے پیدا ہونے اور انسان کی نجات کا وسیلہ بیان کرتے ہین وغیرذلک اور انمین بہت سی پیشین گوئیان بھی مندرج ہین جو اپنے وقت پر ظاہر ہوئین اور یہ سب مضامین بغیر الہام اور تائید روح القدس کے اور کسیکو حاصل نہین ہوتے۔ اس دلیل کو پادری فنڈر صاحب نے میزان الحق مین ہر ہر بات کا حوالہ دیکر بڑے بسط سے بیان کیا ہے اور ہر ایک بات کو ایک دلیل بناکر ایک کی چھ دلیل بتائی ہین اور بڑے زور سے نتیجہ نکالا ہے ج اولاً غایۃ ما فی الباب یہ مضامین الہامی اور انبیاء علیہم السلام کے فرمائے ہوئے ہین لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جس کتاب مین یہ مضامین بطور نقل کے جمع کردیے جاوین وہ انبیاء کی تصنیف اور الہامی کتاب بھی ہوجاے کیا اگر کوئی شخص قرآن کے مضامین کو ملخص کرکے اُسپر کچھ اور ملاکے کتاب بناوے وہ قرآن ہوسکتا ہے؟ ان مضامین کا الہامی ہونا اور بات ہے کتاب کا الہامی ہونا اور بات بہت سی غیر الہامی کتابونمین الہامی مضامین ہوتے ہین۔ ثانیاً ان کتابون مین اگر یہ عمدہ مضامین ہین تو اسکے ساتھ خراب مضامین بھی تو ہین کہ جنکو الہام کی طرف منسوب کرنا بھی نازیبا ہے جیساکہ پہلے گزرا پس یہ مجموعہ کیونکر الہامی ہوسکتا ہے؟ ثالثاً جن کتابونکے تم منکر ہو اُنمین بھی یہ مضامین نہایت عمدگی سے پاے جاتے ہین پھر اُنکو الہامی کیون نہین کہتے؟ (۵) یہ کتابین اُنکے مصنفین سے لیکر آجتک ہم مین متواتر چلی آئی ہین اور تمام امت کا انکے قبول کرنے پر اجماع ہوچکا ہے اور یہ اجماع ہر قرن مین پایا گیا ہے ج اول تو یہ دعوی غلط ہے کہ انکے مصنفین تک ہر قرن مین ان کتابون پر اتفاق رہا ہے کیونکہ تیسری صدی کے بعد قسطنطین کی وجہ سے

یہ اتفاق یا نفاق جو کچھ کہو پایا گیا مگر اس سے پیشتر یعنی حضرت مسیح سے تخمیناً تین سو برس تک تو سب کتابین عیسائیون مین عموماً مشہور بھی نہ تھین جیساکہ اوپر گزرا اتفاق اور اجماع ہونا تو کجا ؟ دوم اگر یہ سب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو غایۃ الامر یہ کتابین انکے مصنفین کی تصنیف قرار دیجاوینگی لیکن اس سے الہامی ہونا ہرگز ثابت نہو گا جبتک کہ وہ پہلی شرطین ثابت نہ کیجائینگی

اصل پنجم

(۵) چونکہ خدا سب کا خدا ہے تو اسکا دین بھی سب کے لیے ہونا چاہیے اور دین کی تعمیم بغیر اس بات کے ممکن نہین کہ وہ کتاب تمام عالم مین پھیلے اور یہ صفت خاص بائیبل بالخصوص عہد جدید مین پائی جاتی ہے کیونکہ اب کوئی ملک باقی نہین کہ جہان انجیل کی منادی نہوتی ہو۔ اور ہر زبان مین اسکے ترجمے ہوگئے ہین تو یہ نشان الہامی ہونیکا ہے ج یہ دلیل بھی محض باد ہوائی خیال ہے کیونکہ اول تو سب کتابون سے زیادہ بائیبل کی شہرت نہین بلکہ ابتدا سے لیکر ابتک جسقدر قرآن کی دنیا مین شہرت ہوئی اسقدر کسی کتاب کی نہین ہوئی کونسا ملک اور کونسی زبان ہے کہ جہان قرآن کے روح افزا مضامین لوگونکی زبان پر جاری نہین ؟ اور انجیل کی شہرت سے جو کچھ ہے سو تخمیناً ہزار برس سے ہے پس لازم آیا کہ اس سے پیشتر یہ کتاب الہامی نہ تھی پھر ہوگئی دوم زیادہ شہرت ہونے سے الہامی ہونا لازم نہین آتا گلستان اور کلیلہ و دمنہ کی شہرت بھی کچھ کم نہین انکو بھی الہامی کہو

اصل ششم

(۶) اس کتاب کے پڑھنے سے نیک چلنی اور محبت الہی اور روح کی صفائی پیدا ہوتی ہے اور یہ خاصہ الہامی کتابونکا ہے ج بالفرض اگر بعض مضامین کیوجہ سے جو کہ الہامی ہین یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی مجموعہ کتاب الہامی نہین بلکہ ان کتابونکے پڑھنے سے دل پر (تثلیث پرستی اور خدا کی ذات مقدس مین عیوب ثابت کرنیسے اور عیسے کو کفارہ سمجھکر دن مین ہزار بار حرامکاری کی اجازت اور شراب اور سور اور جھوٹ بولنے کی رخصت سے) وہ تاریکی اور الحاد پیدا ہوتا ہے کہ جو کسی کتاب سے نہین ہوتا یورپ مین اسقدر الحاد اور زنا اور جھوٹ اور شہوت پرستی کا شیوع انہین کتابونکے برکت سے ہوا ہے برعکس اسکے کہ قرآن مجید کی ہدایت کا اثر ابتک تمام عالم پر جلوہ گر ہے

فصل چہارم

(**فصل چہارم**) ہنود بھی اپنی کتابون کو الہامی کہتے ہین گو انکا قرآن مین کہین تفصیلاً ذکر نہین مگر ہر الہامی کتاب پر ایمان لانا ہم اہل اسلام پر فرض ہے اسلیے انکی تحقیق کرنا بھی ضرور ہوا واضح ہو کہ ہنود کے نزدیک یہ **چار وید** رگھ وید[۱]۔ یجر وید[۲]۔ شام وید[۳]۔ اتھربن وید[۴]۔ برھما کے منہ سے نکلے ہین۔ اور انکو ست جگ[۱۵] زمانہ کی تصنیف کہتے ہین۔ اور چھ[۶] شاستر (کہ جن مین نیائی شاستر ویدانت شاستر میمانسا شاستر سانکھ شاستر وغیرہ داخل ہین) اور اٹھارہ[۱۶] پران انہین سے نکلے ہین۔ چونکہ یہ شاستر اور پران اور دیگر کتب مہابھارت اور گیتا اور جوگ بششٹ اور رامائن وغیرہ ہنود کے نزدیک بھی انکے علماء کی تصانیف ہین اور کچھ مضامین وید سے لیکر یا تاریخی واقعات کو سن سناکر پنڈتون نے تصنیف کی ہین پس یہ تو کسیطرح کتب آسمانی ہو نہین سکتین لہذا ہم انکی تحقیق سے دست بردار ہوتے ہین مگر اسقدر یاد رہے کہ یہ سب کتابین اہل ہند کے نزدیک معتبر اور دینی ہین اسلیے ہم الزاماً علیہم کچھ مضامین انسے نقل کرینگے اور اب وید کی نسبت کلام کرتے ہین کہ جو انکے نزدیک برہما کے منہ سے نکلا ہے

---

۱۵ ہنود کے نزدیک زمانہ چار حصونمین منقسم ہے اوّل ست جگ[۱] دوم تریتا[۲] سوم دواپر[۳] چہارم کل جگ[۴] کہ جسکو برا زمانہ کہتے ہین اور ہر زمانہ کی کئی لاکھ اٹھاسی ہزار یا کچھ کم مدت قرار دیتے ہین ۱۲ منہ

۱۶ تفصیل انکی یہ ہے (۱) بشن پران[۱]۔ بھاگوت پران[۲]۔ متسیہ پران[۳]۔ اسکند پران[۴]۔ مارکنڈی پران[۵]۔ بھوشت پران[۶]۔ برہم بیورت پران[۷]۔ گروڑ پران[۸]۔ پدم پران[۹]۔ برہم پران[۱۰]۔ بالو پران[۱۱]۔ باون پران[۱۲]۔ گڑر پران[۱۳]۔ [illegible] پران[۱۴]۔ بارہ پران[۱۵]۔ لنگ پران[۱۶] یعنے شیو پران۔ نارد پران[۱۷]۔ برہمانڈ پران[۱۸]۔ ۱۲ منہ

سب سے قدیم انکے نزدیک رگ وید ہے اسمین قدیم لوگون کے چھند یعنی اشعار (دیوتاؤن کی مدح مین جبکہ انکے گھر پر جاتے تھے) مجمع الاشعار کے طور پر جمع ہین مگر ہر جگہہ ان اشعار کے مؤلفین کا نام نہین ہے تاہم بہت جگہہ سے یہ ثابت ہی کہ یہ اشعار فلان رشی یعنی عابد کے ہین اور یہ فلان کے چنانچہ ابتک انکے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہین سواس وید مین شاعرانہ (بالخصوص ایشیا کے قدیم شاعرون کے حد سے زیادہ) مبالغہ مذکور ہین انمین کہین کچھ فائدہ مند باتین بھی ہین اور کہین محض بیہودہ گپ ہے۔ اسکے بعد یجر وید ہے۔ یہ اس سے بہت عرصہ کے بعد تصنیف ہوا ہے اسمین اربعہ عناصر اور آفتاب و ماہتاب کی پرستش کے طریقے اور جگ کرنیکی ترکیب و منتر کسی نے جمع کردیے ہین اور جابجا مدح کے موقع مین رگ وید کے اشعار کو حسب موقع لکھدیا ہی گویا یہ ہنود کے رواج اور دھرم کا دفتر ہے بعد مدت کے پنڈتون نے یجر وید کو نئے طور پر مرتب کیا اور اسکی شرح کرکے ایک اور گرنتہ بنایا اور اسکا نام شام وید رکھا۔ اب رہا اتھربن وید سو اسکا قدماء مین کہین نام ونشان بھی نہ تھا چنانچہ منو سنگتا مین دوسری ادھیای کے ۲۳۰ دوسو تیس اور ۷۶ چھہتر اشلوک سے ظاہر ہے منوجی وغیرہ اسکو وید نہین مانتے ہین بلکہ کسی نے بعد مدت مدید کے تینون ویدون سے کچھ مضامین جمع کردیے ہین اور اسکا نام اتھربن وید رکھا ہے۔ قبل اسکے کہ مین کچھ اور بیان کرون محققین مذہب ہنود کے اس قول کو نقل کرتا ہون کہ جو ستیارتھ بودھنی سبھا[1] بریلی کے نام سے مشہور ہے **قولہم** پران کی مت مین یہ چارون وید برمھا کی زبان سے یعنی چار منہ سے نکلنا لکھا ہے الخ یہ بات قابل اعتماد کے نہین اس بات کو پنڈت لوگ جاننے والے وید کے خوب جانتے ہین کہ کوئی وید ایک وقت مین ایک آدمی کی زبان سے نہین بنا ہے سب ویدونکے جدے جدے بھاگ جدے جدے رشیون نے بنائے ہین اور بلکہ وید بنانیوالے رشیونکے نام بھی جگہہ جگہہ پائے جاتے ہین الخ جب اس قوم کے پنڈتون ہی نے اس بات کو رد کردیا کہ یہ برہما کے منہ سے نکلے ہین اور یہ اقرار کرلیا کہ انکے مصنف ایک دو شخص نہین ہین بلکہ متعدد لوگ مجہول الحال ہین تب انکو کسطرح سے الہامی اور کلام الہی مانا جاوے یہ اور بات ہی کہ اہل ہند اسپر نہایت اعتقاد رکھتے ہین اور اسکو پیار کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ اب ہم عام ہنود کے پرانے خیال کو تسلیم کرکے یعنی یہ بات مان کے کہ یہ سری برہما کے منہ سے نکلے ہین کلام کرتے اور انمین الہامی کتاب کی شرط کو تلاش کرتے ہین۔ اول ہمکو یہ بات دریافت کرنا چاہیے کہ برہما جی کون شخص ہین آیا خدا ہین یا اسکا کوئی پیغمبر ہے یا کوئی فرشتہ ہے یا کوئی عامی آدمی جو کسی خاص وجہ سے مشہور ہو گیا ہے؟ پھر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ اس کتاب کے کیسے مضامین ہین؟ اور پھر یہ مجموعہ اسکے مصنف سے بسند متصل بلا تفاوت ابتک پایا جاتا ہے یا نہین؟ **بیدانت** شاستر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ برھما البشر یعنی خدا تعالی کی ایک صفت (یا جزء) ہے کیونکہ اسمین خدا کی تین صفت قرار دی ہین ایک رج گن یعنی قوت ایجاد یا بھیہ کو جسکو برہما کہتے ہین اس صفت سے اسنے تمام عالم کو پیدا کیا دوسری صفت تربیت یعنی عالم کو پرورش کرنا جسکا نام ست گن ہی اسکو بشن (وشنو) کہتے ہین تیسری صفت تم گن یعنی فنا کرنا اور غضب و غصہ کو کہ جسکو مہادیب (مہادیو) کہتے ہین پس اس قول کے موافق برہما بشن مہادیو اسکی تین صفات یا جزء ہین نہ خدا ہین نہ کوئی پیغمبر نہ فرشتہ (یہ بیہودہ خیال پادریون کی تثلیث کا نمونہ ہے اسکے برخلاف شیو پران سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سری برہما ایک شخص نہایت بیعقل اور مشرک تھا کیونکہ اسمین لکھا ہی کہ بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا

[1] اس قول کو بتمام وکمال سوط اللہ الجبار کے صفحہ ۷۸ مین نقل کیا ہے جو چاہے وہان دیکھ لے ۱۲ منہ

اُنہین سے برہما پیدا ہوا دونون جھگڑنے لگے برہما کہنے لگا مینے تجکو پیدا کیا ہے بشن نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہے اتنے مین آسمان سے
دھوان پیدا ہوکر اسنے فیصلہ کیا کہ تو برہما اور یہ بشن ہے لے برہما تو اس سے پیدا ہوا ہے اب تو خلقت کو پیدا کر جب اُس دھوئین کو غور
سے دیکھا تو اُسمین لنگ یعنی آلہ تناسل کی صورت دکھائی دی اُسکی تحقیق کے لیے بشن سور بنکر زمین مین گھسا اور برہما ہنس بنکر
اوپر کو اڑا لیکن جب دس ہزار برس تک دونون کو اُسکی انتہا نہ پائی تو برہمانے یہ جانا کہ یہی خدا ہے تب سے لنگ پوجا شروع ہوئی
انتہی یہان سے چند باتین معلوم ہوتین (۱) یہ کہ برہما اور بشن دونون جاہل تھے کہ لنگ کو دیکھکر حیران ہوگئے اور انجام اُسکو خدا سمجھ لیا۔
(۲) برہما اور بھی زیادہ جاہل تھا کہ جسنے اپنے خالق بشن سے مقابلہ کیا (۳) یہ کہ برہما اور بشن نہ خدا ہین نہ خدا کی کوئی صفت نہ پیغمبر نہ فرشتہ۔ بلکہ
لنگ پرست۔ پدم پوران مین ہے کہ برہما اہنکاری یعنی شہوت پرست ہو اسنے اپنی بیٹی سرستی کی طرف بری نگاہ کی تب اُسکی بد دعا سے
اسکے مُنہ سے فحش جاری ہوا انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ برہما کوئی نیک آدمی بھی نہ تھا بلکہ نہایت شہوت پرست۔ اور یہ اسکا کلام الہامی
ہونا تو درکنار بلکہ فحش کا مخزن ہے پھر اُسکی تصنیف کے کیا کہنے ہین؟ مضامین بھی اس کتاب کے اس قابل نہین کہ انکو الہامی
کہا جاوے کیونکہ بت پرستی اور عناصر پرستی اور ستارونکی پرستش وغیرہ وہ لغو تعلیم اسمین اور اسکے ملخص پرانون مین ہے کہ جنکو کوئی اہل
عقل تسلیم نہین کرسکتا اور اسکے سوا بیحیائی اور فحش کے قصہ اور خداے قادر کی ذات وصفات مین جہالت اور عجز اور حدوث اور
شہوت پرستی اور خواب وغفلت کے نہایت ناپاک مضامین مندرج ہین علاوہ اسکے انہین پرانون اور ویدون سے یہ بھی ثابت
ہے کہ ایشر یعنی خدا تعالی پر چوبیس بار وہ سخت مصیبت پڑی کہ اُسکو بغیر سور اور شیر وغیرہ جانورونکے قالب مین آنیکے چارہ نہوا چنانچہ
تمام ہنود کے نزدیک یہ مسئلہ متفق علیہا ہے اور ان چیزونکو ہنود اوتار کہتے ہین ان چوبیس مین سے یہ اوتار نہایت بزرگ ہین۔
(۱) مچھ اوتار کہ خدا مچھلی کی صورت مین آیا (۲) کچھ اوتار کہ کچھوے کی صورت مین آیا (۳) بارہ اوتار کہ سور کی صورت مین آیا (۴)
نرسنگ اوتار یعنی شیر کی صورت مین دشمن کے ہلاک کرنیکو آیا (یہ ست جگ مین ہوے ہین) (۵) باون اوتار (۶) پرسرام اوتار (۷)
رام چندر اوتار کہ جو راون سے ہنومان کی مدد سے لڑا اور سالہا جنگلون مین سیتا کے فراق مین حیران وسرگردان رہا (یہ تریتا جگ مین ہوے
ہین) (۸) کرشن اوتار (۹) بودھا اوتار (یہ دواپر جگ مین گزرے ہین) معاذ اللہ اس لغو اعتقاد سے زیادہ اور کیا لغو اعتقاد ہوگا۔
عیسائیون نے بھی خدا تعالی پر گناہ معاف کرنیکی مشقت ڈالکر اسکو گناہ اُٹھانے اور پھانسی پانیکے لیے حضرت عیسے کی صورت مین
ظاہر ہونے پر مجبور مانا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اس مجموعہ کی سند متصل بھی کسی ہندو کے پاس نہین کہ سلسلہ وار اُسکے مصنف
تک پہنچا دیوے۔ ایک اور وجہ بھی ہے کہ جس سے وید کا الہامی ہونا رد ہوتا ہے وہ یہ کہ ان ہنود کے نزدیک برہما نہ اوتار ہین نہ خدا
اور نبوت کے یہ لوگ سرے سے قائل ہی نہین لس جب برہما انکے نزدیک بھی نبی نہین ہین تو اُسکی کتاب کسطرح الہامی ہوسکتی ہے
بعض ہنود جیساکہ منشی الکھ دھاری مترجم اپنکھد ھایہ کہتے ہین کہ چارون وید برہما کے قول کی شرح ہین بیاس نے انکو جمع کیا
ہے چنانچہ وہ کہتے ہین کہ رگھ وید برہما کے اس قول کی شرح ہے (پرگیانند برہم) اور یجر وید کو برہما کے اس قول کی شرح مین تصنیف کیا
(اہنگ برہما اسمی) کہ مین پرمیشر ہون۔ اور سام وید کو سری بیاس جی نے برہما کے اس قول سے بنایا (تتو مسی) یعنی ایشر ہون

اور اتھربن وید کہ جو تینون کا خلاصہ ہے۔ اس قول کی شرح مین بیاس جی نے ترتیب دیا ہو (آہنگ اتھا برہم) یعنی مین آیا پریشر انتہے ملخصاً۔ یہ قول اگرچہ پنڈتان سبھا بریلی کے نزدیک غلط ہے مگر کسیقدر اسکی اصل ہو تو کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ بیاس جی چندروز زرتشت کے پاس شہر بلخ مین تعلیم پانے گئے تھے اور ہنود مین مشہور ہے کہ سری بیاس ایک مدت تک غائب ہو کر نارائن جی کے پاس گئے تھے چنانچہ یہ بات وساتیر نامہ زرتشت مین اب تک موجود ہے جو چھاپ ملاحظہ فرمائیے پس کچھ تعجب نہین کہ یہ عناصر اور کواکب پرستی کے مضامین بیاس جی نے تعلیم زرتشتی کے موافق لکھے ہون اور پھر کچھ اور پنڈتون نے بھی اسمین ملایا ہو اور ہر کسی نے اپنے خیالات کو دخل دیا ہو بلکہ یہی یقینی بات ہو کیونکہ وید مین مختلف مضامین پائے جاتے ہین کہین کہین ذات باری کی تقدیس اور توحید بھی موجود ہے۔ اگر بیاس جی بھی اسکے مصنف ہون تو وہ بھی باعتقاد ہنود کوئی الہامی نہین بلکہ افعال و اقوال مین برہما جیو کے لگ بھگ ہین۔ ستونتی سے جسطرح انکا پیدا ہونا لکھا ہے اور پھر بھائیون کی بہیون پر دست شفقت پھیرنا جو باعبارت مین مذکور ہے اُسکے ذکر کرنے سے تو شرم ہی آتی ہے واللہ الہادی (**فصل پنجم**) پارسی بھی (یعنی آتش پرست کہ جنکو مجوس کہتے ہین) اس امر کے مدعی ہین کہ ہمارے وخشوروں یعنی پیغمبرون پر آسمان سے خدا کا کلام نازل ہوا ہے کہ جسکو وہ الہامی اور کلام خدا سمجھتے ہین ژند و استاد غیرہ گو اُنکے پاس اور کتابین

---

۵۱ فرقہ آریہ کا موجد دیانند کاٹھیاواڑی ہے جو چند برس ہوئے اجمیر مین انتقال کر گیا جو نئی روشنی کے سبب بہت ہندو اپنی خرافات سے نادم ہو کر اپنے قدیم مذہب کی ترمیم کرنا چاہتے ہین وہ اس گروہ مین شامل ہوتے جاتے ہین۔ یہ فرقہ ہنود کے اٹھارہ پرانون اور بہت سی کتابون کو غیر معتبر بتاتا ہے انکے نزدیک یہ چارون وید چار شخصون سے بذریعہ الہام ظاہر ہوئے ہین۔ اگن سے رگوید۔ وایو سے یجروید۔ آدت سے شام وید۔ انگرہ سے اتھروں وید۔ اور ان چارون ویدونکو قدیم بھی کہتے ہین۔ مگر لطف یہ ہے کہ ان چارون مصنفون کو قدیم نہین کہتے۔ اور مہابھاشہ مین ہے کہ اندر نے برہسپتی سے ست ودیا پڑھی اور اسنے انگرہ سے اور اُسنے منو سے اور منو نے وراٹ سے اور اُسنے برہما سے اور برہما نے اگنی اور اوک سے اور انہون نے بذریعہ الہام پرماتما سے حاصل کی۔ الخ۔ آریہ سے کہ جسکو آریہ پسند کرتے مین کئی باتین معلوم ہوئین (۱) یہ کہ انگرہ کا استاد منو ہے جو وراٹ کا شاگرد اور برہما کا شاگردان شاگرد ہے اور برہما اگنی کا شاگرد ہے جو رگوید کا مصنف ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ انگرہ اور اگنی کا ایک زمانہ نہین پھر اسکی تصنیف بھی رگوید کے بعد کی ہے۔ پھر وہ قدیم اور اناد کیونکر ہوسکتی ہے۔ اسیطرح اب ان چارون شخصون کی تاریخ مین غور کرنے سے عجب الٹ پھیر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ شخص ہنود مین معمولی مرتبے کے شخص تھے کوئی خصوصیت الہام اور کرامات کی نہ تھی آریہ کو لازم ہے کہ انکے تاریخی حالات اپنی معتبر کتابون سے بیان کرین۔ تب کچھ دعوی کرین۔ (۲) رگوید کے منڈل ۱۰۔ انوواک ۷ سکت ۹۰ منتر ۹ مین چارون ویدون کا بیان ہے (تکذیب براہین صفحہ ۱۱ مصنفہ پنڈت لیکھرام آریہ) اب بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ رگوید تو اگنی کا تصنیف ہے جو انگرہ کا کئی سلسلہ سے استاد الاستاد ہے جیساکہ اوپر گذرا جسکا زمانہ ہنود کے زمانہ عمر ہاے گزشتگان ہزارون برس سے کیا کم ہوگا پھر اسکی کتاب مین اس شخص کی کتاب کا جو اسکے صدہا ہزارہا برس بعد پیدا ہوا کیونکر ذکر آگیا؟ غالباً یہ رگوید کا فقرہ الحاقی ہوگا اگر یہ ہے اور غالباً یہی ہے تو ویدون مین الحاق بخوبی ثابت ہے (۳) ان کے بیان کے بموجب بیاس اور بشسٹ وغیرہ لوگ وید کے شارح ہین نہ کہ مصنف۔ اب چارون مصنفون سے پہلے اہل ہند مین کونسی کتاب الہامی تھی اسکا بھی پتا نہین ملتا؟ اور ان چارون سے پہلے ہنود کے اکابر کا ایمان اور شریعت اور دستور العمل کیا تھا اسکا بھی پتہ نہین ملتا (۴) اگر ان چارون ویدونکے مضامین کو دیکھا جاوے اور ان شرحون سے قطع نظر کیجاوے جو ہزارون برس ہونکے بعد تمام پنڈتون کے برخلاف دیانند نے پیدا کیے تو صاف معلوم ہو جاوے کہ ان ویدون کے مضامین الہامی نہین کس لیے کہ عناصر کی پرستش اور غیر مرئی چیزون سے استمداد اور مہاراجونکے قصے اور مذہبی دستوات مذکور ہین۔ (۵) اور لطف یہ ہے کہ یہی اندر اور برہسپتی اور برہما جو اگنی کے شاگرد بتلائے گئے ہین انہین کے محامد رگوید مین مذکور ہین الغرض کوئی بات بنتی نہین ۱۲

۵۲ ملل والنحل مین لکھا ہے کہ حکیم فیثاغورث کا ایک شاگرد قلانوس نامی علوم علویہ اور فن الہیات کا نہایت ماہر تھا اُسنے ہندوستان مین جا کر اقامت اختیار کی اور مذہب فیثاغورث کو عمدہ دلائل اور ریاضات سے ثابت کیا اور ایک شخص برہمن کو اپنا شاگرد بنایا چونکہ یہ برہمن بھی ان علوم مین نہایت لایق اور فائق ہوا اسنے تمام ہند کو مجاہدات و ریاضات کیطرف رغبت دلا کر اپنا مرید بنایا اور اسکے بعد پھر یہ مذہب فلاسفی اہل ہند کے دل پر نقش کالحجر ہو گیا انتہے۔ یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ ہند مین صدہا فرقے ہین اور انکی عبادت اور ریاضت کے طریقے بھی الگ ہین بلکہ معبود بھی الگ الگ ہین مگر انکے بعض فرقون مین فلسفی خیالات بھی پائے جاتے ہین کہ جنپر ہنود کو بڑا ناز ہے جیساکہ فرقہ بیدانتی اور کچھ عجب نہین کہ ان فلسفیونکے اقوال بھی اس کشکول قدیم یعنی وید مین جمع ہون جیساکہ بعض شاستر اور اپدر انونکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ ابو محمد عبد الحق

۵۳ یہ کتاب زرتشت کی تصنیف ہے کہ جو ایران مین گشتاسپ بن لہراسپ شاہ ایران کے عہد مین ظاہر ہوا تھا اور اسکو اپنے مذہب کیطرف بلایا اور خوارق دکھائے تھے اور اسفندیار نے اسکے مذہب کی ترویج مین بڑی کوشش کی تھی۔ اور ہندوستان سے بیاس جا کر اسکا مرید ہوا تھا ۱۲ منہ

بھی ہین مگر زیادہ مشہور اور معتبر دساتیر ہے اس کتاب مین چھوٹے چھوٹے (پندرہ شخصونکے) پندرہ نامے ہین (اول) نامہ آباد[ل] خشور کا اسکو ایرانی اول پیغمبر کہتے ہین (۲) نامہ جی افرام کا (۳) نامہ شائی کلیو کا (۴) نامہ یاسان کا (۵) نامہ گلشاہ کا کہ جسکو کیومرث بھی کہتے ہین (۶) نامہ سیامک وخشور کا (۷) نامہ ہوشنگ کا (۸) نامہ تہمورس وخشور کا (۹) جمشید وخشور کا (۱۰) نامہ فریدون کا (۱۱) نامہ منوچہر کا (۱۲) نامہ کیخسرو کا (۱۳) نامہ زرتشت وخشور کا (۱۴) پندنامہ سکندر کا (۱۵) نامہ ساسان اول کا (۱۶) نامہ ساسان پنجم کا۔ انمین سے اگر پندنامہ سکندر کو جدا نہ شمار کیا جاوے تو یہ پندرہ نامے ہین ورنہ سولہ ہین۔ انہین سے نامہ اول اور نامہ زرتشت اور نامہ ساسان اول تو تخمیناً ایک ایک جزء کے ہونگے ورنہ اور تو ایک صفحہ یا دو صفحہ کے نامہ ہین۔ ان ناموںکو ساسان پنجم نے خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کے عہد مین پاژندی[ع] زبان سے دری زبان مین ترجمہ کیا اور اصل کے فقرون پر ہندسونکے نشان لگائے گئے ہین اور ہر نامہ کے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ کا ترجمہ لکھ رکھا ہے۔ اسطرح جیسے (۱) بناہیم بہ یزدان از منش وخوے بد وزشت گمراہ کنندہ وبراہ ناخوب برندہ رنج دہندہ آزار رسانندہ (۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر مہربان دادگر۔ ان نامجات مین کچھ صفات باریتعالی اور یہ بات کہ عقل اول کے ذریعہ سے خدا نے تمام عالم پیدا کیا جسطرح کہ حکماء یونان کا مذہب ہے بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ حکماء یونان کے فلسفہ الہیات اور فلکیات اور عنصریات کو کسی نے نقل کر دیا ہے اور کواکب پرستی و آتش پرستی کے طریقے بھی مذکور ہین اور کسیقدر پیشین گوئیان ہین اب یہان چند امور قابل بحث ہین (۱) یہ کہ انکے مؤلفین نے انکو الہام سے لکھا ہے یا نہین ؟ (۲) انکے مؤلفین کون لوگ ہین ؟ (۳) انکے مضامین کیسے ہین ؟ اول امر کی نسبت یہ تحقیق ہے کہ یہ تمام نامے ایک شخص یعنی ساسان پنجم کے جمع کیے ہوئے ہین کہ جو خسرو پرویز کے عہد مین تھا اور اسکا حال یہ ہے کہ وہ اپنے آپکو تو کیا بلکہ اپنی اولاد[ع] مین ہمیشہ پیغمبری کا مدعی ہے چنانچہ اسکے نامہ کا ۳۹ فقرہ یہ ہے وور تخمہ تو پیغمبری ہمیشہ ماند اگرچہ اسکے حالات مفصلاً ہمکو معلوم نہین مگر اسکے نامہ مین دو چار پیشین گوئیان ایسی ہین کہ جنکے جھوٹ ہونیمین کسیکو بھی کلام نہین۔ ۲۵-۲۶ جملہ مین کہتا ہے۔ وپاداش گران گروہے باشند آرے۔ ۲۶ درہم افتادہ وبدکار وانچہ بزرگ الیشان گفتہ ہم نکنند انتہے یعنی جو گروہ عرب نبی عربی کا پابند کہ ایرانیونکو انکے گناہونکی سزا دیگا۔ بدکار اور اپنے پیغمبر کا نافرمان ہوگا سو یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت عمر کی خلافت مین حضرت سعد بن وقاص[رض] نے ایران کو فتح کیا ہے اور اسمین سب صحابہ شریک تھے اور انہین کے ہاتھ سے ایرانیون کی سلطنت برباد ہوئی سو وہ پیغمبر علیہ السلام کے ایسے فرمانبردار تھے کہ اجتک ایسی کوئی قوم اپنے نبی با بزرگ کی فرمانبردار نہین ہوئی جناب رسول خدا اس گروہ پاکباز کی جان و مال کے مالک تھے اور انکے نیک ہونیمین بھی کسی اہل تاریخ کو مجال گفتگو نہین مورخین یورپ کے اقوال آپ پہلے سن چکے ہین (۲) اسنے کہا کہ میری اولاد مین ہمیشہ پیغمبری رہیگی سو یہ بھی بالکل جھوٹ آجتک اسکی اولاد مین سے کسینے کوئی پیغمبر دیکھا تو کیا سنا بھی نہین ہان یہ بات اور ہے کہ کوئی پارسی بمبئی مین بیٹھکر پیغمبری کا دعوی کیا کرے (۳) وہ کہتے ہین کہ دین محمدی ہزار برس کے بعد ایسا خراب ہوگا کہ اختلاف باہمی کی وجہ سے پہچانا نہ جائیگا چنانچہ ۳۰ جملہ مین اسکی تصریح ہے۔ لیکن یہ بھی صاف جھوٹ کیونکہ گو امور جزئیہ مین باہم

ل نامہ ساسان پنجم کے ۷۰ جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہ آباد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہتے ہین کیونکہ اسمین ہے کہ خانہ کعبہ کو مہ آباد نے بنایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کعبہ کو حضرت ابراہیم نے تعمیر فرمایا ہے ع پاژندی ایران کی قدیم زبان ہے سنسکرت سے بہت مشابہ ہے اگر لب ولہجہ اور دیگر تفاوت قلیلہ کو دور کر دیا جاوے تو دونون ایک ہی زبان ہین۔ ایران کے قدماء کے رسوم اور اہل ہند کے رسوم وعادات وعبادات بہت قریب ہین وہان کے لوگ ہند مین اگر بادشاہ بن بیٹھتے ہون تو کچھ تعجب نہین۔ ۱۲ منہ

اہل اسلام میں بیا اختلاف ہوا ہو وہ ہزار برس سے کہین بیشتر بلکہ دوسری تیسری صدی مین شروع ہوا مگر بحمد اللہ ابتک قرآن اور احکام منصوصہ
اسلام و دیگر فرائض وغیرہا امور ضروریہ مین ایک بال کے برابر بھی فرق نہین آیا ان امور مین آجتک تمام اہل اسلام یک زبان ہین اور یہ
امور ہو بہو حضرت سے منقول ہین بلکہ انکے بزرگ ساسان اول کی پیشین گوئی بھی صریح غلط نکلی کیونکہ وہ اپنے نامہ کے ۳۰ جملہ سے
۰۸ تک یہ خبر دیتے ہین کہ عرب کے غلبہ ہو نیکے بعد پھر ساسان اول کی اولاد مین سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور ایرانیوں کی وہ حکومت
و شوکت برباد شدہ پھر عود کر آئیگی اور اہل اسلام ایرانیون سے ایسے بھاگینگے جیسا بلی سے چوہے بھاگتے ہین انتہے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ
ہے کیونکہ جب سے اسلام کا پھریرا ایران مین اڑا اسوقت سے لیکر ابتک اہل اسلام ہی غالب رہے ہین مجوسیونکی عزت اور سلطنت نے
عود نہین کیا علاوہ اسکے یہ ساسان خسرو پرویز کی بڑی مدح کرتا ہے اور اسکو فرشتہ منش کہتا ہے حالانکہ یہ خسرو وہ بدنصیب ہے کہ جسنے
پیغمبر آخر الزمان کا نامہ مبارک پھاڑا تھا اور آتش پرستی اور بدمستی اسکا شیوہ تھا پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ساسان پنجم نے
الہام سے نہین لکھا بلکہ دوسری بات بھی معلوم ہو گئی کہ مجوس کے اکابر کہ جنکی طرف یہ نامجات منسوب ہین (بلکہ ہنود کے اکابر سری
رام چندر و سری کرشن وغیرہم بھی) اگر یہ کتابین ٹھیک ٹھیک انہین کی تصنیف اور انہین بلا کم و کاست انہین کے عقائد مذکور ہین
تو وہ ہرگز پیغمبر نہ تھے غایۃ مافی الباب بادشاہ تھے اور حکمت و فلسفہ مین خوب دخل رکھتے تھے جسکی وجہ سے مشہور ہو گئے اور پیشوا
مانے گئے۔ ان کتابونکے تمام مضامین بھی ایسے نہین کہ انکو الہام کیطرف منسوب کیا جاوے بلکہ بعض جھوٹے مضامین اور بعض مین
شرک اور نازیبا باتونکی تعلیم ہے (شاہد اوّل) ساسان اول کے نامہ مین ۱۹ جملہ مین اس بات کی تصریح ہے کہ مرکر انسان کی روح
دوسرے جسم مین تناسخ کے طور پر جاتی ہے قولہ روان از تنے بہ تنے رونده است الخ[1] پھر اسکی شرح مین ساسان پنجم بڑے دلائل قائم
کرتے ہین حالانکہ یہ عقیدہ بالکل لغو اور باطل ہے نہ عقل اسکے مقتضی ہے نہ نقل (شاہد دوم) نامہ شت[2] جی افرام کے ۲۰ جملہ مین کہتا ہے
کہ مہ آباد کی اولاد مین چودہ[3] وخشور ہوئے ہین کہ انکو آباد کہتے ہین ان آبادون کی اولاد مین[4] سوزاد تک سلطنت قائم رہی۔ اور زاد حسب
تفسیر ساسان پنجم کرور تو کیا بلکہ ارب بلکہ کھرب بلکہ نیل سے بھی زیادہ ہے پس جب اسکو سو بار لیا جاوے تو کہانتک پہنچتا ہے؟ حالانکہ
اسکے جھوٹ ہونیمین کسی عقلمند کو بھی شک نہین کیونکہ مہ آباد ابراہیم علیہ السلام ہین اور بالفرض آدم بھی مراد لیے جاوین تو انکا زمانہ
ابتک سات آٹھ ہزار برس سے زیادہ نہین گزرا چہ جائیکہ جی افرام کے عہد تک مہ آباد کی نسل مین صدہا کرور برس کا زمانہ گزر جاوے
ایسی گپین زمانہ کی بابت ہنود کے ہان بھی ہین سری بیاس جی یہین سے سیکھ گئے ہین (شاہد سوم) نامہ وخشور یاسان
کے ۰۵ جملہ مین تصریح ہے کہ آگ اور ستارونکے آگے سجدہ کرو اور انکی تعظیم اور عبادت بجالاؤ پھر نامہ سیامک بن گلشاہ کے ۳۰ جملہ مین تصریح
ہے کہ اے سیامک ہمیشہ تو مشتری کی اسطرح ستائش کرا گے پھر اسکی بڑی ثنا و صفت ہے اور اس سے یون دعا مانگ کہ میخواہم از تو نیکبختی
ہر دو سرا ے پھر نامہ تہمورس مین آفتاب پرستی کی نہایت تاکید ہے اور اسکی بڑی ثنا و صفت بتلائی ہے کہ وہ عبادت کے وقت پڑہی

[1] اسیطرح نامہ اول کے ۰۰، ۱، ۲، ۷ جملونمین اسکی تصریح ہے کہ اس عالم مین انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ شادی و غمی رنج و خوشی دیکھتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے کسلیے کہ جب اول جسم مین اگر رنج و راحت پائی تھی وہ کونسے جسم کے اعمال کا نتیجہ تھا؟ ۱۲ منہ [2] شت بمعنی حضرت ۱۲ [3] چنانچہ اسکے معنی مین سے یہ بھی ہے بزرگ بخشندہ۔ ۲ فریادس الخ ۱۲ منہ

جاوے اور اُس سے یون دعا مانگی جاوے اور سجدہ کیا جاوے۔ پھر نامۂ جمشید مین ناہید یعنی زہرہ کی بڑی ستائش ہے اور وہ الفاظ و
مین مذکور ہین کہ جو خاص خدا تعالیٰ سے ہونے چاہیین الغرض آگ اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارونکی پرستش کے طریقے دساتیر مین
اکثر جگہ موجود ہین پھر ایسی کتاب معدن شرک وکفر کو کیونکر الہامی اور من جانب اللہ تصور کیا جاوے اور یہی آتش پرستی اور آفتاب پرستی
سری بیاس جی نے ہندوستان مین پھیلائی ہے انکے وید کو دساتیر سے نہایت مناسبت ہے کچھ عجب نہین کہ بیاس جی نے پاژندی زبان
سے اپنے اُستاد زرتشت کی کتاب کو سنسکرت مین ترجمہ کیا ہو اور وید نام رکھا ہو بلکہ یہی صحیح ہے بعض ہنود اور مجوس اس آتش پرستی اور آفتاب
پرستی کی یہ توجیہ کیا کرتے ہین کہ یہ جوہر نورانی ہین ہم انکو نہین پوجتے بلکہ انکی طرف منہ کرکے اور انکا دھیان دھر کر اور انکو جہت قبلہ سمجھکر
خدا کو پوجتے ہین مگر یہ توجیہ بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ عبادت یا پرستش یا پوجا جو چاہو سو کہو تذلل اور عاجزی اور استعانت اور اُسکی ثنا و صفت
کرنا اور اُسکو نافع وضار سمجھنا ہے سو یہ تمام باتین انکے ساتھ برتتے ہین پھر عبادت مین کیا باقی رہگیا۔ دیکھیے ہم خانہ کعبہ کو جہت عبادت
سمجھتے ہین مگر نہ اُس سے استعانت کرتے نہ اُسکو نافع وضار سمجھتے ہین نہ بوقت نماز یا طواف کچھ اُسکی حمد وثنا کرتے ہین پھر اسپر قیاس کرنا
دور از عقل ہے۔ اس مختصر مین مجوس کے فرقون کیومرثیہ وثنویہ وزرتشتیہ وغیرہ کی تفصیل کی گنجائش نہین ۰

خاتمہ

واضح ہو کہ توجیہ وتاویل کو بڑی وسعت ہے جس کلام کو چاہو تاویل کے ذریعہ سے اُسکی اصلی مراد کے برخلاف کرسکتے ہو چونکہ قرآن
مجید کی موافقت اور مخالفت کو لوگونکی دلی خواہشونکی کامیابی اور ناکامی مین بڑا اثر ہے اسلیے بہت سے اہل اسلام مین سے کجرو لوگون نے
اور بہت سے شریر اور بدعتیون نے اور بہت سے اُن لوگون نے کہ درپردہ اسلام تو کیا جملہ ادیان ومذاہب سے منحرف ہین مگر ظاہر مین
اسلام کو آڑ بنا رکھا ہے اور بہت سے ایسے لوگون نے کہ جو پہلے وہ اسلام کے مخالف تھے اور پھر وہ اسلام مین بخلوص آئے مگر وہ پچھلا زہر
بالکل نکلگیا یا منافقانہ اسلام کو قبول کرکے اپنے ملحدانہ خیالات کو پھیلانا چاہا اور بہت سے جاہل صوفیون نے قرآن مجید کو اُسکے اس اصلی
مرکز سے جو اُسکے نازل کرنیوالے نے قائم کیا تھا ہٹاکر تاویل کے ذریعہ سے اور طرف کردیا اور کلام الٰہی کو بالکل بدلدیا اور اُسکا نام تفسیر رکھا
چونکہ تفسیر سمجھکر بہت سے سیدھے سادے مسلمان اُنکے اُس زہر کو جو انہون نے اُگلا ہے آبحیات جانکر پی جاتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ انکا روحانی مزاج بالکل فاسد ہوجاتا ہے یہانتک کہ اسی مرض مین مرجاتے اور حیات ابدی سے محروم اور اس عالم مین ہمیشہ معذب و
مغموم رہتے ہین ان بیکسونکی بیکسی پر افسوس صد افسوس يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ
اسلیے مجکو ضرور ہوا کہ معتبر تفاسیر اجمالاً بیان کردون اور اعتبار کے لیے کلیہ قاعدہ بتلادون قاعدہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ فن
تفسیر دو جزو سے مرکب ہے ایک جزو منقولات دوسرا معقولات۔ اب جسکے دونو جزو اچھے ہونگے وہ تفسیر بھی اچھی ہوگی ورنہ نہین منقولات
شان نزول وغیرہ وہ امور جو نقل سے متعلق ہین اگر وہ آنحضرت علیہ السلام اور صحابہ کرام بالخصوص اُن دس[1] صحابہ سے کہ جو اس فن مین

(۱) خلفاء اربعہ وابن مسعود وابن عباس وابی بن کعب وزید بن ثابت وابوموسیٰ الاشعری وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم یہ اول طبقہ ہے۔ ۱۲ منہ

امام تھے اور پھر اُن تابعینؒ وغیرہم سے کہ جو اس فن کے ماہر تھے منقول ہے تو قابل اعتبار ہے بشرطیکہ نقل بھی بقاعدہ اہل حدیث معتبر ہو ورنہ رطب و یابس منقولات جو بعض تفاسیر مین علماء اہل کتاب وغیرہم سے منقول ہین اعتماد کے قابل نہین اور معقولات یعنی نکات قرآنیہ اور فصاحت و بلاغت و زباندانی کے متعلق باتین وغیر ذلک اُس فن کے علماء محققین اور کملاء مدققین کیطرف مستند اور اُنکے منظور نظر ہون تو خیر ورنہ بے تک باتین قابل التفات نہین۔ متقدمین منقولات کو بسلسلۂ روایات صحیحہ لکھا کرتے تھے مگر متاخرین نے یا صرف حوالہ ہی پر اعتماد کیا یا بغیر حوالہ اپنی خوش اعتقادی سے جو کچھ پایا لکھدیا اور کتاب کو نا معتبر بنایا۔ اور بعض نے متاخرین محدثین کی یہانتک تقلید کی کہ جو کچھ ان لوگون نے آنحضرت علیہ السلام یا صحابہ و تابعین کیطرف منسوب کردیا اُسکو السیا یقینی سمجھا کہ پھر اپنی تحقیقات کرنے کو بُرا جانا خواہ وہ کیسی ہی روایت کیون نہو اور خواہ اُس سے اسلام اور قرآن کے نورانی چہرہ پر دھبہ ہی کیون نہ لگے اور مخالفین اسلام اسکو تمسک بناکر اسلام کی کیسی ہی بیخ کنی کیون نہ کرین مگر یہ سادہ لوح جو بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے ہین اور باہر کا کچھ حال معلوم نہین انپر ایسا اڑتے ہین کہ ٹلتے ہی نہین بلکہ اس کھوٹی پونجی کو ہی تفسیر سمجھتے ہین اور جن محققین نے ایسے امور مین چھان بین کی ہے اُنکی تفاسیر پر نام دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ فن تفسیر سے مس نہین رکھتے۔ اور اُنکے برخلاف ایک اور گروہ ہے جو روایت کو چھوڑ درایت کا پابند ہے۔ انہون نے یہ غضب کیا ہے کہ اوہام و شکوک فلاسفۂ بے دین اور بیہودہ گوئی ملحدین کی وجہ سے روایت کو معتد بہ نہ سمجھا صحیح احادیث و اجماع سلف صحابہ و تابعین سے روگردانی کی حالانکہ قرآن اُنہین کی زبان مین اور اُنہین کے زمانہ مین نازل ہوا ہے اسکے مطالب کی شرح مین اُنہین کا قول زیادہ معتبر ہے اور بس الغرض افراط و تفریط دونون بری ہین۔ پس جس تفسیر مین روایت اور درایت دونون عمدہ اور صحیح ہین وہ تفسیر بھی عمدہ اور صحیح ہے اور جس مین ان دونون مین قصور ہے اُسیقدر اُسکی کتاب مین فتور ہے۔ تفاسیر صدہا ہین اگر اُنکے نام لکھون تو ایک دفتر بھی بس نکرے چنانچہ کتاب کشف الظنون مین بیشمار نام مندرج ہین

۱۵ تابعین مین ابن عباس کے شاگرد مکہ مین مجاہد و عطاء بن ابی رباح و عکرمہ مولی ابن عباس و سعید بن جبیر و طاؤس وغیرہم۔ اور کوفہ مین عبداللہ بن مسعود کے شاگرد بڑے مفسر تھے۔ اور اسی طبقہ مین ہین حسن بصری اور عطاء بن ابی سلمہ خراسانی و محمد بن کعب قرظی و ابو العالیہ و ضحاک بن مزاحم و عطیہ و قتادہ و زید بن اسلم و مرہ ہمدانی و ابو مالک و ربیع بن انس وغیرہم یہ لوگ بیشتر صحابہ سے نقل کرتے ہین چنانچہ مجاہد کہتے ہین کہ مین نے تیس بار ابن عباس کو قرآن مجید سنایا ہے یہ دوسرا طبقہ ہے۔ اور تیسرے طبقہ مین تبع تابعین ہین اُنمین سے سفیان بن عیینہ و وکیع بن الجراح و شعبہ بن حجاج و یزید بن ہارون و عبدالرزاق و آدم بن ابی ایاس و اسحق بن راہویہ و روح بن عبادہ و عبد بن حمید و ابی بکر بن ابی شیبہ و سنید ہین۔ چوتھے طبقہ مین وہ لوگ ہین جو انکے بعد ہین اُنمین سے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہین کہ جنکی تفسیر عمدہ اور مشہور ہے سنہ ۳۱۰ مین انکی وفات ہوئی۔ ایک ابن جریر شیعہ اور کرامیہ مین بھی ہین اس سے ناواقفون کو اشتباہ ہوجاتا ہے۔ اور اسی طبقہ مین ابن ماجہ و ابن مردویہ و ابو الشیخ و ابن المنذر ہین۔ پانچوین طبقہ مین وہ ہین کہ جو بحذف اسناد روایات بیان کرتے ہین اس طبقہ مین اکثر بہت خلط ملط ہوگیا۔ اس طبقہ مین ابو عبدالرحمن محمد بن حسین نیشاپوری صاحب تفسیر حقائق ہین وفات سنہ ۴۱۲ مین ہوئی ہے اور ابو اسحق احمد ثعلبی نیشاپوری اسکی تفسیر مین بھی محمد بن حسین نیشاپوری کیطرح رطب یابس ہے۔ و ابو محمد عبداللہ جوینی والد امام الحرمین انکی تفسیر کا نام بھی کبیر ہے اور ابو القاسم عبدالکریم قشیری متوفی سنہ ۴۶۵ اور ابو الحسن بن احمد نیشاپوری بھی ہین۔ چھٹے طبقہ مین وہ لوگ ہین کہ جنکا روایت مین کم اعتبار ہے جیساکہ قرطبی اور ثعلبی اور امام فخر الدین رازی۔ ساتوین طبقہ مین ہین ابو القاسم حسین راغب اصفہانی مصنف احتجاج القرآن فی قراءۃ مفردات القرآن انکی وفات سنہ ۵۰۲ مین ہوئی ہے اور ابو حامد محمد بن محمد غزالی ملقب بزین الدین مصنف جواہر القرآن و یاقوت التاویل انکی وفات سنہ ۵۰۵ مین ہوئی ہو غزالہ طوس کے قریب ایک گاؤن ہو ایک شخص محمود غزالی بھی ہین وہ معتزلی ہین بلکہ شیعہ اکثر لوگ لفظ غزالی سے دھوکہ کھاجاتے ہین اور اسی طبقہ مین ہین ابو محمد حسین بن محمود بغوی مصنف معالم التنزیل انکی وفات سنہ ۵۱۶ مین ہوئی ہے یہ بغشور کے رہنے والے ہین جو توابع خراسان سے ہے اسکے علاوہ اور بہت مفسرین اس طبقہ مین ہین ۱۲ منہ

مگر مین یہان چند تفاسیر کو بیان کرتا ہون ۔

تفسیر ابن جریر طبری[1]۔ یہ تفسیر منقولات مین بہت عمدہ ہے۔ بیشتر اسکی روایات صحیحہ ہین راقم الحروف نے اسکو مدینہ منورہ مین دیکھا ہے امام نووی تہذیب مین اسکی بڑی مدح کرتے ہین ۔

مجمع البحرین[2] ومطلع البدرین۔ جلال الدین سیوطی کی تصنیف اس مین اقوال منقولہ ودیگر فوائد کو نہایت احتیاط سے جمع کیا ہے اور اتقان کو اسکا مقدمہ بنایا ہے۔

تفسیر ابی اللیث[3] نصر بن محمد فقیہ سمرقندی حنفی متوفی ۳۸۳ھ کی تصنیف نہایت عمدہ کتاب ہے روایت اور درایت مین خوب اہتمام کیا ہے شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی نے اسکی احادیث کی تخریج کی ہے۔

تفسیر ابن کثیر[4] امام ابو الفداء اسمعیل ابن عمر قرشی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ کی تصنیف ہے یہ کتاب دس جلد مین ہے احادیث وآثار کو نقل کرکے جرح وتعدیل بھی کرتا ہے اچھی کتاب ہے۔

تفسیر اسحق بن راہویہ[5] امام ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی مروزی نخعی نیشاپوری متوفی ۲۳۸ھ کی عمدہ تفسیر ہے منقولات کو احتیاط سے ذکر کیا ہے ۔

تفسیر الخوارزمی[6] ابو الحسن علی بن عراق بن محمد بن علی عمرانی حنفی متوفی ۵۳۹ھ کی تصنیف بطرز اہل حدیث ۔

تفسیر الجوینی[7] امام ابو عبد اللہ بن یوسف نیشاپوری متوفی ۲۳۸ھ کی تصنیف مشہور تفسیر ہے ہر آیت کی دس وجہ پر تفسیر کی ہے۔

تفسیر کواشی[8]۔ موفق الدین احمد یوسف موصلی شیبانی شافعی متوفی ۶۸۰ھ کی تصنیف اسکی دو کتابین ہین بڑی کا نام تبصرہ اور چھوٹی کا نام تلخیص ہے۔

تفسیر قشیری۔ امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن شافعی کی تصنیف انکے علاوہ اور بھی قدماء کی بہت سی تفاسیر ہین کہ جن مین مسلسل روایات کو بیان کیا ہے۔ اب مین چند وہ تفاسیر بیان کرتا ہون کہ جو ہمارے ملک مین مشہور ہین ۔

تفسیر کشاف امام علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن محمد عمر زمخشری خوارزمی متوفی ۵۲۸ھ کی تصنیف اس کتاب مین علوم عربیت کو نہایت عمدہ طور پر جمع کیا ہے بلکہ علوم ادبیہ مین یہ کتاب سند ہے البتہ منقولات مین اس شخص کا پایہ بلند نہین اور کہین کہین مذہب معتزلی کی تائید بھی کرتا ہے اسلیے امام ناصر الدین احمد بن محمد بن منیر اسکندری نے ایک حاشیہ اسپر لکھا ہے کہ جسکا نام انتصاف ہے اسمین اسکے مذہب اعتزال کی باتو نپر گرفت کرکے کتاب کو درست کر دیا ہے اسیطرح اس کتاب پر علماء محققین کے بیشمار حواشی ہین منجملہ انکے قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی اور فخر الدین احمد بن حسن جاربردی وشرف الدین حسن بن محمد طیبی وسعد الدین علامہ تفتازانی وسید شریف علی بن محمد جرجانی وغیرہم کے حواشی ہین۔ یہ کتاب علماء مین نہایت مشہور ہے اگر اسمین اعتزال کی باتین اور روایت مین زیادہ احتیاط ہوتی تو بے نظیر کتاب تھی تاہم بس غنیمت ہے ۔

انوار التنزیل واسرار التاویل قاضی ناصر الدین ابی سعید عبد اللہ بن عمر بیضاوی شافعی کی تصنیف کہ جسکو تفسیر بیضاوی کہتے ہین اسکے مصنف کی وفات تبریز مین ۶۸۵ھ مین ہوئی ہے اس کتاب مین اعراب ومعانی وبیان کے جو کچھ متعلق ہو وہ کشاف سے

ماخوذ ہے اور جو کچھ حکمت وکلام سے متعلق ہے وہ تفسیر کبیر سے اور جو کچھ اشتقاق وغوامض حقائق ولطائف واشارات سے متعلق ہے وہ تفسیر راغب اصفہانی سے ملخص ہے اور باقی اپنا طبع زاد ہے خیر جو کچھ ہو مگر یہ کتاب نہایت عمدہ اور بڑی مشہور ہے اسنے ان لغو روایات کو جنسے اسلام پر دھبہ لگتا ہے یک لخت رد کر دیا۔ اس تفسیر پر بھی علماء کے بہت سے حواشی ہین منجملہ انکے محی الدین محمد بن شیخ مصلح الدین اور شیخ جلال الدین بن عبد الرحمن سیوطی اور ابو الفضل قرشی خطیب اور محمد بن جمال الدین شروانی وصبغۃ اللہ وشیخ محمود بن حسین حاذقی وشیخ شہاب خفاجی وملا عصام وعبد الحکیم سیالکوٹی وغیرہم کے حواشی ہین۔ اس کتاب مین فضائل سور مین احادیث ضعیفہ بلکہ موضوعہ بھی مصنف نے داخل کرکے اسکی عمدگی پر دھبہ لگا دیا تاہم بہت خوب تفسیر ہی

مدارک التنزیل حافظ الدین ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی تصنیف یہ مختصر تفسیر نہایت عمدہ ہے اسکے مصنف حنفی ہین وفات ۷۱۰ھ مین ہوئی ہے۔

معالم التنزیل ابو محمد حسین بن محمود بغوی کی تصنیف اسکو فراء بھی کہتے ہین فرو پوستین کو کہتے ہین یہ پوستین بنایا کرتے تھے انکی وفات ۵۱۶ھ مین ہوئی ہے یہ صاحب محدث ہین بطرز اہل حدیث تفسیر بیان کرتے ہین مگر اسمین کسیقدر غیر معتبر قصے مذکور ہین۔

تفسیر جلالین سورہ اسراء سے لیکر آخر تک جلال الدین محلی شافعی متوفی ۸۶۴ھ کی تصنیف ہے جب وہ ناتمام چھوڑکر مر گئے تو اسی طور پر امام جلال الدین سیوطی نے چھ سال بعد اسکو تمام کیا اور الحمد کی تفسیر بھی آپ ہی لکھی یہ تفسیر مختصر ہے نہایت خوب اسکے حواشی بھی بہت ہین کمالین اور ہلالین اور جمالین اور جمل وغیرہ اسمین مختصر طور پر شان نزول وشرح مفردات ہے۔

مفاتیح الغیب کہ جسکو تفسیر کبیر کہتے ہین امام فخر الدین محمد بن عمر رازی کی تصنیف انکی وفات ۶۰۶ھ مین ہوئی ہے۔ اسمین سب کچھ ہی مگر روایت مین کم پایہ ہے۔

تفسیر ابی السعود علامہ ابو السعود بن محمد عمادی کی تصنیف ہے۔

تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح کی تصنیف ہے یہ حضرت بڑے عالم اور صاحب نسبت حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد ہین نہایت عمدہ تفسیر ہے اکثر منقولات کو تحقیق سے لاتے ہین۔

در منثور۔ جلال الدین سیوطی کی تصنیف ہے اس مین کثرت سے منقولات ہین لیکن رطب ویابس۔

تفسیر رحمانی۔ شیخ علی بن احمد مہائمی کی تصنیف ہے مہائم گجرات مین ایک بندر ہے۔ انکی وفات ۸۳۵ھ مین ہوئی ہے آیات مین ربط خوب دیتے ہین حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کے وحدت وجود مین پیرو ہین۔

سواطع الالہام جسکو بے نقط تفسیر کہتے ہین ابو الفیض فیضی کی تصنیف یہ جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے امراء مین سے تھا تمام تفسیر مین بے نقط حروف لایا اور بڑا تکلف کیا ہے ایک طرح کی عبارت آرائی ہے مگر فن تفسیر اور دیگر تحقیقات سے بالکل بے بہرہ ہے۔

سراج المنیر شیخ خطیب شربینی کی تصنیف چار جلد مین ہے رازی وغیرہم سے اخذ کرتا ہے۔

فتح الرحمن۔ ترجمہ قرآن فارسی زبان مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔

فتح العزیز۔ جسکو تفسیر عزیزی کہتے ہین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تصنیف دو جلد۔ اول مین الحمد سے لیکر وان تصبوا الیہن الخ تک کی تفسیر ہے۔ دوسری مین سورہ تبارک الذی سے اخیر تک نہایت عمدہ کتاب ہے۔

فتح الخبیر شاہ ولی اللہ رح کی مختصر سی تفسیر جس مین آثار ابن عباس کو بطریق صحیح اور اسباب نزول کو کہ جو تفسیر بخاری و ترمذی و حاکم مین وارد ہے مختصر طور پر جمع کر دیا ہے اصل مین فوز الکبیر کا یہ پانچوان باب ہے۔

موضح القرآن شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ کا ترجمۂ قرآن اسمین محاورہ کو خوب مرعی رکھا ہے نہایت عمدہ اور مقبول ترجمہ ہے اور ایک ترجمہ تحت لفظی مولانا رفیع الدین صاحب کا بھی عمدہ ہے اور ایک ترجمہ فارسی مین سید شریف علی جرجانی کا بھی نہایت عمدہ ہے۔

تفسیر عباسی۔ کسی نے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایات کو جمع کر دیا ہے لیکن تصحیح طلب ہے۔

عرائس البیان ابو محمد روزبہان بقلی شیرازی کی تفسیر بر طریق اہل تصوف۔

فتح البیان نواب امیر الملک والاجاہ مولوی سید صدیق حسن خان بہادر زوج رئیسہ بھوپال کی تفسیر چار جلد مین ہے سید موصوف نے فتح القدیر محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۵ھ کی تفسیر کو ملخص کرکے لکھا ہے البتہ منقولات کو احتیاط سے درج کیا ہے۔

تفسیر القرآن آنریبل سید احمد خان بہادر دہلوی کی تصنیف ہنوز ناتمام ہے۔ اس شخص نے ترجمہ شاہ عبدالقادر کو ذرا بدلکر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے ان خیالات باطلہ کو کہ جو ملحدین یورپ سے حاصل کیے ہین اور جنکے اتباع کا انکے نزدیک ترقی قومی اور فلاح اسلام ہے درج کیا ہے اور بے مناسبت آیات و احادیث و اقوال علماء کو اپنی تائید مین لاکر الہام الٰہی کو تحریف کیا ہے در اصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ تفسیر آگے ہم اسی لقب سے اسکو یاد کرینگے انشاء اللہ خانصاحب بہادر کی بیباکی اور الحاد کی وجہ سے تمام ہندوستان کے علماء نے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے مگر چونکہ وہ اور انکی ذریت جنت و دوزخ کے منکر اور الہامی باتونکو لغو سمجھتے ہین اسلیے اس تکفیر کی بھی کچھ پروا نہین کرتے بلکہ مضحکہ اڑاتے ہین العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

فتح المنان بتفسیر القرآن مشہور بہ تفسیر حقانی اس بیوقوف کم استعداد ابو محمد عبدالحق بن محمد امیر بن شمس الدین بن نور الدین ابن خواجہ جعفر بن خواجہ سلیم بن مظفر الدین احمد بن شاہ محمد تبریزی کی تصنیف۔ اس کتاب مین روایت کو کتب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علماء محققین سے نہایت احتیاط کے طور پر لیکر جمع کیا ہے اور چونکہ مقصود کلام ربانی کا لوگونکو سمجھانا تھا اسلیے اسمین ان چند امور کی رعایت کی (۱) اردو مین اصل مطلب قرآن کو واضح کیا (۲) شان نزول بروایات صحیحہ لکھا (۳) آیات احکام مین اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کرکے پھر اختلاف مجتہدین اور انکے دلائل کو بیان کیا (۴) غیر ضروری سمجھکر فقط ایک ہی قرات کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا (۵) وجوہ مختلفہ مین سے ایک کو سب سے قوی سمجھکر ذکر کیا (۶) معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا۔ (۷) کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہ کے نہ لایا (۸) قصص مین جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن مین کئی جگہ بیان وارد ہے وہان سے ملخص کرکے بیان کر دیا (۹) آیات مین ربط دیا (۱۰) مخالفین کے شکوک و شبہات جسقدر تاریخی واقعات یا مبدء و معاد کے بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا۔ اور نفس ترجمہ مین تفسیر کو دو قوسون کے بیچ مین لایا

اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور رطب و یابس قصے بھرنے اور کسی خاص مذہب کی تائید کرنیسے کہ حق و ناحق اُسکی تائید کیجائے سے اجتناب کیا۔ یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کی متعلق باتون کے سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عجیب و غریب کتاب ہے خدا مقبول کرکے اس سے اپنے بندونکو اور مجھکو اور میرے متعلقین کو دنیا و آخرت مین بہرہ مند و خورسند فرماوے آمین اے میرے خالق و قدوس گو تیری نذر کرنیکے قابل میرا یہ کام اور یہ کلام نہین مگر تیری رحمت جو کہ واسع ہے اور اوراق لیل و نہار پر بقلم جلی لکھی ہوئی ہے اُسکا یہی مقتضے ہے کہ اسکو بھی مقبول کرلے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۱۳۱۰ھ آمین تمام ہوئی

اطلاع

اس کتاب مین جہان کہین مین نے کسی مذہب کا رد کیا یا کسی قول کا لغو سمجھکر جواب دیا اُس سے صرف اظہار حق مقصود ہے نہ کسیکا دل دُکھانا اور نہ کسی مذہب یا کسی شخص کی اہانت مطلوب ہے بلکہ محض خیر خواہی اور نفع رسانی مرغوب ہے ورنہ میرا یا خدا پاک کا نہ کوئی اسمین نفع ہے نہ نقصان کہ تمام لوگ دیندار خدا پرست بنجائین یا بیدین و ملحد کہلائین اور جو کسیکو یہ بھی ناگوار گزرے اور وہ سخن پروری سے باز نہ آئے تو ان شرائط کے موجب جواب عنایت فرماے (۱) یہ کہ مخالف کی جسقدر باتون پر مین نے اعتراضات کیے ہین اُنمین سے اگر بعض کا جواب دیوین تو یہ تصریح ضرور کردین کہ فلان فلان اعتراض بجا ہین (۲) یہ کہ جہان مین نے منع کیا ہے اسکے مقابلہ مین منع نہ وارد کرین بلکہ کسی دلیل سے اُس مقدمہ کو ثابت کردین (۳) یا ہماری سند منع کو نقیض مقدمہ ممنوعہ سے مساوات ثابت کرکے باطل کردین (۴) جس دعوی پر ہمنے کوئی دلیل انی یا لمی بطور قیاس اقترانی یا استثنائی قائم کی ہے وہان اگر مخالف نہ کسی مقدمہ معینہ پر منع کرسکے نہ نقض تخلف یا استلزام محال کے پیرایہ مین کرسکے نہ معارضہ بالقلب و بالمثل و بالغیر کرسکے تو ضرور اقرار کرے کہ یہ دعوی صحیح اور ثابت ہے (۵) دلائل نقلیہ و الزامیہ مین محض کسی قول غیر مسلم یا کتاب غیر مسلم کا حوالہ دیکر بس نہ کرے بلکہ کسی قول یا کتاب مسلم سے ثابت کردے بلکہ عبارت دقیق کو نقل بالفاظہ کرے۔ ہان جب کوئی نقل فریقین کے نزدیک ثابت ہو خواہ کسی کتاب یا کسی باب مین ہو اور حوالہ دینے مین باب یا کتاب کی غلطی ہوجاے اس غلطی پر کوئی مواخذہ نہوگا۔ پس اگر ان شرائط سے جواب نہوگا تو مجیب لائق خطاب نہوگا۔ چونکہ ؎ آزادہ جہان ہون مرے پاس زر کہان ٭ مین سرو کا درخت ہون مجھ مین ثمر کہان ٭ انعام مین مجیب کو لاکھ روپیے نہین دیسکتا لیکن مجیب لاکھ روپیے کا اشتہار تصور فرماکر قلم اوٹھاوے ولاحول ولاقوۃ الاباللہ ولاندعوا الا ایاہ ٭
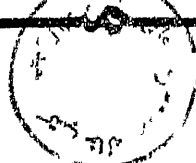
تمت بالخیر

۸ ۳ ۰ ۴
۱۷ / ۱۰ / ۲۰

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۱۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۹۷ع

استفتاء

کیا فرماتے ہین علماء اسلام ونائبان خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ مین

کہ ایک شخص پادریونکی کتاب شہادت قرآنی سے اب یہ بات کہتا ہے کہ یہ توریت واناجیل جو بالفعل یہود ونصاریٰ کے پاس موجود ہین بلاتحریف وہی اصلی اور صحیح توریت وانجیل ہین جو حضرت موسےٰ وعیسےٰ پر نازل ہوئی تھین اور آنکے تمام مضامین مخالفہ نصوص قرآنیہ واحادیث صحیحہ کو صحیح جانتا اور انکے منکر کو کافر کہتا ہے۔ چنانچہ توریت مین جو خدا کو مجسم ومتشکل اور اسکے لیے مثل لکھا ہے اور (۲) لوط علیہ السلام کا شراب پیکر اپنی بیٹیون سے زنا کرنا لکھا ہے (۳) اور حضرت ہارون علیہ السلام کا گوسالہ پرستی کرنا (۴) اور داؤد علیہ السلام کا اوریا کی بیوی بنت سبع سے زنا کرنا اور (۵) حضرت سلیمان کا بت پرستی کرنا لکھا ہے وغیر ذلک من الکفریات الصریحہ وہ سب کو حق کہتا ہے اور اُس توریت واناجیل کو اصلی وغیر محرف ثابت کرنیکے لیے علماء اسلام کے وہ اقوال وآیات واحادیث جو اصلی توریت کی مدح مین وارد ہین ان موجودہ توریت واناجیل پر محمول کرتا ہے اور آیت فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک سے آنحضرت علیہ السلام کو امی محض قرار دیکر یہود سے پوچھنے اور تعلیم پانے کا محتاج کہتا ہے اور نیز آنحضرت علیہ السلام کے جہاد فی سبیل اللہ کو سفاکی اور جہالت کہتا ہے اور نیز خدا تعالےٰ کو ممکن کہتا ہے اور اسنے قرآن مجید کو اناجیل وتوریت موجودہ سے مطابق کرنیکے لیے ایک تفسیر لکھنی شروع کی ہے اسمین الم ذلک الکتاب سے توریت مراد لیتا ہے علےٰ ہذا القیاس اور بھی اس قسم کی اسکی باتین ہین جیسا کہ کرامات اولیاء کا انکار نماز وروزہ کی تحقیر وترک پس ایسا شخص اہل اسلام کے نزدیک کون ہے؟ اور اسکی امامت کیا ہے

الجواب

یہ شخص کافر ہے اور اسکے عقائد مذکورہ کفر بواح ہین کیونکہ مخالف ہین نصوص قرآنیہ کے۔ نماز وروزہ کی تحقیر اور اولیاء اللہ اور اُن کی کرامات کا انکار۔ اور ترک صوم وصلوٰۃ جمہور اہل اسلام کے نزدیک خصوصاً اہل سنت کے نزدیک فسق وگمراہی بلکہ کفر ہے لان انکار ثابت بنص القران کفر۔ کما فی الکتب الکلامیۃ۔ اور نماز وروزہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ کرامات اولیاء بھی احادیث صحیحہ وقرآن واجماع سے ثابت ہے رہا خدا کا مثل ماننا اور اُسکے لیے جسم وشکل تصور کرنا سو یہ آیت لیس کمثلہ شئی کے برخلاف ہے اسلیے صریح کفر ہے۔ اسیطرح انبیاء علیہم السلام کو بت پرستی اور معاصی کبیرہ کیطرف منسوب کرنا صریح اہانت انبیاء علیہ السلام ہے اور یہ کفر ہے۔ اہانۃ الانبیاء کفر اور نیز حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما کفر سلیمان اور بت پرستی کفر ہے سو یہ شخص اس آیت کا انکار کرتا ہے اور نیز انبیاء علیہ السلام کے حق مین اللہ فرماتا ہے وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم الاولین والآخرین عطا کیے گئے تھے آنحضرت کو یہود سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور آیت مین ان شرطیہ موجود ہے کہ اگر شک ہو تو پوچھ اور آنحضرت علیہ السلام کو وحی مین ہرگز شک نہ تھا چنانچہ اس آیت کی تفسیر مین علامہ ابو السعود نقل کرتے ہین قال علیہ السلام لااشک ولااسئل کہ نہ مجھے شک ہے نہ مین ان سے سوال کرتا ہون دوم یہ علی سبیل الفرض والتقدیر ہے فان مضمون الشرطیۃ انما ہو تعلیق شئی بشئی من غیر

ف۱ یہ سب باتین اسکے رسالہ جواب تفسیر حقانی مین مندرج ہین ۱۲ ف۲ نوید جاوید صفحہ ۵۶ تا ۶۱ ف۳ ایضاً ص۱۱ ف۴ ایضاً ص۳۶ ف۵ ایضاً ص۲ خدائیکہ لاثانی امکان اوست ۱۲ منہ

تعرض لامکان شئی منہا کیف لاو قد یکون کلاہما ممتنع کقولہ تعالےٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین وقولہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک ابوالسعود سوم اس مین خطاب اس مخاطب کی طرف ہے جسکو وحی مین شک تھا - اور وہ مشرکین عرب تھے -
اور اسیطرح قرآن مجید مین جہانکہ اہل کتاب سے سوال کا حکم ہے سو اس سے اشارہ مشرکین عرب کی طرف ہے کہ جو قرآن مین شک کرتے تھے ان قصص وحکایات واحکام کی بابت جو یہود و نصاریٰ مین بھی مشہور ومعروف تھے اسلیے انکو حکم ہوتا ہو کہ انسے پوچھ دیکھو ورنہ اہل اسلام کو تو خود قرآن اور آنحضرت کے فرمودہ پر یقین تھا انکو تسلی کرنے کی کیا حاجت تھی سو جو ان آیات کو آنحضرت پر محمول کرے وہ خود جاہل محض ہے آنحضرت کو امی محض بمعنی مذکور کہنا صریح تحقیر ہے جسکی سزا ابدی جہنم ہے اعاذنا اللہ منہ - اور خدا کو ممکن کہنا بھی آیات تنزیہات کے صریح خلاف ہے - اسیطرح الم ذلک الکتاب سے بالاتفاق قرآن مجید کیطرف اشارہ ہے امام فخرالدین رازی فرماتے ہین اتفقوا علی ان المراد من الکتاب القرآن - اور یہ اسلیے کہ پہلے جو قرآن نازل ہونیکا انبیاء سابقین کی معرفت وعدہ ہوا تھا سو اس وعدہ گذشتہ کیطرف ذلک اشارہ بعید کے لیے آیا یا عظمت کیلیے علاوہ اسکے توریت مراد لینا تفسیر بالراے ہے جسکی نسبت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے من قال فی القرآن برایہٖ فلیتبوء مقعدہ من النار اخرجہ الترمذی - یعنی ایسے شخص کا ٹھکانا جہنم ہے - رہا توریت و اناجیل موجودہ کا غیر محرف و اصلی کہنا سو یہ بیشمار آیات واحادیث کے مخالف ہے کہین آیا ہے قد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفون من بعد ما عقلوہ وہم یعلمون کہین آیا ہے من الذین ہادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ اور اسمین تحریف کی کچھ بھی قید نہین علاوہ اسکے ہم اہل اسلام اس توریت پر ایمان رکھتے ہین جو حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی تھی جیساکہ قرآن مجید سے ثابت ہی ولقد آتینا موسی الکتاب ای التورٰتہ - اور یہ توریت قطعاً حضرت موسےٰ کے بعد تصنیف ہوئی ہے جیساکہ سفر استثنار کے اخیر باب سے صاف ظاہر ہے اور دیگر مقامات اسکی شہادت دے رہے ہین اور خود اہل کتاب کے محققین کو بھی اس بات کا اقرار ہے پھر یہ وہ توریت کیونکر ہوسکتی ہے اور اسیطرح انجیل بھی وہ کتاب ہے جو حضرت عیسےٰ پر نازل ہوئی تھی جیساکہ فرماتا ہے وآتیناہ الانجیل کہ ہمنے عیسےٰ کو انجیل دی - اور یہ چارون انجیلین تو نصاریٰ کے نزدیک بھی متی اور لوقا اور مرقس اور یوحنا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد تاریخ کے طور پر جمع کی ہین پھر یہ وہ انجیل کیونکر ہوسکتی ہین علاوہ اسکے ان مین بھی صدہا نہین بلکہ ہزارہا تحریفات واقع ہونیکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے اسلیے مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب جنکی تحریر کو عرب وعجم نے مان لیا ہے اپنی کتاب اظہار الحق کے صفحہ ۱۴۲ مین کہتے ہین کہ جب ہم چارون فصلون سے فارغ ہوچکے تو کہتے ہین کہ توریت اصلی اور اسیطرح انجیل اصلی آنحضرت علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے مفقود ہوچکین اور اب جو موجود ہین وہ بمنزلہ تاریخ کی دو کتابونکے ہین کہ جنمین صحیح اور غلط روایات جمع کردیگئی ہین اور ہم یہ نہین کہتے کہ وہ آنحضرت تک تو اصلی طور سے جمع تھین بعد مین تحریف واقع ہوئی حاشا و کلا انتہےٰ - اور نیز بخاری کی حدیث ابن عباس سے جو کتاب الشہادات اور کتاب الاعتصام اور کتاب الرد علے الجہمیہ مین واقع ہے ایسا ہی کچھ ثابت ہوتا ہے جیساکہ حدیث عمر سے کہ جسکو دارمی نے بسند صحیح نقل کیا ہے[۱] -

[۱] دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر توریت کے کچھ اوراق حضرت نبی علیہ السلام کے روبرو پڑھنے لگے اس سے آنحضرت کا چہرہ مبارک غصہ کے مارے سرخ ہوگیا ابوبکرؓ نے کہا اے عمر آنحضرت کے چہرہ کو نہین دیکھتا عمر نے اوراق ڈالدیے اور کہا مین اللہ اور اسکے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتا ہون رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا - آنحضرت نے فرمایا کہ بخدا اگر موسےٰ زندہ ہوتے اور تم مجھے چھوڑکر انکی پیروی کرتے تو گمراہ ہوجاتے - ۱۲ منہ

اور خود اس شخص نے اپنی کتاب رقیمۃ الوداد کے صفحہ ۱۳۱ مین اقرار کیا ہے کہ اصلی توریت و انجیل حوادث بخت نصر و قیاصرہ مین مفقود ہوگئین مشائخ یہود و نصاریٰ نے بعد مین اپنے طور پر جمع کر کے اسکا نام توریت و انجیل رکھا ہے اور کئی جگہہ اسنے ایسا ہی لکھا ہے فرض کرو آنحضرت کے عہد مین وہ توریت و انجیل بلا تحریف اصلی موجود تھی جسکی کہ قرآن مین مدح وارد ہے تب بھی یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ آج کل کی توریت و انجیل وہ نہین ہے کیونکہ وہ تو حضرت موسے و عیسے پر نازل ہوئی تھی نہ یہ جو بعد مین لوگون نے تصنیف کی - اور کسی دلیل سے حال کی توریت و اناجیل کی تصدیق قرآن یا کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتی اگر ثابت ہوتی ہو تو اسی کی جو موسے و عیسے علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور یہ کہنا کہ یہ وہی ہو دعوی باطل ہے -

اسیطرح آنحضرت کے جہاد کو سفاکی اور جہالت کہنا کفر صریح ہے - یہ شخص علاوہ جاہل محض ہونیکے خفیہ نصرانی معلوم ہوتا ہے

محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ — محمد سعید

حررہ الفقیر ابو محمد

سید محمد عبد السلام غفرلہ ۱۲۹۹

مواہیر علمای دہلی و اطراف آن

فہو مسعود محمد رحیم — مولانا مسعود صاحب مفتی احناف

محمد ہست درد و جہان شاہ

زنجمہ وارد امید شفاعت یعقوب

قسمت عبد الحکیم علم شد از فیض قاسم

محمد عبد الرب ابن مولانا عبد الخالق مرحوم

ابو محمد عبد الحق ۱۲۹۰ مصنف تفسیر حقانی

محمد امیر الدین ۱۳۰۱ واعظ جامع مسجد دہلی مصنف تفسیر ابر رحمت

ہو الحکیم الرشید مہتمم مدرسہ نعمانیہ

فقیر محمد حسین مصنف تصانیف عدیدہ

ولی النبی سجادہ نشین خانقاہ شریف

محمد اسمعیل مدرس فتحپوری

برہان الدین مدرس مدرسہ نعمانیہ

حبیب احمد مدرس مدرسہ فتحپوری

محمد یوسف شاگرد مولانا محمد شاہ

غلام محمد شاگرد مولانا محمد شاہ

محمد بہاء الدین شاگرد مولانا محمد شاہ

محمد امین ساکن جہلم

رحیم بخش واعظ

محمد عبید اللہ مدرس مسجد سنہری

محمد شرف الحق واعظ رد نصاریٰ

محمد عبد العدل ساکن سہلپت ضلع مظفرنگر

فضل احمد

مطیع اللہ ساکن جہلم

الٰہی بخش ابن عبد الوہاب

شیر محمد غزنوی

احمد حسن خان ابن مولوی منصور علیخان دہلوی

قاضی محمد وزیر الدین واعظ جامع مسجد دہلی

محمد عمر سجادہ نشین حضرت حافظ عبد العزیز مرحوم

حفیظ اللہ خان واعظ دہلی

مواہیر علماے مراد آباد و رام پور وغیرہ

حقیقت مین یہ شخص مرتد و کافر قطعی ہے اس لیے کہ وہ مثل اور صورت باریتعالی کا معتقد ہی اور یہ کفر ہی عالمگیریہ مین ہی یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او نسبہ الی الجہل اسیطرح انبیا کو باوجود معصوم ہونیکے کفر و شرک و زنا کیطرف منسوب کرنا سب و شتم و استخفاف ہی اور یہ کفر ہے کما فی الدر المختار والکافر بسب النبی یقتل و فی العالمگیریہ سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمہم الی الزنا الخ قال یکفر کتبہ محمد قاسم علی

محمد قاسم علی ابن حضرت مولوی عالم علی محدث مرحوم — صح الجواب حسن بن احمد نقوی مولانا سید مولوی محمد آل حسن صاحب — حافظ محمد شعیب اسکے کفر مین تامل نہین — محمد حسن مدرس مدرسہ اسلامیہ

محمد اسمعیل | لاریب فیہ محمد گل مدرس مدرسہ امدادیہ | ایسے عقائد والا بیشک کافر ہے محمد منصور علی مرادآبادی مصنف فتح المبین | قد اصاب من اجاب جان علی

ایسے عقیدہ کا آدمی کافر ہے محمود حسن مدرس مدرسہ اسلامیہ مرادآباد | یہ شخص قطعی کافر ہے محمد مجید الدین فریدی الفاروقی | صح الجواب سید عالم | ایسا فاسد العقیدہ دائرہ اسلام سے بیشک خارج ہے محمد مظہر الاحد صدیقی امروہی | صح الجواب عابد علی عفی عنہ

ایسا شخص اشد کافر ہے تصدق حسین خلف قاضی بلدہ مرادآباد | صح الجواب محمد ہدایت اللہ رامپوری مدرس مدرسہ جونپور | الجواب صحیح محمد ہادی حسن غازی پوری | صح الجواب محمد شبیر علی | صح الجواب سعد الدین طالب پوری

صح الجواب محمد عارف مدرس مدرسہ اسلامیہ کلکتہ | صح الجواب لطف الرحمن مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ | صح الجواب سید عبد الحق ساکن اطراف مرشدآباد

مواہیر علمای عظیم آباد پٹنہ و بہار وغیرہ

صح الجواب محمد عظیم | الجواب صحیح محمد لال | صح الجواب سید خفاءت حسین مولوی حکیم رئیس پٹنہ | ابو القاسم السید محمد عبد الغنی المجددی الحنفی بہاری | سید احمد حسین ساکن پٹنہ | یہ شخص مخرب دین اور مخالف قرآن مبین ہے حافظ احمد علی الہ آبادی

صح الجواب کفیل احمد مولانا مولوی حکیم کفیل احمد صاحب سکندرپوری مصنف نصرۃ المجتہدین وغیرہ۔

مواہیر علمای لکھنؤ خصوصاً فرنگی محل

ایسا شخص ... والله اعلم ابو الانوار محمد نعیم عفی عنہ ... العلوم عبد العلی | صح الجواب والله اعلم بالصواب ابو الکرم محمد عبد الکریم ۱۳۰۶ھ

معاذ الله ایسا شخص جو قطع نظر سراسر جہالت اور سراپا ... حماقت اور بالکل خرافت ہونے کے انبیاء واجب التعظیم اور ... کو بت پرست اور زانی ٹھہراوے اور انکی اہانت کرے خصوصاً آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو امی محض بایں معنی ... بے علم کے یہود سے توراۃ کی تعلیم پاتے تھے اور خلاف جمہور مفسرین کے قرآن کی تفسیر بیان کرے اسکے ضال اور مضل بلکہ کافر ہونے میں کیا شک ہے بیشک یہ شخص کفر اور ضلال اور اضلال میں اول پیشہ دجال اعور اور مسیلمہ کذاب کا یادگار ثانی ہے ظاہر میں مسلمان اور در پردہ نصرانی ہے ایسے آدمی فاسد الاقوال و کاسد الاقوال کا قول و عمل بالکل زٹل اور مہمل ہے اور اسلام میں موجب خلل و ضلل ہے

حررہ العبد الاسی محمد عبد العلی المدراسی عفا عنہ ربہ الباسی

محمد عبد العلی

و ہو الحاکم

جو امور جہلاً قبیح ہیں انکا صدور حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے بحالت نبوت قطعاً محال ہے اور محرف ہونا کتب اہل کتاب کا جو زمانہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم میں تھیں نص قطعی سے ثابت ہے پھر اسوقت کی توراۃ و انجیل کا کیا اعتبار ہے بناءً علی ہذا شخص مذکور یقیناً مسلوب الایمان ہے۔ حررہ العبد المشتاق الی رحمۃ ربہ القدیر ابو الضیاء محمد نذیر تجاوز الله عن ذنبہ الصغیر والکبیر بجاہ رسولہ البشیر ابو الضیاء محمد نذیر

صح الجواب والله اعلم بالصواب والیہ المآب حررہ الضعیف محمد حنیف الانصاری محمد حنیف الانصاری چونکہ یہ جاہل شخص علوم دینیہ اور عقائد حقہ اسلامیہ سے بالکل بے نصیب ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ جہل مرکب کفر کی تاریکی میں پھنسکر سواد الوجہ فی الدارین ہوگیا لہذا اس کا فرازلی کا قول و فعل قابل صد ہزار نفرین و ملامت ہے فقیر احمد رضا خان

ایسا شخص کافر ہے والله اعلم نمقہ عبد الباقی تجاوز الله عن سیاتہ یوم التلاقی عبد الباقی | صح الجواب محمد ابراہیم | صح الجواب والله اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا عنہ محمد عبد الوہاب

صح الجواب [ابوالغنا محمد عبد المجید] صح الجواب۔ حررہ الفقیر المذنب محمد معصوم الانصاری عفا اللہ عنہ الباری [محمد معصوم]

ایسا شخص یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے کہ در پردہ اسلام مین فتنہ برپا کرتا ہے [حررہ القاضی اشفاق احمد] ۞ قد اصاب من اجاب وقد کفر من قال قال

للاضلال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال نمقہ العبد المفتقر الی ربہ الغنی ابو محمد المدعو بالسید شاہ علی المصطفے آبادی ثم ملوآبادی حفظہ اللہ من شرور الاعادی [السید شاہ علی]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ خادم العلماء [محمد ظہور اللہ] ۞ یہ شخص سخت گمراہ ہے اسکے فتنہ سے مسلمانونکو بچنا لازم ہے [خاکسار محمد نیاز احمد عفی عنہ] ۞

بیشک ایسا شخص گمراہ ہے اور اگر توبہ نکرے تو کافر ہے [فقیر محمد حفیظ اللہ عفی عنہ] ۞ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب [فقیر محمد عبد العزیز عفا اللہ عنہ] ۞

یہ شخص اہلسنت کی جماعت سے خارج ہے مسلمانونکو چاہیے کہ اس سے میل جول سلام کلام بالکل ترک کرین کہ موجب خوشنودی خدا و رسول ہے۔ [احقر العباد محمد مراد] ۞

یہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا جاہل شخص اسلام مین فتنہ ہے اور اہل اسلام پر فرض ہے کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرین اور سو شہیدون کے ثواب کے مستحق ہون۔ خادم العلماء خاکسار [محمد ہدایت رسول مجددی قادری]

مواہیر علماے بمبئی

بیشک ایسا شخص گمراہ و فاسق بلکہ کافر ہے [عبید اللہ عفا عنہ] ۔ فی الواقع زید کا اگر ایسا ہی عقیدہ ہے تو اسکے گمراہ ہونے مین شک نہین [محمد صدیق عفا عنہ]

لاریب ان ہذا القائل ضال بل کافر ۔ کتبہ عبد المجید بن شیخ ابراہیم باعکظی عفی عنہ بیشک ایسے شخص کی گمراہی اور فسق مین کچھ شبہ نہین بلکہ اسکے کفر مین کلام نہین [محمد عبد القادر باعکظی عفی عنہ]

المجیب مصیب والمخالف مخیب لاالشک فی کفر المتصف بہذہ العقائد الباطلۃ لانہا مستلزمۃ لانکار الکلام المجید والقرآن العظیم نعوذ باللہ من شرور

انفسنا ومن سیئات اعمالنا (کتبہ محمد سعد اللہ القندہاری)

مواہیر علماء سورت و نادیر

ایسے عقائد و اعمال موجب کفر ہین کیونکہ ایمان کے شعبہ سے من جملہ کل کتب منزلہ سماویہ ہین کہ جسمین تورات و انجیل اصلی شامل ہین نہ یہ تورات و انجیل موجودۃ الحال کہ مصنفہ لوقا و متی وغیرہما ہین کیونکہ تورات و انجیل موجودۃ الحال کا اصلی ہونا ثابت نہین ہوتا اسلیے کہ تورات اصلی اور اسیطرح انجیل اصلی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت سے پہلے مفقود ہو چکی تھین اور اب جو موجود ہین سو وہ بمنزلہ کتب تواریخ کے روایات صحیحہ اور کاذبہ کا مجموعہ ہین جیساکہ علامہ محقق وحبر مدقق مولانا مولوی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ کہ جنکی تحقیق تمام عرب و عجم مین مشہور و مقبول ہے اپنی کتاب اظہار الحق کے صفحہ ۲۴۲ مین تورات و انجیل موجودۃ الحال کو بچند وجوہ غیر الہامی ثابت کرنیکے بعد یہ فرماتے ہین واذا فرغت من الفصول الاربعۃ اقول ان التوراۃ الاصلیۃ وکذا الانجیل الاصلی فقدا قبل بعثۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والموجودان الآن بمنزلۃ کتابین من السیر مجموعین من الروایات الصحیحۃ والکاذبۃ ولا نقول انہما کانا موجودین علی اصالتہما الی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم وقع فیہما التحریف حاشا وکلا جاکیہ متعدد مقامات پر قرآن مجید تغیر و تبدل پر ناطق ہو اصلی کہنا کلام الہی کی تکذیب کرنا ہے جو کفر صریح ہے اور نیز روایات کرتا بخاری علیہ الرحمۃ کا حدیث ابن عباس کو کتاب الشہادت اور کتاب الاعتصام اور کتاب الرد علی الجہمیہ مین اہل کتاب کی تبدیل و تغییر اور اپنے ہاتھو نسے لکھنا ثابت کرتا ہے فمن شاء فلیرجع الیہ اور نیز انجیل کی اضافت لوقا اور متی وغیرہما سے کلام مسیح ثابت نہین ہوتا پھر یہ کلام الہی کیونکر ہو سکتی ہے اور ہمارا ایمان کلام الہی پر ہے نہ کلام لوقا و متی پر الخ [حررہ المحمود رجاہ اللہ الودود] الجواب صحیح [الشیخ سراج الدین]

الجواب صحیح | السید عبد الکریم | ذلک الجواب ناطق بالصدق والصواب | کتبہ السید محمد بن السید عظیم الدین | لاشک فیہ | محمد فاضل |

ذلک کذلک رقمہ | محمد ابن امیر الدین | المجیب مصیب رسمہ | محمد سعود بن محمود عفی عنہما | ذلک الجواب صحیح | حبیب اللہ | اصاب من اجاب | محمد جعفر |

صح الجواب | خادم الحفاظ الحافظ عبد اللہ | سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا میل غیر سمت ہے قرآن شریف اور نبی علیہ السلام کی نسبت ایسا کلام کہنا موجب گمراہی اور کفر ہے۔ ہمارا ایمان جملہ کتب منزلہ پر ہے نہ اس توریت وانجیل پر کہ جو بعد میں لوگون نے بنائی ہے اور پھر یہ بھی تحریف وتبدیل سے خالی نہیں کتبہ خادم العلماء | محمد کاظم عفی عنہ | بیشک قرآن شریف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی اور کفر ہے ؎ فاق النبیین فی خلق وفی خلق ولم یدانوہ فی علم ولاکرم کتبہ خادم الطلباء | محمد بن صدر الدین عفی عنہ | بیشک یہ شخص فاسق اور گمراہ ہے اور ایسے عقائد واعمال موجب کفر ہین | محمود بن محمد ہاشم | ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی اور کفر کا ہے | خادم العلماء محمد بن اسمعیل عفی عنہ |

{ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی اور کفر کا ہے} زید مذکور مین اگر باتین مذکورہ ہین تو ضرور گمراہ اور فاسق ہے کیونکہ عقائد مذکورہ وامور مذمومہ خلاف آیات قرآنی واحادیث نبوی ہے اور تحریف کتب مذکورہ کی اور بے اصل ہونا ان کتب مذکورہ کا {عبد الغفور بن مولوی محمد اسمعیل عفی عنہ} قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا وقد کان فریق منہم یسمعون الخ یہ آیات واحادیث اس شخص کے فسق اور کفر کی دلیل ہین کتبہ العبد المفتقر الی رحمۃ ربہ المعین خادم العلماء العالمین محی الدین المعروف بہ قاضی رحمت اللہ مدرس عربی مدرسہ اشرفیہ | خادم شرع متین محی الدین |

صح الجواب حررہ العبد الذلیل محمد اسمعیل عفی عنہ | حافظ محمد اسمعیل مدرس مدرسہ احمدی | صح الجواب کتبہ العبد الحقیر الراجی رحمۃ ربہ الکریم | رحیم الدین | مدرس مدرسہ احمدی ۔

صح الجواب خادم شرع رسول | قاضی سید عبد الرسول | الامر المذکور کما ہو المسطور کتبہ اضعف عباد اللہ الصمد خادم العلماء والطلباء | حافظ محمد علی مدرس مدرسہ احمدی |

صح الجواب محمد عبد الرشید فاروقی التھانوی الدہلوی | الجواب صحیح | محمد لطف اللہ | | حسام الدین | صح الجواب یہ شخص کافر ہے ایسا کہ جس میں شائبہ دعوی اسکے اسلام مین شک ہے

واضح ہو کہ اس شخص نے چونکہ دعوی امامت کیا ہے جس سے امام مہدی بننے کی بو آتی ہے جو موجب فساد مذہب اور ملک ہے اور اسکے عقائد فاسدہ اور اسکی باتون سے اسلام کو سخت مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے اسلیے اسکے حالات کو بنظر نیک نیتی ظاہر کیا گیا ورنہ ہمکو انسے ذاتی کوئی کاوش نہین۔ اور حرمین شریفین کے علماء کرام کی مواہیر وفتاوی آنے مین چونکہ دیر ہوئی اسلیے وہ اس فتوی مین شامل نہو سکین بار دیگر جو طبع ہوگا اسمین انشاء اللہ شامل کردیجائینگی۔ اور ہندوستان کے باقی علماء کی مواہیر کی اسلیے کچھ ضرورت نہ سمجھی گئی کہ وہ سب اس امر مین متفق ہین سنی شیعہ مقلد غیر مقلد ۔ فقط